

دیر پا ہوتا ہے۔ مثلاً "بوستان" کی یہ حکایت پڑھ جائیے جو اس طرح شروع ہوتی ہے۔

بہ صنعا درم طفلی اندر گزشت

چہ گویم کہ آنم چہ بر سر گذشت

قضا نقش یوسف جمالے نکرد

کہ ماہی گورش چو یونس نخورد

اور دیکھئے کہ آخر میں اس سے جو نتیجہ نکالا ہو وہ کس قدر اثر انگیز اور درس آموز ہے۔

دوسری خوبی کلام میں مندرت اور اچھوتے پن کی بتائی گئی ہے یہ بھی سعدی کے ہاں بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔

عام خیال یہ ہے کہ اگلے زمانہ میں ابدال و قطاب کے ہاتھوں میں پتھر بھی چاندی ہو جاتا تھا۔ اسی چاندی اور پتھر کی یکسانیت کو سعدی نے اپنے انداز میں ایک نظم کے اندر ابدالیت نہیں قناعت پر محمول کیا ہے۔ "بوستان" کی حکایت شروع سے آخر تک پڑھ جائے اور مندرت کلام کا لطف اٹھائیے۔

شدے سنگ در دست ابدال سیم

تفہیم کہ در دست

چو قانع شدی سیم و سنگت یکے ست

نہ پنداری اس قول معقول نسبت

تیسرا وصف یہ بیان کیا ہو کہ خیالات اور واقعات خواہ معمولی ہوں، لیکن ان کا انداز بیان اور انہیں معنی کا لباس ایسا پہنایا گیا ہو کہ اس میں شاعری کی تمام خوبیاں پائی جاتی ہوں، اس میں بھی سعدی کا ہم پایہ ملنا مشکل ہوگا۔ "بوستان" میں ایک طویل نظم ہے جس میں زبان، کان، ناک، آنکھ کا بیان ہے اور انہیں خدائے تعالیٰ کی عظیم الشان برکات بتایا ہے، جن پر ہم سب کو شکر ادا کرنا چاہیے۔ نظم ملاحظہ ہو۔

کے از بندہ خیرے بہ غیرے رسد

گرا حق نہ توفیق خیرے رسد

بہ میں تا زباں را کہ گفتار داد

زباں را چہ بینی کہ افتار داد

کہ بکشادہ بر آسمان وز می است

در معرفت دیدہ آدمی است

اور اس طرح آخر تک یہ نظم چلی جاتی ہے۔

چوتھا وصف یہ بتایا ہو کہ شاعر نے جس مضمون یا خیال کا اظہار کیا ہو، شاعر اس کا پورا جوش اور دلولہ رکھتا ہو ورنہ کلام میں زور نہیں پیدا ہوتا، مظاہر فطرت کا ذکر اور ان سے اخلاقی اصول کا استنباط اگر شاعر کے دل میں عقیدہ کی پختگی اور اظہار میں جوش و دلولہ نہ ہو تو مطلوبہ اثر پیدا نہیں ہو سکتا۔ "بوستان" کی ایک نظم میں دیکھئے اسی بات کو کس خوبی سے ادا کیا ہے

مہ روشن و مہر گیتی و سرور

شب از بہر آسائش تست و روز

صبا از برائے تو سراش وار
ہمہ کار داران فرماں برند
ہم گستراند بساط بہار
وگر رعد چوگاں زند برق تنغ
کہ تخم تو در خاک می پرورند

الیٰ آخرہ

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سعدی کی شہرت اور گلستاں و بوستاں کی مقبولیت کا بڑا سبب یہ ہے کہ انھوں نے اخلاق جیسے مضمون کو اپنی نثر و نظم کا موضوع بنایا ہے اور اسی لئے انہیں اس قدر شہرت تانمہ اور مقبولیت عامہ حاصل ہو لیکن فارسی ادب پر نظر رکھنے والے اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ اخلاق و معنویت پر اس زبان میں جیسوں کتابیں ملیں گی جن میں سے بعض درس و نصاب میں بھی داخل ہیں، لیکن ان کتابوں کے نام بھی زبانوں پر مشکل سے چڑھے ہوئے ملیں گے، مضامین کا اثر و جذبہ لوگوں کے اخلاق و سیرت پر ہونا تو معلوم! برعکس اس کے سعدی کی گلستاں و بوستاں نے صدیوں تک لوگوں کے اخلاق و سیرت پر جو اثر ڈالا ہے وہ عظیم النطیر ہے۔ یہ سعدی کا حسن بیان اور شیرینی کلام نہیں تو افسوس کیا ہو!

خاکسار

سعید انصاری

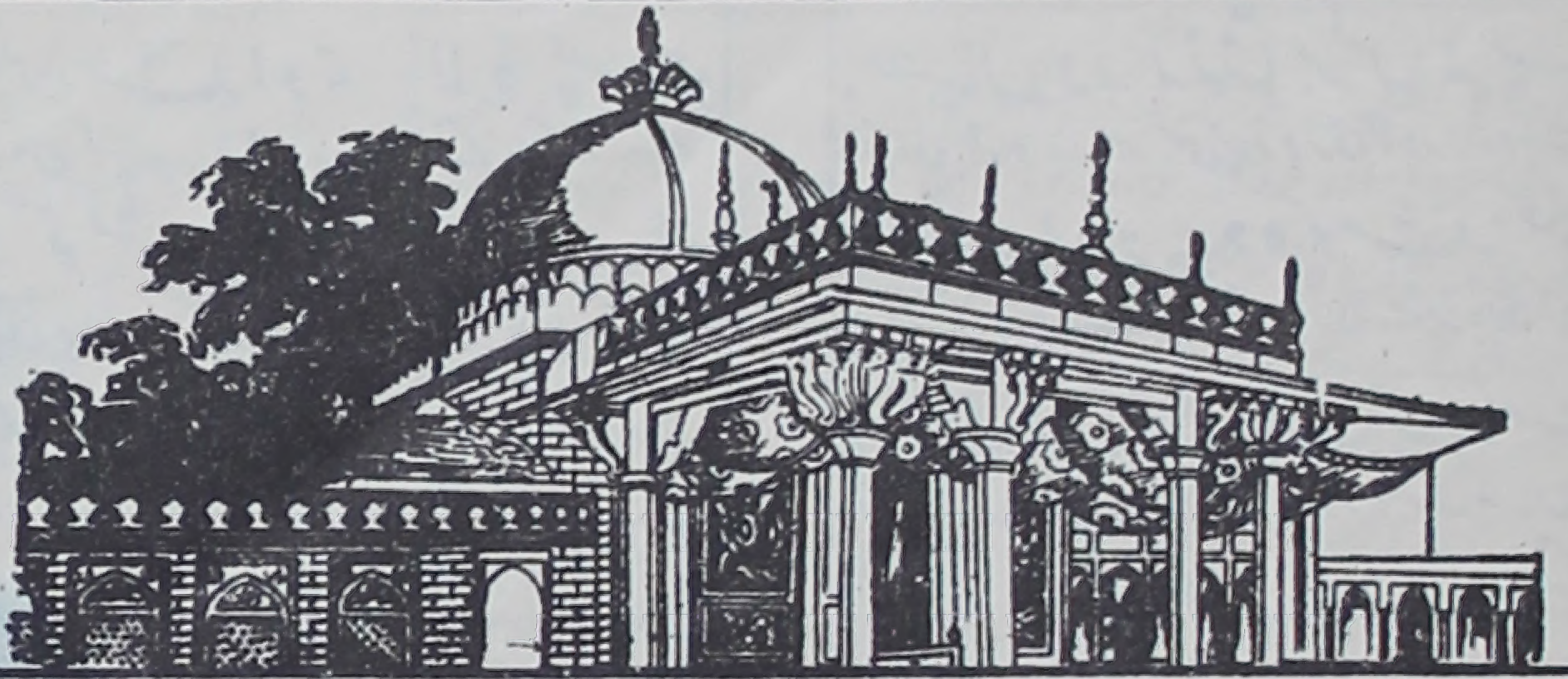
۳۱ جولائی ۱۹۶۱ء

جامعہ ملیہ اسلامیہ، جامعہ نگر، دہلی

قطعہ تائید

از جناب شوق دہلوی

یہ بوستاں سعدی کی بات ترجمہ لاثانی
دنیا یہی کہتی ہے کوزے میں بھرا دریا
دشوار جو عقدے تھے آسان ہوئے بجد
خالق ہی صلہ دے گا سب سے ادنیٰ اس کا
یہ معجزہ سعدی کا یہ شان خدا کی ہے
انیس سو اکتھ میں ہر گل ہے بہار افزا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

بنام چہاں دار چاں آفریں
خدا نام سرور کونہوں جو چہاں کو باقی رخصت والا جان کو پیدا کر نیا لا کر
خداوند بخشنده دستگیر
جو مالک بخشنے والا مددگار ہے
عزیزے کہ ہرگز درخش سہر بتافت
ایسا با عزت ہے کہ جس نے اس کے در سے منہ موڑا
سہر پادشاہان گردن فرار
متکبر بادشاہوں کے سر
نہ گردن کشاں را بگیرد و بغور
متکبروں کی فوری پکڑ نہیں کرتا ہے
وگر چشم گیر و بگردان زشت
اگر برکے کام سے ناراض ہوتا ہے
اگر با پدر جنگ جوید کسے
اگر کوئی باپ کے ساتھ لڑائی دنگا کرے
وگر خویش راضی نہ باشد ز خویش
اگر اپنا اپنے سے ناراض ہو
وگر بندہ چاکہ نیاید بکار
اگر بندہ مند تو کمر کام نہ آئے
وگر بر رفیقان نہ باشد شفیق
اگر دوستوں پر مہربان نہ ہو
وگر ترک خدمت کند لشکری
اگر سپاہی خدمت نہ کرے

حکیم سخن بر زبان آفریں
جو ایسا دانا ہو کہ زبان میں قوت کو پائی پیدا کرنے والا ہے
کریم خطا بخش و پوزش پذیر
جو سخی خطا معاف کر نیا والا عذر قبول کر نیا والا ہے
بہرور کہ شہج عزت نیافت
(بھر) جس در پر گیا پتہ عزت نہ پائی
بدر گاہ او بر زمین نیسا ز
اس کی بارگاہ میں عاجزی کی زمین پر ہیں
نہ عذر آورداں را براندہ بخور
نہ معذرت کرنے والوں کو ظلم سے بھگاتا ہے
چو باز آمدی ماجرا در نوشت
جب تو باز آجائے تو گزشتہ کو معاف کر دیتا ہے
پدرے گماں چشم گیر و بے
تو یقیناً باپ بہت ناراض ہو
چو بیگانگان نش براندہ پیش
تو اس کو خیروں کی طرح سامنے سے بھگا دے
عزیزش نہ دار و خداوندگار
تو آف اس کو پیارا نہ رکھے
بفرسنگ بگریزد از دے رفیق
تو دوست اس سے تین میل جاگے
شود شاہ شکر کش از دے بری
تو سپہ سالار بادشاہ اس سے بری ہو جائے

لے یہ شعر بسم اللہ
کے قائم مقام ہے۔
چہاں ارموصوف
مخدوف کی صفت
لگے شعر میں بھی حق
صفات مذکور ہیں
وہ بھی اسی مخدوف
موصوف کی صفات ہیں

لے تو بہ
کرنے
دالوں
کو اپنے
در سے نہیں بھگاتا
بلکہ رحم فرماتا ہے۔
نئے انسان انسان کو
برائی کا فوراً بدل دیتا
ہے لیکن خدا تعالیٰ کو
فوری سزا نہیں دیتا ہے۔

لیکن خداوند بالا و پست
لیکن شیب و سراز کے مالک نے
دو کونش کے قطرہ درجہ علم
دونوں جان اس کے علم کے سمندر کا ایک قطرہ ہیں
ادیم زمین سفیرہ عام اوست
زمین کی سطح اس کا عام دسترخوان ہے
اگر برجنا پیشہ بشتا فتنے
اگر ظالم پر وہ دوڑ لاتا
بری ذاتش از تہمت ضد و جنس
اس کی ذات بالمقابل اور ہم جنس کی تہمت بری ہے
پرستار امرش ہمہ چیز و کس
ہر چیز اور ہر شخص اس کے حکم کا فرماں بردار ہے
چنانچہن خوان کرم گستر و
بخشش کا ایسا چوڑا دسترخوان بچھایا ہے
لطیف کرم گستر کا ر ساز
ایسا مہربان، کرم فرمانے والا، کام بنانے والا ہے
مر اور رسد کبریا و مہنی
اُس ہی کو بڑائی اور خودی کا حق پہنچتا ہے
یکے را بسر بر نہد تاج بخت
کسی کے سر پر نصیب کا تاج رکھتا ہے
گلاہ سعادت یکے بر سرش
کسی کے سر پر نیک بختی کی ٹوپی اڑھاتا ہے
گلستاں کند آتش بر خلیل
(ابراہیم) خلیل اللہ پر آگ کو گلزار بنا دیتا ہے
گر آنست منشور احسان اوست
اگر وہ (حضرت ابراہیم کا واقعہ) ہے تو اس کے احسان کا فرمان ہے
پس پردہ بیند عملہائے بد
پردہ کے پیچھے برے کاموں کو دیکھتا ہے
بہمدید اگر برکش تیغ حکم
دھمکانے کے لیے اگر حکم کی تلوار سونٹے
وگر در دہد یک صلای کرم
اور اگر بخشش کا ایک اعلان کر دے

۱ یعنی کسی کا گناہ
اس سے پوشیدہ نہیں ہے
۲ اللہ کا نہ کوئی
بد مقابل ہے نہ اس
جیسا ہے۔

۳ اگر سب بھی گناہ
کریں تو خدا کی خدائی
میں کوئی فرق نہیں سکتا
۴ ایک فرضی پرنلہ

۵ گویا اس

کے

پروں

میں تیس

پرنلوں کے

سے رنگ ہیں۔

۵ حضرت ابراہیم

کو آگ میں الا گروہ

جنتی ہوئے، فرعون

کا لشکر پانی میں سے

دورخ میں گیا۔

۶ مقرب فرشتے

کوئی دخل نہیں

سکتے ہیں۔

بعضیاں در رزق بر کس نہ بست
ما فرمائی کی وجہ سے کسی پر روزی کا دروازہ بند نہیں کیا
گنہ بیند و پردہ پوشد بحکم
وہ گناہ دیکھتا ہے اور پردہ بازی سے پردہ پوشی کرتا ہے
چہ دشمن بریں خوان بغیاچہ دوست
اس عام دسترخوان پر دشمن اور دوست یکساں ہیں
کہ از دست قہرش اماں یافتے
تو اس کے غصے کے ہاتھ سے کون پنہا پاتا
غنی ملکش از طاعت جن و انس
اس کا ملک جن اور انس کی تابع داری سے بے نیاز ہے
بنی آدم و مرغ و مور و مگس
آدم کی اولاد، پرند، چوہنی اور کبھی
کہ سیمرغ در قاف قسمت خورد
کہ سیمرغ کوہ قاف میں روزی کھاتا ہے
کہ دارائے خلقت و دانائے راز
جو مخلوق کا نگہبان اور راز جاننے والا ہے۔
کہ ملکش و تربست و ذاتش غنی
کیونکہ اس کا ملک قدیم ہے اور اس کی ذات بے نیاز ہے
یکے را بجاک اندر آرد ز تخت
کسی کو تخت (شاہی) سے اتار کر خاک میں ملا دیتا ہے
گلیم شقاوت یکے در برش
کسی کے بدن پر بد بختی کی کسلی پہناتا ہے
گروہ ہے بآتش برد ز آب نیل
ایک گروہ کو دریائے نیل کے درلہ دورخ میں پہنچا دیتا ہے
ور اینست توفیق فرمان اوست
اگر یہ (فرعون کا واقعہ) ہے تو اس کے غصے کا فرمان ہے
ہمو پردہ پوشد بالائے خود
وہی اپنی عنایتوں سے پردہ پوشی کرتا ہے
بمانند کمر و بیباں صم و حکم
تو مقرب فرشتے بہرے گوئی ہو جائیں
عز ازل گوید نصیبے برم
تو شیطان بول اٹھے کہ میں بھی حصہ حاصل کروں گا

بدرگاہ لطف و بزرگش بر
 اس کی مہربانی اور بزرگی کی درگاہ میں
 فروماندگان را بر حمت و شریب
 عاجزوں کے لیے اپنی رحمت کے اعتبار سے قریب
 بر احوال نا بودہ علمش بصیر
 غیر موجود احوال کو اس کا علم دیکھنے والا ہے
 بقدرت نگہدار بالا و شلیب
 قدرت کے ذریعہ آسمان زمین کا نگہبان ہے
 نہ مستغنی از طاعتش پشت کس
 کسی کی کمر اس کی بندگی سے بے نیاز نہیں
 تدبیرے نکو کاری کی پسند
 قدیم ہے نیک کام کرنے والا، نیک پسند کرنے والا ہے
 ز مشرق بمغرب مہ و آفتاب
 مشرق سے مغرب کو چاند اور سورج کو
 زمین از تب لرزہ آمد ستوہ
 جب زمین شدت لرزہ سے عاجز آئی
 و بد لطفہ را صورتے چوں پری
 نطفہ کو پری جیسی صورت عنایت کرتا ہے
 نہ بدلعل و فیروزہ در صلب سنگ
 پتھر کی کمر میں نعل اور فیروزہ پیدا فرماتا ہے
 ز ابر افگند قطرہ سوئے بیم
 ابر سے ایک قطرہ سمندر میں ڈالتا ہے
 ازال قطرہ لو لوئے لا لا کند
 اس قطرے سے چکدار موتی پیدا فرماتا ہے
 برو علم یک ذرہ پوشیدہ نیست
 اس پر ایک ذرہ کا علم بھی چھپا ہوا نہیں ہے
 مہیتا کن روزے مار و مور
 سانپ اور چوٹی کی روزی بھیا کرنے والا ہے
 بامرش وجود از عدم نقش بست
 اسی کے حکم سے عدم سے وجود پیدا ہوا
 و گر رہ بکرم عدم در برد
 پھر عدم کے پردے میں لے جائے گا

بزرگان نہادہ بزرگی ز سر
 بزرگوں نے اپنے سر سے بزرگی اتار پھینکی ہے
 تضرع کنان را بدعت مجیب
 عاجزی کرنے والوں کی دعا قبول کرنے والا ہے
 با سرار ناگفت لطفش خبیر
 نہ کہے ہوئے رازوں پر اس کی باریک بینی خبر دے ہے
 خداوند دیوان روز حسد
 حساب کے دن کی کچھری کا مالک ہے
 نہ بر حرف او جائے انگشت کس
 اس کے کسی حرف پر کسی کو انگلی دھرنے کا موقع نہیں
 بکلک قضا در رحم نقش بند
 حکم کے قلم سے رحم میں (بچے کا) نقش بنانے والا ہے
 رواں کرد و گستر دگیتی بر آب
 چلایا اور دنیا پانی پر بچائی
 فرو کو وقت بردامش میخ کوہ
 اس کے دامن پر پہاڑ کی کیل ٹھونکی ہے
 کہ کردست بر آب صورت گری
 (خدا کے علاوہ) کس نے پانی پر نقاشی کی ہے
 گل لعل در شاخ پیروزہ رنگ
 سرخ پھول سبز رنگ کی شاخ میں لگاتا ہے
 ز صلب آورد نطفہ در شکم
 ریڑھ کی ہڈی سے نطفہ شکم (مادر) میں اتارتا ہے
 وزیں صورتے سرو بالا کند
 اور اس (نطفہ) سے سرو قد صورت بناتا ہے
 کہ پیدا و پناہا بہ نزدش یک نیست
 اس لیے کہ اس کے لیے کھلا ڈھکا ایک ہے
 و گر چند بیدست و پایند و زور
 اگرچہ وہ کتنے ہی بے دست و پا اور کمزور ہیں
 کہ داند جزا و کردن از نیست ہست
 اس کے علاوہ گون نیست ہیست بنانا جانتا ہے
 وز آنجا بصرائے محشر برد
 اور وہاں سے قیامت کے میدان میں لیجائے گا

یعنی اللہ کی
 ذات ہمیشہ سے ہے اور
 ہمیشہ رہے گی۔
 یہ خدای کی
 قدرت و نطفہ میں شکل و
 شبہت قائم فرماتا
 ہے۔
 خدا
 نے
 انسان
 کو معدوم سے
 موجود فرمایا پھر مار کر
 ناپید فرمادے گا اور
 پھر حشر میں موجود
 کر دے گا۔

جہاں متفق بر الہیتش

اس کی خدائی پر تمام جہاں متفق ہے

بشر ماورائے جلالش نیافت

انسان نے اس کے جلال سے آگے کچھ نہ پایا

نہ بر اوج ذاتش پرد مرغ ورم

اس کی ذات کی بلندی پر ورم کی چڑیا نہیں اڑ سکتی

دریں ورطہ کشتی فروشد ہزار

اس بھنور (معرفت ذات الہی) میں ہزاروں کشتیاں غرق ہوئیں

چہ شبہا نشستم دریں سیر گم

اس سیر میں بہت سی آرائیں گم ہوا بیٹھا رہا

محیط ست علم ملک بر بسیط

اللہ کا علم کائنات پر احاطہ کیے ہوئے ہے

نہ ادراک در کُنہ ذاتش رسد

علم اس کی ذات کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا

تواں در بلاغت سبحاں رسید

فصاحت میں سبحان کے مرتبہ تک پہنچا جاسکتا

کہ خاصاں دریں رہ فرس راندہ اند

کیونکہ خاصان خدا نے اس راستے میں گھوڑے دوڑائے ہیں

نہ ہر جائے مرکب تواں تا ختن

ہر جگہ گھوڑا نہیں دوڑایا جاسکتا ہے

وگر سالک محرم راز گشت

اگر کوئی سالک مجید سے خبردار ہوا

کسے را دریں بزم ساغر دہند

اس محفل میں اس کو جام دیتے ہیں

یکے باز را دیدہ بر دوختہ ست

کسی باز کی آنکھیں سلی ہوئی ہیں

کسے رہ سوئے گنج قارون برد

قارون کے خزانے کا کسی کو راستہ نہ ملا

بمردم دریں موج دریائے خوں

میں اس خون کے دریا کی موج میں فنا ہو گیا

اگر طالبا ہی کیں زمیں طے کنم

اگر تو اس کا طالب ہے کہ اہل راستے کو طے کرے

یعنی انسان اللہ

کی جلالی اور حیالی

صفات کو نہیں سمجھ

سکا اس کی حقیقت

عاجز ہے۔

یعنی سبحان اہل

عرب کا مشہور خطیب

یہ حدیث شریف

میں آیا ہے۔

لاہی

نثار

علیک

یعنی میری

تعریف کا احاطہ

نہیں کر سکتا۔

یہ ان اشعار

میں ان حالات کی

طرح اشارہ ہے جو

سالکوں کو پیش آتے ہیں

فرو ماند در کُنہ ماہیتش

اس کی ماہیت کی حقیقت میں عاجز ہے

بصر منتہائے جمالش نیافت

نگاہ اس کے جمال کے انتہا کو نہ حاصل کر سکی

نہ در ذیل وصفش رسد دست فہم

نہ اس کی صفت کے دامن تک سمجھ کا ہاتھ پہنچا ہے

کہ سدا نشد تختہ بر کنار

کہ ایک تختہ بھی کنارے پر نمودار نہ ہوا

کہ دہشت گرفت آستینم کہ قم

اچانک دہشت نے میری آستین پکڑ لی کہ کھڑا ہوجا

قیاس تو بروے نہ گرد و محیط

تیرا اندازہ اس کا احاطہ نہیں کر سکتا ہے

نہ فکرت بغور صفاتش رسد

نہ غور و فکر اس کی صفات کی گہرائی تک پہنچ سکتا

نہ در کُنہ بے چون سبحاں رسید

سبحان بے مثال کی حقیقت تک نہیں پہنچا جاسکتا

بلا اُھسی از تگ فرو ماندہ اند

لا اُھسی کے مطابق دوڑے عاجز رہے ہیں

کہ جاہا سیر باید انداختن

بلکہ بہت سے مواقع پر ڈھال پھینک دینی پڑتی ہے

بہ بندہ بروے در باز گشت

تو اس کی دہلی کا دروازہ بند کر دیتے ہیں

کہ داروئے بہوشیش در دہند

جس کو بے ہوشی کی دوا اس میں ملا کر دیتے ہیں

یکے دیدہ ہا باز و پر سوختہ ست

کسی کی آنکھیں کھلی ہیں پر جلے ہوئے ہیں

وگر برد رہ باز بیرون برد

اگر راستہ ملا تو پھر واپس نہ ٹوٹا۔

کز و کس نہ بدست کشتی بروں

جس سے کوئی اپنی کشتی نکال کر نہ لے جاسکا

نخست اسب باز آمدن بے کنم

تو پہلے واپسی کے گھوڑے کے ہاتھ پر کاٹ ڈال!

تاتل در آئینہ دل کنی

دل کے آئینہ میں غور و فکر کر

لگر بوی از عشق مستیت کند
شاید عشق کی خوشبو تجھے مست کر دے

بہ پائے طلب رہ بدنجبا بری

طلب کے پائوں سے تو پہاں تک راستہ طے کریگا

بد تر و یقین پر وہ ہائے خیال

خیال کے پردوں کو یقین چاک کر دے گا

و گر مرکب عقل را پو یہ نیست

عقل کی سواری کے لیے کوئی رفتار نہیں ہے

دریں بحر جزر و مد داعی نرفت

اں سمندر میں ہدایت کرنیوالے کے سوا کوئی نہیں گیا

کسانے کہ زیں راہ برگشتہ اند

جو لوگ اس راستے سے منحرف ہوئے ہیں

خلاف پیہر کسے رہ گزید

جس نے پیہر کے خلاف استہ اختیار کیا

میت دار سعدی کہ راہ صفا

اے سعدی یہ نہ خیال کر کہ نجسات کا راستہ

صفائی بتدریج حاصل کنی

آہستہ آہستہ صفائی حاصل کر

طلب گار عہد الستت کند

الست کے اقرار کا تجھے طلب گار بنادے

وزنجبا بال محبت پری

اور اس جگہ توجہ کے پردوں سے اڑے گا

نماند سرا پر وہ الا جلال

جلال کے علاوہ کوئی پر وہ نہ رہے گا

عنا نش بگرد و تحسیر کہ الیست

حیرت اس کی باگ تپڑے گی کہ کھڑی رہ

گم آں شد کہ دنبال راغی نرفت

وہ گم ہوا جو چہ دا ہے کے پیچھے نہ چلا

برقند بسیار و سرگشتہ اند

وہ بہت چلے اور بہت پریشان ہوئے ہیں

کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

وہ ہرگز منزل کو نہ پہنچے گا

تواں رفت جز بر بے مصطفیٰ

آں حضور کے نشان قدم کے خلاف بھی چلا جا سکتا ہے

در نعت سرور کائنات علیہ افضل الصلوات

سرور کائنات کی تعریف میں۔ ان پر بہترین درود نازل ہوں

نبی البرا یا شفیع الامم

خلائق کے پیغمبر امتوں کے شفاعت کرنے والے

امین خدا مہبط جب برئیل

خدا کے امین جب برئیل کے اترنے کی جگہ

امام الہدی صدر دیوان حشر

ہدایت کے امام قیامت کی کچہری کے صدر

ہمہ نور یا پر تو نور اوست

تمام نور ان ہی کے نور کا سایہ ہیں

کتب خانہ چند ملت بشست

کتنے مذہبوں کے کتب خانے (مذہب) والے

معجز میان سرزد و نیم

معجزہ سے حاند کے دو گھرے کر دیئے

کریم السجاء جمیل الشیم

شریف عادتوں والے حسین خصلتوں والے

امام رسل پیشوائے سبیل

رسولوں کے امام راستے کے پیشوا

شفیع الوری خواجہ بعث و نشر

مخلوق کے شفیع، قیامت کے سردار

کلیم کہ چرخ فلک طور اوست

ایسے کلام کرنے والے کہ چرخ فلک کا طور ہے

شمس کہ ناکر وہ قرآن درست

ایسے شمس (کتب میں) قرآن پڑھے بدون

چو عزمش بر آہنخت شمشیر بیم

جب ان کے ارادے نے خون کی تلوار سنوتی

۱۔ سالک کو

سب سے پہلے قلب کی

اصلاح کرنا ضروری ہے۔

۲۔ اللہ نے ازل

میں سب روحوں سے

دریافت فرمایا تھا

(السنۃ برکتکم)

کیا میں تمہارا پروردگار

نہیں ہوں؟ سب سے

جواب میں (جلی) کیوں

نہیں کہا تھا۔ یہ

عہد الست کہلاتا ہے۔

۳۔ اس مقام

پر سچ لکھا ہے کہ

عین الیقین کا مرتبہ

حاصل

ہو جاتا ہے۔

۴۔

آں حضور

کی ذات

گرامی مراد ہے۔

۵۔ حضرت موسیٰ

کوہ طور پر اللہ سے

ہمکلام ہوئے اور

آں حضور آسمانوں پر

۶۔ آنحضرت کا اشارہ

سب سے پہلے اللہ نے

میرے نور کو پیدا کیا۔

۷۔ حضور نے کسی

کتب میں نہیں بیٹھا کہ

سب کتبوں کے

ناخ ہے۔

۸۔ شق القمر کے

معجزہ کی طرف اشارہ ہے۔

چو صیتش در افواه دنیا فتاد
جب آب کا شہرہ دنیا کی زبانوں پر ہوا

بلا قامت لات شکست خرد
لاٹ کے ذریعہ لات کا فتہ چھو کر دیا

نہ از لات و عزتی بر آورد گرد
نہ صرف لات اور عزتی کی وصول اڑائی

شے بر نشست از فلک برگزشت
ایک شب کو سوار ہوئے تو آسمان سے گذر گئے

چنان گرم و رتیبہ قربت براند
نزدیکی کے مہمان میں ایسا تیز دوڑا پا

بد و گفت سالار بیت الحرام
کعبہ کے سردار نے اس سے کہا

چو در دوستی مخلص یافتی
دوستی میں آپ نے جب مجھے غلصہ پایا

بگفتا فرا تر مجالم نمائند
اس نے کہا آگے جانے کی مجھ میں طاقت نہیں ہے

اگر یکسر موئے بر تر پر م
اگر ایک بال برابر بھی اوپر اڑوں گا

نمائند بعضیاں کسے در گرد
گناہ کی بدولت کوئی شخص گرفتار نہ رہیگا

چہ نعت پسندیدہ گویم ترا
چہ میں آپ کی پسندیدہ تعریف کیا کروں

درود ملک بر روان تو باد
خدا کا درود آپ کی روح پر نازل ہو

نخستیں ابو بکر پیغمبر مرید
سب سے پہلے بوڑھے ابو بکر مرید ہیں

خردمند عثمان شہ زنده دا
عثمان عقیقہ مند، شہید و بیدار

خدا یا بحق نبی و ناطق
اے خدا فاطمہ کی اولاد کے طفیل

اگر دعوت تم روکنی و قبول
خواہ تو میری ادعا رد کرے یا قبول فرمائے

تزلزل در ایوان کسری فتاد
تو کسری کے محل میں زلزلہ آگیا

با عزا زدیں آب عزتی برود
دین کو عزت دینے کے ذریعہ عزتی کی آبر و خستہ کر دی

کہ توریت و انجیل منسوخ کرد
بلکہ توریت اور انجیل کو منسوخ کر دیا

بتمکین و جاہ از ملک در گذشت
عزت اور مرتبے میں فرشتے سے آگے نکل گئے

کہ در سدرہ جبریل از و باز ماند
کہ سدرۃ المنتہی پر جبریل آپ سے پیچھے رہ گئے

کہ اے حال و جی بر تر حرام
کہ اے وحی کے حامل آگے بڑھو

عناقم ز صحبت چرا تافتی
تو میری صحبت سے کیوں باگ موڑی

بماندم کہ نیروئے عالم نمائند
میں ٹھک گیا اس لیے کہ میرے بازو میں طاقت نہیں ہے

فروغ تجلی بسوزد پر م
تو تجلی کی روشنی میرے پر جلا دے گی

کہ دار و چنین سید پیش رو
جو ایسا سردار شیر و رکھے گا

علیک السلام اے نبی الوداد
اے مخلوق کے نبی آپ پر سلام ہو

بر اصحاب و بر پیروان تو باد
آپ کے ساتھیوں اور پیروں پر نازل ہو

عمر پنجہ بر قیح دیو مرید
عمر سرکش دیو کے پنجہ پھرنے والے ہیں

چہارم علی شاہ و دل سوار
چوتھے علی ہیں جو دل سوار بادشاہ ہیں

کہ بر قول ایمان کھم خاتم
ایمان کے قول پر میرا خاتمہ کر

من و دست و دامن آل رسول
میں ہوں اور میرا ہاتھ اور آل رسول کا دامن

۱۔ آں حضور کی
مداش کے دن کسری
تے محل کے چودہ کنگے
گھر پڑے تھے۔

۲۔ لایع لا الہ
کی طرف اشارہ ہے
جس میں تمام بتوں کی
خدائی کا انکار ہے۔
لات اور عزتی کہ
کے مشہور بت تھے۔
۳۔ معراج کی

طرف اشارہ ہے۔
۴۔ بیری کا ایک

درخت
۵۔ جو فضول
کی بیچ کی

آخری حد ہے
۶۔ دلدل وہ
مشہور خچر ہے جو غنیمت
نے حضرت علی کو عطا
فرمایا تھا۔

۷۔ حدیث میں
ہے کہ جس کا آخری
کلام لا الہ
الا اللہ ہوگا

جنتی ہے
(مشکوٰۃ)

ق

چہ کم گرد و اے صدر فرخندہ پے
اے مبارک قدم بدر کیا کم ہوگا
کہ باشندہ مشتے گدایان خیل
کہ مٹھی بھر فرماں بردار فقہار
خدایت ثنا گفت و تجسس کرد
آپ کی خدانے تعریف اور تعظیم فرماتی ہے
بلند آسماں پیش قدرت نخل
آپ کے رتبہ کے سامنے بلند آسمان شرمندہ ہے
تواضع وجود آدمی از نخست
آپ شروع ہی سے وجود کی اصل ہیں
ندانم کد امیں سخن گویمیت
میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ کی تعریف میں کیا کہوں
ترا عزت لولاک تمکین بس ست
آپ کو لولاک کی عزت کافی ہے
چہ وصفت کند سعدی نا تمام
ناقص سعدی آپ کی کیا تعریف کرے

ز قدر رفیعیت بدر گاہ
آپ کا بلند مرتبہ (قیوم) کی بارگاہ میں
بہمان دار سلامت طفیل
بہشت کی مہمانی میں آپ کے طفیل بن جائیں
زمین بوس قدر تو جبریل کرد
جبریل کو آپ کے مرتبہ کی زمین کا بوسہ دینے والا بنا یاد
تو مخلوق و آدم بنوز آب و گل
آپ پیدا ہو چکے تھے اور آدم ابھی مٹی اور پانی میں تھے
دگر ہر چہ موجود شد زینت
دوسری چیز جو بھی موجود ہوئی وہ آپ کی فرخ ہے
کہ والا تری زانچہ من گویمیت
اس لیے کہ میں جو کچھ بھی کہوں آپ اسے بالاتر ہیں
ثنائے توطہ و تیس بس ست
آپ کی تعریف طہ اور تیس کافی ہے
علیک الصلوٰۃ اے نبی والسلام
اے نبی آپ پر درود اور سلام ہو

سبب نظم کتاب

کتاب کے نظم کرانے کا سبب

در اقصائے عالم بگشتم بے
میں عالم کے اطراف میں گشت گھوما
تمتع ز ہر گوشہ یافتم
میں نے ہر گوشہ سے فائدہ اٹھا لیا
چو پاکان شیراز خاکی نہاد
شیراز کے منگس مزاج پاک طینتوں جیسے
تولائے مرذان این پاک بوم
اس پاک مرزین کے بزرگوں کی دوستی سے
در رخ آدم زان ہمہ بوستان
مجھے برا معلوم ہوا ان باغوں سے
بدل گفتم از مصر قند آورند
میں نے دل میں سوچا لوگ مصر سے قند لاتے ہیں
مرا گر تہی بود ازاں قند دست
اگر اس قند سے میرا ہاتھ چالی ہے

بسر بروم ایام با سر کسے
ہر طرح کے آدمی کے ساتھ میں نے زمانہ گزارا
ز ہر خرمنے خوشہ یافتم
میں نے ہر انبار سے خوشہ چٹا
ندیدم کہ رحمت براں خاک باد
میں نے نہ دیکھے، اس مرزین پر خدا کی رحمت ہو
برا نیگنم خاطر از شام و روم
شام اور روم سے میری طبیعت اچاٹ کر دی
تہید ست رفتن سوئے دوستاں
دوستوں کی طرف خالی ہاتھ جانا
بر دوستاں ار مغانے برند
دوستوں کے پاس بطور تحفے لے جاتے ہیں
سخنہائے شیریں ترا نہ قند دست
تو باتیں قند سے بھی زیادہ شیریں موجود ہیں

طہ حدیث میں ہے
سب سے پہلے اللہ
نے میرا نور پیدا فرمایا۔
طہ ایک حدیث
قدی ہے
لولاک
طہ
خلقت
الافلاک
اگر تو نہ ہوتا تو میں
زمین و آسمان کو
پیدا نہ کرتا۔

نہ قندے کہ مردم بصوت خوردند
نہ ایسی قند جو لوگ بظاہر کھائیں

چو اس کاخ دولت برودا ختم
جیت دولت کے اس محل میں مصروف ہو

یکے باب عدلست و تدبیر و رائے
ایک باب انصاف اور تدبیر و رائے کا ہے

دوم باب احسان نہادوم اساس
دوسرے احسان کے باب کی میں نے بنیاد رکھی

صوم باب عشقست و مستی و شور
تیسرا عشق، مستی اور شور کا باب ہے

چهارم تواضع رضا پنجہیں
چوتھا تواضع کا، پانچواں رضا کا

ہفتم دراز عالم تربیت
ساتواں باب عالم تربیت کا ہے

ہم راہ تو بہ است و راہ صواب
نواں صواب اور توبہ کے راستے کا ہے

بروز ہمایون و سال سعید
تبارک دن اور نیک سال ہیں

ز شش صد فزوں بود پنجاہ و پنج
چھٹی صدی پر پچیس کا اضافہ تھا

الا اے خردمند فرخندہ خوی
سن اے مبارک عادت عقل مند

قبا گر حریرست و گر پر نیاں
قبا خواہ حریر کی ہو یا پر نیاں کی ہو

تو گر پر نیانی باید املکوش
تو اگر پر نیاں پہنے والہ تو بھی ایذا رسانی کی کوشش نہ کر

نمازم بر مایہ فضل خویش
اپنی بندگی کے سرمایہ پر مجھے ناز نہیں ہے

شنیدم کہ در روز امید و بیم
میں نے سنا ہے کہ قیامت کے دن

تو نیراہی بدینیم در سخن
تو بھی اگر میرے کلام میں حیرانی دیکھے

کہ ارباب معنی بکا خد برند
بلکہ اصحاب باطن کا غدیے جائیں

برودہ دراز تربیت سا ختم
تو اس میں تربیت کے دس دروازے قائم کیے

نگہبانے خلق و ترس خدائے
مخلوق کی نگہبانی اور خدا کے خوف کا ہے

کہ محسن کند فضل حق را سیاس
کیونکہ احسان کرنیوالا خدا کے احسان کی شکرگزاری کرتا ہے

نہ عشقے کہ بندہ بر خود بزور
وہ عشق نہیں جو اپنے او پر خواہ مخواہ طاری کریں

ششم ذکر مرد قناعت گزین
چھٹا قناعت اختیار کرنیوالے انسان کے ذکر کا

ہشتم دراز شکر بر عافیت
آٹھواں عافیت پر شکر کا ہے

دہم در مناجات و ختم کتاب
دسواں دعا اور کتاب کے خاتمہ کا ہے

بتاریخ فرخ میان دو عید
بابت تاریخ میان دو عیدوں کے درمیان

کہ بر در شد اس نام بردار پنج
کہ یہ مشہور خزانہ موتیوں سے پر ہوا

ہنرمند شنیدہ ام عیب جوی
میں نے کسی ہنرمند کو عیب جو نہیں سنا

بنا چار حشوش بود در میاں
لامحالہ اس میں بھراؤ ہو گا

کرم کار فرما و حشوم پوش
کرم اگر اور میرا بھراؤ چھپ

بد روزہ آوردہ ام دست پیش
بھیک کیلئے ہاتھ میں نے بڑھایا ہے

بداں را بہ نیکان بہ بخشد کریم
ہو اللہ تعالیٰ نیکوں کے ساتھ بدوں کو بھی بخشے گا

بخلق جہاں آنسریں کار کن
تو جہان کے پیدا کرنے والے کے اخلاق کو کام

یعنی شیریں
نصیحتیں جو کتابوں
میں بھی جائیں۔

سلاوٹاں
کے ہیں
باب ہیں
۱۰

بوستان
ذیقعدہ ۹۵۵ھ
میں مکمل ہوئی

چو بیتے پسند آیدت از ہزار
اگر ہزار میں ایک شعر بھی تجھے پسند آجائے
ہمانا کہ در یارس انشا بر من
یقیناً فارس میں تیری انشا پر داری
چو بانگِ دُہلِ ہولم از دور بود
دُہول کی آواز کی طرح میرا نگرہ دور سے تھا
گل آور و سعدی سوئے بوستان
سعدی باغ کی جانب پھول لیکر چلا ہے
چو خرم البشیرنی اندودہ پوست
چھوڑے کی طرح چھلکا شیرینی سے بھرا ہے

بہر دمی کہ دست از تعنت بدار
تجھ اپنی جوانمردی کی قسم عیب جوتی سے ہاتھ اٹھائے
چو مشکست بے قیمت اندر ختن
اسی طرح بے قدر و قیمت ہر جیسے ملک ختن میں مشک
بعیبہ درم عیب مستور بود
گھڑی میں پسند اقیب چپا ہوا تھا
بشوخی و فلفل بہند و ستاں
بے باکی سے اور مرجہ ہندوستان کی طرف
چو بازش کنی استخوانے دروست
جب تو اسے چھیلے تو اس میں گٹھلی ہے

ذکر محامد اناکٹ ابو بکر بن سعدی طاب ثراہ

سعد زنگی کے بیٹے اناکٹ ابو بکر کی تعریفوں کا ذکر۔ خدا سعد کی قبر پاکیزہ کرے

مرا طبع زیں نوع خواہاں نبود
یری طبیعت اس طرح کی خواہشمند نہ تھی
وے نظم کردم بنام فلاں
لیکن فلاں کے نام سے میں نے نظم کی ہے
کہ سعدی کہ گوئے بلاغت بود
کہ سعدی جو بلاغت کی گیند (جیت) لے گیا
سزد گرد و رش بنام چناں
مناسب ہو اگر میں اس کے زمانے پر نادر کروں
جہاں داریں پرورداد و گر
دنیا کا نگہبان، دین پرور، منصف
سر سرفرازان و تاج مہاں
جو سر بلندوں کا سردار اور بڑوں کا تاج ہے
گرا زفت آید کسے در پناہ
اگر کوئی فتنہ سے پناہ چاہے
فطوئی یباب گنبت الحقیق
خوش خبری ہے ایسے دروازے کو جو خانہ کعبہ کی طرح
ندیدم چنیں گنج و ملک و سریر
میں نے ایسا خزانہ ملک اور تخت نہیں دیکھا

سر مدحت یاد شاہان نبود
بادشاہوں کی تعریف کرنے کا خیال نہ تھا
مگر باز گویند صاحب دلاں
شاید صاحب دلاں لوگ میرے بعد کہیں
در ایام ابو بکر بن سعد بود
ابو بکر بن سعد کے زمانے میں تھا
کہ سید بدوران نوشیں رواں
جیسے آنحضرت نے نوشیرواں کے زنگے پر (فخر کیا؟)
نیامد چو بو بکر بعد از عمر
(حضرت عمر کے بعد ابو بکر کی طرح کوئی نہ پیدا ہوا)
بدوران عدش بنارائے جہاں
اے دنیا تو اس کے انصاف کے زمانے پر ناز کر
ندارد جزایں کشور آرام گاہ
تو اس ملک کے سوا اس کو آرام کی جگہ نہ ملے گی
حوالیہ من کل فج عمیق
اس کے گرد و دروازے سے (لوگ آتے ہیں)
کہ وقفست بر طفل و درویش و پیر
جونچے اور فقیر اور بوڑھے پر وقف ہو

راختن میں
کثرت سے مشک
پایا جاتا ہے۔
اناکٹ
ادب آموز کو کہتے

ہیں۔
سعدی
زنگی
سلطان
سنجر کا ادب
آموز تھا۔
یعنی ابو بکر بن سعد
یعنی ابو بکر
ابن سعد
۵ حوالی مفرد
ہے یعنی جانب

نیا مد برش وروناک غم
اس نے پاس کوئی غم کا مارا نہ آیا
طلب کار خیرست و امیدوار
بھلائی کا طلب کار اور امیدوار ہے

کلہ گوشہ بر آسمان بریں
اس کی ٹوپی کا کنارہ بلند آسمان پر ہے
زگردن فرازاں تو وضع نکوست
بڑوں کی جانب سے انکساری خوب ہے

اگر زیر دستے بقیہ چہ خاست
اگر کمزور عاجزی کرتے تو کیسا ہوا
نہ ذکر جمیلش تھاں می رود
اس کا ذکر خیر پوشیدہ نہیں رہتا

چنوائے خرومند فرخ نہاد
ایسا عقلمند، مبارک سرشت

نہ بینی در ایام اورنجہ
اس کے زمانہ میں تو کسی ایسے رنجیدہ کو نہ دیکھے گا
کس میں رسم و ترتیب و آئین ندید
یہ رسم اور آرائشی اور ترتیب کسی نے نہ دیکھی

ازاں پیش حق یا یگا ہش قویست
حضرت حق کے سامنے اسی وجہ سے اس کا مرتبہ بلند ہو
چناں سایہ گستر و بر عالم
وہ دنیا پر اس طرح سایہ کیے ہوئے ہو

ہمہ وقت مردم ز جور زماں
ہمیشہ انسان زمانے کے ظلم سے
در ایام عدل تو اسے شہر یار
اے بادشاہ تیرے انصاف کے زمانہ میں

بعید تو می بینم آرام خلق
تیرے زمانہ میں تو دنیا آرام سے ہے
ہم از بخت فرخندہ فرجام تست
تیرے مبارک انجام نصیب کی بجائے ہے

کہ تابر فلک ماہ و خورشید ہست
اس لیے کہ جب تک کسی آسمان پر چاند اور سورج ہو

کہ نہاد بر خاطرش مرے
کہ اس نے اس کے دل پر مرہم نہ رکھا ہو
خدا یا امیدیکہ دارد بر آر
اے خدا اس کی جو امید ہے پوری فرما دے

ہنوز از تواضع سرش بر زمین
پھر بھی تواضع سے اس کا سر زمین پر ہو
گداگر تواضع کند خوی اوست
غیر اگر تواضع کرے تو یہ اس کی عادت ہے

زبردست افتادہ مرد خداست
زبردست، انکساری کرنے والا مرد خدا ہے
کہ صیت کرم در جہاں می رود
بلکہ اس کی شرافت کا شہرہ زمانہ میں پہنچتا ہو

ندارد جہاں تا جہانست یاد
زمانے کو یاد نہیں جبے بھی زمانہ ہے

کہ نالہ زبید او سرخچہ
جو کسی ظالم کے ظلم سے نالاں ہو
فریدوں یا آل شکوہ میں ندید
باوجود اس دیدہ کے فریدوں نے بھی نہ دیکھی

کہ دست ضعیفاں بجایش قویست
کہ اس کے مرتبہ کی وجہ سے کمزوروں کا ہاتھ مضبوط ہو
کہ زلے غینہ شد از رستم
کہ کوئی بڑھیا بھی کسی رستم سے نہیں ڈرتی ہو

بنالند و از گردش آسماں
نالان رہے اور آسمان کی گردش سے
ندارد شکایت کس از روزگار
کسی کو زمانہ کی شکایت نہ رہی

پس از تو ندانم سرانجام خلق
مجھے تیرے بعد مخلوق کا انجام معلوم نہیں
کہ تاریخ سعدی در ایام تست
کہ سعدی کا زمانہ تیرے دور میں ہے

دریں وفرت ذکر جاوید ہست
اس کتاب میں تیرا ہمیشہ قائم رہنے والا تذکرہ ہو

۱۔ فریدوں کی بانی
مشہور بادشاہ تھا
جس نے
فحاک
سے
سلطنت
حاصل
کی تھی۔

ملوک از نگو نامی اند و خستند

اگر بادشاہوں نے نیک نامی جمع کی
تو در سیرت پادشاہی خویش
تو اپنی بادشاہی کے طور و طریق میں

سکندر بد دیوار روئین و سنگ
سکندر نے کاشی اور پتھر کی دیوار کے ذریعہ

تراست یا جوج کفر از ز رست
کفر کے یا جوج کیلئے تیری سونے کی دیوار پر

زباں آورے کاندیس امن و داد
جو زبان داں اس امن و انصاف کے زمانہ میں

زہے بحر بخشایش و کان جود
کیا ہی خوب! عطا کا مندر اور بخشش کی کان

بروں بنیم اوصاف شہ از حساب
بادشاہ کے اوصاف حساب سے زیادہ ہیں

گر آں جملہ را سعدی ادا کند
اگر سعدی ان سب کو لکھائے

فروماندم از شکر چندین کرم
است در کرم کے شکر سے میں عاجز ہوں

جہانت بکام و فلک یار باد
زمانہ تیرے مقصد کے مطابق اور آسمان یار ہے

بلند اخترت عالم افروخت
دنیا تیرے بلند ستارے کو روشن رکھے

غم از گردش روزگار ت مباد
آ خدا کو زمانہ کے گردش کی تجھے نہ ہو

کہ بر خاطر پادشاہاں ہے
اس لیے کہ بادشاہوں کی طبیعت کا ذرا سا غم

دل و کشورت جمع و معمور باد
تیرا دل اور ملک جمع اور آباد ہو

تنت باد پیوستہ چوں دیں درست
تیرا جسم دین کی طرح ہمیشہ درست رہے

ورونت بتا تہ حق شا و باد
تیرا باطن اللہ کی تائید سے خوش رہے

ز پیشینگان سیرت آموختند
تو انگوٹوں سے طور طریقے سیکھے

سبق بردی از پادشاہان پیش
انگے بادشاہوں سے بازی لے گیا

بگرد از جہاں راہ یا جوج تنگ
دنیا میں یا جوج کا راستہ تنگ کر دیا

نہ روئیں چو دیوار اسکندر رست
سکندر کی دیوار کی طرح کاشی کی دیوار نہیں پر

سیاست نگوید ز بانش مباد
تیرا شکر یہ ادا نہ کرے اس کی زبان نہ رہے

کہ مستظہر انداز وجودت وجود
کہ تیرے وجود سے وجود (انسانی) قوت حاصل کرتا ہے

نگیند دریں تند میدان کتاب
کتاب کے اس تنگ میدان میں نہیں سماتے

مگر و فترے دیگر انشا کند
تو اس کو ایک دوسرا ہی دفتر لکھنا پڑے

بہاں بہ کہ دست و عاکترم
بس یہی بہتر ہے کہ دعا کا ہاتھ اٹھاؤں

جہاں آفرینیت نگیند ار باد
خدا تیرا نگیناں رہے

زوال اختر دشمنیت صوخت
زوال تیرے دشمن کے ستارے کو جلادے

وز اندیشہ بردل عبارت مباد
اور کسی فکر کا تیرے دل پر عبارت نہ رہے

پریشاں کند خاطر عالمی
ایک جہان کے دل کو پریشان کر دیتا ہے

ز ملکیت پراگندگی دور باد
تیرے ملک سے پراگندگی دور رہے

بد اندیش را دل چو تدبیر سست
تیرے دشمن کا دل اس کی تدبیر کی طرح سست ہے

دل و دین اقلیمت آباد باد
تیرا دل اور دین اور ملک ہمیشہ آباد رہے

یا جوج یا جوج
یافت بن فوج کی اولاد
ہے جو شمالی ممالک
کے کوستانی علاقے
میں آباد تھی۔ یہ قوم
میدانی علاقوں کو
تاراج کرتی رہتی تھی
سکندر و ذوالقرنین
نے دو ہزاروں کے
درمیان ایک آہنی
دیوار تعمیر کر کے
ان کا راستہ
بند کر دیا
تھا۔
۲۔ شیراز
کا انا ملک
خاندان چنگیزیوں
کا باج گزار تھا۔
تو گو یار و پیہ
خرج کر کے انھوں
نے اپنے ملک کو
کافروں سے بچا
رکھا ہے۔
۳۔ ہم کاہیم شدہ
لیکن فارسی میں مرئی شدہ
حدوث کو بغیر تشدید کے
استعمال کر لیتے ہیں

جہاں آفریں بر تو رحمت کناد
جان کا پیدا کرنے والا تیرے اور رحمت نازل کر
ہمینیت بس از کردگار مجید
خدائے بزرگ کی جانب سے تیرے لیے ہی کافی ہے
نرفت از جہاں سعد زنگی بدر
سعد زنگی دنیا سے غم لیکن نہ گیا
عجب نیست اس فرع زان اصل پاک
کوئی تعجب نہیں ہے کیونکہ یہ شاخ اس پاک اصل کی ہے
خدایا بآں تربیت نامدار
اے خدا! اس مشہور قبر پر
گر از سعد زنگی مثل ماند و یاد
اگر سعد زنگی کی ایک مثال اور یاد باقی ہے

دگر ہر چہ گویم فسانست و یاد
اس کے علاوہ میں جو کچھ کہوں وہ ایک قصہ کہانی ہے
کہ توفیق خیرت بود بر خرید
کہ تجھے خیر کی توفیق زیادہ ہوئی رہے
کہ چوں تو خلف نام بردار کرد
جبکہ تجھے جیسا نام اور خلیفہ بنا کر گیا
کہ جانش با وجہست و جسمش بجاک
جس کی روح بلندی پر ہے اور جسم خاک میں ہے
بفضلت کہ باران رحمت بہار
تجھے اپنی بزرگی کی قسم تو رحمت کی بارش برسا
فلک یا و بر سعد بود بکر باد
تو خدا کرے آسمان ابو بکر کے بیٹے سعد کا مذکار رہے

طشاح سے مراد
ابو بکر اور اصل پاک سے
مراد سعد زنگی ہے۔
یہ شکل شعر ہے
ہماری دلت میں مصوع
ثانی میں سعد ابو بکر میں
یا تو اضافت مقلوبی جو
ورنہ سعد کے لغوی معنی
مراد ہیں اس لیے کہ کہا
قصیدہ میں سعد بن
ابی بکر کا ذکر ہے محل ہے
جبکہ اس کی تعریف کے
یہ آئندہ قصیدہ مذکور
سے بعض نسخوں
میں ہمہ شہر باران
کی بجائے سر شہر باران
جو کتاب مصرع
ادل کا

در مدح شاہزادہ اسلام سعد بن ابی بکر بن سعد گوید

شاہزادہ اسلام سعد بن ابی بکر بن سعد کی تعریف میں کہتا ہے

جوان جوان بخت روشن ضمیر
جوان بخت اور روشن ضمیر جوان
بدانش بزرگ و بہمت بلند
عقل میں بڑا ہمت کے اعتبار سے بلند
زہے دولت مادر روزگار
زمانہ کی ماں کا اقبال کیا خوب ہے
بدست کرم آب و ریاس
جس نے دست کرم سے دریا کی آبرو ختم کر دی
زہے چشم دولت بروئے تو باز
کیا ہی خوش طبعی ہے کہ تمام بلند گردن
صدف را کہ بینی ز دروانہ پر
جس سیپی کو تو موتیوں سے بھرا دیکھے
تو آں کو تر کنون یک دانہ
تو وہ چھپا ہوا دریکت ہے
نگہدار یارب بچشم خودش
اے پروردگار اپنی آنکھوں کے سامنے اس کو محفوظ رکھ !

بدولت جوان و بتد بیر پیسر
حکومت میں جوان اور تدبیر میں پورے
بباز و دیس و بدل ہوشمند
بازو کے اعتبار سے دلیر دل کے اعتبار سے ہوشمند
کہ رودے چنین پرورد و رکنار
کہ جو ایسا لڑکا گود میں پائے
برفعت محل شریا بسر و
جس نے بلندی سے شریا کا مقام ختم کر دیا
ہمہ شہر باران گردن فرار
بادشاہوں کی نگاہیں تیرے چہرے پر لگی ہیں
نہ آں قدر دار و کہ یک دانہ در
آں کی وہ قیمت نہیں ہے جو یکتا موتی کی ہے
کہ سپر ایہ سلطنت خانہ
کہ جو بادشاہت کے گھر کی زینت ہے
بیریزانہ آسیب چشم بدش
اس کو بد نگاہ کی گزند سے اچھا !

رجوع
اس
مدح کیا
جائے تیری
شان کس قدر بڑی
ہے کہ حکومت کی نگاہ
تیرے چہرے پر جمی ہو
اور مصوع ثانی کی
تقدیر عبارت اس
طرح کرنی ہوگی "نہے"
سر شہر باران گردن
فرار بردر تو یعنی تیری
شان کس قدر
بڑی ہے کہ مستکبر
بادشاہوں کا سرتیری
چو کھٹ پر ہے۔
یعنی دوسرے
بادشاہوں کے ہمت
سے شہزادے ہیں اور
تو اپنے باپ کا اکلوتا ہے

خدا یا در آفاق نامی کنش

اے خدا اس کو زمانہ میں مشہور کر

مقیمش در انصاف و تقویٰ بدار

انصاف اور پرہیزگاری پر اس کو قائم رکھ

غم از دشمن ناپسندت مباد

اتجھ کو ناپسند دشمن کا غم نہ ہو

بہشتی درخت آور دیوں تو بار

جنت کا درخت تجھ جیسا پھل دیتا ہے

ازاں خاندان خیر بے گانہ داں

اُس خاندان سے خیر کو بے گانہ سمجھ

زہے دین و دانش زہے عدل داد

کیا خوب دین اور عقل ہے کیا خوب عدل اور انصاف ہے

بتوفیق طاعت گرامی کنش

انکو طاعت کی توفیق کے ذریعہ با عزت کر

مرادش بدنیسا و عجبی برار

اس کی دنیا اور آخرت کی مرادیں پوری کر

زودوران کیتی گزندت مباد

دنیا کے چکر سے تجھ کو تکلیف نہ ہو

پسر نامجوی و پدر نامدار

لڑکا نیک نامی کا طالب اور باپ نیک نام

کہ باشند بدگوئے ایں خاندان

جو اس خاندان کو برا کہنے والے ہوں

زہے ملک و دولت کہ پائندہ باد

کیا خوب ملک و دولت ہے جو خدا کے ہمیشہ رہے

باب اول در عدل و رای تدبیر جہان داری

پہلا باب انصاف اور جہاں داری کی تدبیر اور رائے کے بیان میں

نگیند کرمہائے حق در قیاس

اللہ کے کرم قیاس میں نہیں سمجھتے ہیں

خدا یا تو ایں شاہ و رولش دوست

اے خدا تو اس فقیر دوست بادشاہ کو

لے بر سر خلق پائندہ دار

عرصہ دراز تک مخلوق کے سر پر قائم رکھ

برو مند دار از درخت امید

امید کے درخت سے اس کو مستفید فرما

براہ تکلف مرو سعد یا

اے سعدی تکلف کا راستہ نہ چل

تو منزل شناسی و شہ راہ رو

تو منزل پہنچنے والا اور بادشاہ راستہ پہنچنے والا

چہ حاجت کہ نہ کرسی آسماں

تو پھر اس کی کیا ضرورت ہے کہ آسمان کی نوکریوں کو

مکو پائے عزت بر افلاک نہ

یہ کہہ کہ عزت کا پیر آسمانوں پر رکھ!

چہ خدمت گزار در زبان سپاس

شکر کی زبان کیا خدمت کرے

کہ آسایش خلق در ظل او ست

جس کے سایہ میں مخلوق کی راحت ہے۔

بتوفیق طاعت دلش زندہ دار

اطاعت کی توفیق سے اس کے دل کو زندہ رکھ

سرسبز و رویش بر حمت سفید

رحمت سے اس کا سر سبز اور چہرہ با رونق بنا

اگر صدق داری بیا رو بیا

اگر سچائی رکھتا ہے تو لا اور آ

تو حق گوی و خسرو حقائق شنو

تو حق کہنے والا اور بادشاہ حقیقتیں سننے والا ہے

نہی زیر پائے قزل ارسلاں

نہی اُڑ سلاں کے پیر کے نیچے رکھے

بگو روئے اخلاص بر خاک نہ

یہ کہہ کہ اخلاص کا چہرہ خاک پر رکھ!

یعنی جس طرح ظہیر قاریابی نے قزل ارسلاں کی تعریف میں مانگے کیے ہیں اس کی

ضرورت نہیں ہے۔

۱۰۔ رکھنا یعنی غرور کرنا۔ اخلاص کا چہرہ خاک پر رکھنا یعنی انکسائی کرنا۔

بطاعت بنہ چہرہ بر آستان
خدا کی چو کھٹ پر فرماں برداری سے چسپور رکھ
اگر بندہ سر بریں در بندہ
اگر تو بندہ ہے تو اس دروازہ پر سر رکھ
چو طاعت کنی لبس شاہی پوش
جب عبادت کبے تو شاہی لباس نہ پہن!
کہ پروردگار تو نگر توئی
کہ اسے خدا مالدار تو ہی ہے

نہ کشور حیدایم نہ فرماں دہم
نہ میں ملک کا بادشاہ ہوں نہ حکم چلانے والا ہوں
چہ بر خیزد از دست و کردار من
میرے ہاتھ اور عمل سے کیا بنتا ہے
تو برخیز و نیکی دہم دسترس
تو مجھے نیکی اور بھلائی پر قابو عطا فرما
دعا کن بشب چوں گدایاں بسوز
رات کو فقر کی طرح سوز سے دعا کر
کہ بستہ گردن کشاں برورت
تیرے دروازہ پر مغرور کمر بستہ ہیں
نہ ہے بستہ گال را خداوندگار
بندوں کے لیے وہی بادشاہ خوب ہے

یعنی عبادت
میں غرور نہیں اٹھا
چاہیے۔

۱۰۔
اور
قرین
کے درمیان
لب دریا ایک
شہور شہر ہے

کہ انیست سر جادہ راستاں
اس لیے کہ سچوں کا راستہ ہی ہے۔
کلاہ خداوندی از سر بند
خداوندی کی ٹوپی سر سے اتار پھینک
چو درویش مخلص برآور خروش
سچے فقیر کی طرح نالہ اور فریاد کر
توانا و درویش پرور توئی
نہ بردست اور فقیر کا پلنے والا تو ہی ہے
یکے از گدایان این درہم
اس در کے فقیروں میں سے ایک ہوں
مگر دست لطف شود یار من
ہاں اگر تیری مہربانی کا ہاتھ میرا مددگار ہو
و گرنہ چہ خیر آید از من بکس
ورنہ مجھ سے کسی کے ساتھ کیا بھلائی ہو سکتی ہے
اگر می کنی پادشاہی بروز
اگر دن میں پادشاہی کرنا چاہتا ہے
تو بر آستان عبادت سرت
تو تیرا سر عبادت کی چو کھٹ پر ہو
خداوند را بندہ حق گزار
جو اللہ کا حق ادا کرنے والا بندہ ہو

حکایت

قصہ

کہ پیش آدم بر پلنگے سوار
دیکھا کہ میرے سامنے چیتے پر سوار ہو کر آیا
کہ ترسیدم پائے رفتن بہ بستی
کہ خوف نے میرے چلنے کے پیر مانہ دے دیے
کہ سعدی مداراں چہ دیدی شکفت
کہ اے سعدی جو کچھ تو نے دیکھا اس پر تعجب کر
کہ گردن نہ پیچد از حکم تو پیچ
تو تیرے حکم سے کوئی گردن نہ موڑے گا

یکے دیدم از عرصہ رودبار
میں نے ایک شخص کو رودبار کے میدان سے
چناں ہول از انحال بر من نشست
اس حال کی وجہ سے میرے دل پر ایسی ہول طاری ہوئی
بستم کناں دست بر لب گرفت
اس نے مسکراتے ہوئے ہاتھ ہونٹوں پر رکھا
تو ہم گردن از حکم داوڑ پیچ
تو بھی خدا کے حکم سے گردن نہ موڑا

چو خسرو و بفرمان دا و ر بود
جب بادشاہ خدا کے حکم کے مطابق ہوتا ہے
محالست چوں دوست دار و ترا
جب خدا تجھے دوست رکھے تو ناممکن ہے
رہ انیست روا از طریقت متاب
راستہ ہی ہے اس سے منہ نہ موڑ
نصیحت کسے سودمند آیدش
نصیحت اسی کو مفید ہوگی

خدایش نگہبان دیا و ر بود
تو خدا اس کا نگہبان اور مددگار ہوتا ہے
کہ در دست دشمن گزار و ترا
کہ تجھے دشمن کے ہاتھ میں چھوڑ دے
بنہ گام و کا میکہ خواہی بیاب
قدم دھر اور جو مقصد چاہے حاصل کر
کہ گفتار سعدی پسند آیدش
جس کو سعدی کا کلام پسند آئے

پند دادن کسریٰ ہر مزر را

کسریٰ کا ہر مزر کو نصیحت کرنا

شنیدم کہ در وقت نزع رواں
میں نے سنا ہے کہ نزع کے وقت
کہ خاطر نگہدار درویش باش
کہ فقیر کے دل کا نگہبان رہنا
نیا شاید اندر دیا تو کس
تیرے ملک میں کسی کو آرام نہ ملے گا
نیا بد بزد یک دانا پسند
کسی عقلمند کو یہ بات پسند نہ آئے گی
برو پاس درویش محتاج دار
تجہ محتاج فقیر کا خیال رکھنا
رعیت چو بخند و سلطان درخت
رعیت جڑ ہے اور بادشاہ درخت ہے
مکن تا توانی دل خلق ریش
جب تک ہو سکے مخلوق کا دل زخمی نہ کرنا
اگر جادہ بایست مستقیم
اگر تجھے سیدھا راستہ چاہیے
گزند کسانش نیا بد پسند
لوگوں کو ستانا اس کو پسند نہ آئے گا
وگرد در شربت وے این خوبی نیست
اور اگر اس کی طبیعت میں یہ عادت نہیں ہے

بہر مزر چنین گفت نوشین رواں
نوشیرواں نے ہر مزر سے یہ کہا
نہ در بند آسایش خویش باش
اپنے آرام کی فکریں نہ پڑنا
چو آسایش خویش خواہی و پس
اگر تو صرف اپنا ہی آرام چاہے گا
شباں خفتہ و گرگ در گو سفند
شکر چرٹوا با سوبا ہوا اور بھڑیا بکریوں میں ہو
کہ شاہ از رعیت بود تاج دار
اس لیے کہ بادشاہ رعیت کی وجہ ہی تاجدار ہوتا ہے
درخت اے پر بادشاہ از رخ سخت
صاحبزادے! درخت جڑ سے ہی مضبوط بنتا ہے
وگرمی کئی میسکنی بیخ خویش
اگر تو ایسا کرتا ہے تو اپنی بیج کئی کرتا ہے
رہ بار سایاں امیدست و بیم
تو نیکوں کا راستہ امید اور خوف ہے
کہ ترسد کہ در ملکش آید گزند
جو اپنے ملک میں نقصان سے ڈرتا ہوگا
در آں کشور آسودگی بوئے نیست
تو اس ملک میں آرام کی بو بھی نہیں ہے

۱۔ کسریٰ ایران
کے بادشاہوں کا
نقب ہوتا تھا۔
۲۔ ہاں مراد نوشیرواں
ہے۔ ہر مزر نوشیرواں
کا لڑکے۔
۳۔ یعنی بادشاہ
خفت کرنے اور
ظالم ظلم کرتے
پھر ہیں۔
۴۔
۵۔
۶۔
۷۔
۸۔
۹۔
۱۰۔
۱۱۔
۱۲۔
۱۳۔
۱۴۔
۱۵۔
۱۶۔
۱۷۔
۱۸۔
۱۹۔
۲۰۔
۲۱۔
۲۲۔
۲۳۔
۲۴۔
۲۵۔
۲۶۔
۲۷۔
۲۸۔
۲۹۔
۳۰۔
۳۱۔
۳۲۔
۳۳۔
۳۴۔
۳۵۔
۳۶۔
۳۷۔
۳۸۔
۳۹۔
۴۰۔
۴۱۔
۴۲۔
۴۳۔
۴۴۔
۴۵۔
۴۶۔
۴۷۔
۴۸۔
۴۹۔
۵۰۔
۵۱۔
۵۲۔
۵۳۔
۵۴۔
۵۵۔
۵۶۔
۵۷۔
۵۸۔
۵۹۔
۶۰۔
۶۱۔
۶۲۔
۶۳۔
۶۴۔
۶۵۔
۶۶۔
۶۷۔
۶۸۔
۶۹۔
۷۰۔
۷۱۔
۷۲۔
۷۳۔
۷۴۔
۷۵۔
۷۶۔
۷۷۔
۷۸۔
۷۹۔
۸۰۔
۸۱۔
۸۲۔
۸۳۔
۸۴۔
۸۵۔
۸۶۔
۸۷۔
۸۸۔
۸۹۔
۹۰۔
۹۱۔
۹۲۔
۹۳۔
۹۴۔
۹۵۔
۹۶۔
۹۷۔
۹۸۔
۹۹۔
۱۰۰۔

اگر بایں بندگی رضا پیش گیر
اگر تو دشمن کا پابند ہے تو ان کی رضامندی کا خیال کر
فراخی و راں مرزو کشور مخواه
اس سرزمین اور ملک میں آرام کا خیال نہ کر
زمستگیران دلاور ترس
دیر منگروں سے ڈرتا رہا
دگر کشور آباد بیند بخواب
پھر ملک کو خواب ہی میں آباد دیکھے گا
خرابی و بدنامی آید نہ جو رہ
ظلم سے خرابی اور بدنامی ہوتی ہے
رعیت نشاید یہ سدا و کشت
رعایا کو ظلم سے قتل نہ کرنا چاہیے
مراعات و ہتھکان کن از بہر خویش
اپنی خاطر کاشتکار کی رعایت برت
مروت نباشد بدی با کسے
کسی ایسے شخص کے ساتھ برائی کرنا انسانیت نہیں ہے

و گر یک سوارہ سہر خویش گیر
اور اگر تو تنہا ہے تو اپنا راستہ پکڑا
کہ دل تنگ بینی رعیت ز شاہ
جہاں تو رعایا کو بادشاہ سے رنجیدہ دیکھے
ازاں کو ترس دلاور ترس
جو خدا سے نہ گوریں ان سے ڈرتا رہا
کہ دار و دل اہل کشور خراب
جو ملک والوں کے دل کو خراب رکھے گا
بزرگاں رسند اس سخن را بغور
بجائے اس بات پر غور کرنے کے بعد پہنچے ہیں
کہ مہر سلطنت را پناہ مند و پشت
اس لیے کہ وہی سلطنت کی پناہ اور قوت ہیں
کہ مزدور خوش دل کند کار بیش
اس لیے کہ خوش دل مزدور کام زیادہ کرتا ہے
کز و نی کوئی دیدہ با شنی بے
جس کی جانب سے تو نے اکثر نیکی دیکھی ہو

ماذمہ ارفا
کے لیے متعلقین کی
رضاجوئی ضروری ہے
یا شیرو خسرو
پر دین کا لڑکا ہرز
کا پوتا نوشیرواں
کا پڑوتا تھا۔

و یہ معنی
مانند
ہوتا

تو شیر و بے
معنی شیر کی مانند ہیں
یعنی جواؤں

اور تمہیں کی آہیں
سب سے زیادہ
تباہ کن ہیں۔

پند دادن خسرو و شیرو بہ را

خسرو کا شیر و بے کو نصیحت کرنا

شنیدم کہ خسرو و شیرو بہ گفت
میں نے سنا کہ خسرو نے شیر و بے سے کہا
براں باش تا ہر چہ نیت کنی
اس پر قائم رہ کہ تو جس کام کی بھی نیت کرے
پہلچ اے پسر گردن از عقل و رای
اپنے چلنے سمجھ اور تدبیر سے منہ نہ موڑنا
گریزد رعیت ز بہداد گھر
رعایا ظالم سے بھاگتی ہے
بے بر نیاید کہ بنیاد خود
زیادہ عرصہ نہیں گزرتا کہ خود اپنی جڑ
خرابی کند شیر و شمشیر زن
شیر اور تلوار چلانے والا خرابی کرتا ہے

در آں دم کہ چشمش زد دیدن بجفت
اس وقت جبکہ اس کی آنکھ دیکھنے سے سوتی
نظر در صلاح رعیت کنی
رعایا کی بہتری کو مد نظر رکھے
کہ مردم ز دستت نہ پیچید پای
تاکہ لوگ تیرے ہاتھ سے قدم نہ ہٹائیں
کند نام ز شمشیر بگیتی سر
اس کا برا نام دنیا میں مشہور کر دیتی ہے
بکند آنکہ نہاد بنیاد بد
اکھاڑتا ہے جو بری بنیاد رکھتا ہے
نہ چنداں کہ و و دل طفل وزن
لیکن نہ اس قدر جتنا کہ بچے اور عورت کے دل کا دھواں

چراغ کے بیوہ نے ہر فروخت
وہ چراغ جو ایک بیوہ نے جلا یا

وزاں بہرہ ورتہ در آفاق کیست
اور اس سے زیادہ نصیب و ر دنیا میں کون ہے

چو نوبت رسید زیں جہاں غریبتش
جب اس کی اس دنیا سے سفر کی نوبت آئی ہے

بد و نیک مردم چو می بگذرند
جب نیک اور بد سب ہی مرتے ہیں

خدا ترس را بر رعیت گمار
رعایا پر خدا سے ڈرنے والے کو مقرر کر

بد اندیش نسبت آن و خو خوار خلق
وہ شخص تیرا بد خواہ اور مخلوق کے لیے خو خوار ہو

ریاست بدست کسی نے خطا ست
حکومت ایسے لوگوں کے ہاتھ میں دینا فطلی ہے

نکو کار پرور نہ بیند بدی
نیکوں کی پرورش کرنے والا بدی نہیں دیکھتا ہو

مکافات دشمن بمالش ممکن
دشمن کو محض اس کے مال سے سزا نہ دے

مکن صبر بر عامل ظلم دوست
ظلم دوست حاکم پر صبر سے کام نہ لے

سرگرم باید ہم اول برید
بھڑیے کا سر پہلے ہی کاٹ ڈالنا چاہیے

سے دیدہ باشی کہ شہرے بسوخت
تو نے اکثر دیکھا ہوگا کہ اس نے پورے شہر کو جلا دیا

کہ در ملک انی بانصاف زیست
جو حکومت کرنے میں انصاف کے ساتھ زندہ رہا

ترحم فرستند بر تربتش
تو لوگ اس کی قبر پر رحمتیں بھیجتے ہیں

ہماں بہ کہ نامت بہ نیکی برند
تو یہی بہتر ہے کہ لوگ تیرا ذکر بھلائی سے کریں

کہ معمار ملکست پر مہنگار
اس لیے کہ پر مہنگا شخص ملک کا معمار ہوتا ہو

کہ نفع توجوید در آزار خلق
جو مخلوق کو ستانے میں تیرا نفع سمجھے

کہ از دست شاں دستہا پر خداست
کہ جن کے ہاتھ سے لوگوں کے ہاتھ خدا کی طرف اٹھیں

چو بد پروری خصم جان خودی
اگر بد روں کو پالے گا تو خود اپنی جان کا دشمن ہو

کہ بخشش بر آوردہ باید نہ بن
بلکہ اس کی جبر کھود ڈالنی چاہیے

کہ از فریبی بایش کند پو ست
بلکہ اس کے منہ سے کھال کھینچ دینی چاہیے

نہ چوں گو سفندان مردم درید
نہ کہ جب وہ لوگوں کی بکریاں پھاڑ دالے

حکایت

قصہ

چہ خوش گفت بازارگان اسیر
ایک تاجر قیدی نے کیا خوب کہا

چو مردانگی آید از رہبرناں
جب ڈاکو بہادری کرنے لگیں

شہنشاہ کہ بازارگان را بخست
جس بادشاہ نے تاجروں کو ستایا

چو گردش گرفتند دزدان بہ تیر
جب چوروں نے اس کو تیروں سے گھیر لیا

چہ مردان لشکر چہ خیل زناں
تو پھر لشکر کے بہادر اور عورتوں کی جماعت یکساں ہے

در خیر بر شہر و لشکر بسبوت
اس نے شہر اور لشکر پر بھلائی کا درد اڑا ہند کر دیا

یعنی ایک بیوہ
کی آمد سے پورا شہر
برباد ہو جاتا ہے۔
یعنی لوگ
اس کے ظلم سے
تنگ آکر

بہت
اٹھا کر
بددعا
کریں۔

یعنی جب شاہی
شکر کے ہوتے ہوئے
ڈاکوؤں کی جرات ہو
تو پھر وہ لشکر اور
عورتوں کی جماعت یکساں

کے آنجا و گروہ شمنہاں روند
عقلمند لوگ پھر اس جگہ کب جاتے ہیں
نکو بایدت نام و نیکی قبول
اگر تجھے نیک نامی اور پسندیدہ نیکی چاہیے
بزرگوار مسافر جہاں پر روند
بڑے لوگ مسافروں کو جان کی برابر دیکھتے ہیں
تبہ گرد و آل مملکت عنقریب
وہ سلطنت عنقریب تباہ ہو جائیگی

غریب آشنا باش و سیاح دوست
پریشانی کے لیے آشنا بن اور سیاح کو دوست رکھ
نکو دار ضیف و مسافر عزیز
مہمان کو بہتر طریقے پر رکھ اور مسافر کو عزیز سمجھ
نہ بیگانہ پر ہمیشہ کر دین نکو ست
اجنبی سے بچنا ہی مناسب ہے

قدیمان خود را بیفزائی و تدر
اپنے پرانوں کا مرتبہ بڑھا
چو خدمت گزاریت گرد و کہن
جب تیرا کوئی خدمت گزار پرانا ہو جائے
گمراہ را ہرم دست خدمت بہست
اگر بڑھاپے نے اس کی خدمت کا ہاتھ باندھ دیا ہے

۱۔ سالیانہ وہ
تخواہ جو سال بسا
دی جاتی ہے۔
یعنی بڑھاپے
کی وجہ سے خدمت
کرنے سے معذور
ہو گیا
۲۔ شاہ
خسرو کا
وزیر تھا جس
نے شیریں کو اس
سے ملا دیا تھا۔
۳۔ یعنی دزار
سے برطرف کر دیا

چو آوازہ رسم بد بشنوند
جب برس رواج کی شہرت سن لیں۔
نکو دار بازار گان و رسول
تو تاجروں اور قاصدوں سے بہتر معاملہ کر
کہ نام نکوئی بعدا لم ہرند
کیوں کہ وہ نیک نامی عالم میں پھیلانے ہیں
کز و خاطر آرزوہ آید غریب
جہاں سے مسافر رنجیدہ لوٹے

کہ سیاح جلاب نام نکو ست
کیونکہ سیاح نیک نامی کو پھیلانے والا ہے
وزر آسبب شال پر خذر باش نیز
اور ان کی تکلیف رسانی سے چوکتا رہے!

کہ دشمن تو اں بود در زری دوست
اس لیے کہ دوست کے لباس میں دشمن بھی چھپتا ہے

کہ ہرگز نیاید نہ پروردہ غدر
کیونکہ ہلے ہوئے سے دغا سرزد نہ ہوگی
حق سالیانہش فرا مش ممکن
اس کے سالیانے حق کو نہ بھول!

ترا بر کرم ہچناں دست ہست
تجھے تو کرم کرنے پر اسی طرح قدرت ہے

حکایت

قصہ

چو خسرو ہر اسمش قلم در کشید
جب خسرو نے اس کے نام پر قلم اٹھایا
نہشت ایں حکایت بنزدیک شاہ
تو یہ حکایت شاہ کو لکھ بھیجی۔

اگر من نہ اندم تو مانی بفضل
اگر میں کسی قابل نہ ہا تو تو بزرگی کے ساتھ سلا ہے
بہنگام پیری مرا نم ز پیش
تو بڑھاپے میں مجھے اپنی پیشی سے کہہ دے

شنیدم کہ شاہ پور دم در کشید
میں نے سنا ہے شاہ پور خاموش ہو گیا
چو شد حالش از بنیوائی تباہ
جب مفلسی کی وجہ سے اس کا حال تباہ ہوا
کہ اے شاہ آفاق گستر بعدل
کہ اے ملک میں انصاف رکھنے والے بادشاہ
چو بذل تو کردم جو انے خویش
جب میں نے اپنی جوانی تیرے کام پر خرچ کی

غریبے کہ گرفتار باشد سرش
وہ غیبی ملکی جس کا داغ فتنہ سے پُر ہو

تو گر خشم بروے نرانی رواست
اگر تو اسلحہ پر غصہ نہ کرے تو مناسب

وگر پارسی باشد سرش ز ادا بوم
اور اگر اس کی وطنیت پارسی ہو

ہم آنجا آناش مدہ تا بچا شست
تھوڑی دیر کے لیے بھی اس کو وہاں پناہ نہ لینے دے

کہ گویند بر گشتہ با و آں زمیں
اس لیے کہ وہ لوگ ہی کہیں گے کہ خدا کرے وہ

عمل گرد ہی مرد منعم شناس
اگر کوئی کام سپرد کرے تو مال دار کو تلاش کر

چو مفلس فرو برد گردن بدوش
جب مفلس کوئی خطا کر بیٹھے

چو مشرف دو دست از امانت بدشت
جب دیوان امانت سے دستبردار ہو جائے

وہ او نیز در ساخت با خاطرش
اور اگر وہ بھی اس کی طبیعت سے ساز باز کرے

خدا ترس باید امانت گزار
امانت دار خدا سے ڈرنے والا مقرر کرنا چاہیے

بہشتاں و بشمار و عاقل نشیں
چھان بین کر لے اور شمار کر اور سمجھ دار بن کر بیٹھ

وہ ہم جنس دیرینہ را ہم تسلیم
دو پرانے ہم قوم اور ہم پیشہ کو

چہ دانی کہ ہمدست گردند و بار
تجھے کیا معلوم کہ وہ شریک در دوست ہو جائیں

چو دزدان ز ہم پاک دارند و بیم
جب چور آپس میں خوف اور ڈر رکھیں

یکے را کہ معزول کردی ز جاہ
جس کو تو نے کسی مرتبہ سے معزول کر دیا

بر آوردن کام امیدوار
کسی امیدوار کا کام نہ دینا

میا زار و بیروں کن از کشورش
اس کو نہ ستا اور اس کو ملک بدر کر دے

کہ خود خوئے بد دشمنش در قفاست
اس لیے کہ اس کی بد عادت خود اس کا دشمن اس کے پیچھے لگاؤ

بصنعاش مفرست و سقلاب و روم
تو صنعا را در سقلاب و روم میں اس کو نہ بھیج

ن شاید بلا برد گر گس گماشت
دوسروں پر مصیبت ڈالنا مناسب نہیں ہے

کنز و مردم آید بیروں چنیں
سرزمین بر باد ہو جہاں سے ایسے لوگ نکل کر گئے ہیں

کہ مفلس ندر و ز سلطان ہر اس
اس لیے کہ مفلس کو بادشاہ کا کوئی خوف نہیں ہوتا

از و بر نیاید و گر جز خرویش
تو اس سے آہ و زاری کے علاوہ کچھ وصول نہ ہوگا

باید برو ناظرے بر گماشت
تو اس پر ایک ناظر مقرر کر دینا چاہیے

ز مشرف عمل بر کن و ناظرش
تو دیوان اور ناظر دونوں سے کام لے لے

امیں کنز تو ترسد امینش مدار
جو صورت تجھ سے ڈرے اس کو امین نہ بنا

کہ از حدیکے را نہ بینی امیں
اس لیے کہ سویر سے ایک بھی تجھے امانت دار نظر نہ آئے گا

نباید فرستاد یک جا ہم
ایک جگہ آٹھا کام کے لیے نہ بھیجنا چاہیے

یکے دزد باشد یکے پردہ دار
ایک چور ہو جائے اور دوسرا چھپانے والا

رود در میان کاروائے سلیم
تو درمیان سے قافلہ بچ نکلتا ہے

چو چندے بر آید بہ بخشش گناہ
جب کچھ دن گذر جائیں تو اسکو معاف کر دے

بہ از قید بندی شکستن ہزار
ہزار آدمیوں کو قید سے رہا کر دینے سے بہتر

۱۔ صنعا زمین کا
دار الخلافہ و سقلاب
ترستان کا ایک
شہر ہے۔

۲۔ یعنی
خزانے
کی
تحویل کا
حساب جانچنے

۳۔ رہنا چاہیے
۴۔ یعنی ڈاکوؤں
کی آپس کی بے طہینیا
نافذ کی نجات کا سبب
ہوتی ہے۔

نویسنده را کن ستون عمل

اچھے محاسب کو کام کا مدار بنا

بفرماں برائے بر شہ داد گمر

فرمان برداروں پر عادل بادشاہ کو

گہش می زند تا شود در دناک

کبھی اس کو مارتا ہے تاکہ وہ روپوش

چونرمی کنی خصم گرد دلیہ

جب تو نرمی ہی برتے دشمن دلیہ ہو جائے گا

درشتی و نرمی بہم در بہ ست

سختی اور نرمی علی جلی بہتر ہے

جواں مرد و خوش خلق و بخشنده باش

بہادر اور خوش خلق اور سختی بنا رہ

چو یاد آیدت عہد شہاں پیش

جب پہلے بادشاہوں کا زمانہ تجھے یاد آئے

نیامد کس اندر جہاں کو بماند

دنیا میں کوئی ایسا نہیں آیا جو ہمیشہ رہا ہو

نمرد آنکہ ماند پس ازوے بجائے

وہ شخص نہیں مرا جس کے بعد اس کے قائم مقام

ہر آنکو نماند از پیش یادگار

جس کے بعد اس کی یادگار نہ رہی

و گرفت و ایثار و خیرش نماند

اور اگر مر گیا اور کوئی قربانی و خیر نہ پھوی

چو خواہی کہ نامت بود در جہاں

اگر تو یہ چاہتا ہے کہ دنیا میں تیرا نام روشن ہو

ہمیں کام و ناز و طرب داشتند

وہ بھی مقصد اور ناز اور مستی رکھتے تھے

کے نام نیکو بسر و از جہاں

ایک دنیا سے نیک نامی کما لے گیا

بسمع رضا مشنوا یدائے کس

خوشنودی کے کان سے کسی کی برائی نہ سن

کنہ کار را عذر نسباں بنہ

خطا کار کی بھول کا عذر نسباں کرا

نیفتہ نبی و طناب مل

نہ وہ غلطی کرے گا نہ امید کی رتی نکائے گا

پدر و از خشم آورد بر سر

اس طرح کا غصہ کرنا چاہیے جیسا کہ باپ شو بیٹے پر

گہمی کند آتش از دیدہ پاک

کبھی اس کے آنسو پوچھتا ہے

و گر خشم گیری شوند از تو سیر

اور اگر غصہ ہی کرے گا سب نا امید ہو جائیں گے

چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ ست

جراح کی طرح کہ زخم دھمکے والا اور مرہم رکھنے والا

چو حق بر تو پاشد تو بر خلق باش

جب خدا تجھے دے تو مخلوق پر بھلاؤ کر

ہمیں نقش بر خواں پس از عہد خویش

اپنے زمانہ کے بعد کے ایسے ہی نقش پڑھ

لکر آل کز و نام نیکو بماند

ہاں وہ جس کا نیک نام باقی رہا ہو

پل و خانی و خواں و مہماں سرائے

پل اور تالاب اور سنگرخانہ اور مسافر خانہ ہو

درخت و جودش نیاورد بار

اس کے وجود کا درخت کوئی پھل نہ لایا

نشاید پس مرکش البمکد خواند

اس کے مرنے کے بعد اس پر فاتحہ نہ پڑھنی چاہیے

مکن نام نیک بزرگاں نہاں

تو بزرگوں کے نیک نام کو نہ مٹا

باخر بر فتنہ و بگذاشتند

بالآخر چلے گئے اور سب چھوڑ گئے

یکے رسم بد نماند از و جاوداں

ایک ہمیشہ کے لئے رسم بد ہو گیا

و گر گفتہ آید بغور پس بر سر

اور اگر تجھ سے کی ہی جائے تو پھر اس کی گہرائی تک پہنچ

چو ز نہار خواہند ز نہار وہ

اگر وہ معافی چاہے تو معاف کر دے

۱۔ رعایا اور عقین

سے بادشاہ کو سختی

اور نرمی سے ملاحظہ

رویا اختیار کرنا

چاہیے جرح پیرا

بھی لگاتا ہے اور

مرہم بھی کرتا ہے

مکالمے بادشاہوں

کے تذکرے پڑھکر

اپنے بارے

میں

رہنے

قائم کر

بروں کا برا

ذکر اور کہیوں کا

ذکر خیر ہوتا ہے

مکالمے کی برائی

نہ سن اگر سننی ہی

پڑے تو اس کی

گہرائی میں جا کر

آخر کیوں برا کیا

جا رہا ہے

گر آید گنگارے اندر پناہ
اگر کوئی قصور دار پناہ میں آئے
چو بارے بگفتند و شنید پند
جب ایک بار نصیحت کر چکیں اور وہ نہ سنے
و گر بند و بندش نیاید بکار
اور اگر نصیحت اور بڑی بھی کار آمد نہ ہو
چو چشم آید ت بر گناہ کسے
اگر تجھے کسی کے قصور پر فتنہ آئے
کہ سہلست لعل بدخشاں شکست
اس لیے کہ بدخشاںی لعل کو توڑ دینا آسان ہے

نہ شتر طست کشتن باؤل گناہ
تو پہلی خطا پر بار ڈالنا ضروری نہیں ہے
و گر گوشمالش بزنداں و بند
پھر اس کی گوشمالی قید خانہ اور بڑی سے ہونی چاہیے
درخت خبیث است بحیث بر آرد
تو وہ درخت ہی خبیث ہے اس کی جڑ اکھاڑے
تا تل کنش در عقوبت سے
تو اس کی سزا میں بہت غور کر!
شکستہ نشاید و گر بارہ بست
لیکن ٹوٹا ہوا دوبارہ نہیں جڑ سکتا ہے

حکایت در تدبیر پادشاہان و تاخیر کردن در سیاست

حکایت بادشاہوں کی تدبیر اور سزا کی تاخیر کرنے کے بیان میں

ز دریائے عمان برآمد کسے
ایک شخص دریائے عمان سے آیا
عرب دیدہ و ترک تاجیک و روم
جس نے عرب اور ترک اور تاجیکانہ روم کو دیکھا تھا
جہاں گشتہ و دانش اندوخت
جو دنیا گھومے ہوئے اور سمجھ کو جمع کیے ہوئے تھا
بہیکل قوی چوں تن اور درخت
صورت میں تناور درخت کی طرح قوی تھا۔
دو صدر رقعہ بالائے ہم دوختہ
دو سو پوند ایک دوسرے پر سے ہوئے
بشہرے درآمد ز دریا کنار
وہ دریائے کنارے سے شہر میں آیا
کہ طبع نگو نامی اندیش داشت
جو نیک نامی سوچنے والی طبیعت رکھتا تھا
بشستند خدمت گزاران شاہ
بادشاہ کے خدمتگاروں نے دھویا
چو بر آستان ملک سر نہاد
جب اس نے بادشاہ کی چو کھٹ پر سر رکھا

سفر کردہ بامون و دریا سے
جو جنگل اور دریا کا بہت سفر کیے ہوئے تھا
ز ہر جنس و نفس دانش علوم
اس کے ہر جنس میں ہر جنس کے علوم تھے
سفر کردہ و صحبت آموختہ
بہت سفر کیے ہوئے اور صحبتیں اٹھائے ہوئے تھا
و لیکن فروماندہ بے برگ سخت
لیکن بے سہاکی کی وجہ سے سخت عاجز تھا
ز حراق و او در میاں سوختہ
سوزش کی وجہ سے اور وہ درمیان میں جھلسا ہوا
بزرگے دران ناحیت شہر یار
ان اطراف میں ایک بڑا بادشاہ تھا
سر عجز بریائے درویش داشت
عاجزی کا شرفیروں کے پانوں پر رکھتا تھا
سرو تن تحامش از گرد راہ
اس کا سر اور جسم حمام میں راستہ کی گرد سے
نیایش کناں دست بر نہاد
تو تعریف کرتے ہوئے سینہ پر ہاتھ رکھا

۱۔ عمان مشہور
دریا ہے جس میں
بکثرت موتی پیدا
ہوتے ہیں یا دریائے
شور کے
کنار
ایک
قصبہ ہے
۲۔ بڑے
لوگوں کے سامنے
سینہ پر ہاتھ رکھ کر
بات کی جاتی تھی

نرفتم دریں مملکت منزلی
میں اس سلطنت میں کسی ایسی جگہ نہیں پہنچا
نہ دیدم کسے سرگراں از شراب
میں نے کسی کو شراب سے مست نہ دیکھا

ملک را ہمیں ملک پیرایہ
بادشاہ کے لیے ملک کی یہی آراستگی تھی جو
سخن گفت و دامن گوہر فشاند
اس نے گفتگو کی اور موتیوں بھرا دامن بکھیرا
بند آتش حسن گفتار مرد
اس کو اس شخص کی گفتگو کا حسن پسند آیا

ز رش داد و گوہر بشکر قدم
اس کی تشریف آوری کے شکر میں اس کو سونا اور موتی دیے
بگفت اچھ پر سیدش از سرگذشت
اس نے اپنی وہ سرگذشت سنائی جو اس نے دریا کی
ملک با دل خویشتن رائے زد
بادشاہ نے اپنے دل میں سوچا

ولیکن بتدریج تا بحسن
لیکن رفتہ رفتہ تاکہ مجلس اے
بعقلش بساید نخست آزمود
ابتداءً اس کو عقل میں آزمانا چاہیے

برو بر دل از جو غم بار بار
دل پر غم کے ظلم کے بوجھ اٹھاتا ہے
چو قاضی بفکرت نویسد سجل
جب قاضی غور سے دستاویز لکھتا ہے

نظر کن چو سوافارداری بشست
اس وقت تک سوچ لے جب تک تیر چٹکی میں ہے

چو یوسف کسے در صلاح و تمیز
یوسف علیہ السلام کی طرح آدمی کو نیکی اور تمیز میں

با مام تا بر نیاید بسے
جب تک بہت سا زمانہ نہ گزر جائے

ز ہر نوع اخلاق او کشف کرد
اس کے ہر قسم کے اخلاق کی تحقیق کی

یعنی فوری
طور پر وزارت
دینا میری عقل کی

کمزوری
پر محمول
کریں
ہے۔

فیصلہ
کی دستاویز غور سے
لکھے گا تو غلطی کا
امکان نہ ہوگا۔

کز آسیب آزرده دیدم کسے
جہاں تکلیف سے کسی دل کو رنجیدہ دیکھا ہو

مگر ہم خرابات دیدم خراب
ہاں شراب خانے ویران دیکھے۔

کہ راضی نگردد باز از کس
کہ کسی کی تکلیف سے خوش نہ ہو

بنطقے کہ شہر آستیں بر فشاند
ایسی گویائی سے کہ بادشاہ نے بہت تعریف کی

بزد خودش خواند و اکرام کرد
اس کو اپنے قریب بلایا اور عزت بخشی

پرسیدش از گوہر و زار و بوم
اس سے اس کی اصل اور وطن پوچھا

بقربت ز دیگر کساں در گذشت
وہ بادشاہ سے قرب میں دوسروں سے بڑھ گیا

کہ دستور ملک اس چننے سزد
کہ ملک کی وزارت اسے شخص کے لائق ہے

بستی نختہ بند برائے من
میری رائے کی کمزوری پر نہ مہنسیں

بقتدر ہنر یا یگا مش فرو
اس کے ہنر کے مطابق اس کا مرتبہ بڑھانا چاہیے

کہ نا آزمودہ کند کار بار
جو شخص بدوں آزمائے کام کرتا ہے

نگردد ز دستار بنداں خجل
تو اس کو علماء سے شرمندگی اٹھانی نہیں پڑتی

نہ انگہ کہ پرتاب کردی ز دست
نہ اس وقت جب کہ تیر ہاتھ سے چھوڑے

بے سال باید کہ گردد عسز
بہت سے سال گزارنے ہونگے تاکہ وہ عزیز نہ رہے

نشاہد رسیدن بغور کسے
کسی کی گہرائی کو نہیں پہنچا جاسکتا

خردمند پاکیزہ دیں بود مرد
وہ عقلمند پاکیزہ دین انسان تھا

نکو سیرتش و بدور و شن قیاس

اس کو نیک عادت روشن سمجھ والا

برای از بزرگاں بهش و بدویش

اس کو رائے میں بڑوں سے بھی بہتر اور زیادہ دیکھتا

چنان حکمت و معرفت کا ر بست

وہ ایسی دانتائی اور جان کاری کام میں لایا

ور آور د ملکہ بزمیر قلم

ملک کو اس طرح قابو میں لے آیا

زبان ہمہ حرف گیراں بے بست

سب نکتہ چینوں کی زبان بند کر دی

حسودیکہ یک جو خیانت نہ دید

وہ حاسد جس نے اس کی ایک جو خیانت نہ دیکھی

ز روشن و لش ملک پر تو گرفت

اس کے روشن دل سے سلطنت نے روشنی حاصل کی

ندید آل خردمند را رخنہ

اس نے اس عقلمند میں کوئی خرابی نہ دیکھی

امین و بداندیش طشتند و مور

امانت دار اور مخالف کی مثال طشت اور چوٹی کی سی ہے

ملک را دو خورشید طلعت غلام

بادشاہ کے دو نوکر جن کا چہرہ سورج کی طرح تھا

دو پاکیزہ سیکر جو حور و پری

دونوں پاکیزہ قوت حور اور پری کی طرح

و صورت کہ گفتی یکے نیست بیش

دونوں کی ایسی صورتیں کہ تو کہے ایک دوسرے بڑھا نہیں

سخنہائے دانائے شیریں سخن

شیریں کلام دانشمند کی باتوں نے

چو دیدند کا و صاف خلقتش نکوست

جب انھوں نے دیکھا کہ اس کی اخلاقی خوبیاں اچھی ہیں

و رو ہم اثر کرد میل بشر

انسانی خواہش نے اس میں بھی اثر کیا

از آسایش انگہ خبر داشتے

اس کو آرام کا اس وقت پتہ چلتا

سخن سنج و مفت دار مردم شناس

بات کو تولنے والا اور انسانوں کے مرتبے پہچاننے والا دیکھا

نشاندهش زبردست و ستور خوش

اس کو اپنے وزیر نے بلند درجہ پر بٹھایا

کہ ذرا سرو ہمیش دروئے تخت

کہ احکام میں کسی کا دل نہ توڑا

کز و بر وجودے نیسا مدالم

کہ اس سے کسی کو ربغ نہ پہنچا

کہ حرفے بدش بر نیاید ز دست

اس لیے کہ اس کے قلم سے کسی کے لیے ایک حرف برا نہ نکلا

بکارش نیامد جو گندم طپید

اس کے لیے گندم کی طرح تر پنا مفید نہ ہوا

وزیر کہن را غم نو گرفت

پرانے وزیر کو نئے غم نے آ پکڑا

کہ دروئے تواند زدن طعنہ

جس میں وہ طعنہ زنی کر سکتا

نشايد درو رخنہ کردن بزور

جو اس میں طاقت سے سوراخ نہیں کر سکتی ہے

بسم بر کمر بستہ بودے مدام

ہمیشہ خدمت کے لیے سر ہانے کمر بستہ رہتے تھے

چو خورشید و ماہ از سہ دیگر بری

جیسے چاند سورج تیسرے سے پاک

نمودہ در آئینہ ہمتائے خویش

آئینہ میں اپنا جیسا دکھاتے تھے

گرفت اندراں ہر دو شمشاد بن

ان دونوں شمشاد فتنہ کے اندر اثر کیا

بطبعش ہوا خواہ گشتند و دوست

تو طبعاً اس کے خیر خواہ اور دوست ہو گئے

نہ میلے چو کوتاہ بنیاں بشیر

لیکن ایسی خواہش نہیں جو ناقابل اندیشی کو شر کیا تھ ہوئی

کہ دروئے ایشان نظر داشتے

جب ان کا چہرہ دیکھ لیتا

۱۔ دستور وزیر
کو بھی کہتے ہیں اور
کتاب کو بھی جس
میں قواعد لکھے جائیں
یعنی اس کو وزیر اعظم
بنادیا۔

۲۔ یعنی جیسے
چاند سورج جیسا اور
تیسرا کوئی نہیں ہے
اسی طرح

۳۔ ان
دونوں
جیسا کوئی
فیرانہ تھا۔

۴۔ دونوں اس
قدر حسین تھے کہ
ایک کو دوسرے
پر فوقیت نہیں دی
جاسکتی تھی اور ہر

ایک کی نظر صرف
اس کے آئینہ کی
تصویر تھی کوئی دوسرا
شخص نہ تھا۔

۵۔ یعنی ان دونوں
کو وزیر سے تعلق ہو گیا

جو خواہی کہ قدرت بماند بلند
اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا مرتبہ بلند رہے

وگرنہ خود نباشد غرض درمیاں
اگرچہ کوئی غرض درمیان میں نہ آئے۔

وزیر اندر میں شمشاد راہ برد
وزیر کو اس معاملہ میں کچھ موقع ملا

کہ اس راہ اندر خزانہ و کیست
کہ میں اس کو نہیں جانتا کہ کوئی کیا کہہ کر بکلتے ہیں دڑھ کوئی

شنیدم کہ باندگانش سرست
میں نے سنا ہے کہ اس کا خادموں کی طرف جھانک

سفر کردگاں لا اباالی زیند
پروسیسی بے پرواہ زندگی بسر کرتے ہیں

نشاید چنین خیرہ روئے تباہ
ایسا بے جا بے غیرت مناسب نہیں ہے

مگر نعمت شہ فراموش کنم
میں یقیناً شاہی نعمت کو فراموش کروں گا

بہ پندار نتوان سخن گفت زود
تھن خیال سے بات جلد نہیں کہی جاتی

ز فرمانبرائے کسے گوش داشت
میرے نوکروں میں سے ایک نے سنا ہے

من این گفتم اکنون ملک راست را می
میں نے یہ عرض کر دیا ابائے بادشاہ کی ہے

بنا خوب تر صورتے شرح داد
بہت برائی کے ساتھ واقعہ کی تفصیل کی

بد اندیش بر خورده چوں دست یافت
دشمن نے جب برائی پرت ہو پایا

بخورده توان آتش آفرین و ختن
جھگڑا ری سے آگ روشن کر سکتے ہیں

ملک را چنان گرم کرد این خبر
اس خبر نے بادشاہ کو ایسا گرم کر دیا

غضب و دست در خون درویش داشت
غصہ نے فقیر کے خون میں ہاتھ رنگنا چاہا

دل اے خواجہ در ساوہ رویاں بند
تو اے صاحب تو دل امردوں سے نہ لگا

حذر کن کہ دار و ہیبت زیاں
پھر بھی بچ اس لیے کہ یہ دبدبہ کے نقصان کا سبب ہے

بخت این حکایت بر شاہ برد
خباثت کی وجہ سے یہ معاملہ بادشاہ کے سامنے گیا

نخواہد بسا ماں دریں ملک زلیست
وہ اس ملک میں عزت سے جینا نہیں چاہتا

خیانت پسند است شہوت پرست
خیانت کو پسند کرنے والا اور شہوت پرست ہے

کہ پروروہ ملک دولت نیند
کیونکہ وہ اس ملک اور حکومت کے بے چارے نہیں ہیں

کہ بدنامی آرد در ایوان شاہ
جو شاہی محل میں بدنامی لائے۔

کہ بنیم تباہی و خاموش کنم
جبکہ تباہی دیکھوں اور خاموش رہوں

نگفتم ترا تا نفی کنم نہ بود
میں نے تجھ سے اس وقت تک ذکر نہ کیا جب تک یقین نہ آ گیا

کزیناں دو یکتاں در آغوش داشت
کہ ان دونوں میں سے ایک کو وہ بٹل میں لے لے تھا

چنان کار مودم تو نیز آزمای
جیسا میں نے آزمایا ہے آپ بھی آزمائیں

کہ بد مرد را نیک روزے مباد
خدا کرتے برے شخص کو نیک دن نہ نصیب ہو

درون بزرگاں آتش بتافت
بڑوں کے دل کو آگ سے جلا یا

پس آنگہ درخت کہن سوختن
پھر پرانے درخت کو جلا سکتے ہیں

کہ جوشش برآمد چو منجل بر
کہ آتش کو ایسا جوش آیا جیسا کہ سر پر درانی چلی ہو

ولیکن سکون دست درمیش داشت
لیکن پروہاری نے آگے ہاتھ بڑھا کر روک دیا

یعنی میں اس
وزیر کے نام اور
حقیقت ہے
ناواقف ہوں کیونکہ
پروسیسی ہے۔
یعنی وزیر
نے ایسی برائی کی
کہ وہ اس بد دعا
کا مستحق

یعنی
ابتداء
فتنہ معمولی
ہوتا ہے پھر بڑھتا
جے۔

یعنی ہم نے اس
مصرع میں منجمل کا ترجمہ
کیا ہے بعض نسخوں
میں منجل جہنم کے
معنی ہانڈی کے ہیں
یعنی اس کے دماغ
میں ہانڈی کا سا جھڑپا

کہ پروردہ کشتن نہ مروی بود
کہ پائے ہوئے کو مارنا بہادری نہیں ہو

میں ساز پروردہ خوشن
اپنے پروردہ کو مت ستا

بنحمت نبایست پروردش
نعت سے اس کو نہ پالتا چاہیے

ازوتا ہست یا یقینیت نشد
اس کے ہنروں کا جب تک تجھے یقین نہ ہو گیا

کنوں تا یقینیت نگر و گناہ
اب جب تک خطا کا تجھے یقین نہ ہو جائے

ملک در دل میں راز پوشیدہ داشت
بادشاہ نے اس راز کو پوشیدہ رکھا

دست اے خردمند زندان راز
اسے عقل مند دل راز کا قید خانہ ہے

نظر کرد پوشیدہ در کار مرد
اس مرد کے کام کو پوشیدہ طور پر دیکھا

کہ ناگہ نظری یکے بندہ کرد
کہ اس نے اچانک ان دونوں میں سے ایک کی طرف دیکھا

دو کس را کہ با ہم بود جان و ہوش
ایسے دو شخص کہ ان کی جان اور ہوش ایک ہوں

تو دانی کہ صاحب نظر زیر زیر
تو جانتا ہے کہ چپے چپے دیکھنے والا

ملک را گمان بدی راست شد
بادشاہ کے لیے بدی کا گمان یقینی ہو گیا

ہم از حسن تدبیر رائے تمام
پھر بھی جن تدبیر اور کھیل رائے سے

ترا من خردمند پنداشت
میں نے تجھے عقلمند سمجھا

گماں بردمت ز سرک و ہوشمند
میں نے تجھے عقلمند اور باہوش گمان کیا

چنیں مرتفع پایہ جائے تو نیست
ایسا بلند مرتبہ تیری جگہ نہیں ہے

ستم در پیے داد مروی بود
داد و دہش کے بعد ظلم کرنا غلطی ہے

چو تیر تو دار و بہ تیرش من
جب تیر تیر کر کش سنبھالے ہوئے ہو تو اس کو تیر نہ مار

چو خواہی بہ بیداد خون خوردنش
جب تو ظلم سے اس کا خون پینا چاہتا ہے

در ایوان شاهی قرینیت نشد
وہ شاہی محل میں تیرا مصاحب نہ بنا

بگفتار دشمن گزندش مخواہ
دشمن کے کہنے سے اس کو نقصان نہ پہنچا

کہ قول حکیمان پوشیدہ داشت
کیونکہ وہ داناؤں کی بات سے ہوئے تھا

چو گفتی نیاید برنجیر باز
جب تو کہہ چکا تو وہ زنجیر سے وہیں نہیں آسکتا

خلل دید در رای ہشیار مرد
ہوشیار مرد کی رائے میں خلل دیکھا

پری چہرہ در زیر لب خندہ کرد
وہ پری جیسے چہرہ والا مسکرا دیا

حکایت کنانند و ایشان خموش
آپس میں بات کرتے ہیں اور چپ رہتے ہیں

نگر و دو چو مستقی از دجلہ سیر
سیراب نہیں ہوتا جیسا کہ استقار کی بہاؤی الا دجلہ سے

بسودا برو خشمگیں خواست شد
جنون سے اس پر غضبناک ہونا چاہا

با ہستکی گفتش اے نیک نام
چپکے سے اس کو کہا کہ اے نیک نام

بر اسرار ملکیت امیں داشت
سلطنت کے رازوں پر امیں بنایا

نداشت خیرہ و ناپسند
نہ تھی بے حیا اور ناپسند نہ جانا

گناہ از من آمد خطائے تو نیست
میری غلطی ہوئی تیری کچھ خطا نہیں ہو

یعنی جب تو نے
اُس کو توی بنایا ہے
تو اپنی قوت سے
اس کو ختم نہ کر
یعنی اُس خطی
کے ہنروں کا

یقین
کر کے
اس کو
وزیر

بنایا ہے
یہ حکیموں
کا قول ہے
یہ جن دو شخصوں
میں محبت ہوئی جو ان
کی نگاہیں گفتگو
کریں ہیں زبان
خاموش رہتی ہے

کہ چوں بد گھر پرورم لا جرم
 کہ جب میں کسی بد اصل کی پرورش کروں گا تو یقیناً
 بر آور دہم و بسیار دال
 بت کچھ جانے والے مرنے سراٹھایا
 مرا چوں بود دامن از جرم پاک
 جب میرا دامن جرم سے پاک ہو
 بخاطر جرم ہرگز اس ظن نہ رفت
 میری طبیعت میں ہرگز یہ خیال نہ گذر ایتھا
 شہنشاہ بر آشفت کا نیک وزیر
 بادشاہ نے جو کہا کہ اس وزیر نے
 تبسم کناں دست بر لب گرفت
 اس نے مسکراتے ہوئے ہونٹوں پر ہاتھ رکھا
 حسودیکہ بیند بجائے خود دم
 وہ حاسد جو اپنی جگہ مجھے دیکھ رہا ہو
 من آل ساعت انگاشتم و شمنش
 میں نے تو اس کو اسی وقت دشمن سمجھ لیا تھا
 چو سلطان فضیلت نہد برویم
 جب بادشاہ مجھے اس پر فضیلت رہے رہا ہے تو
 مرا تا قیامت نگیں در بدوست
 مجھے قیامت تک وہ آدمی دوست نہیں سمجھ سکتا
 بریت بگویم حدیثے در دست
 اس پر میں تجھے ایک صحیح قصہ سناتا ہوں

یعنی ان دونوں
 غلاموں سے نہ کچھ
 کوئی عشق ہے
 اور نہ میں ان میں
 سے کسی
 کو
 بغل
 میں لے
 ہوئے تھا۔
 مہتمموں کی
 دیاروں پر بھانک
 اور بہت تصویریا
 منقش کرنے کا دستور
 تھا۔

مثل
 کہادت

خیانت روا دار دم در حرم
 وہ میرے جرم میں خیانت کو روا رکھے گا
 چنین گفت با خسرو کار دال
 ہوشیار بادشاہ سے یہ کہنا۔
 نیاید ز خبت بداندیش پاک
 تو دشمن کی خیانت کی کوئی پرواہ نہیں ہے
 ندانم کہ گفت این چه بر من نرفت
 نہ معلوم کس نے ایسی بات کہی جو مجھ پر نہیں گذری
 تعلل بیندیش و حجت بکسر
 اب بہانے نہ تراش اور حجت بازی نہ کر!
 کز ویرجہ گوید نیاید شکفت
 کہ وہ تو جو کچھ کہے اس پر تعجب نہیں ہے
 کجا بر زباں آور دہم
 اس کی زبان پر بدی کے علاوہ کچھ متعلق اور کیا آسکتا
 کہ بنشاند شہ زہر دست منش
 جب بادشاہ نے اس کو میرے ماتحت بٹھا دیا تھا
 نداند کہ دشمن بود و برہم
 بادشاہ یہ نہیں سمجھتا کہ وہ میرے درپے دشمن ہے
 چو بیند کہ در عز من دل او ست
 جو یہ دیکھ رہا ہو کہ میری عزت میں اس کی ذلت ہے
 اگر گوش بایندہ داری نخست
 اگر ابتدا ز آپ خادم کی بات سنیں

بقامت صنوبر بروی آفتاب
 جو قد میں صنوبر کی طرح تھا اور جس کا چہرہ آفتاب کی طرح تھا
 نذرند خلق از جمالبت خبر
 لوگوں کو تیرے حسن کی خبر نہیں ہے
 بکریا بہ در زشت بنگاشند
 خاتم میں بری تصویر بنائی

مرا بلیمیں را دید شخصے بخواب
 ایک شخص نے خاص شیطان کو خواب میں دیکھا
 نظر کرد و گفت اسے نظیر قسم
 اس نے اس کو دیکھا اور کہا کہ اے چاند جیسے
 ترا سہیلیں روئے پنداشتند
 تجھے خوفناک چہرے والا سمجھا۔

بخندید و گفت آں نہ شکل نیست
 وہ ہنسا اور اس نے کہا کہ وہ میری شکل نہیں ہے
 براندہ ختم پنج شاں از ہشت
 میں نے ان کی کجڑ ہشت سے اکھاڑ پھینکی ہے
 مرا ہم چنین نام نیک ست یک
 اسی طرح میرا بھی مکمل نام ہے
 وزیرے کہ جاہ من آبتش بر بخت
 وہ وزیر جس کی آبرو میرے مرتبہ نے بہادی ہے
 و لیکن نیند شیم از خشم شاہ
 لیکن مجھے بادشاہ کے غصہ کی فکر نہیں ہے
 چو حرفم بر آید درست از قلم
 جب میرے قلم سے بات صحیح نکلتی ہے
 نیاوردہ عامل غش اندر میاں
 جس کا رکن نے معاملہ میں کھوٹ نہ کیا ہو
 اگر محتسب گرد و آں را غمست
 اگر محتب چکر لگائے تو اس کو شکر ہوگی
 ملک در سخن گفتنش خیرہ ماند
 بادشاہ اس کے بات کرنے سے حیران ہو گیا
 کہ مجرم بزرگ و زباں وری
 کہ مجرم مکاری اور زبان درازی سے
 ز خصمت ہمانا کہ نشیندہ ام
 میں نے صرف تیرے مخالف سے نہیں سنا ہے
 کزین زمرہ خلق در بار گاہ
 کہ دربار میں اتنے لوگوں کے مجمع میں
 بخندید مرد سخن گوی و گفت
 بات کرنے والا مرد ہنسا اور کہا
 دریں نکتہ ہست اگر بشنوی
 اگر آپ سنیں تو اس میں ایک نکتہ ہے
 نہ بیند کہ درویش بیدست گاہ
 کیا بادشاہ کو نظر نہیں آتا کہ بے طاقت فقیر
 مرادست گاہ جوانی بر رفت
 میری جوانی کی طاقت جاتی رہی

و لیکن قلم در کھن و شمنست
 لیکن قلم دشمن کے ہاتھ میں ہے
 کنو نم بکس می نگارند ز شست
 تو اب مجھے تگینہ کی وجہ سے برا سمجھتے ہیں
 ز علت نگوید بدانند شش نیک
 لیکن دشمن حسد کی وجہ سے اچھا نہیں کہتا ہے
 بفر سنگ باید ز کمرش گر بخت
 اس کے کمر سے ایک فرسخ بھاگنا چاہیے
 دلاورد و در سخن بے گناہ
 بے قصور انسان بات کہنے میں جبری ہوتا ہے
 مرا از ہمہ حرف گیسراں چہ غم
 مجھے سب نکتہ چینوں کا کیا غم ہے
 نیند شد از رفح دیوانیاں
 تو وہ دفتر والوں کے دعوے سے نہیں ڈرتا
 کہ سنگ ترا زوئے بارش کست
 جس کی ترازو کے باٹ کم ہوں۔
 سر دست فرماں دہی بر فشانہ
 حکمرانی کے ہاتھ پٹینے لگا
 ز جرمیکہ وار و نگرد و بری
 اس جرم سے نہیں بچ سکتا جو اس نے کیا ہے
 نہ آخر چشم خودت دیدہ ام
 کیا میں نے اپنی آنکھ سے تجھے نہیں دیکھا ہے
 نمی باشدت جز در ایناں نگاہ
 تیری نگاہ ان کے علاوہ کسی پر نہیں پڑتی
 حقست این سخن حق نشاید ہفت
 یہ بات سچی ہے۔ سچائی نہ چھپانی چاہیے
 کہ حکمت رواں باد و دولت قوی
 خدا کرے آپ کی دانائی جاری اور حکومت قوی ہے
 بحسرت کند در تو انگر نگاہ
 مالدار کو حسرت سے دیکھتا ہے
 بلہو و لعب زندگانی بر رفت
 جوانی کھیل کود میں ختم ہو گئی

۱۔ حضرت آدم
 کو بہکا کر گہیوں
 کھلا دیا اور جنت
 سے نکلوا دیا۔
 ۲۔ یعنی
 میں
 نے
 صرف
 معزول وزیر
 کے کہنے سے یقین
 نہیں کیا بلکہ تیری
 حرکتوں کو خود دیکھا
 ہے۔

زودیدار ایناں ہمارم شکیب
ان کے دیکھنے سے میں نہیں رگسکتا

مرا ہمچنین چہرہ گلفام بود
میرا بھی کتھی ایسا ہی چول جیسا چہرہ تھا

دریں غایتیم رشت باید کفن
اب اس انتہا پر مجھے کفن بننا چاہیے

مرا ہمچنین جس شہرنگ بود
میرے بھی رات کی طرح کالے گھونگرے بال تھے

دورستہ دُرم در وہاں داشت جا
میرے منہ میں دو طرفہ موتی قائم تھے

کنو کم نگہ کن بوقت سخن
اب مجھے بات کرتے وقت دیکھ

در ایناں بحسرت چراننگرم
ان کو حسرت سے کیوں نہ دیکھوں

برفت از من آل روز ہائے عزیز
وہ پارے دن مجھ سے رخصت ہو گئے

چو دانشور اس دور معنی بسفت
عقل مند نے جب معنی کے ان موتیوں کو گوندھا

در ارکان دولت نگہ کرد شاہ
بادشاہ نے حکومت کے ذمہ داروں کو دیکھا

کسے را نظر سوئے شاہد روست
ایسے شخص کو معشوق کا دیکھنا جائز ہے

بعقل ار نہ آہستگی کردے
سمجھ کی وجہ سے میں اگر آہستگی نہ برتا

بہ تیزی سبک دست ہر دن بہ تیغ
تیزی میں جلدی سے تلوار کی طرف ہاتھ بڑھا دیتا

ز صاحب غرض تا سخن نشنوی
صاحب غرض کی بات ہر گز نہ سُن !

نکو نام را جاہ و شریف و مال
نیک نام کے مرتبہ اور اعزاز اور مال میں

بتدریج دستور دانشور
اس کے عقل مند وزیر کی تدبیر سے

طہ بڑھاپے میں
بالوں کا کالا بن جانا
اور بدن کا تھلے
کی طرح ہو جانا اس
بات کی طرف اشارہ
ہے کہ اب کفن کی
تیار کر دو۔

یعنی اس نے

وزیر نے
اس
خوبصورتی
سے

الزاموں کا
جواب یا کہ باؤں
مطلوب ہو گیا۔

مخاخواہ کا خطاب
ارکان دولت کی

طرف ہر اور یہ
صورت فارسی میں
جائز ہے۔

یہ بڑے سوچے سمجھے
تلوار کا چلانا افسوس کا
باعث ہوتا ہے۔

کہ میرا یہ داران حسند و زیب
اس لیے کہ وہ زینت اور حسن کے میرا یہ دار ہیں

بلور نسیم از خوبی اندام بود
حسن میں میرا جسم بھی بلور کی طرح تھا

کہ موکم چو پنبہ ست و دو کم بدن
اس لیے کہ میرے بال کالا اور بدن تھلا ہو گیا ہے

قبادر ہر از نازی کی تنگ بود
نراکت کی وجہ سے قبا بدن پر تنگ تھی

چو دیوارے از خشت سیمیں بیایے
جیسے کہ چاندی کی اینٹوں کی دیوار کھڑی ہو۔

بہفتاد یکیک چو جس کہن
پہترنے کی طرح ایک ایک کر گیا

کہ عمر تلف کردہ یاد آورم
اس لیے کہ مجھے اپنی تلف کردہ عمر کی یاد آ رہی ہے

ہمایاں رسد ناگہ اس روز نیز
اچانک یہ دن بھی ختم ہو جائے گا۔

بگفت اس کز اں بہ محالست گفت
اس نے کہا کہ اس سے بہتر کہنا ناممکن ہے

کزیں خوہر لفظ و معنی مخواہ
کہ اس سے بہتر لفظ و معنی نہ چٹا ہو

کہ داند بدیں شاہدی عذر خواست
جو اس خوبی سے عذر خواہی کرنا جانتا ہو

بگفتار خصمش ساز رومے
تو اس کے دشمن کے کہنے سے اس کو ستا دیتا

بدن راں ہر دلشیت دست در لہ
افسوس کے ہاتھ کی پشت کو دانتوں کی طرف لے جاتا ہے

کہ گر کار بندیشماں شومی
اس لیے کہ اس پر کار بند ہو گا تو شیمان ہو گا

بہ فرود و بد گوی را گوشمال
اور بد گوئی گوشمالی میں اعنائ نہ کیا

بہ نیکی بشد نام در کشورش
نیکی سے ملک میں اس کا نام پھیل گیا

بعدل و کرم سا لہا ملک راند
انصاف اور شرافت سے سالوں حکومت کی
چنیں پادشاہاں کہ دیں پرورند
جو بادشاہ دین پرور ہیں

ازاناں نہ بینم دریں عهد کس
اس زمانہ میں ان میں کس کو نہیں دیکھتا ہوں
خدیو خردمند فرخ نہاد
عقلمند بادشاہ مبارک اصل ہے
ہمیشگی درختی تو اے پادشاہ
اے بادشاہ تو جنتی درخت ہے۔

طمع بود در بخت نیک ختم
اپنے نیک ستارے والے نصیب سے مجھ پر توقع تھی
خرد گفت دولت نہ بخشد ہمای
عقل نے کہا ہما دولت نہیں بخشتا
خدا یا برحمت نظر کردہ
اے خدا تو نے رحمت سے نظر کی ہے

دعا گوئے ایں دولت مند وار
میں غلاموں کی طرح اس دولت کا دعا گو ہوں
صوابست پیش از کشش بند کرد
تقل کرنے سے پہلے قید کرنا مناسب ہے
خداوند فرماں و رای و شکوہ
حکومت اور رائے اور دہ پر والا

سر پر غرور از تخت تہی
غرور سے بھرا ہوا سر جو بردباری سے خالی ہو
نگویم جو جنگ آوری پاندار
میں یہ نہیں کہتا کہ لڑے تو جسم جا
تخت کند ہر کرا عقل ہست
برداشت وہی کرتا ہے جس میں عقل ہوتی ہے
چو شکر برول تاخت خشم از کمین
غصہ جب لگانے سے شکر دوڑاتا ہے

نہ دیدم چنین دیو زیر فلک
میں نے آسمان تلے ایسا بھوت نہیں دیکھا

برقت و نگو نامی از وے بماند
مر گیا اور اس کی نیک نامی باقی رہی
بیا زوئے دیں گوئے دولت برند
وہ دین کی طاقت سے حکومت کی بازی جیت لیتے ہیں
وگر ہست بو بکر سعدست و بس
اور اگر کوئی ہے تو بس ابو بکر سعد ہے

کہ شاخ امیدش برو مند باد
خدا کرے کہ اس کی امید کی شاخ بار آور ہو
کہ افگندہ سایہ یکسا لہ راہ
کہ ایک سارے راستے پر سایہ ڈالے ہوئے ہے

کہ بال ہما افگند ہر سرم
کہ وہ ہما کا پر میرے سر پر ڈال دے گا
گراقبال خواہی دریں سایہ آی
اگر اقبال چاہتا ہے تو اس سایہ میں آ
کہ ایں سایہ بر خلق گستردہ
کہ یہ سایہ مخلوق پر ڈالا ہے

خدا یا تو ایں سایہ پایندہ وار
اے خدا تو اس سایہ شوق تم رکھ!
کہ نتواں سرکشتم پیوند کرد
میں یہ کہنے سے کہ سر کو جوڑا نہیں جاسکتا
ز غوغائے مردم نگر و دستوہ
لوگوں کے شور و غل سے عاجز نہیں ہوتا

حرامش بود تاج شامش ہی
اس پر شہنشاہی کا تاج حرام ہے

چو شمع آیدت عقل ہر جای دار
ہاں اگر غصہ آجائے تو عقل کو ٹھکانے رکھ

نہ عقلے کہ خشمش کند زبردست
نہ ایسی عقل جس کو غصہ دبا دے

نہ انصاف ماند نہ تقوی نہ دیں
پھر نہ انصاف رہتا ہے اور نہ تقویٰ اور نہ دیں

کزومی گریزند چندیں ملک
جس سے اتنے فرشتے بھاگتے ہوں۔

یعنی جو
بادشاہت میں نیند
کی وجہ سے بازی
کے گئے ہیں۔
جنت میں
درخت طوبی ہے
جس کا سایہ ایک
میل کی مسافت
میں پھیلا
ہوا ہے۔
یعنی
لڑائی
میں جادو
قدر دشوار نہیں
جس قدر غصہ پر
قابو پانا۔
یعنی انسان جب
غصہ کرتا ہے تو
رحمت کے فرشتے
دور بھاگ جاتے
ہیں۔

گفتار

نہ بر حکم شرع آب خوردن خطاست
کیا ایسا نہیں ہے کہ شرع کے حکم بدون پانی پینا گناہ ہے
اگر شرع فتویٰ دہرہ ہر ہلاکت
اگر شرع ہلاکت کا فتویٰ دے دے
و گروانی اندر تبارش کساں
اگر تجھے اس کے خاندان میں اور آدمی معلوم ہوں
گنہ بود مرد و ستمکارہ را
ظالم کا قصور تھا
تمت زورمندست و لشکر گراں
نیر جہنم قوی ہے اور لشکر بھی بھاری ہو
کہ دے بر حصارے گریزد بلند
اس لیے کہ وہ بلند حصار پر چڑھ جائے گا
نظر کن در احوال زندانیوں
فیدوں کے احوال کی چھان بین کر
چو بازار گاہ در دیارت بگرد
اگر تبارے ملک میں کوئی تاجر مر جائے
کزاں پس کہ بروے بگریند زاد
اس لیے کہ اس کے بعد جب روئیں گے
کہ مسکین در استیلا غریب بگرد
کہ بے چارا پردیس میں مر گیا
ببیندیش از اطفال طفلیک بے پدر
اس بے باپ کے بچہ کے بارے میں غور کرنے
بسا نام نیکوئے پنجاب سال
بسا اوقات پچاس سال کا نیک کام
سندیدہ کاران جاوید نام
ہمیشہ نام باقی رکھنے والے عمدہ کام کرنے والے
بر آفاق گرسر بر باد شاست
اگرچہ اطراف عالم پر بادشاہ ہے
بگرد از تہیدستی آزاد و مرد
آزاد مرد مفلسی سے مر گیا

مثلاً رونے
میں پانی پینے کی اجازت
نہیں ہے اگر کوئی
بچے کا گناہ ہوگا
اگر شرع کے
حکم کے مطابق کسی
قتل کرے گا تو ثواب
ہوگا۔
کسی شہر پر
حملہ کرنے
کا گناہ
یہی
نتیجہ نکلتا
ہے کہ اصل دشمن
تو قلعہ بند ہو جاتا
ہے اور بے قصور
رعایا تباہ ہوتی ہیں۔
مالداروں سے
مال چھیننے والا بادشاہ
بھکاری ہے۔

و گروں بفتویٰ بریزی رواست
تو اگر فتویٰ لیکر خون بہائے تو درست ہے
الاتاندری زشتش باک
اس کے مار ڈالنے سے ہرگز نہ جھجکت
برایشال بختی و راحت رساں
تو ان پر بخش کر اور راحت پہنچا!
چہ تاواں زن و طفل بیچارہ را
عورت اور بچہ بیچارے پر تاوان نہیں ہے
ولیکن در استیلا دشمن مراں
لیکن اس کو دشمن کی آسزمن میں نہ لے جا
رسد کشورے بے گنہ را گزند
بے قصور ملک کو نقصان پہنچے گا
کہ ممکن بود بے گنہ در میاں
ممکن ہے ان میں کوئی بے قصور ہو
بمالش خاست بود دست گرد
تو اس کے مال میں دست درازی کیلئے ہے
بہم باز گویند خویش و تبار
تو اپنے اور خاندان والے آپس میں کہیں گے
متلعے کزو ماند ظالم ببرد
جو کچھ اس کا رہا اس کو ظالم کھا گیا
وز آہ دل دردمندش حذر
اور اس کے درمند دل کی آہ سے بچ!
کہ یک نام زشتش کند یا نمال
برائی کا ایک نام اس کو پامال کر دیتا ہے
تطاؤل نکر و ند بر مال عام
عام لوگوں کے مال پر دست درازی نہیں کرتے ہیں
چو مال از تو نکرستاند گداست
جب مالداروں کا مال چھینتا ہے تو فقیر ہے
ز پیلوئے مسکین شکم پر نہ کرد
لیکن کسی مسکین کے پیلو سے پیٹ نہیں بھرا۔

حکایت

شنیدم کہ فرماں دے دادگر
 میں نے سنا ہے کہ ایک منصف بادشاہ
 کے گفتش اسے خسرو نیک روز
 کئی نے اس سے کہا کہ اسے نیک دل بادشاہ
 بگفت ایں تدرستہ و آسائشست
 اس نے کہا یاں تک تو پردہ پوشی اور آرام ہے
 نہ از بہر آں می ستانم خسراج
 میں خراج اس لیے وصول نہیں کرتا ہوں
 چو ہمچوں زناں حسلہ در تن کنم
 جب عورتوں کی طرح جسم پر جوڑا سجاؤں
 مرا ہم ز صد گونہ آزد و ہواست
 مجھے بھی سینکڑوں آرزوئیں اور خواہشیں ہیں۔
 خزانہ پر از بہر شکر بود
 خزانے شکر کے لیے بھرے جاتے ہیں
 سپاہی کہ خوشدل نباشد ز شاہ
 وہ سپاہی جو بادشاہ سے خوش نہ ہو
 چو دشمن خر و ستائی برد
 جب بتا دشمن دیہاتی کا گدھا چھینے
 مخالف خرش برد و سلطان خراج
 جب دشمن اس کا گدھا اور بادشاہ خراج لے گیا
 مروت نباشد برافتادہ زو
 کمزور پر زور کرنا شرافت نہیں ہے
 رعیت درخت گری وری
 رعایا ایک درخت اگر تو اس کی پرورش کرے گا
 بے رحمی از بیخ و بارش کن
 بے رحمی سے اس کی جڑ اور پھل نہ توڑا
 کہاں بر خورد از جوانی و بخت
 جوانی اور نصیب سے وہی لوگ پھل کھاتے ہیں
 اگر زبردستہ در آید ز پامی
 اگر کوئی کمزور گر پڑے

قبلا داشتے ہر دور و آستر
 کے پاس ایسی قباحتی جس کے دونوں طرف آستر تھا
 قبائے زوہیائے چینی بد و ز
 چینی دیبا کی ایک قبلا سلوا دے
 وزیں بگذری زیب و آرایشست
 اور اس کے آگے زیب و زینت ہے
 کہ زینت کنم بر خود و تخت و تاج
 کہ اپنے لیے تخت و تاج کی زینت کروں
 بمر دی کجا دفع دشمن کنم
 تو بھر بہادری سے دشمن کی مدافعت کب کر سکتا ہوں
 ولیکن خزینہ نہ تنہا مراست
 لیکن خزانہ تنہا میرا نہیں ہے
 نہ از بہر آئین و زیور بود
 آراستگی اور زیور کے لیے نہیں بھرے جاتے ہیں
 ندار حدود و ولایت نگاہ
 وہ مملکت کی سرحدوں کی حفاظت نہیں کرتا
 ملک باج و وہ یک چرامی خورد
 تو بادشاہ خراج اور دسواں کیوں کھاتا ہے
 چہ اقبال بینی در آن تخت و تاج
 تو اس تخت و تاج میں تو کیسا اقبال دیکھے گا
 برد مرغ دول دانہ از پیش مور
 کینہ پرند چوئی کا دانہ چھینتا ہے
 بکام دل دوستان بر خوری
 دوستوں کی خواہش کے مطابق پھل کھائے گا!
 کہ نادان کت حیث بر خوشیستن
 اس لیے کہ نادان کو خود اپنے اوپر افسوس کرنا پڑتا ہے
 کہ بر زبردستان نگیرند سخت
 جو ماتحتوں پر سختی نہیں کرتے ہیں۔
 حذر کن ز نالیدنش بر خدای
 تو خدا کے سامنے اس کی فریاد کرنے سے ڈر

یعنی ایسی قبلا
 سلوا جس کا ابرا
 چینی دیبا کا ہو۔
 یعنی میراج
 بھی پیش و عشرت
 کو چاہتا ہے مگر
 سرکاری
 خزانہ
 عوام
 کی

ملکیت ہے۔
 یعنی بادشاہ
 تو شکیں اسی لیے
 وصول کرتا ہے کہ
 اس کو فکر پر خرچ
 کہ تاکہ سرحدیں
 دشمن سے محفوظ رہیں

چو شاید گرفتن بنرمی دیار
اگر ملک نرمی سے حاصل کر سکتا ہے
بمردی کہ ملک ہر اس زمین میں
جو ان کی قسم کہ پورے روئے زمین کی بادشاہت

بہ سیکار خوں از مسامے میار
تو تیرا ایک بال کی جڑ سے بھی خون نہ بہا
نیز زو کہ خونے چسکہ ہر زمین
مناسب نہیں جب خون کا ایک قطرہ بھی زمین پر پڑے

۱۔ اگر ملک بدن
خون ریزی کے فتح
ہو سکے تو خوں ریزی
کسی طرح مناسب
نہیں ہے۔

حکایت

شنیدم کہ جمشید سرخ سرشت
میں نے سنا ہے کہ مبارک طبیعت جمشید نے
بدیں چشمہ چوں ما بے دم زوند
اس چشمہ پر مجھ جیسے بہت سونے دم لیا
گرفتیم عالم بمردی و زور
ہم نے دنیا آباد کیا اور زور سے حال کی
چو بر دشمنی با شدت دسترس
جب کسی دشمن پر تجھے قابو حاصل ہو جا
عدو زندہ ہر کشتہ پیر امنت
زندہ پریشان دشمن تیرے چاروں طرف

بہر چشمہ بر سنگے نوشت
ایک چشمہ کے ایک پتھر پر کندہ کر دیا
برفتند چوں چشمہ بر ہم زوند
جو پتھر جھپکتے میں اچلے اگلے
ولیکن ہر دم با خود بگور
لیکن اپنے ساتھ قبر میں نہ لے جاسکے
مر نجانش کورا ہمیں غصہ بس
تو اس کو نہ ستا، اس کے لیے ہی غصہ کافی ہے
بہ از خون او گشتہ در گردنت
تیری گردن پر اس کے خون سے بہتر ہے۔

۲۔ جمشید مشہور
بادشاہ ہر جس نے
سینکڑوں سال
بادشاہت کی اور
پھر ضحاک کے ہاتھوں
ماریا گیا۔
۳۔ یعنی جب کسی
دشمن پر قابو حاصل
ہو جائے تو اس کا
خون اپنی

گردن
پر نہ
لینا چاہیے۔
۴۔ ایران

حکایت

شنیدم کہ داراے فرخ تبار
میں نے سنا ہے کہ دارا مبارک خاندان والا
دواں آندش گلہ بانے بہ پیش
ایک چرواہا دوڑتا ہوا سامنے آیا
بصحر ا درازہ دشمنان دارباک
جنگل میں دشمن کا خیال رکھنا چاہیے
بر آورد چوپان بد دل خروش
خوف زدہ چرواہا چلنا
من آنم کہ اسبان شہ پرورم
میں تو وہی ہوں جو بادشاہ کے گھوڑے پالتا ہوں
ملک را دل رفته آند بجای
بادشاہ کا دھڑکتا دل جگہ پر آیا
ترا یاوری کرد فرخ سروش
تیری غیبی فرشتے نے مدد کر دی

ز شکر جدا ماند روز شکار
شکار کے روز شکر سے جدا ہو گیا
شہنشاہ بر آورد و تعلق ز کیش
بادشاہ نے ترکش سے تیرنگاں لیا
کہ در خانہ باشد گل از خار پاک
اس لیے کہ گھر میں تو پھول گلے سے پاک ہوتا ہے
کہ دشمن نیم در ہلا کم بلوش
کہ میں دشمن نہیں ہوں مجھے مارنے کی کوشش نہ کر
بخندمت دریں مرغزار آ ورم
خدمت گزاری کے لیے اس چراگاہ میں لاتا ہوں
بخندید و گفت اے نکوہیدہ رای
ہنسا اور کہا کہ اے بے وقوف
و گرنہ زہ آورده بودم بلوش
ورنہ میں تو چلہ کان کی برابر پھینچ چکا تھا

۵۔ مشہور بادشاہ
۶۔ حاجو سکندر کی
جنگ میں خود اپنے
شکر کے ہاتھوں
ماریا گیا۔
۷۔ سروش
۸۔ حضرت جبریل یا ہر
پیغام لانے والے
فرشتے کو کہا جاتا ہے۔
۹۔ جب کمان
رہ کر لی جاتی ہے
تو بس تیر چل ہی
پڑتا ہے۔

نگہبان مرغی بخندید و گفت
چرا گاہ کا نگہبان ہنسا اور اس نے کہا

نہ تدبیر محمود و رائے نکو ست
یہ قابل تعریف تدبیر اور بہتر رائے نہیں ہے

چنانست در مہتری شرط زیست
سرداری میں جینے کی یہ شرط ہے

مرا بار بار در حضور دیدہ
تو نے مجھے بار بار دربار میں دیکھا ہے

کنونت بھر آدم پیش باز
اب کہ میں ہر بانی سے تیرے سامنے آیا۔

توانم من اے نامور شہریار
اے نامور بادشاہ میں یہ کر سکتا ہوں

مرا گلہ بانی بعقلست و رای
میں عقل اور سمجھ سے چرواہا بن کر تا ہوں

دراں دار ملک از خلل غم بود
اس سلطنت میں نقصان کا غم ہے

نصیحت زیاراں نشاید نہفت

یاروں سے نصیحت کو نہ چھپانا چاہیے

کہ دشمن نداند شمنشہ ز دوست
کہ بادشاہ دوست دشمن میں تمیز نہ کر سکے

کہ ہر کہترے را بدانی کہ کیست
کہ تو ہر ماتحت کو پہچانے کہ وہ کون ہے

ز خیل و چرا گاہ پر سیدہ
گھوڑوں اور چرا گاہ کے حالات دریافت کیے ہیں

نمی دانیم از بداندیش باز
تو پھر تو مجھے دشمن سے ممتاز نہ کر سکا

کہ اسے برول آرم از صد ہزار
کہ ہزاروں میں سے ایک گھوڑے کو نکال لاؤں

تو ہم گلہ خویش داری پسای
تو ابھی اپنے ربوڑ کو تائیم رکھ!

کہ تدبیر شاہ از شبان کم بود
جہاں بادشاہ کی تدبیر چرواہے سے بھی کم ہو

گفتار

تو کے بشنوی نالہ داد خواہ
تو انصاف چاہنے والے کی فریاد کب سن سکتا ہے

چنانحسب کا پید فغانست بگوش
ایسا سو کہ فریاد کان میں آ سکے تیرے

کہ نالہ ز ظالم کہ در دور نیست
تیرے زلمے میں ظالم سے کون نالاں ہے

نہ سگ دامن کاروانے درید
کتے نے قافلہ کا دامن چاک نہیں کیا

دلیر آدمی سعدیا در سخن
اے سعدی بات کہنے میں تو دلیر ہے

بگو انجہ دانی کہ حق گفت بہ
جو کچھ تو جانتا ہے کہ ال اس لیے کہ سچی بات کا کہنا بہتر ہے

زباں بند و دفتر ز حکمت بشنوی
زبان کو بند کر اور کتاب دانائی سے دھو ڈال

بکیواں برت گلہ خواب گاہ
جب تیری خواب گاہ کا پردہ ساتویں آسمان پر ہو

اگر داد خواہ ہے برآرد خروش
اگر کوئی انصاف چاہنے والا فریاد کرے

کہ ہر جور کو می گنر جور نیست
بلکہ ظالم جو ظلم کر رہا ہے وہ تیرا ظلم ہے

کہ دہقان ناداں کہ سگ پرورید
بلکہ اس بیوقوف کا شکار نے جس نے کتا پالا

چو تیغ بدستست فتحی بکن
جب تلوار تیرے ہاتھ میں ہے تو فتح کر!

نہ رشوت ستانی و نہ عشوہ وہ
تو نہ رشوت خوار ہے نہ فریب دہ

طمع بکسل و ہر چہ خواہی بگوی
لاچ کو ختم کر دے اور پھر جو چاہے کہہ

کیون زحل
ستارے کو کہتے ہیں
اور وہ ساتویں سما
پر ہے۔

بادشاہ کی
غفلت سے اگر کسی
ظالم کو ظلم کرنے کا

موقع ملے
تو ظلم
در اصل

بادشاہ
ہی کی جانب سے

یعنی جو نصیحتیں
بھی کر سکتا ہے کر ڈال

بلکہ اگر نصیحت
نہیں کرنا چاہتا ہے تو

پھر اپنی کتابوں سے
حکمت کی باتیں ڈال

اور خاموش ہو ورنہ
لاچ کو چھوڑ کر بے دریغ
نصیحت کر۔

حکایت

خبر یافت گردن کشتے در عراق
عراق میں ایک بادشاہ کو معلوم ہوا

تو ہم بر درے ہستی امیدوار
تو بھی لسی دروازے کا امیدوار

دل در دمند بر آور ز بند
دردمندوں کے دل کو فکرسے چھڑا

پریشانے خاطر دادخواہ
انصاف چاہنے والے کی دل کی پریشانی

تو خفته خنک در حرم نیمروز
تو دوپہر میں آرام سے محل میں سویا ہوا ہے

ستاندہ داد آں کس حراست
اس شخص کا خدا انصاف لیتا ہے

عراق مشہور

ملک کا نام ہے اس
کے دو حصہ ہیں ایک
عراق عرب جو دجلہ
بغداد کی جانب ہے
اور دوسرا عراق عجم
جواب میں ہے۔

حضرت عمر بن

عبد العزیز

مشہور

اموی

خلیفہ میں

جن کو خلفائے

راشدین میں شمار

کیا جاتا ہے۔

ستا لوگوں کے

چودھویں کے چاند

جیسے چہر کمزور اور

زرد ہو کر پہلی تاریخ

کے چاند کی طرح ہو گئے۔

یکے از بزرگان اہل تمیز
بزرگوں میں سے ایک اہل تمیز

کہ بودش نیکینے برانگشتی
کہ اس کی انگلی بھی پر ایک نگ تھا

بشب گفتی آں جسم گیتی فروز
اس جہان کے روشن کرنے والے جسم کو تو رات میں تکہ کا

قضار در آمد کے خشک سال
اتفاقاً ایک ایسا خشک سال آیا

چو در مردم آرام و قوت ندید
جب اس نے انسانوں میں آرام اور قوت نہ دیکھی

چو بند کسے ز ہر در کام خلق
جب کوئی انسانوں کے منہ میں نہ ہر در بکھار ہوا

بفرمود و بفر و خندش
اس نے حکم دیدیا اس کو چاندی کے عوض فروخت کر دیں

بیک ہفتہ نقدش بتا راج داد
اس کی نقدی ایک ہفتہ میں لٹادی

کہ می گفت مسکینے از زیر طاق
کہ ایک مسکین محل کے نیچے کہہ رہا تھا

پس امید بردار شیناں برابر
لہذا دروازے پر پڑے ہوؤں کی امید پوری کر

کہ ہر گز نہ باشد دلت در دمند
تاکہ تیرا دل کبھی دردمند نہ ہو

بر اندازد از مملکت بادشاہ
بادشاہ کو گدی سے اتار پھینکتی ہے

غریب از ہروں کو بگرما بسوز
تو پردیسی سے کہہ دے کہ باہر گرمی سے جل

کہ نتواند از یادشہ داد خواست
جو بادشاہ سے انصاف نہ چاہ سکے

حکایت

حکایت کند ز ابن عبد العزیز
عمر ابن عبد العزیز کا قصہ بیان کرتا ہے

فروماندہ در قیمتش جو ہری
جوہری اس کی قیمت لگانے سے عاجز تھے

درے بود در روشنائی چو روز
کہ وہ موتی چمک میں دن کی طرح تھا

کہ شد بد سیمائے مردم ہلال
کہ لوگوں کے یو چودھویں ات کے چاند جیسا چہرہ ہلال بن گیا

خود آسودہ بودن صرقت ندید
تو اپنے آپ آرام کرنا شرف نہ سمجھا

کیش بگذر و آب نوشیں بحلق
تو بہترین پانی اس کے حلق سے کیسے اتر سکتا ہے

کہ رحم آندش بر غریب و یتیم
کیونکہ اس کو مسافر اور یتیم پر رحم آیا

بدرویش و مسکین و محتاج داد
درویش اور مسکین اور محتاج کو دی

بریدند بروے ملامت کناں
 ملامت کرنے والوں نے اس کو طعنہ دیا

شنیدم کہ می گفت و باران دوح
 میں نے سنا ہے کہ وہ کہہ رہا تھا اور آنسوؤں کی بارش

کہ زشتست پرایہ بر شہر یار
 بادشاہ کے لیے زینت بری ہے

مرا شاید انگشتی بے نیکیں
 میرے لیے بے نگ کی انگلی مناسب ہے

خنک آنکہ آسایش مردوزن
 وہ آدمی بہت خوب ہے جو مردوں اور

نکردند رغبت ہنس مردوں
 ہنسندوں نے رغبت نہیں کی

اگر خوش بخسید ملک بر سریر
 اگر بادشاہ تخت پر آرام سے سوئے

و گز زندہ دار و شب دیر یار
 اور اگر دراز رات تک وہ جاگے

بحمد اللہ اس سیرت و راہ راست
 خدا کا شکر ہے کہ یہ عادت اور سیدھا راستہ

کس از فتنہ در یارس دیگر نشاں
 فارس میں کوئی بھی کسی اور فتنہ کا نشان

یکے پنج بستم خوش آمد بگوش
 ایک پانچ شعر مجھے سننے میں بھلے معلوم ہوئے

کہ دیگر بدستت نیاید چناں
 کہ اب اس جیسا ہاتھ نہ لگے گا

بعارض فرومید ویش چو شمع
 اس کے رخساروں پر شمع کی طرح بہہ رہی تھی

دل شہری از ناتوانی فگار
 جب کسی بھی شہری کا دل مزدوری سے زخمی ہو

نشايد دل خلقے اندوہ گیس
 لیکن رعایا کا غمگین دل مناسب نہیں ہے

گزیند بر آسایش خوشن
 عورتوں کے آرام کو اپنے آرام پر ترجیح دے

بشادی خویش از غم دیگران
 اپنی خوشی میں دوسروں کے غم کی وجہ سے

نہ پذیرم آسودہ خند فقیر
 مجھے یقین نہیں کہ فقیر آرام سے سو سکے

بخسند مردم با آرام و ناز
 تو لوگ آرام و راحت سے سو سکتے ہیں

اتا یک ابو بکر بن سعد راست
 اتا یک ابو بکر بن سعد کو حاصل ہے

نہ بسند لکر قامت مہوشاں
 نہیں دیکھتا سوائے چاند جیسے چہروں والوں کے قد کے

کہ در مجلس میسر و دند ووش
 جو شب گزشتہ لوگ ایک مجلس میں پڑھ رہے تھے

بہ انگینہ فروخت
 کر کے خیرات کر دینے
 پر ملامت کرنے
 والوں نے کہا اب
 ایسا ہاتھ نہ آئے گا
 بلکہ جو دوسروں
 کے آرام کو
 اپنے آرام
 پر ترجیح
 دے
 وہی
 آدمی بہتر
 ہے۔

بہ اگر بادشاہ
 رعایا کی خاطر
 رات کو جاگے گا
 رعایا آرام سے
 سوئے گی

قول

کہ آں ماہ رویم در آغوش بود
 اس لیے کہ وہ چاند جیسے چہرے والا آغوش میں تھا

بد و گفتم اے سرویش تو لیست
 میں نے اس سے کہا کہ اے وہ گوتیر سے مقابلہ میں نہ بھی لیست

چو گلبن بخت و چو بلبل بکوی
 پھولوں کی شاخ کی طرح ہنس اور بلبل کی طرح چمک

بیا وز منے لعل ووشیں بیار
 آ اور گل کی سرخ شراب لا

مرا راحت از زندگی دوش بود
 مجھے کل شب زندگی کا لطف حاصل تھا

مرا ورا چو دیدم سر از خواب مست
 انکوں نے جب نیند میں مست دیکھا

دے نرگس از خواب نوشیں لبشوی
 تھوڑی دیر کے لیے نرگس جیسی آنکھ کو مسھی نیند سے دھوئے

چم می خسی اے فتنہ روزگار
 اے جہان کے فتنے کیسا سوتا ہے تو

نگہ کرد شوریدہ از خواب و گفت
 بندے گھر اگر اس نے دیکھا اور کہا :-
 در ایام سلطان روشن نفس
 روشن دل بادشاہ کے زمانے میں

مرافتنہ خوانی و کوئی محفت
 مجھے فتنہ بھی کہہ رہا ہے اور کہتا ہے نہ سو۔
 نہ بیند و گم فتنہ بیدار کس
 اب کوئی فتنہ کو بیدار نہیں دیکھے گا

حکایت

در اخبار شاہان پیشینہ ہست
 پہلے بادشاہوں کی حکایتوں میں مذکور ہے
 بد و رانش از کس نیسا ز کس
 اس کے زمانے میں کوئی کسی سے ناخوش نہ تھا
 چنین گفت یکرہ بصاحب دلے
 ایک بار اس نے ایک صاحب دل سے کہا
 چو می بگذر دنگ و جاہ و سریر
 جب حکومت اور ملک اور تخت ختم ہو جانے والی چیز ہے
 بخوابم بکنج عبادت نشست
 میں چاہتا ہوں کہ عبادت کے گوشے میں بیٹھوں
 چو بشنید و انانے روشن نفس
 جب روشن دل عقلمند نے سنا

طریقت بجز خدمت خلق نیست
 مخلوق کی خدمت کے علاوہ طریقت اور کچھ نہیں ہے
 تو بر تخت سلطانی خویش باش
 تو اپنی بادشاہت کے تخت پر رہ !

بصدق و ارادت میاں بستہ دار
 سچائی اور ارادت پر کمر بستہ رہ !

و تدم باید اندر طریقت نہ دم
 طریقت میں غل درکار ہے دعوتے نہیں

بزرگاں کہ نقد صفا داشتند
 وہ بزرگ جو صفائی کی دولت رکھتے ہیں

کہ چون تکلہ بر تخت زنگی نشست
 کہ جب زنگی کے تخت پر تکلہ جانشین ہوا
 سبق برد کرد خود ہمیں بود و بس
 وہ بازی لے جاتا اگر اس میں صرف ہی ایک خصلت ہوتی
 کہ غم بسر رفت بجا صلے
 کہ میری بے نتیجہ عمر ضائع ہوئی
 نبش دراز جہاں دولت الا فقیر
 تو پھر دنیا سے فقیر کے علاوہ کوئی دولت نہیں لے گیا
 کہ دریا بکم اس پنج روزے کہ ہست
 شاید (عمر کے باقی کچھ دنوں میں کچھ حاصل کر لوں
 بہ تنہی بر آشفست کائے تکلہ بس
 تو غصہ سے بگڑ گیا کہ اے تکلہ بس

بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست
 تسبیح اور مصیے اور گدڑی سے نہیں ہے
 باخلاق پاکیزہ درویش باش
 اور پاکیزہ اخلاق کے ذریعہ درویش بنارہ

زطامات و دعوی زماں بستہ دار
 یہودہ باتوں اور ڈینگوں سے زبان روکے رکھ

کہ اصلے نذار و دم بے و تدم
 کیونکہ بے عمل دعوتے کی کوئی اصل نہیں

چنین خیرت زیر قبا داشتند
 قبا کے نیچے ایسی ہی گدڑی چھلے رکھتے ہیں

حکایت

شنیدم کہ بکر نسبت سلطان روم
 میں نے سنا ہے کہ روم کا کوئی بادشاہ

بر نیک مردے ز اہل علوم
 ایک نیک مرد عالم کے سامنے روز پڑا

۱ یعنی ابو بکر
 ابن سعد زنگی
 ۲ انا بک خاندان سے
 شیراز کا دوسرا
 بادشاہ زنگی ہے
 جو شاہ میں مراں
 کے بعد اس کا
 میاں تکلہ تخت نشین
 ہوا۔
 ۳ یعنی اس کی
 یہی ایک خونی اس
 کو دوسرے بادشاہوں
 پر فوقیت دے

دینی ہے
 ۴ لفظ
 پنج
 خاص و
 کے لیے بھی
 آنا ہے اور کسی چیز
 کی کمی کو بیان کرنے
 کے لیے بھی بولتے ہیں
 ۵ یعنی اصل طریقت
 خلق اللہ کی خدمت
 ہے۔

۶ یعنی شاہی
 لباس میں فقیری
 کرتے ہیں۔

کہ یا یا ہم از دست دشمن نماند
کہ دشمن تے ہاتھوں مجھ میں طاقت نہ رہی

بسے جسدِ کرم کہ فرزندِ من
میں نے بہت کوشش کی کہ میرا لڑکا

کنوں دشمن بد گھر دست یافت
اب جب بد اصل دشمن کو قابو حاصل ہو گیا ہو

چہ تدبیر سازم چہ چارہ کنم
کیا تدبیر کروں کیا علاج کروں

ہر آشفت دانا کہ اس گریہ چسپیت
عقل مند بگڑا کہ یہ رونا کیسا ہے

ولایت چہ باشد غم خویش خور
حکومت کا کیا غم کرتا ہے اپنا غم کر

ترا ایں و تدرتا بمافی بسست
جب تک تو زندہ ہے تیرے لیے یہ بہت ہے

اگر ہو شمشد دست اگر بخرد
خواہ وہ عقل مند ہے یا بے وقوف

مشقت نیز و جہاں و اشتتن
سلطنت کرنا تکلیف اٹھانے کے قابل چیز نہیں ہے

تو تدبیر خود کن کہ آں پر خرد
تو اپنی فکر میں لگ اس لیے کہ وہ عقل مند

بدیں پنج روزہ اقامت مناز
اس پنج روزہ قیام پر ناز نہ کر

کرا دانی از خسروان عجم
عجم کے بادشاہوں میں سے تو کس کو جانتا ہو

کہ در تخت و ملکش نیامد زوال
کہ ان کے تخت اور ملک میں زوال نہ آیا ہو

کرا جا وداں ماندن امید نیست
ہمیشہ زندہ رہنے کی کسی کو امید نہیں ہے

کرا سیم و زر ماند و کنج و مال
چاندنی اور سونا اور خزانہ اور مال کس کا رہا ہو

وزاں کس کہ خیرے بماند رواں
اور جس شخص کی کوئی تھکائی جاری رہتی ہے

جز ایں متلعه و شہر بامن نماند
اس قلعہ اور شہر کے علاوہ میرے پاس کچھ نہ رہا

پس از من بود سرورِ انجمن
میرے بعد انجمن کا سردار رہے

سر دست مردی و جہدم یافت
اس نے میری طاقت اور بہادری کا پیچھا کر دیا

کہ از غم بفرسود جان و تنم
کہ غم سے میری جان اور جسم گھل گئے ہیں

بریں عقل و ہمت بباہر گریست
اس عقل اور ہمت پر رونا چاہیے

کہ از عمر بہتر شد و بدیش تر
کہ عمر کا بہتر اور بدیش ختم ہو گیا ہے

چو رفتی جہاں جائے دیکر گسست
جب تو گیا تو دنیا دوسرے کی جگہ ہے

غم او مخور کو غم خود خورد
تو اس کا غم نہ کر وہ آپ انہی کو کھائے گا

گر فتن بشمیش و بگذاشتتن
تلوار کے زور سے حاصل کرنا اور چھوڑ کر چلے جانا

کہ بعد از تو باشد غم خود خورد
جو تیرے بعد آئے گا خود اپنا غم کھائے گا

باندیشہ تدبیر رفتن باز
چلنے کی تدبیر کی فکر کر

کہ کردند بر زیر دستان ستم
جنھوں نے ہاتھوں پر ظلم کیے تھے

نماند بحسن ملک ایزد تعال
حق تعالیٰ کی سلطنت کے علاوہ کسی کی نہیں ہوتی

کہ گیتی ہمیں جائے جاوید نیست
کیونکہ یہ دنیا ہمیشگی کی جگہ نہیں ہے

پس ازوے بچندیں شود پایمال
اس کے بعد چند دنوں میں پایمال ہو جاتا ہے

و ماد مرسد رحمتش بر رواں
اس کی روح پر رحمتیں پے در پے پہنچتی ہیں

ماجب سلطنت

کا خلاصہ یہ ہے

کہ تلوار کے زور

سے فتح کرے اور

مرے وقت چھوڑ کر

چلا جائے تو پھر

ایسی چیز نہیں ہے

کہ اس

کی

خاطر

انسان

تکلیف اٹھا

بہا جز روزہ

زندگی فخر کے قابل

نہیں موت کی فکر

کرنی چاہیے۔

بزرگے کزو نام نیکو بماند
وہ بڑا آدمی جس کا نیک نام باقی رہا
آلاتا درخت کرم پروری
آگاہ! جب تک تو سخاوت کے درخت کی پرورش کرتا ہے
کرم کن کہ فرودا کہ دیوانہ ہند
کرم کر کل کو حیب حساب کریں گے
یکے را کہ سعی و قدم پیش تر
جس کی کوشش کا قدم بڑھا ہوگا
یکے باز پس خائن و شرمسار
جو بچھڑا ہوا خائن اور شرمسار ہوگا
ہل تا بدنہاں برداشت دست
جانے دے تاکہ ہاتھ کی پشت دانتوں سے کاٹے
بدانی کہ غلہ برداشت
پیداوار اٹھانے کے وقت تجھے پتہ لگے گا

یہ جس شخص کے
یہ نیکی کرنے کے
اسباب ہیں
اور اس نے پھر
بھی نیکی نہ کی اس
کو چھوڑ کہ وہ خود
شرمندہ
ہوگا۔
یعنی
اس نے
اس تاریک
گوشے میں صبر کیا
تو قناعت کی
دولت حاصل
ہو گئی۔

حکایت

خدا دوست نامی در اقصائے شام
خدا دوست نام والے ایک شخص نے شام کے اطراف میں
بصیرش دراں کنج تار یک جای
اس کے صبر کی وجہ سے اس تاریک گوشے میں
بزرگاں نہادند سر بردار
بڑے لوگوں نے اس کے دروازے پر سر رکھا
تمنا کنند عارف پاکباز
خدا شناس پاکباز تمنا کرتا ہے
چو ہر ساعتش نفس گوید بدہ
جب ہر لمحہ اس کو نفس کہے کہ دے
دراں مرزکیں پر ہشیار بود
جس جگہ یہ ہشیار مرد بھتا
کہ ہر ناتواں را کہ دریافتے
وہ جس کمزور کو پاتا
جہاں سوز و بے رحمت و خیرہ کش
عالم کو تباہ کر خیرالائے رحم بے باکی سے قتل کرنے والا

گرفت از جہاں کنج غارے مقام
دنیا کو چھوڑ کر ایک غار کے گوشے میں مقام بنایا
بکنج قناعت فرو رفتہ پای
قناعت کے خزانے میں اس کا قدم جم گیا
کہ درمی نیامد بدر ہا سرش
کیونکہ وہ لوگوں کے دروازوں پر سر نہ جھکاتا تھا
بدر پوزہ از خوشین ترک آرز
اپنے دل سے بھیک کی خواہش ترک کرنے کی
بخواری بگرداندش وہ بدہ
تو ذلت کے ساتھ اس کو گانوں و گانوں پھراتا ہے
یکے مرزبان ستمگار بود
ایک ظالم عالم کا مہتا
سرنجی نبیہ برتافتے
طاقت سے اس کا پنجہ موڑ دیتا
ز تلخیص روی جہاں نے ترش
اس کی بد مزاجی کی وجہ سے سب کا منہ ترش تھا

گروے ہر فتنہ زان ظلم و عار
 بہت لوگ اس کے ظلم اور ذلت سے بچنے کیے بھاگ نکلتے
 گروے ماندند مسکین و ریش
 کچھ لوگ مسکین اور زخمی دل رہ گئے
 یدِ ظلم جائیکہ گروہ و دراز
 ظلم کا ہاتھ جس جگہ دراز ہو
 بدیدار شیخ آبدے گاہ بگاہ
 وہ بھی کبھی کبھی شیخ کے دیدار کو آتا
 ملک نوبتے گفتش اے نیک بخت
 اس بادشاہ نے ایک مرتبہ اس سے کہا کہ اے نیک بخت
 مرا با تو دانی سر دوستیت
 تجھے معلوم ہے کہ مجھے تیرے ساتھ دوستی کا خیال ہے
 گروے کہ سالار کشور نیم
 میں نے مانا کہ میں تمام ملک کا سردار نہیں ہوں
 نگویم قضیلت نہم بر کسے
 میں یہ نہیں کہنا کہ میرے ساتھ کسی سے بہتر معاملہ کر
 شنید ایں سخن عابد ہو شیار
 عابد ہو شیار نے یہ بات سنی
 وجودت پریشانی خلق از دست
 تیرے وجود سے مخلوق کی پریشانی ہے
 تو باد و ستاران من دشمنی
 جب تو میرے دوستوں کا دشمن ہے
 گرافتدہمی دوستی بامنت
 اگر یہ بھی ہو جائے کہ میری تیری دوستی ہو جائے
 خدا دوست را اگر بدتر ندوست
 خدا سے دوستی رکھنے والے کی اگر لوگ کھال کے بھی ٹکڑے کر دیں
 عجب دارم از خواب آل سنگدل
 مجھے اس سنگدل کے سونے پر تعجب آتا ہے
 الا گر ہمت داری و عقل و ہوش
 آگاہ اگر ہزار عقل اور ہوش رکھتا ہو

بہر ذند نام بدش در دیار
 اور انھوں نے اس کا برا نام ملکوں میں مشہور کر دیا
 پس چرخہ نفریں گرفتند پیش
 انھوں نے غائبانہ ملامت کرنا اختیار کر لیا
 نہ بینی لب مردم از خندہ باز
 تو اس جگہ لوگوں کے ہونٹ ہلکی سے کھلے نہ دیکھے گا
 خدا دوست دروے نکرے نگاہ
 مگر وہ خدا کا دوست اس کی طرف دھیان نہ کرتا
 بنفرت ز مادر مکش روئے سخت
 نفرت سے ہماری طرف سے منہ نہ موڑ
 ترا دشمنی بامن از بہر چلیست
 تو مجھے مجھ سے دشمنی کیوں ہے
 بعزت ز درویش کمتر نیم
 لیکن عزت میں کسی فقیر سے تو کم نہیں ہوں
 چنان باش بامن کہ باہر کسے
 میرے ساتھ ایسا برتاؤ تو کر جیسا ہر شخص سے
 بر آشفت و گفت اے ملک ہوشیار
 تو بگڑ گیا اور کہا اے بادشاہ ہوش کر
 ندارم پریشانی خلق دوست
 اور میں مخلوق کی پریشانی پسند نہیں کرتا ہوں
 نہ پندار مت دوستدار منی
 تو میں تجھے اپنا دوست نہیں سمجھ سکتا
 مگر آل کہ دار و حذر دشمنیت
 لیکن خدا تو مجھے دشمن سمجھتا ہے
 نخواہ شدن دشمن دوست دوست
 تو وہ دوست کے دشمن کا دوست نہیں ہو سکتا
 کہ شہرے بخپند از و تنگ دل
 جس سے پورا شہر تنگ دل ہو کر سرے
 بفضل و ترحم میاں بند و کوش
 تو احسان اور رحم پر کر باندھا اور کوشش کر

سچہ چرخہ لوگوں
 کا مجمع
 پس چرخہ
 یعنی
 لوگوں
 کے پیچھے

خدا دوست کی اہمیت
 اور اس کی اہمیت

گفتار

کہ ہر ایک نمط می نماید جہاں
 کیونکہ زمانہ ایک حالت پر نہیں رہتا

مہاز و رمندی کن بر کہاں
 اے بڑے چھوٹوں پر زور نہ دھکا!

سہر پنجہ نہ تاواں برہ سپیچ
کسی کز در کا ہاتھ نہ موڑ

مہر گفتت پائے مردم ز جانی
میں تجھ سے کہتا ہوں کہ لوگوں کو نہ سٹل!

دل دوستان جمع بہتر کہ کنج
دوستوں کی دل جمعی خزانہ جمع کرنے سے بہتر

میںداز در پانی کار کسے
کسی کے کام میں سستی نہ برت

تحمّل کن اے ناتواں از قوی
اے ناتواں قوی کی برداشت کر

بہمت بر آزار استیزندہ شور
لڑنے والے کو بہمت سے عاجز کر دے

لب خشک مظلوم را گو مخند
کہند مظلوم کے خشک ہونٹوں پر نہ ہنس

ببانگ دل خواجہ بیدار گشت
نوبت کی آواز سے آقا بیدار ہوا

خورد کاروانے غم بار خویش
قافلہ اپنے بوجھ کا غم اکرتا ہے

گرفتہ کز افتادگان نیستی
میں ٹکے مانا تو گرا ہوا نہیں ہے

بر نیت بلویم یکے سر گذشت
اس پر میں تجھے ایک قصہ سناتا ہوں

پائے مردم زجا
بردن لوگوں کو

ستانا، ذلیل کرنا۔
کار رادہ پا

انداختن یعنی کام
میں تاخیر کرنا سستی

مٹا شور بر آردن
ہلاک کرنا۔ عاجز

کردینا یعنی ہمت
کے ذریعہ ظالم کو

عاجز کر دے۔
مک ایک راحت

انسان کو دوسروں
کی بے چینی سے

بے چین ہو جانا چاہیے
کھڑا رہ کر گرے ہوئے

کا تماشا نہ دیکھنا
چاہیے۔

شام کا داغ
جو بہترین

آجے ہو کا شہر سمجھا
جاتا ہے۔

ہو سکتا ہے
عشق سے مراد عشق

محبت ہو نیز اہل
تصوف باہمی ملاقات

میں اسلام علیکم کی
بجائے لفظ عشق

بولتے تھے یعنی لوگوں
باہمی ایک سلیک

چھوڑ دی کہیں دوسرا
کچھ سوال نہ کریجیے

کھانڈوں سے
کھانا پکانے کے

کہ گرد دست باید بر آید بہر
اس لئے کہ اگر اس کو موقع ملا تو دم بھر میں غالب آجائے گا

کہ عاجز شوی گرد آئی ز بای
اس لیے کہ اگر تو گر پڑا تو لاچار ہو جائے گا

خزینہ تہی بہ کہ مردم برنج
انسانوں کے رنجیدہ ہونے کی بہ نسبت خزانہ خالی کہنا بہتر

کہ افتد کہ در پایش افسی بسے
ہو سکتا ہے کہ تجھے اس کے پاؤں پڑنا پڑے

کہ روزے توانا تر ازوے شوی
کیونکہ کسی دن تو اس سے قوی ہو جائیگا

کہ بازوے ہمت بہ از دست زوے
اس لیے کہ طاقت کے ہاتھ سے ہمت کا بازو بہتر ہے

کہ دندان ظالم بخوابند کند
اس لیے کہ وہ ظالم کے دانتوں کو کھاڑ ڈالیں گے

چہ داند شب یا سباں چوں گذشت
اس کو کیا معلوم چو کینار کی رات کس طرح گئی

فسوز و دلش بر خربشت ریش
گدھے کی زخمی کمر پر اس کا دل نہیں کڑھتا

چو افتادہ بینی حسرا بایستی
جب تو گرے ہوئے کو دیکھ رہا ہے تو کیوں کھڑا ہے

کہ سستی بود زین سخن در گذشت
کیونکہ اس قصہ سے درگزر کرنا بے عقلی ہے

حکایت

کہ یاراں فراموش کردند عشق
کہ دوست عشق کو بھول گئے

کہ لب تر نہ کردند ز رع و نخل
کہ کھیتی اور کھجورستان ہونٹ تک تر نہ کر سکے

نماند آب جز آب چشم یمیم،
بہیم کی آنکھ کے سوا کہیں پانی نہ رہا

اگر بر شدے دودے از رونے
اگر کسی سوراخ سے دھواں بلند ہوتا

چناں قحط شد سالے اندر و مشق
دشمن میں ایسی قحط سالی ہوئی

چناں آسماں بر زمیں شد نخل
آسمان زمین پر ایسا بن گیا

بخوشید سر چشمہائے تدیم
پرلے جیسے سوکھ گئے

نبودے بحزراہ بیوہ زرنے
بیوہ عورت کی آہ کے سوا نہ ہوتا

بجائے لفظ عشق
بولتے تھے یعنی لوگوں

باہمی ایک سلیک
چھوڑ دی کہیں دوسرا

کچھ سوال نہ کریجیے
کھانڈوں سے

کھانا پکانے کے
دھوئیں کی بجائے

جواؤں کی آہ کا دھواں
اٹھتا تھا۔

چو درویش بے برگ ویدم وخت
میں نے درختوں کو بے ساز و سامان فقیر کی طرح دیکھا

نہ بر کوہ سبزی نہ دریاغ تسخ
نہ پہاڑ پر سبز نہ باغ میں کوئی شاخ

دراں حال پیش آدم دوستے
اس حالت میں میرے سامنے ایک دوست آیا

شگفت آدم کو قوی حال بود
مجھے تعجب ہوا کیونکہ وہ قوی حال تھا

بد و گفتم اے یار پاکیزہ خوی
میں نے اس سے کہا اے پاک خلعت دوست

بغریب بر من کہ عقلت کجا ست
مجھ پر غرا یا کہ تیری عقل کہاں ہے؟

نہ بینی کہ سختی بغایت رسید
تو نہیں دیکھتا کہ سختی انتہا کو پہنچ گئی ہے

نہ باراں ہی آید از آسماں
نہ آسمان سے بارش اترتی ہے

بد و گفتم آخر ترا پاک نیست
میں نے اس سے کہا کہ آخر تجھے خوف نہیں؟

گرا از نیستی و بیکرے شد ہلاک
اگر ناداری کی وجہ سے دوسرے مرے ہیں

نگہ کرد و رنجیدہ در من فقیہ
اس سمجھ دار نے رنج سے مجھے دیکھا

کہ مروارچہ بر ساحلست اگر فوق
کہ اے دوست! اگرچہ اُن انسان کنارے پر ہو

من از بے نوائی نیم روی زرد
بے سرو سامانی کی وجہ سے میرا چہرہ زرد نہیں ہے

نخواہم کہ بے بند خرد و مند ریش
میں یہ پسند نہیں کرتا ہوں کہ کوئی عقلمند زخم دیکھے

بھدا اللہ ارچہ ز ریش ایمنم
خدا کا شکر ہے اگرچہ میں زخم سے محفوظ ہوں

منغض بود عیش آل تغدرست
اس تندرست کا عیش بد مزہ ہو جاتا ہے

قوی باز و اسست و در ماندہ سخت
قوی باز و دالے سست اور عاجز ہو گئے

بلخ بوستان خورد و مردم بلخ
ٹڈیاں باغ کو اور انسان ٹڈیوں کو کھا گئے

از و ماندہ پر استخوان پوستے
جس کی ہڈیوں پر صرف کھال باقی تھی

خداوند جاہ و زر و مال بود
مرتبے اور سونے اور مال کا مالک تھا

چہ در ماندگی پیشیت آمد بگوی
بتا تجھ کو کیا مصیبت پیش آئی ہے

چو دانی و پرسى سوالت خطاست
جب تو جانتا ہے اور پھر پوچھتا ہے تو تیرا پوچھنا غلط ہے

مشقت بخیر نہایت رسید
مشقت آخری حد پر پہنچ گئی ہے

نہ بر می رود و در باد خواں
نہ فریادیوں کی آہ کا دھواں چڑھتا ہے

کشد نہ ہر جای کہ تریاک نیست
زہر اس جگہ مارتا ہے جہاں تریاق نہیں ہے

ترا ہست و بطرانہ طوفان چہ پاک
تیرے پاس تو ہے بطن کو طوفان کا کیا ڈر

نگہ کردن عالم اندر سفینہ
جیسا کہ ایک عالم جاہل کو دیکھتا ہے

نیاساید و دوستانش غریق
اُس کو چین نہیں آتا جب کہ اس کے دوست ڈوبے ہوں

غم بے نوا یاں دلہم خستہ کرد
بے سرو سامان تو گویا غم نے میرا دل توڑ دیا ہے

نہ بر عضو مردم نہ بر عضو خویش
نہ انسانوں کے عضو پر نہ اپنے عضو پر

چو ریشہ بہ بنیم بلر ز دستم
جب میں زخم دیکھتا ہوں تو میرا بدن لرزتا ہے

کہ باشد بہ پہلوئے بیمار سست
جو کسی سست بیمار کے پہلو میں ہو

۱۔ پانی کے طوفان
سے بطن کو کوئی
خطرہ نہیں
ہوتا
وہ
تیرے
والا پرند
ہے۔

چو بینم کہ درویش مسکین بخورد
جب میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ مسکین فقیر نے نہیں کھایا ہے
یکے را بنزنداں بری دوستاں
کسی کے دوستوں کو جب تو قید خانہ میں لے جائے

بکام اندر دم لقمہ نہ ہرست و درد
تو میرے حلق میں لقمہ نہ ہر اور درد ہے
کجا ماندش عیش در بوستاں
تو اس کے لیے باغ میں عیش کہاں رہتا ہے

حکایت

شبے دو خلق آتشے بر فروخت
ایک رات لوگوں کی آہ نے اسی آگ لگائی
یکے شکر گفت اندراں خاک و درد
اس دھول اور دھوئیں میں ایک نے شکر ادا کیا
جہا ندیدہ گفتش اے بوالہوس
ایک جہاں دیدہ نے اس سے کہا اے بوالہوس!
پسندی کہ شہرے بسوز و بنار
تجھے یہ اچھا لگتا ہے کہ پورا شہر آگ سے جل جائے
بجز سنگدل کے کند معده تنگ
سنگدل کے علاوہ کون معده کو بھر سکتا ہے
توانگر خود آل لقمہ چوں میخورد
والدار خود لقمہ کیسے کھاتا ہے
گو تندرستست رنجور وار
یہ نہ کہہ کہ تیمار داری کرنیوالاتندرست ہے
تنگدل چو یاراں بمنزل رسند
نرم دل دوست جب منزل پر پہنچ جاتے ہیں
دل پا دشما ہاں شود بارکش
بادشاہوں کے دل پر بوجھ رہتا ہے
اگر در سرائے سعادت کست
اگر خوش نصیبی کے گھر میں کوئی ہے
ہمیت بسندست اگر بشنوی
تیرے لیے یہی کافی ہے اگر تو سچ

۱۔ بغداد
در اصل باغ دہ
تھا۔ یعنی انصاف
کا باغ چوں کہ
نوشیرواں اس
مقام پر
میرفتہ
انصاف
کے لیے
ایک عام
جلسہ کیا کرتا تھا
یہ یہ نام پڑا تھا
مٹا خون کھانے
سے مراد غم
کھانا ہے۔

شنیدم کہ بعد ادنیٰ بسوخت
میں نے سنا ہے کہ آدھا بعد ادھل گیا
کہ دکان مارا گزندے نبود
کہ میری دکان کا کوئی نقصان نہیں ہوا
ترا خود غم خوشیتن بود و بس
تجھے صرف اپنا ہی غم تھا
و گرچہ سرایت بود بر کنار
اگرچہ تیری سرایت کنارے پر ہو
چو بیند کساں بر شکم بستہ سنگ
جب لوگوں کو پیٹ پر پتھر باندھے دیکھے
چو بیند کہ درویش خوں میخورد
جب وہ دیکھ رہا ہے کہ فقیر خون کھا رہا ہے
کہ می پدید از غصہ رنجور وار
اس لیے کہ وہ بھی بیمار کی طرح غم ہے سچ و تاب میں
نخسند کہ واما ندگاں از پسند
تو بھی وہ نہیں سوتے کیونکہ پتھر ہوسر اچھی ہاستہ میں ہیں
چو بیند در کل خر خارش
جب وہ دیکھتے ہیں کہ لکڑ ہارے کا گدھا گائے میں چنپا ہے
ز گفتار سعدیش حرفے بس سست
تو اس کے لیے سعدی کی بات کا ایک حرف کافی ہے
اگر خار کاری سمن ندر وی
اگر کانٹے بوئے گا تو سمن نہ کائے گا

گفتار

خبر داری از خسروان عجم
تجھے معلوم ہے عجم کے بادشاہوں کے بارے میں

کہ کردند بر زبردستاں ستم
کہ انھوں نے ماتحتوں پر ظلم کیا۔

نہ آں شوکت و یاد شائی بماند
نہ وہ شوکت اور یاد شاهی رہی

خطا ہیں کہ ہر دست ظالم ہرقت
دیکھ جو ظلم ظالم کے ہاتھ سے ہوا

خنک روز محشر تن داد گر
قیامت کے دن منصف کا جسم ٹھنڈا رہے گا

بقوے کہ نیکی پسند و خدائے
جس قوم کے لیے خدا بھلائی پسند فرماتا ہے

چو خواہد کہ ویراں شود عالی
جب وہ چاہتا ہے کہ کوئی ملک ویران ہو جائے

سگالند از و نیک مرداں حذر
نیک مرد اس سے بچاؤ کی سوچتے ہیں

بزرگی از ودان و منت شناس
بڑائی اس کی دی ہوئی جان اور شکر ادا کرنا

نہ خود خواندہ در کتاب مجید
کیا تو نے خود قرآن مجید میں نہیں پڑھا ہے

اگر شکر کردی بریں ملک و مال
اگر تو نے اس ملک مال پر شکر ادا کیا

و گر جور و یاد شائی کھنی،
اور اگر تو یاد شاهی میں ظلم کرے گا

حرامست بر یاد شہ خواب خوش
بادشاہ پر بیٹھی نیند حرام ہے

میا زار عامی بیک خرد لہ
عوام کو رائی کی برابر بھی نہ ستا

چو پر خاش بیند و بیدار از و
جب وہ اس کی جانب عداوت اور ظلم دیکھیں

بد انجام رفت و بد اندیشہ کرد
بد انجام چلا گیا اور اس نے بُرا سوچا

نہ خواہی کہ نفریں کنند از پست
اگر تو نہیں چاہتا کہ تیرے بعد تجھے بر کہیں

نہ آں ظلم بر روی ستائی بماند
نہ وہ ظلم پر وہ ظلم باقی رہا

جہاں ماند او با مظالم ہرقت
دنیا تو باقی رہی اور وہ ظلموں کو سمیٹ لے گیا

کہ در سایہ عرش دار و مقر
اس لیے کہ عرش کے سایے میں اس کا ٹھکانا ہو گا

و بد خسروے عادل نیک رائے
تو اس کو نیک رائے منصف بادشاہ عنایت فرماتا ہے

کند ملک در پنجہ ظالے
تو ملک کو کسی ظالم کے پنجہ میں دے دیتا ہے

کہ خشم خدایست بیدار و گر
اس لیے کہ ظالم خدا کا قہر ہے

کہ زائل شود نعمت ناسپاس
اس لیے کہ ناشکر گزار سے نعمت جلتی رہتی ہے

کہ در شکر نعمت شود ہر مزید
کہ شکر کرنے سے نعمت میں زیادتی ہوتی ہے

بملے و ملکہ رسی بے زوال
تو تجھے لازوال مال و ملک حاصل ہو گا

پس از یاد شاهی گدائی کنی
تو یاد شاهی کے بعد گداگری کرے گا

چو باشد ضعیف از قوی بارکش
جب کمزور قوی کے بوجھ سے دبا ہو

کہ سلطان شبانست و عامی گلہ
اس لیے کہ بادشاہ چرواہا عوام اس کا گلہ ہیں

شبان نیست گر گست فریاد از و
تو وہ چرواہا نہیں بھڑیا ہے اس سے فریاد ہے

کہ بازیر دستاں جفا پیشہ کرد
کہ اس نے ماتحتوں پر ظلم کی عادت ڈالی

نکو باش تا بد نکو بد گست
تو نیک بن تا کہ تجھے کوئی برا نہ کہے

ایک حدیث
شریف میں آیا ہے
کہ منصف بادشاہ
قیامت کے دن عرش
کے
سایہ
میں
ہو گا۔
ملفوظ آن مجید
میں آیا ہے اگر
تم شکر کرو گے
تو میں تمہیں اور
زیادہ دوں گا

حکایت

شنیدم کہ در مرزے از باختر
میں نے سنا ہے کہ مغرب کے ایک شہر میں

سپہدار و گردن کش و پلٹن
بہادر، متکبر اور ہاتھی جیسے

پدر ہر دور اسہمگیں مرد یافت
باپ نے دونوں کو رعب دار پایا

برفت آں زہیں را و قسمت نہاد
اس نے مرتے وقت زمین کے دو حصے کر دیے

مبادا کہ بریکہ گر سرکشند
ہنو کہ ایک دوسرے پر سرکشی کریں

پدر بعد از اں روزگارے شمر د
اس کے بعد باپ نے چند دن گئے

اجل بگسلاندش طناب امل
موت نے اس کی امید کے رستے ڈھیلے کر دیئے

مقرر شد اں مملکت بر دو شاہ
وہ مملکت دو بادشاہوں کے لیے ہو گئی

بحکم نظر در بہ افتادہ خویش
اپنی آرائے کے مطابق اپنی بھلائی کے لیے

یکے عدل تا نام نیکو بر د
ایک نے انصاف کیا تاکہ نیک نامی کمائے

یکے عاطفت سیرت خویش کرد
ایک نے ہر بانی کرنا اپنی عادت بنائی۔

بنا کرد و ناں داد و لشکر تو اخت
تعمیر کی اور روٹیاں باٹیں اور لشکر کو نوازا

خزائن ہی کرد و پر کرد و جیش
خزانے خالی کر ڈائے اور لشکر جمع کیا

بگردوں شدے بانگ شادی چور عد
گرج کی طرح خوشی کی آوازیں آسمانوں تک جاتی تھیں

خدیو خردمند فرخ نہاد
وہ نیک طبیعت عقلمند، بادشاہ ہے

وہ نیک طبیعت عقلمند، بادشاہ ہے

برادر و بودند از یک پدر
ایک باپ سے دو بھائی تھے

نکو روی و دانا و شمشیر زن
خوبصورت، عقلمند، تلوار باز

طلبگار جولان و ناورد یافت
گھوڑے اور کاشتو قین اور جنگ جو پایا

بہر یک پسراں نصیبے بداد
ہر ایک لڑکے کو اس میں سے ایک حصہ دیدیا

بہ پیکار شمشیر کیں برکشند
لڑائی سے کینہ کی تلواریں سونٹیں،

بجاں آفریں جان شیریں سپرد
شیریں جان جان کے پیدا کرنے والے کے سپرد کی

و فائش فرو بست دست عمل
موت نے اس کے کام کے ہاتھ کو باندھ دیا

کہ بحد و مرود گنج و سیاہ
اس لیے کہ خزانہ اور سپاہی بے حد اور ان گنت تھے

گر فتنہ در یک یکے راہ پیش
ہر ایک نے ایک راستہ اختیار کیا

یکے ظلم تا مال گرد آورد
دوسرے نے ظلم شروع کیا تاکہ مال جمع کرے

ورم داد و تیمار و رویش کرد
روپیہ خرچ کیا اور غریبوں کی دیکھ بھال کی

شب از بہر و رویش شد خانہ خست
رات کو فقر و ن کے لیے مسافر خانہ بنایا

چناں کنز حلاوت بہنگام عیش
جیسا کہ عیش کے وقت لوگ کرتے ہیں

چو شیراز در عهد بو بکر سعد
جیسا کہ ابو بکر سعد کے زمانے میں شیراز ہے

کہ شاخ امیدش برومند باد
خدا کرے اس کی امید کی شاخ پھلے

خدا کرے اس کی امید کی شاخ پھلے

طرح خود دار

۱۔ باختر مغرب
اور مشرق دونوں
معنی میں آتا ہے
۲۔ آپس کی
لڑائی کی وجہ سے ملک
تقسیم کر کے دونوں
کو دے دیا۔

۳۔ یعنی
باپ
مر گیا۔
۴۔ یعنی
ابو کے دور
میں جس طرح خوشیا
مناتے ہیں اور جنوں
میں آوازیں سامان
تک پہنچتی ہیں۔

حکایت شنو کو دک نامحوسہ
اس نامور لڑکے کا قصہ سنو۔

ملازم بدلداری خاص و عام
ہر خاص و عام کی دلداری کا پابند

دراں ملک قاروں ہر رفتہ دلیر
اس ملک میں وہی پیسے والا اطمینان سفر کرتا تھا

نیامد برا تاہم او بردے
اس کے زمانہ میں کسی کے دل پر نہ لگا

سرا آمد بتا بید ملک از سراں
ملک کی تائید سے بڑوں پر بڑا بن گیا

وگرخواست کافروں کند تخت تلج
دوسرے (لڑکے) نے چاہا کہ تخت و تلج کو بڑھائے

طمع کرد در مال بازار گان
تاجروں کے مال میں لالچ کرنے لگا

نگویم کہ بدخواہ درویش بود
میں تک یہ نہیں کہتا کہ وہ فقروں کا دشمن تھا

بامدبشتی نداد و نخورد
اصناف کے لالچ میں نہ دیا نہ کھایا

کہ تا جمع کرد آل زرا از گربزی
مکاری سے اس نے جب تک شکر جمع کیا

شنیدند بازار گان خیر
تاجروں کو یہ معلوم ہوا

بریدند از آنجا خرید و فروخت
انہوں نے اس جگہ سے خرید و فروخت بند کر دی

چو اقبالش از دوستی سر بتافت
جب اقبال نے اس کی دوستی سے منہ پھیر لیا

ستیز فلک بخ و بارش بکند
آسمان کی دشمنی سے اس کی جڑ اور بنیاد اکھاڑ دی

وفا در کہ جوید چو پیمان کسبخت
وفا داری کس سے چاہے جب عہد و پیمان توڑ دے

چہ نیکی طمع دارد آل بے صفا
وہ بد باطن بھلائی کی کیا امید رکھے

پسندیدہ ہے بود و فرخندہ خوئے
جو نیک قدم مبارک عادت تھا

شناگوئے حق با دادان و شام
صبح و شام خدا کی تعریف کرنے والا

کہ شد داد گر بود و درویش سیر
کیونکہ بادشاہ منصف اور فقیر بیٹ بھرا ہوا تھا

بگویم کہ خارے کہ برکے گلے
میں کاٹنا ہی نہیں کہتا ہوں بلکہ پھول کی پتی بھی

نہاوند سر بر خطش سرورال
بڑوں نے اس کے حکم پر سر جھکا یا

بمفرود بر مرد و بقاں خراج
کاشتکاروں پر ٹیکس کا اضافہ کر دیا

بلار بخت بر جان بیچارگان
ان بیچاروں کی جان پر ہلاکت ڈھائی

حقیقت کہ او دشمن خویش بود
بلکہ حقیقتاً وہ خود اپنا دشمن تھا

خردمند داند کہ ناخوب کرد
عقلمند جانتے ہیں کہ برا کیسا۔

پراگندہ شد شکر از عاجزی
تنگ آکر شکر ادھر ادھر ہو گیا

کہ ظلمست در بوم آل بے ہیز
کہ اس بے ہیز کے ملک میں ظلم ہے

زراعت نہا بد رعیت بسوخت
کھیتی نہ اگلی رعایا جل بھن گئی

بنا کام دشمن برودست یافت
تو لامحالہ دشمن اس پر قابو پا گیا

شم اسب دشمن دیارش بکند
دشمن کے گھوڑوں کے سموں نے اس کی سر زمین روند دی

خراج از کہ خواہد چو دہقان کر بخت
ٹیکس کس سے وصول کرے جب کاشتکار بھاگ گئے

کہ باشد دعائے بدش در قفا
بد دعا جس کے پیچھے لگی ہو

ملقاہوں سے
مالدار بخیل مراد لیا
جاتا ہے۔

ملقاہوں سے
برٹے سردار اس
کی ہر تحریر پر

سر تسلیم خم کرتے تھے۔
اس کا

ظہر علی
خود اس
کی تباہی کا

سبب تھا ابتدا
وہ خود اپنا دشمن

ثابت ہوا۔
ملقاہوں سے جب

خود غدار تھا تو
دوسرے وفادار

کیسے ہوتے۔

جو بختش نگوں بود در کاف کن
 غلط کن کے کاف میں جب اس کا نصیب و نہد کا تھا
 چہ گفتند نیکیاں سراں نیک مرد
 اس بھلے مانس کے لیے نیکیوں نے کیا کہا
 گمانش خطا بود و تدبیر سست
 اس کا خیال غلط تھا اور تدبیر کمزور تھی

نکرد آنچه نیکیانش گفتند کن
 اس نے وہ نہ کیا جو نیکیوں نے کرنے کو کہا
 تو بر خور کہ بسدا و گر بر خور
 تو فائدہ اٹھا جب اس ظالم نے نہ اٹھا یا
 کہ در عدل بود آنچه در ظلم جست
 اس لیے کہ انصاف میں وہ تھا جو اس نے ظلم سے پایا

حکایت

یکے بر سر شاخ و بن می برید
 ایک شخص شاخ پر تھا اور جڑ کاٹ رہا تھا
 بگفتا گر ایں مرد بد می کند
 اس نے کہا یہ شخص اگر برا کر رہا ہے
 نصیحت نجاتست اگر بشنوی
 اگر توستے تو نصیحت نجات کا سبب ہے

کہ فردا بد اور بر دشمن وے
 اس لیے کہ کل خدا کے سامنے بادشاہ کو پکڑ کر لے جائیگا
 چو خواہی کہ فردا بوی بہترے
 اگر تو چاہتا ہے کہ کل کو بڑا ہے
 کہ چوں بگذر و بہر تو این سلطنت
 اس لیے کہ جب تیری حکومت جاتی رہے گی

مکن پنجہ از ناتواناں بدار
 ایسا نہ کر پنجہ کو کمزوروں سے ہٹائے رکھ
 کہ ز شست در چشم آزادگان
 کیونکہ آزاد لوگوں کی نگاہ میں برا ہے
 بزرگان روشن دل نیک بخت
 بڑے لوگ روشن دل نیک نصیب

بد نبالہ راستاں بج مرو
 سیدھوں کے ساتھ بڑھنا نہ چل!

خداوند بستاں نگہ کرد و دید
 بلند کے مانگ نے نظر ڈالی اور دیکھا
 نہ بامن کہ بانفس خود می کند
 تو میرے ساتھ نہیں بلکہ خود اپنے ساتھ کر رہا ہے
 ضعیفاں میفکن بکثرت قوی
 قوی بازو سے کمزوروں کو نہ گرا

گدائے کہ پشت نیز و جوے
 وہ فقیر جو تیری نگاہ میں ایک جوئے قابل بھی نہیں ہے
 مکن دشمن خوشتین بہترے
 کسی چھوٹے کو اپنا دشمن نہ بنا
 مگر و بکس آں گدا و امنت
 تو گنتہ گی و جوئے وہ فقیر سدا پلہ پڑے گا

کہ اگر بگنندت شوی شرمسار
 اس لیے کہ اگر وہ تجھے گرائیں گے تو شرمندہ ہوگا
 بیفتادون از دست افتادگان
 زلیلوں کے ہاتھ ذلیل ہونا
 بفرزانی تاج بروند و تخت
 دانا فی سے تاج و تخت اچھل کر لے گئے ہیں

و گر راست خواہی ز سعدی شنو
 اور اگر سچ چاہتا ہے تو سعدی کی سن!

یاد کن معنی ہوجا
 قرآن پاک میں ہے کہ
 کہ حق تعالیٰ جب
 کسی چیز کو پیدا فرماتا
 چاہتا ہے تو لفظ
 کُن فرمادیتا ہے
 اور وہ ہوجاتی
 ہے تو کُن سے مراد
 ازل ہے اور کُن
 سے مراد ازل کا
 پہلا دن۔

اول
 میں
 سوال در
 دوم میں جواب
 تاکہ تدریج
 کے لوگوں سے
 شکست کھانا نہ پڑے
 ذلت آمیز ہے
 سلطنت تو زوال
 پذیر ہے اور دنیا
 کو جو تسلیم رضا
 کی دولت حاصل
 ہوتی ہے وہ
 ناقابل زوال ہے۔

صفت جمعیت اوقات درویش راضی

خدا کی نیکیوں پر راضی رہنے والے درویش کے صفت اور صفات کی صفت

کہ امین تر از ملک درویش نیست
 کیونکہ درویش کے ملک بڑھکر کوئی چیز قابل طمینا نہیں ہے

مکو جابے از سلطنت بیش نیست
 یہ نہ کہہ کہ سلطنت سے بڑھکر کوئی رتبہ ہی نہیں ہے

سبکبار مردم سبکتر روند
 بگئے توجہ والے تیز جلتے ہیں
 تہید ست تشویش ناسے خورد
 خالی ہاتھ والا ایک روٹی کی فکر کرتا ہے
 گدا را چو حاصل شود نان شام
 فقیر کو جب شام کی روٹی مل جاتی ہے
 غم و شادمانی بسمی رود
 غم اور خوشی دونوں گزر جاتے ہیں
 چہ آں را کہ بر سر نہادند تاج
 کیا حاصل اسکو جس نے سر پر لوگوں نے تلج رکھا
 اگر سرفرازے بکیواں برست
 اگر کوئی بڑا زحل پر ہے
 در اندم کاجل بر سر ہر دو تاخت
 اس وقت جبکہ موت دونوں کے سر پر لپک پڑے

حق انیست و صاحب دلاں بشنوند
 یہی سچ ہے اور صاحب دل بھی بات سنتے ہیں
 ملک ہم بقدر چہا نے خورد
 بادشاہ تمام ملک کی بقدر غم کھاتا ہے
 چناں خوش بخشد کہ سلطان شام
 ایسے آرام سے سوتا ہے جیسے کہ شام کا بادشاہ
 بمرگ این دواز سر بدرمی رود
 مرنے پر یہ دونوں چیزیں سر سے نکل جاتی ہیں
 چہ آں را کہ بر گردن آمد خراج
 کیا حاصل اس کو جس کی گردن پر میکس واجب ہے
 و گرتنگ دستے بزننداں درست
 اور اگر کوئی مفلس قید خانہ میں ہے
 نمی شاید از یکدگر شاں شناخت
 ان میں سے ایک کو دوسرے سے پہچانا نہیں جاسکتا

حکایت

شنیدم کہ یک بار در دجلہ
 میں نے سنا ہے کہ ایک بار دجلہ میں
 کہ من فرماں دہی و ایشتم
 کہ میں حکمرانی کا دبدبہ رکھتی تھی
 سپہم مدد کرد و نصرت وفاق
 آسمان نے میری مدد اور فتح نے موافقت کی
 طمع کردہ بودم کہ کرباں خورم
 مجھے لالچ تھا کہ کرمان کو ابھی ہڑپ کروں
 بکن غفلت از گوش ہوش
 ہوش کے کان سے غفلت کی کوئی نکال

سخن گفت با عابدے کلمہ
 ایک کھوپڑی نے ایک عابد سے کہا
 بر سر کلاہ می و ایشتم
 سر پر بڑائی کی ٹوپی رکھتی تھی
 گرفتہ بازوئے دولت عراق
 حکومت انکی طاقت سے میں نے عراق پر قبضہ کر لیا
 کہ ناگہ بخوردند کرباں سرم
 اچانک کپڑوں نے میرا سر کھالیا
 کہ از مردگاں پندت آید بگوش
 تاکہ تیرے کان میں مردوں کی نصیحت آئے

نصیحت در معنی نیکو کاری و بد کاری و عاقبت ان

نیکو کار مردے نباشد بدش
 نیکوئی کے لیے بدی نہیں ہوتی ہے
 شرانگیز ہم در سر شر رود
 شر پھیلانے والا بھی شر میں مبتلا ہوتا ہے

نور زد کسے بد کہ نیک آیدش
 ایسا نہیں ہوتا کہ کوئی بدی کرے اور نیکوئی ملے
 چو کثردم کہ باخسانہ کمتر رود
 بچھو کی طرح کہ بہت کم بل میں لوٹتا ہے

ما حدیث شریف
 میں نے ایک بھلے بھلے نجات
 پاگئے اور بوجھ
 والے ہلاک ہوئے
 مایہی مرنے
 کے بعد غریب و
 امیر یکساں ہیں
 مٹا بچے کرمان
 کے نفع کرنے کا
 خیال تھا کہ موت
 انگی اور کپڑوں
 نے میرا

کھایا
 مانا
 کو مرتے
 ہوئے انسانوں
 سے نصیحت حاصل کرنا

چاہیے
 بد یعنی نیکی کا
 بدلہ نیکی اور بدی
 کا بدلہ بدی ہے
 شرانگیز لاچار
 اپنے شر کی پاداش
 کھکتا ہے بچھو
 کلٹنے کے خیال سے
 بل سے نکلتا ہر ٹوٹا
 مارا جاتا ہے

اگر نفع کس در نہا و تو نیست
اگر تیری ذات میں کسی کو نفع پہنچانا نہیں ہے
غلط گفتم اے یار شایستہ خوی
اے عمدہ اخلاص یار میں نے غلط کہا۔

چنین آدمی مردہ بہ تنگ را
عیب دار ہونے کی وجہ سے ایسے آدمی کا مرنا بہتر ہے
نہ ہر آدمی زادہ از دوزخ است
ہر آدمی درندہ سے افضل نہیں ہے

بہ است از دوزخ انسان صاحب خرد
صاحب عقل انسان درندہ سے بہتر ہے

چو انسان نداند بحر خورد و خواب
جب انسان کھانے اور سونے کے علاوہ کچھ نہ جانتا ہو

سوار نگوں بخت پے راہ رو
اوندر سے نصیبہ والا ہے راہ چلنے والا سوار

کسے دانہ نیک مردی نکاشت
کوئی ایسا نہیں ہے جس نے نیکی کا دانہ بویا ہو

نہ ہر گز شنیدم در عمر خویش
میں نے اپنی عمر میں ہر گز نہیں سنا

چنین جو ہر دو سنگ خارا کیست
تو ایسا گوہر اور سندھ خارا یکساں ہے
کہ نفعت در آہن و سنگ روی
کیونکہ لوہے اور پتھر اور کانسی میں تو فائدہ ہے

کہ ہر دوے فضیلت بود سنگ را
جس پر حقیر کو بھی فضیلت حاصل ہو

کہ دوزخ آدمی زادہ بد بہ است
اس لیے کہ بد انسان سے درندہ بہتر ہے

نہ انسان کہ در مردم افتد خود دوزخ
نہ وہ انسان جو درندے کی طرح انسانوں کو چاڑے

کہ امش فضیلت بود برد و آب
تو اس کو چوپاؤں پر کیسا فضیلت ہے؟

پیادہ برد زو برفستن گرو
اس پر پیدل چلنے والا سہل سے جاتا ہے

کز و خرمین کام دل بر نہ داشت
پھر اس سے دلی مقصد کا گھسیان نہ اٹھایا ہو

کہ بد مرد را نیکی آید بہ پیش
کہ برے انسان کے آگے نیکی آتی ہو

یعنی اگر کوئی
انسان گوہری کیوں
نہ ہو جب اس کی
طبیعت میں نفع رسانی
نہیں ہے تو وہ
اور پتھر برابر ہیں
بلکہ وہ پتھر سے بھی
بر ہے

کیونکہ
پتھر
اور لوہا
تو پتھر بھی کچھ نہ
کچھ کام آتی جاتا ہے
مثلاً یہ اس
سے مذاق میں کہا
ورنہ وہ تو ظالم
تھا۔

حکایت

کہ از ہول او شیر نہ مادیہ بود
جس کے ڈر سے نہ شیر نہ مادیہ تھا

بہ فتاد و عا جز ترا ز خود ندید
وہ گمراہ اور اس نے اپنے سے زیادہ عاجز کسی کو نہ دیکھا

یکے بر سرش کوفت سنگے و گفت
ایک شخص نے اس کے سر پر پتھر مارا اور کہا

کہ می خواہی امروز فریاد رس
کہ آج فریاد تو پہنچنے والے کا خواہش مند ہے

بہیں لاجرم بر کہ برداشتی
دیکھ لاجرم تو نے کیسا پھل پایا؟

کہ دلہا ز ریشیت ہنالدے
جب کہ تیرے لگتے ہوئے زخموں سے دل نالاں ہوئی

گر نیزے بجا ہے در افتادہ بود
ایک پتیلوان کنوئیں میں گر پڑا تھا

بد اندیش مردم بحسنہ بد ندید
لوگوں کا برا سوچنے والے نے برائی کے سوا کچھ نہ دیکھا

ہمہ شب ز فریاد و نزاری نخفت
تمام رات بکاہنے اور رونے کی وجہ سے نہ سویا

تو ہر گز رسیدی بفریاد کس
تو بھی کبھی کسی کی تسکین کو پہنچا تھا

ہمہ خم نیکو دمی کاشت
تو نے تو تمام نیک دی کے بیج کی کاشت کی تھی

کہ بر جان ریشیت نہد مرہم
تیری زخمی جان پر کون مرہم رکھے؟

تو مارا ہی چاہ کنیدی براہ
تو نے ہمارے لئے راستہ میں کنواں کھودا
دو کس چہ کنند از پے خاص عام
دو آدمی خاص و عام کے لیے کنواں کھودنے ہیں
یکے تا کنند تثنہ را تا زہ حلق
ایک اس لیے کہ پیاسے کو تازہ حلق بنائے
اگر بد کنی چشم نسکی بدار
اگر تو برا کرتا ہے تو نیکی کا توفیق نہ رکھ !
نہ پندارم اسے در خزان کشتہ جو
اودہ کہ جس نے خزان کے سونے میں جو بویا دیکھی خیال نہیں
درخت ز قوم اربجاں پروری
گھور کے درخت کو تو اگر جان لگا کے پرورش کرے
رطب نا و رد و چوب خر زہرہ بار
کنیر کی شاخ کھجور کا پھل نہ لائے گی

بسر لاجرم در فتادی چاہ
لامحالہ تو اوندھا کنوئیں میں گرا
یکے نیک محضر دگر زشت نام
ایک نیک طبیعت دوسرا بد نام
دگر تا بگردن در افتند خلق
دوسرا اس لیے کہ لوگ سر کے بل اس میں گریں
کہ ہر گز نیسا و دگر زانکو ربار
اس لیے کہ جھاد کبھی انکو رکھا پھل نہیں دیتا ہے
کہ گندم ستانی بوقت و رو
کہ تو کٹنے کے وقت گیہوں حاصل کرے گا
میں دار ہر گز کز و بہ خوری
تو یہ نہ سمجھ کہ اس سے ہی کھائے گا
چہ تخم انگنی بر ہماں چشم دار
تو نے جو بویا ہے اسی کی توفیق رکھا !

۱۔ اسی لیے
مشہور ہے چاہ کنند
را چاہ در پیش
یعنی پتہ چھڑ
کے زمانہ میں جبکہ
کوئی چیز بھی
نہیں آتی ہے۔
۲۔ چاہ بن

حکایت

حکایت کنند از یکے نیک مرد
ایک نیک انسان کا قصہ بیان کرتے ہیں
بسر ہنگ دیواں نگہ کرد تینہ
کچھری کے سپاہی کو اس نے گھور کر دیکھا
چو حجت نہ اند جفا جوئے را
ظالم کے پاس جب دلیل نہیں ہوتی
بخت دید و بکر نسبت مرد و خدای
با خدا آدمی ہنسنا اور دیا
چو دیدش کہ خندید و دیگر گریست
جب اس نے دیکھا کہ وہ ہنسنا اور پھر رونا دیا
بگفتا ہی گریہ از روزگار
اس نے کہا زمانہ کے ظلم سے روتا ہوں
ہم بخندم از لطف یزدان پاک
خدا کے پاک کی مہربانی سے ہنستا ہوں
یکے گفتش اسے نامور شہر بار
کسی نے اس سے کہا کہ اسے مشہور بادشاہ

کہ اکرام حجاج یوسف نکر و
کہ اس نے حجاج بن یوسف کی غیبت نہ کی
کہ نطعش بیند از و ریش بریز
کہ اس کے لیے جھڑا بھجائے اور اس پر ریتا پھیلانے
بر خاش در ہم کشد روئے را
تو لڑائی کے لیے چہرہ غصہ میں بھرتا ہے
عجب ماند سنگین دل تیرہ رای
بدلتا ہے سنگدل تعجب میں پڑ گیا
پرسید کیس خندہ و گریہ چیست
تو اس نے پوچھا کہ یہ ہنسنا اور رونا کیسا؟
کہ طفلان بیچارہ دارم چہار
اس نے کہا کہ چار بے تہارا اپنے رکھتا ہوں
کہ مظلوم رستم نہ ظالم بخاک
کہ کسی میں مظلوم بن کر جا رہا ہوں ظالم بن کر نہیں
مکن دست ازیں پر و ہقاں بدار
نہ کہ ہٹے گنوار سے ہاتھ اٹھائے

۱۔ یوسف
ثقفی
مشہور
ظالم
گور ز قتل
۲۔ سر دربار
اگر کسی کو قتل کیا
جاتا تھا تو چہرہ
بچھا کر اس پر
ریتا پھیلا دیتے
تھے پھر اس پر قتل
کرتے تھے تاکہ خون
ادھر ادھر نہ پڑے۔

کہ خلق بد و تکیہ دارند و لشت
اس لیے کہ کچھ لوگ اسی کا سہارا رکھتے ہیں
بزرگی و عفو و کرم پیشہ کن
بڑائی اور درگزر اور بخشش کی عادت ڈال

مگر دشمن خاندان خودی
شاید تو اپنے ہی خاندان کا دشمن ہے

بیدار و دلہا بدایع تو ریش
جنگہ دل تیرے دلوں سے زخمی ہیں تو یہ نہ سمجھ

نخفتست مظلوم از آہش بر سر
جو مظلوم نہیں سویا اس کی آہ سے دور

نترسی کہ پاک اندرون نے شبے
تو نہیں ڈرتا کہ کوئی پاک باطن کسی رات میں

بسودا چناں بروے افشان دست
غصہ میں اس نے اس پر ایسے ہاتھ پھینکے

نہ ابلیس بد کردنی کی ندید
کیا ایسا نہیں ہوا کہ شیطان نے برائی کی اور نیکی نہ دیکھی

مدر پردہ کس ہنگام جنگ
لڑتے وقت کسی کا پردہ چاک نہ کر

مزن بانگ بر شیر مرداں درشت
شیر مردوں کو سخت نہ بدکار!

شنیدم کہ شنید و خوش برنجیت
میں نے سنا ہے کہ اس نے ایک سنی اور اس کا خون بہایا

بزرگے دریاں فکر آں شب نخفت
وہ بزرگ اس رات اسی فکر میں نہ سویا۔

وے بیش بر من سیاست نراند
وہ مجھے تھوڑی دیر سے زیادہ سزا نہ دے سکا

یعنی بچوں کا
اس پر گزارا ہے
یہ مر جائے گا تو وہ
سب مر جائیں گے
جو دوسرے
خاندانوں پر ظلم
ڈھاکا دے وہ دراصل
اپنے خاندان کا

دشمن ہے
یعنی بد
کردار ہے
مگر ہرچہ

برخود نہ پسندی
بد بگراں پسند کا
بھی یہی مطلب ہے۔
یعنی اللہ
کو یہی منظور تھا
سو ہوا۔

رو نیست خلقے سیکار کشت
سب کو یکبارگی مار ڈالنا درست نہیں ہے
زخردان اطفالش اندیشہ کن
اس کے چھوٹے چھوٹے بچوں کا خیال کر!

کہ بر خاندانہا پسندی بدی
کہ خاندانوں کے لیے بڑی پسند کرتا ہے

کہ روز پس آیدت خیر پیش
کہ مرنے کے دن تیرے سامنے بھلائی آئے گی

زود و دل صبح گاہش بر سر
اس کی صبح کے وقت کے دل کے دھوئیں سے ڈرا

بر آرزو ز سوز جگر یارب
سوز جگر سے یارب کہے۔

کہ حجاج را دست حجت بہ بست
کہ حجاج کے دلیں کے ہاتھ باندھ دیے

بر پاک ناید ز خشم پلید
ناپاک بیج سے پاک پھل نہیں پیدا ہوتا ہے

کہ باشد ترا نیز در پردہ تنگ
اس لیے کہ تیرے بھی کچھ عیب پردے میں ہوں گے

چو با کو دکان بر نیائی بمشت
جب کہ تو کہ بازی میں بچوں سے بھی نہیں جیت سکتا۔

ز فرمان داور کہ داند کمرنجیت
اللہ کے حکم سے بھاگنا کون جانتا ہے

بخواب اندروں دید و روش و گفت
خواب میں درویش کو دیکھا اور اس نے کہا

عقوبت برو تا قیامت بماند
اس پر قیامت تک کے لیے عذاب مسلط ہو گیا

حکایت

یکے پسند میداد من ز ندرا
ایک شخص لڑکے کو نصیحت کر رہا تھا

مکن جور بر خرد گاہاں اے پسر
اے لڑکے! چھ لڑکوں پر ظلم نہ کر

نکو وار پسند خرد من در
عقل مند کی نصیحت کو اچھی طرح یاد رکھ!

کہ یک روزت افتد بزرگے پسر
اس لیے کہ ایک روز کوئی بڑا تجھ سے بھی بڑھ چکا

نمی ترسی اب کو دک کم خرد
دیکھ اے کم عقل لڑکے تو نہیں ٹھوکتا
بخردی درم زور سرخ بود
بچپن میں مجھے بھی طاقت کا زور تھا
بخوردم کے مشت زور آوراں
میں نے طاقتوروں کا ایک گھونسا کھایا

کہ روزے پلنگیت برہم درد
کہ کسی روز کوئی چیتا تجھے پھاڑ ڈالے
دل زیر دستاں زمین رنجہ بود
مجھ سے کمزوروں کا دل رنجیدہ تھا
نکردم دگر زور بر لاغراں
بھر کبھی کمزوروں پر زور نہیں کیا۔

گفتار

الّا تا بغفلت نحسی کہ نوم
دیکھ تو بغفلت سے ہرگز نہ سوچا یہ کہ سونا
غم زیر دستاں بخور زینہار
کمزوروں کا غم ضرور کھا
نصیحت کہ خالی بود از غرض
جو نصیحت غرض سے خالی ہو

حرامست بر چشم سالار قوم
قوم کے سردار کی آنکھ پر حرام ہے
ترس از زبردستی روزگار
زمانہ کی زبردستی سے ڈرنا
چو داروئے تلخست دفع مرض
کڑوی دوا کی طرح مرض کی دفع ہے

حکایت دریں معنی

یکے را حکایت کنند از ملوک
بادشاہوں میں سے ایک کا قصہ بتاتے ہیں
چنانچہ در انداخت ضعف جسد
جون کی کمزوری نے اس کو ایسا عاجز کر دیا
کہ شاہ از چہ بر عرصہ نام آوریست
اس لیے کہ شاہ شطرنج اگرچہ باط پر نام آوری ہے
ندیکے زمین ملک بوسہ داد
ایک ہنشین نے بادشاہ کی زمین چومی
دریں شہر مردے مبارک دست
اس شہر میں ایک ایسا مبارک دم انسان ہے
نبردیشیش بہت است کس
لوگ اس کے سامنے اپنی مشکلات نہیں لے گئے
بخواں تا بخواند دعائے بریں
اس کو بلا لیجئے تاکہ اس مرمن پر دعا پڑھ دے
بفرمود تا مہتران خدم
اس نے حکم دیا چنانچہ نو کردوں کے سرداروں نے

کہ بیماری رشتہ کردش چودوک
کہ اس کو تہرہ کی بیماری نے تنکے کی طرح ٹکڑیا
کہ می برد برکت سناں حسد
کہ وہ کمزوروں پر بھی حسد کرنے لگا
چو ضعف آنداز بیدقے کمترست
جب کمزور پڑ جائے تو پیادہ سے بھی کم ہے
کہ عمر خداوند جاوید باد
کہ حضور کی عمر دراز ہو
کہ از پار سایاں جنوئے کست
کہ پرہیزگاروں میں اس جیسے کم ہیں
کہ مقصود حاصل نشد در نفس
کہ دم بھر میں دعا حاصل نہ ہو گیا ہو
کہ رحمت رسد ز آسماں بر زمین
تاکہ آسمان سے زمین پر رحمت پہنچ جائے
بخواندند پیر مبارک قدم
مبارک قدم پڑھے کو بلا لیا

۱۔ سنا ہر ایک
قسم کا پھوڑا ہے
جس کی جڑیں دعا
کی طرح
بدن
میں
پھیل
جاتی ہیں۔
۲۔ اس کی دعا
سے فوراً دعا حاصل
ہو جاتا ہے۔

بگفتا دعائے کن اے ہوشمند
اس نے کہا اے ہوشمند دعا فرما دیجیے
شنیدہ اس سخن پر رحم بودہ پشت
جھکی کر بڑھے نے یہ بات سنی
کہ حق مہر بانست بردا و گر
کہ خدا انصاف کرنے والے پرہیزگار ہے
دعائے منت کے شود سودمند
میری دعا تیرے لیے کب مفید ہوگی
تو نا کردہ بر خلق بخشایشے
تو نے مخلوق پر بخشش نہیں کی
بہا بدت عذر خطا خواستن
تجھے خطا کا عذر کرنا چاہیے
کجا دست گیرہ دعائے ویت
اس کی دعا تیری دستگیری کب کر سکتی ہے
شنیدہ اس سخن شہر یار عجم
عجم کے بادشاہ نے یہ بات سنی
برنجید و پس بادل خویش گفت
رنجیدہ ہوا پھر اپنے دل میں کہا
بفرمود تا ہر کہ در بند بود
اس نے حکم دیدیا جو بھی قید میں تھا
جہاں دیدہ بعد از دو رکعت نماز
دو رکعت نماز کے بعد جہاں دیدہ نے
کہ اے بر فرازندہ آسماں
کہ اے آسمان کے بلند کرنے والے
ولی ہچناں بر دعا داشت دست
ولی کے اسی طرح دعا میں ہاتھ اٹھے ہوئے تھے
تو گفتی ز شادی بخوابد پرید
تو یہ کہے گا کہ خوشی سے اڑ جائے گا
بفرمود و گنجینہ گوہریش
اس نے حکم دیدیا کہ اس کے موتیوں کے خزانہ کو
حق از ہر باطل شاید نہفت
باطل کی خاطر حق کو چھپانا نہ چاہیے

۱۔ سخت قسم
کے مجرموں کو کتوتیں
ایک بندہ کر دیا جانا
تھا۔
۲۔ انسان کو
پہلے تمام گناہوں
سے توبہ کرنی چاہیے
پھر کسی بزرگ
کی دعا
مفید
ہو سکتی
ہے۔
۳۔ یعنی
ہاتھ اٹھا کر یہ دعا
مانگی کہ وہ گناہوں
کی وجہ مرض کی
قید میں تھا اب اس
کو اچھا کر دے
۴۔ یعنی اس کو
سے نجات پانا ملے گی
ایسی خوشی ہوئی کہ
رقص طووسی کرنے لگا

کہ در رشتہ چوں سوزنم پائے بند
کہ سوزن کی طرح دھاگوں والی بیماری سے میں بند ہوں
بہ تندی بر آورد بانگ درشت
غصہ سے سخت آواز نکالی
بخشای و بخشایش حق نگر
بخشش کر اور خدا کی بخشش دیکھ
اسیران مظلوم در جاہ و بند
مظلوم قیدی تو کتوتیں اور قید میں ہیں
کجا بینی از دولت آسائے
تو دولت سے راحت کہاں دیکھ سکے گا
پس از شیخ صالح دعا خواستن
پھر نیک بزرگ سے دعا کرانی چاہیے
دعائے ستم دیدگاں در پیت
جبکہ مظلوموں کی یہ دعا تیرے درپے ہے
ز خشم و خجالت برآمد ہسم
تو غصہ اور شرمندگی سے بگڑ گیا
چہ رخ حقیقت اس کہ درویش گفت
میں رنجیدہ کیوں ہوتا ہوں درویش نے جو کچھ کہا وہ صحیح ہے
بفرمائش آزاد کردند زود
اس کے حکم سے انہیں نے فوراً چھوڑ دیا
بداور بر آورد دست نیاز
عاجزی کا ہاتھ خدا کی طرف اٹھایا۔
بجنگش گرفت بصلاحتش ہماں
اس کو تو نے جنگ میں گرفتار فرمایا صلح پر اس کو چھوڑ دیا
کہ رنجور افتادہ برائے جنت
کہ پڑا ہوا بیمار اپنے پردوں پر کھڑا ہو گیا
چو طاووس چوں رشتہ دریا ندید
مور کی طرح جب پردوں میں نہر نہ دیکھا
فشانند در پای وزیر سرش
لوگوں نے اس کے پردوں اور سر پر پھل در کر دیا
ازاں جملہ دامن بیفشانند و گفت
اس تمام خزانے سے اس نے دامن جھٹک دیا اور کہا

مرو با سر رشته بار دیگر
نہر کی جڑ کی موت پھر دوبارہ نہ جانا

چو بارے فتادی نگہ دار پای
جب ایک بار تو گرا ہے تو بیرون کو سنبھال

ز سعدی شنو کیس سخن راستست
سعدی سے سن لے یہی بات ہے

مبادا کہ دیگر کند رشته سر
ایسا نہ ہو کہ دوبارہ نہر و سہرا بھارے

کہ یکبار دیگر بلغند ز جای
کہ دوبارہ جگہ سے نہ بھٹے

نہ ہر بارے افتادہ برخاستست
کوئی گھر کر ہر مرتبہ نہیں اٹھتا ہے

گفتار

جہاں اے لیسر ملک جاویدیت
اے لڑکے دنیا ہمیشگی کا ملک نہیں ہے

نہ میر باد رفتے سحر گاہ و شام
کتاب صبح و شام ہوا پر نہ اڑتا تھا

با خرنیدی کہ بر باد رفت
آخر میں تو نے نہیں دیکھا کہ بر باد ہو گیا

کسے زیں میاں گوئے دولت رپود
حکومت کی بازی ان میں سے وہ جیت لے گیا

بکار آمد آنہا کہ برداشتند
وہی کام میں آیا جو سمیٹ لے گئے

ز دنیا و فاداری امید نیست
دنیا سے وفاداری کی امید نہیں ہے

سریر سلیمان علیہ السلام
حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت

خنک آنکہ بادانش و داد رفت
خوش تودہ وجود انانی اور انصاف کے ساتھ مرا

کہ در بند آسایش خلق بود
جو مخلوق کے آرام کی فکر میں رہا۔

نہ گرد آوریدند و بگذاشتند
نہ کہ جمع کر گئے اور چھوڑ گئے

حکایت

شنیدم کہ در مصر میر اجل
میں نے سنا ہے کہ مصر میں ایک بڑا سردار

جمالش برفت از رخ دل فروز
اس کے دل کو روشن کرنے والے رخ سے حسن جاتا رہا

گزیدند فرزانگاں دست فوت
عقلمندوں نے اس کے فوت ہونے پر ہاتھ گھسکا

ہمہ تخت و ملکہ پذیر و زوال
تمام تخت اور ملک زوال ہو کر قبول کرتے ہیں

چونزدیک شد روز عمرش بشب
جب اس کی زندگی کا دن رات کے قریب ہوا

کہ در مصر حوں میں عزیزے نمود
میری طرح کا کوئی عزیز مصر میں نہ تھا

سپہ تاخت بر روزگار ش اجل
اس کی عمر پر موت نے فوج دوڑا دی

چو خور ز روشد پس نماند ز روز
اس لیے کہ جب سوچ پھلا پڑا پھر دن کا کچھ باقی نہیں رہتا

کہ در طلب ندیدند دارے موت
اس لیے کہ انھوں نے طلب میں موت کی دوا نہ پائی

بجز ملک فرماندہ لا یرال
ہمیشہ رہنے والے حاکم کے ملک کے علاوہ

شنیدند و می گفت در زیر لب
تو لوگوں نے سنا وہ آہستہ سے کہتا تھا

چو حاصل ہمیں بود چیزے نمود
جب نتیجہ ہی تھا تو کچھ بھی نہ تھا۔

۱۔ دوبارہ ظلم و
ستم نہ کرنا ورنہ
پھر مرض میں مبتلا
ہو جائے گا۔
۲۔ یعنی ضروری
نہیں کہ توبہ کرنے
سے برابر معافی ہو جائے
۳۔ حضرت سلیمان
علیہ السلام کو ایسا
تخت عنایت کیا
تھا جو صبح کو ایک ماہ
کی اور شام کو ایک
ماہ کی مسافت طے
کر لیتا تھا۔

۱۔ یعنی
جو کچھ
خدا
کے راز
میں مکتوب
کئے وہ ساتھ
لے گئے جو مال جمع
کرنے کے چھوڑ گئے وہ
دوسروں کا ہوا۔
۲۔ یعنی اس
کی موت کا وقت
آ گیا۔
۳۔ مصر کے
ہر بادشاہ کو عزیز
کہا جاتا تھا۔

جہاں گرد گردم نخوردم برش
میں نے دنیا جمع کی اس کا پس نہ کھا با
پسندیدہ رائے کہ بخشید و خورو
بہتر رائے والا وہاں ہے جس نے دیا اور کھایا
دریں کوشش تا با تو ماند مقیم
اس میں کوشش کر جب تک وہ تیرے پاس ہو
کنند خواجہ بر بستر جاں گداز
جان کھلانے والے بستر پر آقا
ورآں دم ترمی نماید بدست
اس وقت مجھے ہاتھ کے ذریعہ دکھار رہا ہے
کہ دستے بجو دو کرم کن دراز
کایک ہاتھ تو دینے میں اور بخشش میں پھیلا
کنو نت کہ دستت خالی ہے بلکن
اب کہ تیرا ہاتھ ہے کوئی کانٹا نکال
بتا بد سے ماہ و پروین و ہور
کافی دقت ایسا ہوگا کہ چاند ستارے سوچ چکیں

یا یعنی نیکیاں
کر کے دنیا سے اپنا
ذخیرہ آخرت جمع کیا۔
یعنی اس پر
مرنے وقت انیسویں
ہوگا اور خدا کی مولا
کا خوف ہوگا۔
مناجیہ کے وقت
انسان عموماً ایک ہاتھ
سکوتا ہوا ایک دراز
کرنا ہوتا اس کے معنی
یہ ہیں کہ سکوڑ کر ظلم و
حرص سے ہاتھ کھینچے
اور دراز کر کے بخشش
کی طرف ہاتھ بڑھائے
کا اشارہ کرتا ہے۔
مے کسی کی مدد

کر کے اس
کی
تھکین
دور کر۔

۱۰

حکایت

قزل ارسلان قلعه سخت داشت
قزل ارسلان ایک مضبوط قلعہ رکھتا تھا
نہ اندیشہ از کس نہ حاجت بہیج
نہ اس کو کسی کا ڈر تھا نہ کسی کی ضرورت
چنان نادراقتا دور و حضرات
باغیچہ میں ایسا نادرا واقع ہوا تھا
شنیدم کہ مردے مبارک حضور
میں نے سنا ہے کہ ایک بابرکت صحبت والا مرد
حقائق شناسے جہاں دیدہ
جو حقیقتوں کو پہچاننے والا جہاں دیدہ تھا
بخند دید کیس قلعه خرم است
وہ ہنسا کہ یہ قلعہ مبارک ہے
نہ پیش از تہ گردن کشاں داشتند
کیا تجھ سے پہلے بادشاہ نہیں رکھتے تھے

یعنی قزل ارسلان
سلجوقی فاریں کا مشہور
بادشاہ ہے۔ التوہمنا
کا مشہور پہاڑ ہے
جس بارہ ہزار چٹے
ہوتے ہیں۔
یعنی اس قلعہ کو کسی
دشمن کا ڈر نہ تھا اور نہ
ضرورتوں کی کسی محتاج تھا
مے سبزہ زار میں
مرد میں طلبہ ایسا معلوم
ہوتا تھا جیسا سبز طاق
میں انداز۔
مے موت کے محل
سے نہ بچا سکے گا۔
۱۱ اس قلعہ میں تجھ
سے پہلے آئے اور
چلے گئے۔

برفتم چو بجا رگاں از مہر شمس
ما جودوں کی طرح اس پر سے میں چلاں
جہاں از بے خوشی تن گرد گرد
دنیا اپنے لیے جمع کی
کہ ہر چہ از تو ماند در بغیبت و بیم
کو جو کچھ سے تیرے جلنے کا وہ انیسویں ہے اور خون
کے دست کوتاہ و دیگر دراز
ایک ہاتھ سمیٹتا ہے ایک پھیلاتا ہے
کہ دہشت زبانش ز گفتن بہست
اس لیے کہ خون نے اس کی زبان باندھ دی ہے
و گرد دست کوتاہ کن از ظلم و آزار
دوسرا ہاتھ ظلم اور حرص سے کوتاہ کر کے
و گردے بر آری تو دست از کفن
پھر کفن سے ہاتھ کب نکال سکے گا۔
کہ سر بر نداری ز بالین گور
تو قبر کے سر ہانے سے سر نہ اٹھائے گا

کہ گردن بالوند برمی فراشت
جو الوند (پھاڑ) سے اپنی گردن اونچی رکھتا تھا
چو زلف عروساں ریش تیج
اس کا راستہ دھنوں کی لہروں کی طرح پیچ و بچھڑتا تھا۔
کہ بر لا جور دی طبق بیضہ
جیسا کہ سبز طباق میں انداز
بزدیک شاہ آند از راہ دور
دور راستہ سے بادشاہ کے پاس آیا
ہمزمنندے آفاق گردیدہ
ہمزمنند تھا، دنیا میں گھومے ہوئے تھا
و لیکن نہ بندار مش محکم است
لیکن میں نہیں سمجھتا کہ وہ مضبوط ہے
وے چند بودند و بکذاشتند
چند دن بھرے اور چھوڑ کر چلے گئے

<p>نہ بعد از تو شاہان دیگر برند کیا تیرے بعد دوسرے بادشاہ نہیں رہیں گے ز دوران و ملک پدر یاد کن باپ کے ملک اور زمانہ کو یاد کر چنان روزگارش بکنجے نشاند زمانہ نے اس کو اس طرح گوشہ میں بھٹا دیا چونو میسد ماند از ہمہ چیز و کس جب وہ ہر چیز اور ہر شخص سے ناامید ہوا بر مرد ہشیار دنیا خس است ہوشیار انسان کے نزدیک دنیا تنکا ہے</p>	<p>درخت امید ترا بر خوردند تیری امیدوں کے درخت سے بھل کھائیں گے دل از بند اندیشہ آزاد کن دل کو فکر کی قید سے آزاد کر کہ ہر یک نشینش تصرف نماید کہ اس کا ایک پیسہ پر تصرف نہ رہا امیدش بفضل خدا ماند و بس فقط خدا کی مہربانی پر اس کی امید رہی کہ ہر مدتے جاتے دیگر سال ست کہ ہر زمانہ میں دوسرے کی جگہ</p>
--	--

حکایت

<p>چنین گفت شوریدہ و عجم ایک بے باک نے عجم میں اگر ملک برجم بماندے و بخت اگر ملک اور نصیب جیشہ کا ساتھ دیتا اگر گنج قاروں بدست آوری اگر قارون کا خزانہ تیرے ہاتھ لگ جائے</p>	<p>بکسری کہ اے وارث ملک جم کسری کو کہا کہ اے جمشید کے ملک کے وارث ترا چوں میسر شدے تاج و تخت تاج و تخت تجھے کیسے میسر آتا مناند گمراہی بختی بری وہ بھی نہ رہے گا، ہاں جو تو بختے گا وہ لیجائے گا</p>
--	--

حکایت

<p>چو آئیں سلاں جاں بجاں بخش داد جب آئیں سلاں نے جان دینے والے کو جان دی بتربت سپردندش از تاج و گاہ تخت اور تاج سے ہٹا کر اس کو قبر کے سپرد کیا چنین گفت دیوانہ ہوشیار ایک ہوشیار دیوانہ نے یہ کہا - ز بے ملک و دوران سرور نشیب کیا ہی اور نہ عالمک اور زمانہ چنین است گردیدن روزگار زمانہ کی گردش ایسی ہی ہے - چو دیر نہ روزے سر آورد عهد جب بڑھا اپنا زمانہ ختم کرتا ہے</p>	<p>پسر تاج شاہی بسر بہ نہاد لڑکے نے شاہی تاج سر پر رکھا نہ جائے نشستن نہ آماج گاہ نہ بیٹھنے کی جگہ نہ بیٹھنے کی چو دیدش سپر روز دیگر سوار جب اس نے اس کے لڑکے کو دوسرے دن سوار دیکھا پدر رفت و پائے سپر در رکیب باپ چلا گیا اور بیٹے کا پر رکاب میں ہے سبک سپر بد عهد ناپائدار تیز رفتار بد عهد، ناپائدار جوان دولتے سر بر آرد ز مہر جوان دولت والا گہوار سے سر اٹھاتا ہے</p>
---	---

۱۔ الب اسلاں
پیش بھرا شیر - یہ
تزل اسلاں کے
باپ کا
نام جو
یعنی
اسی ملک
قرجس میں نہ
بیٹھنے کی گنجائش
نہ چلنے پھرنے کی

منہ پر جہاں دل کہ بیگانہ ایست
دنیا سے دل نہ لگا یہ بیگانہ ہے
نہ لائق بود عیش با دلبر
ایسے دلبر کے ساتھ زندگی مناسب نہیں ہے
نکوئی کن امسال جوں وہ تراست
اس سال نیکی کر جب گانوں تیرے قبضہ میں ہے

چو مطرب کہ ہر روز در خانہ ایست
تو تیرے کی طرح کہ ہر روز ایک گھر میں ہے
کہ ہر بادی اویش بود شوہر
کہ ہر صبح کو جس کا ایک شوہر ہو
کہ سال و گرو گئے وہ خداست
کیونکہ دوسرے سال گانوں کا مالک دوسرا ہوا

حکایت

بزرگے جفا پیشہ در حد غور
غور کے علاقہ میں ایک ظالم بادشاہ
خراں زیر بار گراں بے علف
بھاری بوجھ میں بے گھاس چرے گدھے
چو منع کسد سفلہ را روزگار
جب زمانہ کسی کیلئے کو بڑا بنادیتا ہے
چو بام بلندش بود خود پرست
جب کسی خود پرست کی اٹاری اونچی ہوتی ہے
شنیدم کہ بارے بعزم شکار
میں نے سنا ہے کہ ایک بار شکار کے ارادے
پیائے بد نبال صید سے برآمد
پہلے درپے ایک شکار کے پیچھے دوڑا
بہ تہی انداخت رومی ور ہے
اکیلا کسی شخص اور راستہ کو نہ پہچان سکا
خرے دیدہ بوسندہ کار گر
اس نے ایک گدھا ڈیچا بھل گئے والا کام کا
یکے مرد گرد و استخوان بدست
ایک کردی ہڈی ہاتھ میں لیے ہوئے
شہنشاہ بر آشفٹ و گفت اے جوان
بادشاہ بگڑ گیا اور مولاے جوان!
چو زور آوری خود نمائی ملن
اگر تجھ میں طاقت ہو تو خود نمائی نہ کر
پسندش نیامد فرومایہ قول
کمزور بات اس کو پسند نہ آئی۔

ایک علاقہ
کا نام ہے یا ایک
شہر کا۔ غوری
خاندان جو ہندوستان
کا حکمران رہا ہے
اسی کی طرف
منسوب ہے
یہاں پر
دلوں
کے گدھے
جڑا بیگاڑ
میں پکڑ لیتا تھا۔
بھاری بوجھان پر
لا دتا اور ان کو
چارہ بھی نہ دیتا
تھا۔

گرفتہ خر و ستانی بزور
گانوں والے کا گدھا زبردستی پکڑ لیتا
بروزے دوسکیں شدند تلخ
دو ایک روز میں بیچارے مر جاتے
نہد بر دل تنگ درویش بار
تو وہ فقیر کے تنگ دل پر بار ڈالتا ہے
کند بول و خاشاک بر بام پست
وہ پیناب اور کوڑا جی جھت پر ڈالتا ہے
بروں رفت پیدا کر شہر یار
ظلم کا بادشاہ باہر نکلا
شیش در گرفت از چشم دور ماند
اس کو رات نے آکھڑا، نوکروں سے اُدھر رہ گیا
بلند اخت نا کام شب دروے
نا کام ہو کر رات کو ایک گھانوں میں ڈیرا ڈال دیا
توانا و زور آور و بار ہر
تکڑا، طاقت در بوجھ جان بولا
چناں میزدش کا استخوان می شکست
اُس کو اس طرح مار دیا تھا کہ اس کی ہڈیاں توڑتا تھا
ز حد رفت جورت بریں بزبان
اس بے زبان پر تیرا ظلم حد سے بڑھ گیا
برافت وہ زور آزمائی ملن
کمزور پر زور آزمائی نہ کر!
یکے بانگ بریادشہ ز دہول
وہ بادشاہ پر خوفناک آواز سے چیخا۔

گرفتہ نہ بہو وہ اینکا ریش
 میں نے یہ کام خواہ مخواہ نہیں کیا
 بسا افس کہ پیش تو معذرت و نیست
 بہت سے آدمی جو تیرے نزدیک معذور ہیں
 ملک را درشت آمد ازوے خطاب
 اس کی گفتگو بادشاہ پر گراں گذری
 کہ پندارم از عقل بیگانہ
 کیونکہ میں سمجھتا ہوں تو عقل سے بیگانہ ہے
 بخندید کالے ترک نادان خوش
 وہ ہنسا کہ اسے بے عقل ترک چپ رہ
 نہ دیوانہ خواند کس اورانہ مست
 اس کو نہ کوئی دیوانہ کہتا ہے نہ مست
 جہاں جوی گفت اسے ستمگارہ مرد
 بادشاہ نے کہا اسے ظالم انسان !
 دران بحر مردے جفا پیشہ بود
 اس سمندر میں ایک ظالم انسان تھا
 جزائر ز کردار او پر خروش
 جزیروں کے باشندے اس سے نالاں تھے
 پس آں راز بہر مصلحت شکست
 تو اس کو مصلحتوں کی وجہ سے توڑا تھا
 شکستہ متاعے کہ در حرز تست
 وہ شکستہ سامان جو تیرے قبضہ میں ہے
 بخندید و بمقان روشن ضمیر
 روشن باطن گاہوں والا ہنسا
 نہ از جہل می بشکنم بایے خر
 میں نادانی کی وجہ سے گتے کا پیر نہیں توڑ رہا ہوں
 خرایں جاگہ لنگ و تیمار کش
 اس جگہ تنگداری نچیدہ گدھا
 توں را نکوئی کہ کشتی گرفت
 تو اسے کچھ نہیں کہتا جس نے کشتی پکڑ لی
 نفور بر چناں ملک دولت کہ راند
 ایسے ملک اور حکومت پر تمہو جو اس نے چلائی

برو چوں ندانی پس کار خویش
 جب تو نہیں جانتا تو اپنے کام میں لگ
 چوں واپسی از مصلحت دور نیست
 اگر غور سے دیکھے گا تو مصلحت خالی نہیں
 بگفتا بیاتاجہ بینی صواب
 اس نے کہا تو کیا خوبی دیکھتا ہے بتا
 نہ مستی ہمانا کہ دیوانہ
 مست نہیں بلکہ تو دیوانہ ہے
 مگر حال حضرت نیامد بگویش
 شاید خضر کا حال تیرے گاہ میں نہیں پڑا
 چرا گشتے ناتواناں شکست
 اس نے غریبوں کی کشتی کیوں توڑی
 چہ دانی کہ خضر آل برائے چہ کرد
 تجھے کیا معلوم کہ خضر نے وہ کیوں کیا تھا
 کہ وہ ہمارے بحر اندیشہ بود
 جس کی وجہ سے دل منکر کا سمندر ہے
 جہاں زوشتش چو دریا بجوش
 ایک دنیا اس کے ہاتھ سے دریا کی طرح متلاطم تھی
 کہ سالار ظالم نگیر و بدست
 ناگہ ظالم سردار نہ پکڑے
 ازاں بہ کہ در دست دشمن درست
 اس سے بہتر ہے کہ وہ سالم دشمن کے ہاتھ پڑے
 کہ پس حق بدست نیست اسے امیر
 کہ پھر تو حق میرے ہاتھ میں ہے اسے بادشاہ
 کہ از جور سلطان پیدا و گمر
 بلکہ ظالم بادشاہ کے ظلم سے ڈر کر
 ازاں بہ کہ پیش ملک بار کش
 اس سے بہتر ہے کہ بادشاہ کے پاس برخواستہ ہو
 کہ چوں تا ابد نام زشتی گرفت
 کہ اس نے قیامت تک کے لیے کسی بدنامی حاصل کی
 کہ شہت بر او تا قیامت بماند
 کہ اس پر برائی قیامت تک کے لیے رہی

مسترحم نظر ہر ان
 کا کام غلط معلوم
 ہو گا لیکن اگر غور
 سے دیکھے گا تو اس
 کام میں مصلحت
 نظر آئے گی
 جس
 مصلحت
 سے خضر نے
 کشتی توڑی تھی
 اسی مصلحت سے
 میں گتے کو لنگڑا
 بنا رہا ہوں

ستمگر جفا بر تن خویش کرد
ظالم نے اپنے اوپر ظلم کیا
کہ فرود راں محفل نام و ننگ
اس لیے کہ کل کو عزت اور ذلت کی ہنسی میں
نہد بار آواز راہ بر گرویش
گناہوں کا بوجھ اس کی گردن پر دھریگا
گرفتہ کہ خرابارش اکنوں کشد
میں مانتا ہوں آج گدھا اس کا بوجھ اٹھاتا ہے
گر انصاف پر سی بد اختر کست
اگر تو انصاف سے پوچھے تو بد نصیب شخص ہے
بہیں پنج روزش متعسم بود
یہی کچھ دن اس کی راحت کے ہوتے ہیں
اگر برنجین زد بہ آل مردہ دل
اگر وہ مردہ دل سو کر نہ اٹھے تو بہتر ہے
شہ اس جملہ شنید و چیزے نکفت
بادشاہ نے یہ سب کچھ سنا اور کچھ نہ بولا
ہمہ شب ز بیداری اختر شمس بود
تمام رات بیداری میں ستارے گئے
چو آواز مرغ سحر گوشش کرد
جب مرغ سحر کی آواز اس کے کان میں آئی
سواراں ہمہ شب بزرگ تاختند
تمام رات سوار ڈھرنڈھتے رہے
برال عرصہ ہر اسب دیدند و شاہ
اس میدان میں انھوں نے گھوڑے اور بادشاہ کو دیکھا
بخدمت نہا دند سر بر زمیں
انھوں نے تعلیم میں زمین پر سر رکھ دیا
بزرگان شستند و خواں خواستند
بڑے لوگ بیٹھے اور انھوں نے دسترخوان طلب کیا
چو شور طرب در نہاد آمدش
جب اس کی طبیعت پرستی کا جوش آیا
بفرمود و بستند و بستند سخت
اس نے حکم دیا وہ دوڑ پڑے اور اس کو مضبوط باندھا

۱۔ ظالم ہے پورے
ظلم کا ہر لیب
جلے گا لہذا اس کا
ظلم خود اپنے اوپر ہے
۲۔ یعنی میدان
حشر میں
۳۔ مظلوم کے
گناہ ظالم پر لائے
جائیں گے۔
۴۔ یعنی
قیامت کے
۵۔ پنج روزہ
۶۔ مراد دنیا کی
چند روزہ زندگی
مراوے۔
۷۔ یعنی سوئے
۸۔ کے بعد زندہ نہ
اٹھے۔

۱۔

۲۔

۳۔

۴۔

نہ بر زیر دستاں درویش کرد
نہ کہ غریب ماتحتوں پر
بگیرد گریبان و ریشش بچنگ
وہ چنگل سے اس کا گریبان اور داڑھی پکڑ لیا
نیار و سراز عار بر گرویش
وہ اپنے کپے کی ذلت سے سر نہ اٹھائے گا
دراں روز بار خراں چوں کشد
اس دن گدھے کا بوجھ وہ کیسے اٹھائے گا
کہ در را حتش رنج دیگر کست
کہ اس کے آرام میں دوسرے کو تکلیف ہے
کہ شادیش در رنج مردم بود
کیونکہ اس کی خوشی لوگوں کے رنج میں ہوتی ہے
کہ خستہ از مردم آزرده دل
جس کی وجہ سے لوگ آزرده دل ہو کر سوئیں
بسیب اسب و سر بر بند زیں بخت
گھوڑا باندھا اور زمین کے نم پر سر رکھ کر لیٹ گیا
ز سودا و اندیشہ خوابش نبرد
پریشانی اور سوچ میں اس کو نیند نہ آئی
پریشانی نے شب فراموشش کرد
رات کی پریشانی کو بھول گیا
سحر گئے اسب بشناختند
صبح کو انھوں نے گھوڑے کی پٹریں پہانی
پیادہ دویدند بیکسر سپاہ
تمام سپاہی پیدل دوڑ پڑے
چو دریا شد از موج لشکر زیں
لشکر کی پٹاریں سے زمین سمندر بن گئی
بخوردند و مجلس بیاراستند
کھایا پیا اور محفل آراستہ کی
زدہقان ووشینہ یاد آمدش
اس کو گزشتہ رات کا گناہ یاد آیا
بخواری فکندند دریاے تخت
ذلت کے ساتھ اس کو تخت کے پائے سے پاس ڈال دیا

۱۔

۲۔

۳۔

۴۔

سید دل بر آہنیت شمشیر تیز
جلاد نے تیز تلوار سونتی

شمر دال دم از زندگی آخرش
وہ سمجھ گیا اس کی زندگی کا آخری وقت ہے

نہ بنی کہ چوں کار و بر سر بود
تو نے نہیں دیکھا جب چاقو سر پر دکھا جاتا ہے

چو دانست کہ خصم نتواں گریخت
جب اس نے سمجھ لیا کہ دشمن سے بچ کر نہیں بھاگ سکتا

سرنا امید می بر آورد و گفت
ماریوسی کا سر اٹھایا اور کہا

ز نامہ سر بانی کہ در دور تست
اس بے رحمی سے جو تیرے دور میں ہے

نہ من کردم از دست جورت نفیر
میرت میں ہی تیرے ظلم کے باعث نالاں نہیں ہوں

عجب کز منت بردل آمد درشت
تعجب ہے کہ مرث میرا کہنا ہی تجھے گراں گذرا

وگر سختت آمد نگویش ز من
اگر میری بدگئی تجھے گراں گذری ہے

ترا چارہ از ظلم برکشتن است
تیری تدبیر ظلم چھوڑ دینا ہے

چو بیدار کردی توقع مدار
جب تو نے ظلم کیا ہے تو توقع نہ رکھ!

ندانم کہ چوں خست دیدگاں
میں نہیں سمجھتا تیری آنکھیں کیسے سوتی ہیں

بداں کے ستودہ شود پادشاہ
سمجھے! اس طرح بادشاہ قابل تعریف کہہ ہو سکتا ہے

چہ سود آفریں بر سر انجمن
لوگوں کے مجمع میں تعریف کا کیا فائدہ

گرفت ایں سخن شاہ ظالم بلوش
یہ بات ظالم بادشاہ کے کان میں پڑائی

دراں وہ کہ طالع نمودش بہی
جس گانوں میں اس کے نصیب نے بہتری دکھائی

ندانست چارہ روئے گریز
وہ بچارہ بھاگنے کا رخ نہ جان سکا

بگفت انچہ گردید در خاطرش
جو کچھ اس کے مزاج میں آیا اس نے کہہ ڈالا

قلم را نہ باش رواں تر بود
قلم کی نوک نہ سبز ہو جاتی ہے

بنا باکی او تیر تر کش بر بخت
اس نے بے باکی سے تیر کش کے تیر چلائے

شب گور در وہ محالست خفت
تیریں سونے کی رات کو گانوں میں سونا ناممکن ہے

ہمہ عالم آوازہ جو رقتست
تمام عالم میں تیرے ظلم کا شہر ہے

کہ خلق ز خلق یکے گشتہ گیر
بلکہ تمام مخلوق - تمام مخلوق سے ایک مرا ہوا سمجھ

بکش گرتوانی ہم خلق کشت
اگر مار سکتا ہے تو سب کو مار ڈال!

با انصاف بیخ نکویش بکن
تو انصاف سے کام لیکر بدگوئی کی جڑ کو ختم کر دے

نہ بچارہ بے کنہ کشتن است
نہ کہ ایک بچارے بے گناہ کو قتل کرنا

کہ نامت بیکلی رود در دیار
کہ تیرا نام ملکوں میں نیکی سے پھیلے گا

نخفتہ ز دستت ستمدیدگاں
جب تیرے ہاتھ کے ستارے ہوئے نہیں سوتے ہیں

کہ خلقش ستا بند در بار گاہ
کہ لوگ دربار میں اس کی تعریف کریں

پس چرخہ نفس کیوں مروزن
جب مرد دعوت پیٹ پیچھے ملامت کریں

ز سر مستی غفلت آمد ہوش
غفلت کی سرمستی سے ہوش میں آگیا

دی را بخشد سراں وہی
وہاں کی سرکاری آٹس گانوں والے کو دے دی

مدا جس طرح قلم
کو تراشنے سے
نوک قلم تیز ہو جاتی
ہے اسی طرح انسان
کے سر پر جب تلوار
دھری جاتی ہے
اور وہ زندگی
سے مایوس ہو جاتا
ہے جو دل میں آتا ہے
کہہ ڈالنا ہے
مدا یعنی آمادہ
بجنگ ہو گیا۔

مدا یعنی جس آ
میں قبر میں سونا مقاد
ہے گانوں

میں
وہ را
بہ نہیں

ہو سکتی ہے۔
مدا تیرے ظلم
سے صرف میں ہی

نالاں نہیں ہوں
بلکہ ساری پہلک نالاں
ہے اب اگر ان

میں سے صرف مجھے
مارے گا تو کیا نتیجہ ہے۔
یہ ظلم کی

بجائے انصاف کرنے
لگتا کہ بدگوئی کی
جواں جودہ ختم ہو جا
مدا یعنی اس کو

نصیحت حاصل ہوتی

بیاموزی از عالم اس عقل و خوی
 تو عقل و اخلاق عالموں سے سیکھتا ہے
 ز دشمن شنو سیرت خود کہ دوست
 اپنے حالات دشمن سے سنو اگر بے کردوست تو
 ستایش ساریاں نہ یار تو اند
 تعریف کرنے والے تیرے دوست نہیں ہیں
 ترش روی بہتر کشت سوز نش
 بد مزاج بہتر سوز نش کرتا ہے
 از میں بہ نصیحت نگوید کست
 مجھے اس سے بہتر کوئی نصیحت نہ کرے گا

۱۔ انسان عالموں
 سے تو سیکھتا ہے
 لیکن عالموں سے
 بھی بہت کچھ سیکھ
 لیتا ہے۔
 ۲۔ مشہور عباسی
 خلیفہ ہارون الرشید
 کا بیٹا۔

۳۔ یعنی اس کے
 پیردوں پر مبنی تھی
 بلکہ عاشقوں کا
 خون تھا۔
 ۴۔ سنگ
 میں
 ابروؤں
 برنیل کا خط
 کھینچا جاتا تھا۔
 ۵۔ جوڑا آسمان
 کے بارہ رجوں میں
 سے ایک برج کا
 نام جس کی شکل
 دو جڑواں انسانوں
 کی طرح بتائی
 جاتی ہے۔

حکایت

نہ چندانکہ از جاہل غیب جو ی
 لیکن اس قدر نہیں جس قدر غیب جہل جاہل سے
 سرانجہ از تو آید پشیمش نکو سیت
 جو کچھ تم سے ہوتا ہے اس کی آنکھ کو بھانا ہے
 ملامت کناں دوستدار تو اند
 ملامت کرنے والے تیرے دوست ہیں۔
 کہ یاران خوش طبع شہر میں منش
 نہ کہ خوش مزاج، میٹھی طبیعت دوستک
 و گر عاقلی یک اشارت بسیت
 اور اگر تو سمجھدار ہے تو ایک اشارہ کافی ہے

یکے ماہ پیکر کنیزک خرید
 تو ایک چاند جیسے جسم والی کو بڑی خریدی
 بعقل خرومند بازی کنے
 عقلمند کی عقل سے کھیلنے والی
 سرانگشتہا کردہ عناب رنگ
 انگلیوں کے سروں کو عنابی بنائے ہوئے
 چوقوس قزح بود بر آفتاب
 ایسا معلوم ہوتا تھا جیسا کہ آفتاب پر دھنک کی گمان
 مگر تن در آغوش ماموں نداد
 البتہ اپنے آپ کو ماموں کی بغل کے سپرد نہ کیا
 سرش خواست کردن جو جوڑا دو نیم
 اس لئے اسے سر کو جوڑائی طرح دو ٹکڑے کر دینا چاہا
 بینداز و با من ملن خفت و خیز
 اتار بھینک اور میرے ساتھ سونا اور شست برت نہ کر
 چہ خصلت ز من ناپسند آمدت
 تیری کوئی عادت تھے ناپسند آتی ہے
 ز بونے دہانت برج اندرم
 تیرے منہ کی بد بو سے مجھے تکلیف
 بیکبار و بونے دہاں و مبدم
 بیکبار کی اور منہ کی بد بو سے درپے

چو دور خلافت باموں رسید
 جب ماموں کا دور خلافت آیا
 بچہ سر آفتابے بتن گلنے
 ہرہ کے اعتبار سے آفتاب جسم کے لحاظ سے بچوں کی شاخ
 بخون عزیزاں فرو بردہ چنگ
 عاشقوں کے خون میں چکل ڈوبے ہوئے
 بر ابروئے عابد فریش خضاب
 اس کی عابد فریب ابرو پر نیل
 شب خلوت آل نعت حور زاد
 خلوت کی بات میں اس حور کی نسل کی گزیا نے
 گرفت آتش خشم دروے عظیم
 غصہ کی بہت بڑی آگ اس میں بھڑک اٹھی
 بگھٹا سر اینک بشمشیر تیز
 وہ بولی یہ سر موجود ہے اس کو تیز تلوار
 بگفت از کہ بر دل گزند آمدت
 اس نے کہا کسی سے تیرے دل کو تکلیف پہنچی ہے
 بگفت ارکشی و رشگانی سرم
 وہ بولی اگر تو مجھے مار بھی ڈالے اور میرے سر کو بھاڑے
 کشد تیر پیکار و تیغ ستم
 جنگ کا تیرا اور ستم کی تلوار مار ڈالتی ہے

شنیدہ اس سخن سرور نیک بخت
نیک بخت بادشاہ کے یہ بات سنی تو

دلش گرچہ در حال از ورنج شد
اگرچہ فی الحال اس کا دل اس سے رنجیدہ ہوا

پری چہ را ہمنشین کرد و دوست
اس نے پری چہ کو ہم نشین اور دوست بنا لیا

بند من آں کس نگو خواہ تست
میرے نزدیک تیرا خواہ وہ ہے

بگمراہ رفتن نگو میروی
غلط راستہ چلنے پر یہ کہنا کہ تو ٹھیک جا رہا ہے

ہر آنکہ کہ عیبت نگو بند پیش
جب کہ تیرا عیب سامنے نہ بتائیں

گو شہد شیریں شکر فاقست
میت کہ شہد شیریں ہے اور شکر سب سے بڑھ کر

چہ خوش گفت یکروز دار و فروش
ایک روز ایک دار و فروش نے کیا اچھی بات

پرویزن معرفت بخشتہ
جو معرفت کی چھلنی میں چھپی ہوئی ہو

بشنوید و بر خود بہ چید سخت
پریشان ہو گیا اور اپنے اوپر سخت قہر ڈالتا ہوا

دوا کرد و خوشبوی چوں غنچہ شد
دوا اور خوشبو لگائی تو غنچہ ہو گئی

کہ اس عیب من گفت یا من اوست
کہ اس نے میرا عیب بتا دیا یہ میرا دوست ہے

کہ گوید فلاں خار در راہ تست
جو بتا دے کہ تیرے راستہ میں فلاں کا ٹٹا ہے

جفا کے تمامست و جور قوی
بدراستہ اور بہت بڑا ظلم ہے

ہنر دانی از جاہلی عیب خویش
تو نادانی سے اپنے عیب کو ہنر سمجھے گا

کسے را کہ سقمونیہ الا تقست
اس شخص سے جو سقمونیہ کے لائق ہے

شفا بایت دار وے تلخ نوش
اگر تجھے شفا چاہیے تو کڑوی دوا پی

بشہد عبادت بر آمیختہ
اور عبادت کے شہد میں ملی ہوئی ہو

۱۔ گندہ دہنی
کا خوشبو سے صاحب
کیا تو غنچہ کی طرح
مطر ہو گیا۔

۲۔ یعنی جو
شخص
مفراو
ارض

۳۔ میں مبتلا ہے
اس کو دوا سقمونیہ
استعمال کرنی چاہیے
اس کے سلسلے میں
کے فضائل بیان کر

حکایت

شنیدم کہ از نیک مردے فقیر
میں نے سنا ہے کہ ایک نیک مرد فقیر سے

مگر ہر زبانش حقے رفتہ بود
شاید اس کی زبان پر کوئی حق بات آگئی ہوگی

بہ زنداں فرستادش از بارگاہ
اس کو دربار سے قید خانہ میں روانہ کر دیا

ز یاران یکے گفتش اندر نہفت
دوستوں میں سے کسی نے اس سے چپکے کہا

رسانیدن امر حق طاعتست
پہنچانے بات کہ دینا عبادت ہے

ہماں دم کہ در خفیہ اس راز رفت
اسی وقت جبکہ یہ راز کی بات چپکے سے ہوئی

دل آزر دہ شد بادشاہ کبیر
ایک بڑا بادشاہ دل آزر دہ ہو گیا

ز گردن کشی بروے آشفته بود
وہ تکبر کی وجہ سے اس پر ناراض تھا

کہ زور آزمایست بازوے شاہ
اس لیے کہ بادشاہ کا بازو قوی ہوتا ہے

مصلح نبود اس سخن گفت گفت
یہ بات کہنی مناسب نہ تھی۔ اس نے کہا

ز زنداں ترسم کہ یک ساعتست
میں قید خانہ سے نہیں ڈرتا کیونکہ قہروری دیر کے لیے ہے

حکایت بگویش ملک باز رفت
خبر بادشاہ کے کان میں پڑ گئی۔

بخندید کوطن بہودہ برد
 وہ ہنسنا کہ یہ اس کا بہودہ خیال ہے
 غلامے بدروش بر دایں پیام
 ایک غلام یہ پیام درویش کے پاس لے گیا
 کہ دنیا ہمیں ساعے بیش نیست
 کہ دنیا ہی تھوڑی دیر سے زیادہ نہیں ہے
 نہ گردستگیری کنی خستہ مہم
 اگر تو دستگیری کرے تو میں خوش نہیں ہوں
 ترا اگر سیاہست و فرمان و رنج
 تیرے پاس اگر شک و حکم اور خزانہ ہے
 بدروازہ مرگ چوں در شویم
 جب ہم موت کے دروازے میں داخل ہوں گے
 منہ دل بریں دولت پنج روز
 اس چند روزہ دولت سے دل نہ لگا

نہ پیش از تو بیش از تو اند و خفتند
 تجھ سے پہلے لوگوں نے تجھ سے زیادہ جمع نہیں کیا
 چنان ز می کہ ذکر ت بحسین کنند
 اس طرح زندگی گزار کہ تیرا ذکر بھلائی سے کریں
 نباید بر رسم بد آئیں نہاد
 بری رسموں کا قائل نہ بنانا چاہیے
 و گر سر بر آید خداوند زور
 اور اگر کوئی طاقت والا غالب آجائے
 بفرمود و لتنگ روی از جفا
 ظالم نے از روی جفا حکم دیا
 چنین گفت مرد حق لوق شناس
 حقیقتوں کے جاننے والے انسان نے یہ کہا
 من از بی زبانی ندارم غم
 مجھے اپنے بے زبان ہوجانے کا بھی غم نہیں ہے
 اگر بے نوائی برم و رستم
 مجھے بے نوائی برداشت کرنی پڑے خواہ ظلم
 عروسی بود و نوبت ماتمت
 تیرا ماتم کا وقت بھی شادی ہے۔

بعضی وہ سمجھ
 رہا ہے کہ میں اس کا
 چند دن کی قید
 کر رہا ہوں میں
 تو اس کو حبس نام
 کی سزا دی ہے
 یعنی میں یہ
 نہیں سمجھا بلکہ میرے
 نزدیک تو دنیا ہی
 چند روزہ ہے اور
 ورویشوں کے ہاں
 دنیا کا رنج و خوشی
 کوئی حقیقت نہیں
 رکھتی ہے۔
 چند دن میں
 دونوں کا جسم کیسا
 ظور پر گل مڑ کر

برابر
 ہو جائیگا
 ۱۰
 ہر

روی از جفا
 کو از روی جفا
 پڑھ کر ترجمہ کیا ہے
 اگر دلتنگ روی
 پڑھا جائے تو اس کے
 معنی ہوں گے وہ شخص
 جس کے چہرہ پر
 دل تنگی رونما ہو
 یہ کیونکہ اللہ
 تعالیٰ دلوں کی بات
 بھی جانتا ہے۔
 یعنی مرنے
 کا وقت جو دراصل
 ماتم کا وقت ہے
 وہ دراصل شادی
 کا وقت ہے۔

ندانند کہ خواهد درال حس مرد
 وہ نہیں جانتا کہ وہ جہل خانہ میں مریگا
 بجفت باخسرو و بگو اے غلام
 وہ بولا اے غلام بادشاہ سے کہہ دے
 غم و خرمی پیش درویش نیست
 غم اور خوشی درویش کے نزدیک کچھ نہیں ہے
 نہ گر سربری در دل آید غم
 اگر تو سرفروغ کے تو یہ دل میں غم نہ آئے گا
 مرا اگر عیالست و حرمان و رنج
 میرے پاس اگر بال بچے اور محرومی اور غم ہے
 بیک ہفتہ ماہم برابر شویم
 ایک ہفتہ میں برابر ہو جائیں گے
 تن خوشتن را با تش مسوز
 اپنا جسم آگ میں نہ جلا

بہ بیداد کردن جہاں سو خفتند
 بلکہ انھوں نے ظلم کر کے جہاں کو جلا دیا
 چو مردی نہ بر گو نفس کنند
 جب تو مرے تو قبر پر لعنت نہ کریں
 کہ گویند لعنت بر او کیں نہاد
 کہ لوگ کہیں خدا کی اس پر پھینکا جس نے بے بنایا
 نہ ز برش کند عاقبت خاک گور
 کیا انجام کا قبر کی مٹی اس کو زیر نہیں کرتی ہے
 کہ بروں کنندش زہاں از قفا
 کہ اس کی زبان کدھی سے کھینچ لیں
 ازیں ہم کہ گفتی ندارم مرا اس
 جو تو نے حکم ادا کیا اس سے بھی مجھے خوف نہیں
 کہ داغم کہ ناگفتہ داند
 اس لیے کہ میں جانتا ہوں کہ وہ بدن کے بھی جان بٹاوی
 گرم عاقبت خبر باشد چشم
 اگر انجام بخیر ہو جائے تو غم کیا ہے
 گرت نیک روزی بود خاتمت
 اگر تجھے بہتر خاتمہ میرا آجائے

حکایت

یکے مشقت زن بخت روزی شد
ایک پہلوان کے مقدمہ میں روزی نہ تھی
ز جو رشک گل کشیدے بپشت
پیش کے ظلم سے کمر پٹی ڈھونڈتا تھا۔
مدام از پریشانی روزگار
زمانہ کی پریشانی سے ہمیشہ
گوش جنگ با عالم خیرہ کش
کبھی اس کی جنگ بیباکی سے قتل کرنے والے زمانہ سے ہوتی
کہ از دیدن عیش شیرین خلق
کبھی لوگوں کے شیریں عیش کو دیکھتے تھے
کہ از کار آشفستہ بگریستے
کبھی اپنے بگڑے کاموں سے روتا
کساں شہد نوشند مرغ و برہ
لوگ شہد اور مرغ اور حلوان کھاتے ہیں
گر انصاف پرسی نہ نیکوست اس
اگر تو انصاف سے پوچھے تو یہ بات اچھی نہیں ہے
در رخ آفلک شیوہ ساختے
ہائے اگر آسمان کوئی ایسا رستہ بتا دیتا
مگر روزگارے ہو س راندے
شاید کچھ دن میں دل کی حسرت نکال لیتا
شنیدم کہ روزے زمینے بکافت
میں نے سنا ہے کہ اس نے ایک قین زمین کھودی
بخاک اندر شش عقد بگینختہ
اس کا بار مٹی میں ٹوٹا ہوا
وہاں بہر باں پسندی گفت و راز
بے زبان منہ نصیحت اور راز کی بات کہہ رہا تھا
نہ انیسست حال دہن زیر گل
مٹی کے مچے منہ کا کیسا یہ حال نہیں ہے
غم از گردش روزگار ان مدار
زمانہ کی گردش کا غم نہ کر!

نہ اسباب شامش مہیا نہ چاشت
نہ اس کے لیے شام کا سامان مہیا تھا نہ صبح کا
کہ روزی محالست خورون بپشت
اس لیے کہ پہلوانی کے ذریعہ روزی کمانا ناممکن ہے
دلش محنت آلود و تن سوگوار
اس کا دل مشقت میں تھا اور جسم رنجیدہ رہتا تھا
کہ از بخت شوریدہ روش ترش
کبھی پریشان نصیب کی وجہ سے اس کا منہ بنا ہوتا
فرومی شدے آب تلخش بحلق
اس کے گلے سے پانی کڑوا اترتا
کہ کس دیدار میں صعب تر زیستے
کہ کسی کے اس زیادہ سخت زندگی بسر کر نیو لا دیکھا ہے
صرار وئے ناں می نہ بیند ترہ
میری روٹی ساگ کا بھی منہ نہیں دیکھتی ہے
برہمنہ من و گڑ بہ را پوستانیں
کہ کبھی تو ننگا ہوں اور بلی کے پوتہ بن جائوں
کہ گنج بدست من انداختے
کہ کوئی خزانہ میرے ہاتھ میں ڈال دیتا
ز خود گرد و محنت بیفشاندم
اپنے سے محنت کی گرد جھاڑ لیتا
عظام ز نندان بوسیدہ یافت
اس میں سے ٹھوڑی کی بوسیدہ ہڈیاں ملیں۔
گہر ہائے دندان فرور بخت
دانتوں کے موتی گرے ہوئے
کہ اے خواجہ بابے مرادی بساز
کہ اے خواجہ محرومی سے موافقت کر!
شکر خوردہ انگار یا خون دل
شکر کھائے ہوئے سمجھ یا خون دل پیے ہوئے
کہ بے جا بگرد و غبار روزگار
اس لیے کہ بسا اوقات زمانہ بے جا بھی گردش کرتا ہے

یعنی اس کا
ذریعہ معاش مزدوری
کرنا تھا۔

لوگوں کے
عیش و عشرت کو
دیکھ کر پانی بھی
کڑوا لگتا تھا۔

دہ
ننگا
تھا
بلی کے
بدن پر بال

ہوتے ہیں۔
اس ٹھوڑی
پر دانت جھڑک دیتے
یعنی اس منہ
نے خواہ شکر کھائی
ہو خواہ خون دل
پیا ہو۔

ہماں لفظ کیں خاطرش روی داد
اسی وقت جب یہ اس کے دل میں آیا
کہ اے نفس بے راہی و تدبیر و ہمت
کہ بے رستے اور بے تدبیر اور بے ہوش نفس !

اگر بندہ بار بر سر برد
خواہ انسان سر پر بوجھ اٹھائے
دراں دم کہ حالش و گریوں شود
جس وقت اس کا حال و گریوں ہوگا

غم و شادمانی نمائند و یک
غم اور خوشی باقی نہیں رہتی ہاں

کرم پائے دار و نہ و یہیم و تخت
بخشش باقی رہتی ہے نہ تاج و تخت

مکن تکیہ بر ملک و جاہ و شہم
حکومت اور مرتبے اور لشکر پر بھروسہ نہ کر

زرافشاں چو دنیا بخو اہی گذاشت
سونا بچاوردے جب تو دنیا کو چھوڑے ہی گا

غم از خاطرش رخت یکسو نہاد
غم کے اس کی طبیعت اپنا سامان ایک طرف رکھ دیا
بکش پار تیار و خود را مکش
غم کا بوجھ برداشت کر اور اپنے آپ کو ہلاک نہ کر

وگر سر با وج فلک بر برد
خواہ آسمان کی بلندی پر مری جائے

بمرگ از سرش ہر دو پیروں شود
موت کی وجہ سے دونوں چیزیں اس کے سر سے نکل جائیں گی

جزائے عمل ماند و نام نیک
عمل کا بدلہ اور نیک نام رہتا ہے

بدہ کز تو ایس ماند اے نیک بخت
دے تاکہ تجھ سے یہ باقی رہے اے نیک بخت

کہ پیش از تو بود است و بعد از تو ہم
اس لئے کہ یہ چیزیں تو تجھ سے پہلے بھی تھیں اور تیرے بعد بھی رہیں گی

کہ سعدی در افشاں گریز زداشت
اس لیے کہ سعدی موتی بچاوردے اگر وہ سونا نہیں بچاتا

حکایت

حکایت کنند از جفا گسترے
لوگ ایک ظالم کا قصہ بتاتے ہیں

دیرا نام اور روز مردم چو شام
اس کے زمانہ میں لوگوں کا دن شام کی طرح تھا

ہمہ روز نیکان از و در بلا
تمام دن نیک لوگ اس کی وجہ سے مصیبت میں پڑتے

گروہے بر شیخ آں روز گار
ایک جماعت اس دور کے ایک بزرگ کے پاس جا کر

کہ اے پیر دانائے فرخندہ راہی
کہ اے عقلمند تبارک تدبیر والے بزرگ !

بگفتا دروغ آیدم نام دوست
اس نے کہا اس کے سامنے خدا کا نام لینے میں کتا ہوں

کسے را کہ بینی ز حق بر کراں
جب تو کسی کو حق سے منحرف دیکھ

کہ فرمانندی داشت بر کشورے
کہ وہ ایک ملک پر حکومت رکھتا تھا۔

شب از نیم او خواب مردم حرام
رات کو اس کے خواب سے لوگوں کی نیند حرام تھی

بشب دست پاکاں از و بردعا
رات کو پاک لوگوں کے ہاتھ اس کے بوجہ دعائیں ہوتی

ز دست ستمگر گریستند زار
ظالم کے ہاتھ سے نارسا رہنے لگی

بگو ایں جواں را برس از خدای
اس جوان سے کہہ دے کہ وہ خدا سے ڈرے

کہ ہر کس نہ در خور و پیغام دوست
اس کے لیے کہ ہر شخص اس کے پیغام کے لائق نہیں ہے

منہ باوے اے خواجہ حق درمیاں
تو اے صاحب اس کے معاملہ میں خدا کو بیچ میں نہ لانا

ماہیت وقت
منبر اور مزدور کی
یکساں حالت ہے
یعنی اپنا
کلام جو موتیوں
کی طرح

ہے۔
مردن
کانور

خوشی سے اور
شام کی تاریکی
رباعی غم سے کنایہ ہوئی ہے
مذہب کا پیغام
ہر شخص کو نہیں دیا
جاسکتا۔

حقت گفتم اے خسرو نیک رای
اے نیک رائے بادشاہ منجھ سے سمجھ کہہ باہو
بر مردنا و ال نر نرم علوم
بہ توفیق آدمی کے سامنے میں علوم نہیں بکھرتا ہوں
چو دروے نگر دعو و داندم
جب وہ بات اس میں اثر نہ کر لی مجھے دشمن سمجھے گا
ترا عادت اے یاد شہ حق رو نیست
اے بادشاہ تجھے توح پر چلنے کی عادت ہے
نیکیں خصلتے دار و اے نیک نخت
اے نیک نخت ملک کے نقوش کی یہ صورت ہے
عجب نیست گر ظالم از من بجاں
کوئی تعجب نہیں ہے اگر ظالم مجھ سے دل سے
تو ہم پاسبانی بانصاف و داد
تو بھی انصاف اور عطا کے ذریعہ کاظم ہے
ترا نیست منت ز روئے قیاس
اگر روئے قیاس تیرا احسان نہیں ہے
کہ در کار خیرت بخدمت بداشت
اس لیے کہ اس نے تجھے کار خیر کی خدمت کے لیے مقرر کیا ہے
ہمہ کس بمیدان کوشش و راند
سب انسان کوشش کے میدان میں ہیں
تو حاصل نہ کر دی بکوشش بہشت
تو نے اپنی کوشش سے بہشت حاصل نہیں کی
دلت روشن و وقت مجموع باد
خدا کرے تیرا دل روشن ہے اور تجھے دل جمعی حاصل ہے
حیات خوش و رفتنت بر صواب
تیری زندگی اچھی ہے تیرا چلن ٹھیک رہے

تو ان گفت حق پیش مرد خدا ی
مرد خدا کے سامنے ہی حق بات کہی جاسکتی ہے
کہ ضائع کنم خشم در شور ہوم
کہ میں شوریلی زمین میں بیج اصرار کروں
بر نجد بجان و بر نجدم
دل سے رنجیدہ ہو گا اور مجھے بھی رنجیدہ کرے گا
دل مرد حق گوی از نیجا قویست
اسی وجہ سے حق کو ان کا دل قوی ہے
کہ در موم گیر و نہ در سنگ سخت
کہ وہ موم میں اثر کرتا ہے نہ کہ سخت پتھر میں
بر نجد کہ در دست و من یا سباں
رنجیدہ ہو کیونکہ وہ چور اور میں نگہبان ہوں
کہ حفظ خدا یا سمان تو باد
خدا کرے اللہ کی حفاظت تیری نگہبان ہے
خداوند را فضل و من و میاں
مہربانی اور احسان اور شکر خدا کے لیے ہے
نہ چوں و گیرانت معطل گذاشت
دوسروں کی طرح تجھے بیکار نہیں بنایا
وے گوئے بخشش نہ ہر کس بر بند
لیکن بخشش کی بازی ہر شخص نہیں جیتتا ہے
خدا در تو خوئے بہشتی سرشت
خدا نے تیرے اندر بہشت والوں کی عادت پیدا فرمادی
و تد ثابت و یا یہ مرفوع باد
تو ثابت قدم رہے اور تیرا مرتبہ بلند ہو
عبادت قبول و دعا مستجاب
بندگی قبول ہو اور دعا منظور ہو

ما بیاں سے
سعدی نے اپنے
ملاح ابو بکر کو
خطاب کیا ہے۔
ملاح نام لکھی
کے نیک پر نقوش
کندہ ہوتے ہیں
انگوٹھی موم پر لگائی
جائے تو موم پر
و نقوش
آجائے
ہیں
یعنی
اگر اللہ تجھ
سے اپنی مخلوق کی
حفاظت کرے گا
تو تجھے احسان جائے
کا موقع نہیں بلکہ
یہ سب خدا کے
فضل و کرم سے ہے
یہ ہر شخص اپنی بیکاری
کی کوشش کرتا ہے لیکن
یہ سعاد کسی کو میر
آتی ہے۔

کضار

مدا رے دشمن بہ از کارزار
دشمن سے نرمی برتنا بڑائی سے بہتر ہے
نعمت بہاید و رفتنت بہست
انعام کے ذریعہ رفتنت کا دروازہ بند کرنا چاہیے

ہمی تا بر آید بہت بر کار
جب تک تدبیر سے کام نہ لے
چون تو ان عدو را بقوت شکست
جب دشمن کو طاقت سے شکست نہ دیا سکے

گر اندیشہ داری ز دشمن گزند
اگر تجھے دشمن سے نقصان کا اندیشہ ہو

عدو را بجائے خشک ز رہبرین
دشمن کے لیے گھوکھرو کی بجائے سونا بچھا دے

بتدبیر شاید جہاں خورد و بوس
تدبیر اور خوشامد کے ذریعہ دنیا سے فائدہ اٹھا

بتدبیر رستم در آید بہ بند
تدبیر سے وہ رستم بھی قید میں آجاتا ہے

عدو را بفرصت توں کند پوست
موقع سے دشمن کی کھال کھینچ لینی چاہیے

حذر کن ز پیکار کمتر سے
کم درجہ کے آدمی سے لڑنے سے بچ

مزن تا توانی برا برو گره
جب تک ہو سکے پیشانی پر گرہ نہ ڈال !

بود دشمنش تازہ و دوست ریش
اس کا دشمن تازہ دم اور دوست زخمی ہوگا

مزن با سپاہ ز خود بیشتر
اپنے سے زیادہ تعداد کے لشکر پر حملہ نہ کر

و گر زو تو انا تری در بند
اور اگر تو لڑائی میں اس سے زیادہ قوی ہے

اگر پیل زوری و گریہ چنگ
اگر تو باغی کے زور والا اور شہرچہ کے بچہ والا ہے

چو دست از ہمہ حیلے دست
اگر تمام تدبیروں سے ہاتھ عاجز آجائے

اگر صلح خواہد عدو سر ملیج
اگر دشمن صلح چاہے تو سر نہ موڑ

کہ گروے بہ بند و ور کا زار
اس لیے کہ اگر وہ لڑائی کا دروازہ بند کرے گا

ور او یائے جنگ آورد در رکاب
اور اگر وہ لڑائی کا پیر رکاب میں لائے

تو ہم جنگ را باش چوں فتنہ خاست
تو بھی جنگ کے لیے تیار رہ جب فتنہ اٹھے

مذا اسفندیار
ابن گشتاسب کو
مشہور پہلوان رستم
نے ہلاک کر دیا تھا۔
مذا یعنی دشمن
پر فتح پانے کے بعد
کرم کرنا چاہیے۔
مذا انسان کو
دشمنوں سے زیادہ
دوست بنانے

چاہیے۔
مذا یعنی
اپنے
اختیار
سے اپنی
اذیت کا سامان
نہ کر۔

مذا صلح خیر
(جنگ سے صلح
بہتر ہے) قرآن میں
فرمایا گیا ہے۔
مذا جنگ میں
مرنے والوں کا
تجہ سے محاسبہ نہ ہوگا۔

بتعود احساں ز بانش بہ بند
تو احسان کے کنو بندے اس کی زبان بندی کر دے

کہ احساں کند کند و ندان نیز
اس لیے کہ احسان تیز دانتوں کو کند کر دیتا ہے

چو دستے نشاید گزیدن بوس
جب کوئی ہاتھ کاٹنا نہ جاسکے تو اس کو بوسہ دے

کہ اسفندیار ش نہ جست از کند
کہ جس کی کند سے اسفندیار نہ بچ سکا۔

پس اور مراعت چناں کن کہ دوست
پھر اس سے دوست کی طرح رعایت برت

کہ از قطرہ سیلاب دیدم بے
اس لیے کہ بسا اوقات میں نے قطرے سے سیلاب بنا دیکھا

کہ دشمن اگرچہ زبوں دوست بہ
اس لیے کہ دشمن اگرچہ کمزور ہو مگر دوست ہونا بہتر ہے

کسے کش بود دشمن از دوست بیش
جس کے دشمن دوستوں سے زیادہ ہوں

کہ نتوان زوانگشت بانیشہ
اس لیے کہ انگلی ڈھکے پر نہیں ماری جاسکتی

نہ مرویست بر ناتوان زور کرد
تو کمزور پر زور کرنا ہوساوری نہیں ہے

بمنزدیک من صلح بہتر کہ جنگ
میرے نزدیک من صلح بہتر ہے جنگ سے

حلاست بردن بشمشیر دست
تو تلوار پر ہاتھ لے جانا درست ہے

و گر جنگ جوید غناں بہر ملیج
اور اگر وہ لڑائی چاہے تو باگ نہ موڑ

ترا قدر و ہیبت شود یک ہزار
تیرا مرتبہ اور ہیبت ایک ہزار گنا ہو جائے گا۔

بخوابد بخشرا از تو دا و حساب
تو اٹھ بیٹھان حشر میں تجھ سے حساب نہ لیں گے

کہ بر کینہ ورمہ سربانی خطاست
اس لیے کہ کینہ پرور پر مہربانی کرنا غلطی ہے

چو باسفلہ گوئی بلطف و خوشی
جب تو بہرانی اور خوشی سے کسی کینہ سے گفتگو کرے گا
چو دشمن در آمد بجہ نزار و رت
جب دشمن عاجزی کے ساتھ تیرے دروازہ پہنچے
چو زہر ہمارا خواہد کرم پیشہ کن
جب وہ امان چاہے کرم اختیار کرے
ز تندی سر پر بہن بر مکر و
پرانے بوڑھوں کی تندی سے انحراف نہ کرے
در آمد نبیا درویش زبائے
کاشی کی دیوار اکھاڑ ڈالتے ہیں
بلندیش در قلب سیجا مفر
لڑائی کے دوران میں بچاؤ کی جگہ کی سوچ رکھ
چو بینی کہ لشکر زہم دست داد
جب تو دیکھے کہ لشکر ایک دوسرے سے جدا ہو گیا
اگر برکت ساری بر فتن بکوش
اگر کتنا ہے پرہے تو چلے دینے کی کوشش کر
وگر خود ہزاری و دشمن دوست
اور اگر تو ایک ہزار اور دشمن دوسو ہے
شب سیر پنجہ سوار از لمیں
اندھیری رات میں چاس سوار کہیں گاہ سے نکل کر
چو خواہی بر بدن بشت را بہا
اگر تورات میں راستے کرنا چاہے
میان دو لشکر جو یک روزہ راند
دونوں لشکروں کے درمیان جب لشکر یک روزہ مسلط کرے
تو آسودہ بر لشکر ماندہ زن
تو آہٹ اٹھتے ہوئے تھکے ہوئے لشکر پر حملہ کرے
چو دشمن شکستی میفکن علم
جب تو دشمن کو شکست دیدے پھر بھی جھنڈا نہ گرا
بسے در قفائے ہزیمت مراں
بھاگے ہوئے کا زیادہ پیچھا نہ کرے
ہوایی از گرد سیجا چو میخ
اور لڑائی کی گرد کی وجہ تو ہو اگواہی کی طرح دیکھے گا

فروں گرد و دش کبر و گردن کشتی
تو اس کا غرور اور تکبر اور زیادہ ہو جائیگا
بدر کن ز دل کین و شمشاد سرت
تو دل سے کینہ اور سر سے غصہ نکال دے
بجشتای و از مکرش اندیش کن
معاف کرے اور اس کے کمر سے ڈرتا رہے
کہ کار از مودہ بود سال خورد
اس لیے کہ پرانا آدمی تجربہ کا رہتا ہے
جواناں بہ شمشیر و پیراں برے
جوان تلوار سے اور پورے سے عقل سے
چہ دانی کز آن کہ باشد ظفر
تجھے کیا معلوم فتح کس کے حصہ میں ہے
بہ تنہا مدہ جان شیریں بہاد
تو پیاری جان کو تنہا برباد نہ کرے
وگر در میاں لبس و دشمن ہویش
اور اگر در میاں میں ہو تو دشمن کا لباس پہن لے
چو شب شد در اقلیم دشمن مایست
جب رات ہو جائے دشمن کے ملک میں ٹھہرے
چو یا نصیب لشوکت بدزدن میں
پانچسو کی طرح دبدبہ سے زمین پر ہلکے ہیں
حذر کن نخست از کمین گاہا
تو پہلے کہیں گاہوں سے بچاؤ کرے
سرخچہ زورمندش نما ند
اس کا طاقتور سرخچہ ختم ہوا
کہ ناواں ستم کرد بر خویشتن
اس لیے کہ اس نادان نے خود اپنے اوپر ظلم کیا ہے
کہ بازش نباید جرات ہم
تاکہ اس کے زخم پھر بھرنے نہ آئیں
نباید کہ دورافتی از یاوراں
ایک نہو کہ تو مددگاروں سے دور پڑ جائے
بگیرند گروت بر و پین و تیغ
تو وہ نیزے اور تلوار سے تجھے گھیر لیں گے

۱۔ انحراف یعنی ہٹنے سے
۲۔ عام نسخوں
۳۔ میں شعرا کی طرح
۴۔ ہیں لیکن بہادری سے
۵۔ میں اس طور پر کہ
۶۔ ہیں میان دو لشکر
۷۔ چونکہ روزہ راہ
۸۔ بماندہ زن خیمہ بر گاہ
۹۔ گرا د پیش دشمن
۱۰۔ کند غم مارے وہ
۱۱۔ افراسیاب است
۱۲۔ مغربش برار دانی کہ
۱۳۔ لشکر چو یکا
۱۴۔ روزہ
۱۵۔ راند
۱۶۔ سرخچہ
۱۷۔ زورمندش نما ند
۱۸۔ ان اشعار کا مطلب
۱۹۔ نہایت واضح ہے
۲۰۔ یہ تو مددگاروں
۲۱۔ سے دور پڑ جائے
۲۲۔ گا اور لڑائی کا
۲۳۔ گرد و غبار را بر
۲۴۔ کی طرح ہٹ کر تجھے
۲۵۔ مددگاروں کی
۲۶۔ نگاہ سے اوجھل
۲۷۔ کر دے گا اور
۲۸۔ دشمن تجھے کو گھیر
۲۹۔ لے گا۔

بدنہال غارت نراند سپاہ
شکر لٹ کے بیچ نہ پڑے
سہ را نگہبانے شہر یار
شکر کے لیے بادشاہ کی حفاظت

کہ خالی ہماند پس پشت شاہ
کہ بادشاہ کی پشت خالی رہ جائے گی
بہ از جنگ در حلقہ کارزار
لڑائی کے میدان میں جنگ کرنے سے ہترے

گفتار

ولاور کہ بارے تہوڑ نمود
کوئی بہادر جب ایک مرتبہ بہادری دکھائے
کہ بار و گردل نہد بر ہلاکت
اس لیے کہ وہ دوبارہ جان دینے پر آمادہ ہو جائے گا
سپاہی در آسودگی خوش بدار
راحت کے وقت لشکر کو خوش رکھو !
کنول دست مردان جنگی بوس
جنگی بہادروں کی اب دست بوسی کیے
سپاہی کہ کارش نہا شد بزرگ
جس سپاہی کے پاس ساز و سامان نہ ہو
نواحی ملک از کف بد سگال
ملک کے اطراف کی بدخواہ کے ہاتھ سے
ملک را بود بر عدو دست چیر
بادشاہ کا دشمن پر غلبہ کا ہاتھ ہوتا ہے
بہائے سرخوشتن می خورد
وہ اپنے سر کی قیمت کھاتا ہے
چودار ندیج از سپاہی دریغ
جب خزانے کو شکر سے بچا کر رکھیں
چہ مردی کند در صف کارزار
جنگ کی صف میں کیا بہادری کرے گا

۱۔ سپاہی اگر لٹ مار
میں لگ جائیں گے تو
بادشاہ بے یار و
مددگار رہ جائیگا
۲۔ بہادری کا
کا صلہ ملنے سے
بہادری میں اور
اضافہ ہو جاتا ہے
یا جوج ماجوج یا
ابن نوح کی
ایک نسل
۱۰۔
صلح کے
وقت سپاہیوں
کی خاطر مدارات
اخلاص دہنی ہوگی
اور جنگ کے وقت
خوشامد پر محمول
ہوگی۔
بک بزر بڑ مطلقاً
شیر آدر دزدہ
شیر کے معنی میں
بولا جاتا ہے۔

بہاید بمقدار شش اندر فرو
تو اس کی بہادری کی بقت در اس کا مرتبہ بڑھادینا پڑے
ندارد ز پیکار یا جوج باکت
یا جوج کی جنگ سے بھی نہ ڈرتے گا
کہ در حالت سختی آید بکار
تاکہ سختی کے وقت کام آئے
نہ آنکہ کہ دشمن فرو کو فت کو س
نہ کہ اس وقت جب دشمن نقتارہ بجا دے
چرا دل نہد روز بیجا بزرگ
وہ جنگ میں مرنے پر کیسے آمادہ ہو گا
بشکر نگہدار و شکر مال
لشکر کے ذریعہ اور لشکر کی مال کے ذریعہ حفاظت کر
چو شکر دل آسودہ باشند و سیر
جب شکر آرام سے اور پیٹ بھر ہوتا ہے
نہ انصاف باشد کہ سختی برد
تو یہ انصاف نہ ہوگا کہ وہ سختی جھیلے
دریغ آیدش دست بردن بہ تیغ
تو اس کو تلوار کی طرف ہاتھ بڑھانا برا معلوم ہوگا
چودستش تہی باشد و کارزار
جب کہ اس کا ہاتھ خالی ہو اور کام خراب ہو

گفتار

بہ پیکار دشمن دلیراں فرست
دشمن سے جنگ کے لیے بہادروں کو بھیج
برائے جہاں دیدگاں کارکن
رانہ دیکھے ہووے کی رائے کے مطابق کام کرے !

بہر براں بنا و در شیراں فرست
شیردوں سے لڑنے کے لیے خوار شیردوں کو بھیج
کہ صید از مود است گرگ لہن
اس لیے کہ پرانا بھیر یا شکار کا تجربہ رکھتا ہے

مترس از جوانان شمشیر زن
تلوار باز جوانوں کے ڈرہ

جوانان پیل افکن شیر گہ
ہاتھی کو چھاپڑنیوالے شیروں کو پکڑ لینے والے تو جوان

خردمند باشد جہان دیدہ مرد
جہان دیدہ انسان عقلمند ہوتا ہے

جوانان شایستہ و بخت ور
لائق اور نصیبہ ور تو جوان

گرت مملکت باید آ راستہ
اگر تجھے بھی ہوئی مملکت چاہیے

سیر را مکن پیشرو جز کسی
لشکر کا پیشرو اس شخص کے سوا کسی کو نہ بنا

نبا بد سبک صید روی از لیلنگ
شکاری کتنا چیتے سے منہ نہیں موڑتا ہے

چو پروردہ باشد سپرد رشکار
جب بڑ کا شکار میں پلا ہو

بکشتی و تحجب و آماج و گوی
کشتی اور شکار اور نشانہ بازی اور گیند سے

بگر باہ پروردہ و غیش و ناز
غیش اور ناز اور حجام میں پلا ہوا

دو مرد دش نشانند بر پشت زین
دو مرد اس کو زین پر بٹھائیں

یکے ماکہ دیدی تو در جنگ پشت
لڑائی میں تو جس کی پشت دیکھے

مخنت بہ از مرد شمشیر زن
ایسے تلوار باز مرد سے، ہیچڑا بہتر ہے

حذر کن ز پیران بسیار فن
چالباز والے بوڑھوں سے بچ

ندانند داستان رو باہ پر
بوڑھی لومڑی کے چیلے نہیں جانتے ہیں

کہ بسیار گرم آرمود است سرد
اس لیے کہ آتش نے گرم آرمود بہت آزمایا ہے

ز گفتار پیران نہ پچند سرد
بوڑھوں کی بات سے سر نہیں موڑتے

مدہ کار معظم بنو حناستہ
تو بڑے کام نوجوانوں کے سپرد نہ کر

کہ در جنگ با بودہ باشد بسے
جو بہت سی لڑائیوں میں رہا ہو

ز رویہ رمد شیر نادمدہ جنگ
لڑائی نہ دیکھا ہو شیر لومڑی سے بھاگ جاتا ہے

نترسد چو پیش آیدش کارزار
اگر اس کو جنگ پیش آ جائے تو وہ نہ ڈرے گا

دلاور شود مرد پر خاش جوی
جنگ جو انسان بہادر بن جاتا ہے

برنجہد چو بلند در جنگ باز
پریشان ہوتا ہے جب لڑائی کا دروازہ کھلا دیکھتا ہو

بود کش زند کو د کے بر زین
تو یہ ہو گا کہ اس کو بچہ زمین پر پڑے گا

بکش کر عدو در مصافش نکشت
اس کو مار دے اگر جنگ میں دشمن نے ہلکوا نہیں مارا ہے

کہ روز و غا سرتابد چو زن
جو کہ جنگ کے دن سر موڑ کر عورت کی طرح بھاگے

۱۔ ناخبر کا رہنا
اس قدر خوفناک
نہیں ہے جس قدر
کہ باتدبیر بوڑھا
منا کسی مملکت

کا بہتر نظم جی سی
قائم ہو گا جیکہ نظم
بوڑھوں کے ہاتھ

میں جو
منا کشتی گیری

شکار بازی نشانہ
بازی چوگان

بچوں میں بہادر بننا
کرتے ہیں

۲۔ اگر
اس قدر

ناخبرہ کاری
کہ دو آدمیوں کے

سہائے گھوڑے پر
سوار ہوتا ہے تو

بچہ بھی اس کو مارے گا
یہ بھاگنے والا

سیاہی لشکر کی
تباہی کا سبب بنتا ہے

۳۔ ایران
کے ایک پہلوان
کا نام ہے۔

حکایت

چو قربان پیکار بہت و کیش
جب لڑائی کی کمان کی میان آمد تر کش باندھا

مرو آب مروان جنگی مریز
تو بت جا بہادروں کی آبروریزی نہ کر

چہ خوش گفت گریں بفرزند خوش
مگر گریں نے اپنے لڑکے سے کیا خوب کہا

اگر حوں زناں جست خواہی گریز
اگر تو غورتوں کی طرح بھاگتا چاہے

سوارے کہ نمود در جنگ بشت
وہ سوار جو لڑائی میں بشت کھائے
تہوڑ نیسا ید مکر زان وویار
ہمدری ان ہی دو دوستوں سے ہوتی ہو
دو بھنس و ہم سفر و ہم زباں
دو ہم جلس ہم نوا، ہم زبان
کہ ننگ آتش رفتن از پیش تیر
اس لیے کہ تیر کے سامنے جو بختے تیرم آتی ہو
چو بھنی کہ یاراں نہا شند یار
جب تو دیکھے کہ دوست دوست نہیں

نہ خود را کہ نام آوراں را بکشت
اس نے اپنے آپ کو ہی نہیں بلکہ پیادوں کو تباہ کر دیا
کہ افتند در خلق کارزار
جو جنگ کے حلقہ میں بھنس جاتیں
بکوشند و ر قلب بیجا بجاں
جنگ کے درمیان میں جان سے کوشش کرتے ہیں
برا در بچنگال دشمن اسیر
جب ایک بھائی دشمن کے پنجہ میں قیدی ہو
ہر میت بجائے غنیمت شمار
تو مال غنیمت کی بجائے سپاہی سمجھ

گفتار

دو تن پرور اے شاہ کہ تر نو از
دو کمزوروں کی پرورش کر نیلے بادشاہ و آبیوں پرورش کر
ز نام آوراں گوئے دولت برند
ایسے لوگ ناموروں سے بازی جیت لے جاتے ہیں
ہر آں کو قتلہ را نور زید و تیغ
جس نے قتلہ اور تلوار کی مشق نہ کی
قلمزن نگہ دار و شمشیر زن
انشاء پر داز اور تلوار باز کی نگہداشت کرنا
نہ مردیست دشمن در اسباب جنگ
انسانیت نہیں کہ دشمن سامان جنگ میں لگا ہو
بسا اہل دولت بازی نشست
بہت سے اہل دولت بازی میں لگے

یکے اہل باز و دوم اہل راز
ایک طاقتور کی دوسرے رازدار کی
کہ دانا و شمشیر زن ہمہ ورند
جو عقلمند اور سپاہی کی پرورش کرتے ہیں
ہر و گر بمیر و مگواسے در رخ
اگر وہ مر جائے تو اس پر ہائے کافر نہ دگا
نہ مطرب کہ مردی نہاید زن
نہ کہ گوئے کی اس لیے کہ عویس بہادری نہیں ہو سکتی
تو مد ہوش ساقی و آواز جنگ
تو ساقی اور ستار میں مد ہوش ہو
کہ دولت برفتش بازی زو دست
بازی کی وجہ سے چاکم دولت ان کے ہاتھ سے نکل گئی

باجلگنے والا
ساتھ پورے
لشکر کی تباہی کا
سبب ہے۔
منا بین لشکر
کی باہمی
ناگوار
شکست
کاسب
ہوتی ہے۔
منا بادشاہ کو
لشکر اور عقلمندوں
کی پرورش کرنی
چاہیے۔

گفتار

نگویم ز جنگ بدانند لش ترس
میرے یہ نہیں کہتا ہوں کہ دشمن کی جنگ سے ڈر
بسا کس بروز آیت صلح خواند
بہت سے ایسے ہیں جنہوں کے دن میں صلح کی آیت بھی
زرہ یوں خپند مرد او ز ناں
بہادروں کو بچاڑنے والے زرہ پہنک رہے ہیں

در آوازہ صلح از و بیش ترس
بلکہ صلح کے پیام سے اس سے زیادہ ڈر
چو شب شد سپہ سر خفته راند
جب رات ہوتی سوتے ہوئے کے سر پر شکر چڑھایا
کہ بستر بود خواب گاہ ز ناں
اس لیے کہ بستر عورتوں کی خواب گاہ ہے

بجیمہ دروں مرد شمشیر زن
بہادر انسان خیمہ میں

بہا بد نہاں جنگ را ساختن
جنگ کی تیاری خفیہ طور پر کرنی چاہیے

حذر کا مردان کا را کہ است
واقف کا بہادروں کا کام احتیاط ہے

برہنہ نخبید جو در خانہ زن
گھر میں غور توں کی طرح چنگے نہیں سوتے ہیں

کہ دشمن نہاں اور دتا حقن
اس لیے کہ دشمن خفیہ طور پر حملہ کرتا ہے

یزک سید روین شکر کہ است
فوج کا اگلا حصہ شکر گاہ کے لیے کامیابی کی دیوار ہے

گفتار

میان دو بد خواہ کوتاہ دست
دو کمزور دشمنوں کے درمیان

کہ گم ہر دو با ہم سگالند راز
اس لیے کہ اگر دونوں آپس میں مشورہ کریں گے

یکے را بہ سیرنگ مشغول دار
ایک کو حیلہ میں مشغول رکھنا

اگر دشمنے پیش گیر دستیز
اگر کوئی دشمن لڑائی پر آمادہ ہو

برو دوستی گیر با دشمنش
جائے اور اس کے دشمن سے دوستی کرے

چو در لشکر دشمن افتد خلاف
جب دشمن کے لشکر میں اختلاف ہو

چو گرگاں پسندند بر ہم گزند
جب بھڑے ایک دوسرے کو ستانا پسند کریں

چو دشمن بد دشمن شود مشغول
جب دشمن دشمن کے ساتھ مشغول ہو

نہ فرزانگی باشد امین نشست
اطمینان سے بیٹھنا عقلمندی نہیں ہے

شود دوست کوتاہ ایشال دراز
ان کا کوتاہ ہاتھ دراز ہو جائے گا

دگر را بر آور نہ ہستی و مار
دوسرے کے وجود سے ہلاکت پیدا کرے

بشمیر تدبیر خوش نش بریز
تدبیر کی تلوار سے اس کی خونریزی کر دے

کہ نہ نذاں شود پیرہن بر تنش
تاکہ اس کے بدن پر کپڑا قید خانہ بن جائے

تو بگذار شمشیر خود در غلاف
تو اپنی تلوار کو مہیاں میں کرے

بر آسا پید اندر میاں کو سپند
ان میں مکاری آرام سے رہتی ہے

تو با دوست بنشیں با رام دل
تو دل کے آرام کے ساتھ دوست کے ساتھ آبیٹھ

گفتار اندر ملاطفت دشمن از رے عاقبت اندیشی
عاقبت اندیشی کے طور پر دشمن کے ساتھ نرمی کے برتاؤ کا بیان

چو شمشیر بکار برداشتی
جب تو لڑائی میں تلوار سونٹے

کہ لشکر کشوفان مغفرت گان
اس لیے کہ لشکر چرنے والے خود کو بھانڈنے والے

دل مرد میدان نہانی بجوی
مرد میدان کی خفیہ طور پر دل جوئی کر

بمگردار نہاں رہ آشتی
تو خفیہ طور پر صلح کے راستہ کی نگاہ رکھنا

نہاں صلح جویند و پیدامصاف
پوشیدہ طور پر صلح جوئی اور علی الاعلان جنگ کرتے ہیں

کہ باشد کہ در پایت افتد چو گوی
ہو سکتا ہے کہ گیند کی طرح تیرے پیروں میں آ پڑے

بہادر انسان
جنگ کے خیمہ میں
ہتھیار ہنکر سوتے
ہیں غور توں گھر میں
ہتھیار نکل سوتے
ہیں۔

بہا بد نہاں
کو کہتے ہیں جس کا کام
لشکر گاہ کی حفاظت
اور دشمن سے بچنا ہے۔

بہا بد نہاں
بہا بد نہاں کی کوتاہی
کمزوری سے اور
دراز دستی غلبہ سے

کنا یہ ہے
میں اگر دشمن
کے دشمن
دوستی
کرے
تو تیرا دشمن
خود بخود تنگ
آجائے گا۔

یہ جب تیرا
دشمن اپنے کسلی اور
دشمن سے برسرِ پیکار
ہے تو تجھے اطمینان
حاصل ہے۔

یہ دانائی یہی
ہے کہ حالتِ جنگ
میں بھی صلح پر
آمادہ رہنا
چاہیے۔

چو سالارے از دشمن افتد بچنگ
دشمن کا اگر کوئی سردار تیرے چنگل میں آجائے
کہ افتد گز میں نیم کھیم سرورے
کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس لشکر کا بھی کوئی سردار
و گز کشتی میں بندے ریش را
اگر تو نے اس زخمی قیدی کو مار ڈالا
نترسد کہ دورانش بندی کند
کیا نہیں ڈرتا کہ زمانہ اس کو قیدی کر دے
کسے بندیاں را بود و ستیکر
قیدیوں کی وہی دستگیری کرتا ہے
اگر سر نہد بر خط سمرورے
اگر کوئی سردار تیرے حکم پر سر دھرے
و گز خفیہ وہ دل بدست آوری
اگر تو خفیہ طور پر دس دلوں کو ہاتھ میں لے

یعنی وہ بچے
میں تمہارے قیدی
قتل کر دے گا۔
یعنی دوستوں
سے بھی ایسا
معاملوں کا

بکشتن برش کردہ باید و رنگ
تو اس کے قتل کرنے میں تاخیر نہ کرنی چاہیے
بماند گرفتار در حلیہ سرے
کسی گھرے میں گرفتار ہو جائے
نہ بلنی و گز بندے خوش را
تو پھر تو اپنے قیدی کو بھی نہ دیکھے گا
کہ بر بندیاں زور مندی کند
جو کہ قیدیوں پر بہادری دکھاتا ہے
کہ خود بودہ باشد بہ بندی امیر
جو خود قیدی میں گرفتار رہا ہو
چو نیکش بداری نہد و لکرے
اگر تو اس سے معاملہ اچھا کر لیا تو دوسرا بھی ہر گز بچا
ازاں بہ کہ صدرہ شیخوں بری
اس نے بہتر ہے کہ سوارہ شیخوں مارے

گفتار اندر حذر کردن از دشمنی کہ در طاعت آید
اس دشمن سے احتیاط کرنے کا بیان جو تیری اطاعت کرے

ز تبلیس ایمین مشور نہ ہمار
تو ہرگز قریب سے مطمئن نہ ہونا
چو یاد آیدش مہر و پیوند خویش
جب اس کو اپنے کا رشتہ اور محبت یا پھر آئینگی
کہ ممکن بود نہ ہر سرد را بلیس
اس لیے کہ شہد میں زہر ہو سکتا ہے
کہ مرد و ستاں را بدشمن شمر و
جو بیک خالص دوستوں کو بھی دشمن سمجھے
کہ بلیس ہمہ خلق را کیسہ ہر
جو تمام مخلوق کو جیب ترش سمجھے
و راتا توانی بخند مت لکر
جب تک ممکن ہو اس کو خدمت میں نہ لے
ترا ہم نداند ز غدرش ہر اس
تو تیری بھی نہ جانے گا، اس کی غداری تو
بگنجان نہ ہر سال برو بر لمار
خفیہ محافظ اس پر مقرر کر دے

گرت خوش دشمن شود دوستدار
اگر دشمن کا کوئی اپنا شہزادہ دست بن جائے
کہ گرد و درویش بکین تو ریش
اس لیے کہ اس کا باطن تیرے کینہ سے زخمی ہو گا
بداندیش را لفظ شیریں میں
دشمن کی میٹھی بات کا خیال نہ کر
کسے جان از آسیدب دشمن برود
وہی شخص دشمن کی اذیت سے جان بچائے گا
نگہدار دآل شوخ در کیسہ در
مختلی میں موتی محفوظ رکھتا ہے وہ چالاک
سیاہی کہ عاصی شود و رامیر
وہ سپاہی جو کسی حاکم کا نافرمان ہو
ندانست سالار خود را سیاس
جس وہ اپنے سردار کی شکر گزاری نہ چاہتا
بسوگند و عہد استوارش مدار
قسم اور عہد کی وجہ سے اس کو ہمار نہ سمجھ!

جیسا کہ
دشمنوں
سے۔
سپاہی
میں غداری کی
عادت ہوتی ہے وہ
ہر جگہ غداری کرتا ہے

نو آموز را رسماں کن دراز
توسیک کی رستی و حیل کرد

چو تسلیم دشمن بجنک و حصار
جب تو دشمن کا ملک در قلعہ لڑائی سے

کہ بندی چو دندان بخوں در برد
اس لیے کہ قیدی خون میں دانت ڈبو لیتا ہے

چو برکتی از دست دشمن در آرد
چون دشمن کے ہاتھ سے تو نے ملک چھین لیا

کہ گریبان کو بد در کا رزار
اس لیے کہ اگر وہ دوبارہ جنگ کا دروازہ کھٹکھٹایا

و گرشہریاں را رسانی گزند
اور اگر تیرے شہریوں کو تکلیف پہنچائی

لگو دشمن تیغ زن بر در دست
یہ نہ کہہ کہ تلوار باز دشمن دروازہ پر ہے

بتدیر جنگ بداندیش کوشش
مخالف سے جنگ کی تدبیر کہ

منہ در میاں راز باہر کسے
ہر کسی کے سامنے راز نہ رکھ!

سکندر کہ باشرقیاء حرب داشت
سکندر جس کا مشرق والوں سے جنگ کا ارادہ تھا

چو بہمن بزا و لستان خواست شد
چون بہمن کو جب زاولستان کی خواہش ہوئی

اگر جز تو داند کہ غرم تو چسیت
اگر تیرے سوا کوئی جان جائے کہ تیرا ارادہ کیا ہے

کرم کن نہ پر خاش و کیں آوری
بخشش کرنے کہ لڑائی اور کینہ دہی

چو کارے بر آید بلطف و خوشی
جب مہربانی اور خوشی سے کام نکلے

نخواہی کہ باشد دولت درمند
اگر تو یہ نہیں چاہتا کہ تیرا دل دردمند ہو

بباز و توانا نباشد سپاہ
محض قوت بازو سے لشکر قوی نہیں بننا

نہ بکسل کہ دیگر نہ بینیش باز
نہ توڑ کہ تو اس کو دو بارہ نہ دیکھے گا

بگیری بزند انباشت بسیار
لے لے تو اس کو قیدیوں کے سپرد کر دے

ز حلقوم بیداد گر خوں خورد
تو ظالم کے گلے سے خون پیتا ہے

رعیت بسا ماں تر از وے بدار
تو رعیت کو اس سے زیادہ آرام سے رکھ

بر آرد عام از دماغش و مار
عوام اس کا سر توڑ ڈالیں گے

در شہر بر روی دشمن بلند
تو شہر کا دروازہ دشمن پر بلند نہ کر

کہ بمبار دشمن بشہر اندر دست
اس لیے کہ دشمن کا شریک شہر کے اندر ہے

مصلح بندیش و نیت ہوش
مصلحتوں کو سوچتا رہ اور نیت کو پوشیدہ رکھ

کہ حاسوس ہمکا سہ دم سے
اس لیے کہ بسا اوقات حاسوس کو ہم پیادہ دیکھا ہے

در خیمہ گویند در غرب داشت
کہتے ہیں اس کے خیمہ کا دروازہ مغرب کی طرف تھا

چپ آواز و افکند و از راست شد
چپ آواز کی شہرت دی اور راستی جانب دہا

برای رای و دانش بباہر گریست
اس رائے اور عقل پر رونا چلتے

کہ عالم بزر نکلیں آوری
تاکہ عالم کو تو قبضہ میں لے آئے

چہ حاجت بہ تندی و کردن کشتی
تو سختی اور سرکشی کی کیا ضرورت ہے

دل در منداں بر آوری ز بند
تو دردمندوں کا دل قید سے چھڑا دے

بہر و ہمت از ناتواناں نخواہ
جا اور کمزوروں سے دعا کر

ما جو تیرا قیدی ظالم
نہو اہلکوار بالکل آزاد
نہ کر نہ بھاگ جائیگا
ما دشمن کا قلعہ
فتح کرنے کے بعد اس
کو اسی دشمن کے
قیدیوں کے سپرد کر دے
وہ چونکہ اس جانی دشمن
ہوئے تو اس کو دبا
قابض ہونے دیں گے
ما دنیا بخوں
بروں مصیبت چھیلنا
مناکر وہ تیرے
دلدادہ ہو جائیں اور
پیلے بادشاہ پر تجھے
ترجیح دیں
اس کو دروازہ
بند کرنے

کوئی
فائدہ
ہوگا خود اندوہی

بغاوت پیدا ہو جائیگی
وہی تیری حایا
دشمن ساز باز کرے گی
تو سکندر نے
جنیوں پر حملہ کر دے
کیا تھا مگر اس نے
اپنا خیمہ مغرب رو
ڈال رکھا تھا تاکہ
اس کے ارادہ کو
کوئی نہ سمجھ سکے
نہ بہمن اور نہ
پیرامفدیا یا شاہ
ایران کا نام ہے
زادستان بیتان
کو کہتے ہیں۔

دُعائے ضعیفان امیدوار
کمزور امیدواروں کی دعا
ہر آنکہ استعانت بدرویش برد
جو درویش سے مدد چاہے گا

ز بازوئے مردی بہ آید بکار
خفاقت کے بازو سے بہتر کام آتی ہے
اگر بافریدوں زرد از پیش برد
اگر فریدوں سے مقابلہ ہو گا جیت جائے گا

باب دوم در احسان

۵۵ در سر باب احسان کے بیان میں

اگر ہوشمند ہی بمعنی گمراہی
اگر تو ہوشمند ہے تو حقیقت کی طرف توجہ کر
کرا دانش وجود و تقویٰ نبود
جس کو عقل اور سخاوت اور تقویٰ حاصل نہ ہو
کسے خسید آسودہ در زیرِ گل
مٹی کے نیچے وہ آلم سے سوتا ہے
غم خویش در زندگی خور کہ خوش
زندگی میں اپنی فکر کرے اس لیے کہ اپنے لوگ
زر و نعمت اکنون بدہ کان نیست
سونا اور نعمت اب خارج کرے کیونکہ تیری ملکیت میں ہے
نخواہی کہ باشی پراگندہ دل
اگر تو یہ نہیں چاہتا کہ پراگندہ خاطر ہو
پریشاں کن امروز گنجینہ چست
خزانہ کو آج فریاد بانٹ دے
تو با خود ہر توشہ خوشی
تو اپنا تو کشتہ خود اپنے ساتھ لے
کسے گوئے دولت ز دنیا برد
دنیا سے وہ شخص بازاری جیت کر لے جاتا ہے
بغخوار کی جز سرانگشت من
غمخوار کی کے ساتھ سوائے اپنی انگلیوں کے
مکن بر کف دست نہ ہر چہ هست
جو کچھ ہے ہاتھ کی پھیل پر رکھ کر اپنے پیر
پوشیدن ستر درویش کوشش
فقر کی ستر پوشی کی کوشش کر
مگرداں غریب از درت بے نصیب
بے حصے کے ہمسافر کو دروازہ سے نہ ٹوٹا

کہ معنی ز صورت بماند بجای
کیونکہ حقیقت ظاہر سے زیادہ پائیدار ہے
بصورت درش ہی معنی نبود
اس کے ظاہر میں کوئی حقیقت نہیں ہے
کہ خسیند ز مردم آسودہ دل
جس سے لوگ آرام سے سوتے ہیں
بمردہ نیرد از دراز حرص خویش
اپنی حرص کی وجہ سے مرد میں نہیں لگتے ہیں
کہ بعد از تو بیرون ز فرمان نیست
بیرے مرنے کے بعد تیرے حکم سے باہر ہے
پراگندگان راز خاطر مہل
تو پریشان لوگوں کو دل سے نہ نکال
کہ فردا کلیدش نہ در دست نیست
اس لیے کہ کل کو اس کی کنجی اب تیرے ہاتھ میں نہ ہوگی
کہ شفقت نیاید ز فرزند وزن
اس لیے کہ بیوی بچے مہربانی نہیں کرتے
کہ با خود نصیبے بعقبی برد
جو خود اپنا حصہ آخرت میں لے جاتا ہے
نخار و کسے در جہاں نیست من
کوئی شخص دنیا میں میری کمر نہیں کھجاتا
کہ فردا بدنداں بری لشت دست
کہ کل کو ہاتھ کی پشت دانوں سے کاٹے
کہ ستر خدا بیت بود پرده پوش
تاکہ خدا کا پردہ تیرا ستر پوش ہو
مبادا کہ گردی بدر با غریب
ایسا نہ ہو کہ تو دروازوں پر مسافر بنا پھرے

۱۔ جس انسان
میں باطنی خیالات ہیں
ہیں وہ ایک بے
معنی تصویر ہے۔
۲۔ یعنی قبر
میں۔

۳۔ انسان کو
دنیا میں عجبی کی فکر
کر لینی چاہیے۔
مرنے کے بعد عزیز
اقارب اپنی نوڑ دھو
میں لگ جلتے ہیں
مردے کا کوئی خیال تیر
پر رکھتا۔

۴۔ یعنی

نیک کام

کر کے

اور

صدقہ

خیرات کر کے

آخرت کا توشہ تیار

کر لے۔

۵۔ یعنی قبیل

میں بندہ کرا اور خدا

کی راہ میں سفر کر دے

مکن کا تعلق دوسرے

مصرعے سے۔

۶۔ فقر کو کہا

دے تاکہ خدا تیرے

گناہوں کی ستر

پوشی کرے

بزرگے رساند مجتاج خیر
بڑا آدمی ضرور تمند کو خبر پہنچاتا ہے
بحال دل خستگان در نگر
دل ٹوٹے ہوؤں کے حال کو دیکھ کر
فروماندگان را دروں شاد کن
عاجزوں کے دلوں کو خوش کر
نہ خواہندہ بر دور دیگران
اگر تو دوسروں کے دروازے پر بھیک مانگنے والا نہیں ہے

کہ ترسد کہ محتاج گردد بغیر
کیونکہ وہ ڈرتا ہے کہ وہ غیر کا محتاج بنے
کہ بارے دل خستہ باشتی مگر
کہ شاید تو بھی کبھی دل ٹوٹا ہوا بنے
نہ روز فروماندگی یاد کن
عاجزی کے دن کو یاد کر
بشکرانہ خواہندہ از درماں
تو اس کے شکرانہ میں بھیک مانگنے والے کو دروازہ سے نہ بھگتا

گفتار اندر نو ختن تیماں و رحمت بر حال ایساں
کہادت۔ تیموں کو نوازنے اور رحمت کے حال پر رحمت کرنے کے بیان میں

پدر مردہ را سایہ بر سر فلک
جس کا باپ مر گیا ہو اس کے سر پر سایہ کر
ندانی چہ پوش فروماندہ سخت
کیا تجھے معلوم نہیں کہ اس کو کیا ہوا کہ وہ سخت عاجز ہو
چو بینی شمعے سراف کندہ پیش
جب تو کسی یتیم کو سامنے سر ڈالے دیکھے
یتیم اگر بکرید کہ نازش خرد
یتیم اگر روتا ہے اس کا ناز کون اٹھاتا ہے
الاتا نگرید کہ عرش عظیم
خبردار! وہ رو دے پڑے اس لیے کہ عرش عظیم
بر رحمت یمن آتش از دیدہ پاک
رحمت سے اس کی آنکھ سے آنسو پونچھتے
اگر سایہ خود برفت از سرش
اگر اس کے سر سے اس کا سایہ چلا گیا ہے
من آنکہ سرتاجور و اشتم
میرا اس وقت ایک بادشاہ سرکار تھا
اگر برو وجودم نشستہ کس
اگر میرے جسم پر کبھی بیٹھتی تھی
کنوں گر بزنڈاں برندم اسیر
اب اگر مجھے قید خانہ میں قیدی بنا کر لے جائیں
ما باشد از در و طفلان خبر
بچوں کے درد کی مجھے خبر ہوئی

غبارش بپشتان و خارش یمن
اس کا غبار جھاڑ اور اس کا کاٹنا کمال!
بود تازہ بے پنج ہرگز درخت
بے جڑ کا درخت ہرگز تازہ نہیں ہوتا
مدہ بوسہ بر روئے فرزند خویش
اپنے بچے کے رخسار پر بوسہ دے
وگر خشم گرد کہ بارش برود
اگر وہ غصہ کرتا تو اس کا بوجھ کون برداشت کرتا
بلرز دہمی چوں بکرید یتیم
لرزتا ہے جب یتیم روتا ہے
بشفقت بپشتان از چہرہ خاک
مہربانی سے اس کے چہرے سے خاک چھاڑے
تو در سایہ خوشن پرورش
تو اپنے سایے میں اس کی پرورش کر
کہ سردر کنار پدر و اشتم
جب میں باپ کی گود میں سر رکھتا تھا
پریشاں شدے خاطر چند کس
تو بہت سے آدمیوں کی طبیعت پریشان ہوتی تھی
نبا شد کس از دوستانم نصیر
میرے دوستوں میں سے کوئی مددگار نہ ہو گا
کہ و طفلی از سر بر فتم پدر
اس لیے کہ بچپن میں میرے سر پر سے باپ چلا گیا

مد یتیم بچہ کی
مثال لے جڑ سے
درخت کی سی ہے
جو کبھی سر سبز و
شاداب نہیں رہتا
یعنی اس
کا باپ
مر گیا
ہے
یعنی
مصیبت زدہ
کا وہی خیال کرتا
جو خود کسی مصیبت
میں پھنسا ہو۔

حکایت در ثمرہ نیکو کاری

حکایت بیسی کے بھیل کے بیسان میں

کسے دید در خواب صدر جند
جند کے سردار کو کسی نے خواب میں دیکھا

ہمی گفت در روضہ ہامی چمید
باغیچوں میں ٹہلنا ہوا کہہ رہا تھا

مشو تا توانی ز رحمت بری
جب تک ہونے تو رحم سے خالی نہ ہو

چو انعام کر دی مشو خود پرست
جب تو احسان کرے تو متکبر نہ بن

اگر تیغ دور نش انداختست
اگر اس کو زمانہ کی تلوار نے گرایا ہر

جو مہنی دعا گوئے دولت ہزار
جب تو ہزاروں دولت کو دعا دینے والے دیکھے

کہ چشم از تو دارند مردم بے
کہ بہت سے انسان تجھ سے اسید کھتے ہیں

کرم خواندہ ام سیرت سرورال
تیس نے پڑھا ہے کہ کرم سرداروں کی سیرت ہے

ما حدیث ثمرہ

میں ہے :-

"اسرحموا

من فی الارض

پر حکم من

فی السماء تم

زمین والوں پر رحم

کرو آسمان

والا تم پر رحم

کے گا۔

ما اگر قدرت

تجھے یہ موقع دیا کہ تو

دروں پر

احسان

کرے

تو کھنڈ

کراں کو کہ وہ

تلوار جس کو دوسرے

گھاٹل ہوئے ہیں اب

بھی کھینچی ہوئی ہے۔

کرم سرداروں

کی نہیں بلکہ مغیروں

کی سیرت ہے۔

مگر روزمرہ صبح

شام تک ان کے منتظر رہے

یعنی ایک ہفتہ

کے بعد ایسا ہوا۔

لا صلا۔

دعوت دینے کو کہتے ہیں۔

کہ خارے زبائے تھے بکند
جس نے ایک تیمم کے پیر سے کاٹا نکالا تھا

کز اں خار بر من چہ گلہا و مید
کہ اس کانٹے کی بدولت میرے لئے کس قدر چھل کھلا ہے

کہ رحمت بر ندت چو رحمت بری
جب تو رحم کرے گا تو تجھ پر رحم کریں گے

کہ من سرورم دیکر زبردست
کہ میں سردار ہوں اور دوسرا کمزور ہوں

نہ شمشیر و دریاں ہنوز آختست
تو کیا اب زمانہ کی تلوار کھینچی ہوئی نہیں ہے

خداوند را شکر نعمت گزار
اللہ کے انعام کا شکر ادا کر

نہ تو چشم داری بدست کسے
تو کسی کے ماتھے سے اسید نہیں رکھنا

غلط گفتہ اخلاق پیغمبر ال
میں نے غلط کہا یہ تو پیغمبروں کا اخلاق ہے

حکایت در اخلاق پیغمبر ال

حکایت پیغمبروں کے اخلاق کے بیسان میں

شنیدم کہ یک ہفتہ ابن اسبیل
میں نے سنا ہے کہ ایک ہفتہ تک کوئی مسافر

ز فرخندہ خونی نخوردے بگاہ
مبارک عادت کی وجہ سے وہ صبح کو نہ کھاتے

بروں رفت و ہر جا بنے بکرید
باہر نکلے اور ہر جانب دیکھا

بہ تنہا یکے در بہا باں چوبید
ایک شخص بید جیسا، اکیلا جنگل میں

بدلدارش مرحباے بگفت
اس کی دلداری کے لیے خوش آمدید کہا

کہ اے چشمہائے مرامردک
کہ اے میری آنکھوں کی تپلی!

نیا بد بہماں سرے خلیل
حضرت خلیل اللہ کے مہمان خانہ میں نہ آیا

مگر بینوائے در آید ز راہ
شاید کوئی بیچارہ راستہ سے آجائے

بر اطراف وادی نگہ کرد و دید
جنگل کے کناروں پر نظر ڈالی اور دیکھا

سرو مولش از برف پیری سفید
اس کا سر اور بال بڑھاپے کی وجہ سے برف کی طرح سفید

بر رسم کریمیاں صلائے بگفت
منجیوں کی عادت کے مطابق کھانے کی دعوت دی

یکے مردی کن نشان و نمک
روٹی اور نمک کھا کر مہربانی کیجیے

نعم گفت و بر حسب و برداشت گام
اس لئے ہاں کہا تھا اور ہندم اٹھائے
رقیبان مہماں سرے خلیل
خلیل اللہ کے مہمان خانے کے محافظوں نے
بفرمود و ترتیب کروند خواں
انہوں نے فرمایا اور انہوں نے دسترخوان لگا دیا
جو بسم اللہ آغاز کروند جمع
جب سب نے بسم اللہ شروع کی
چنین گفتش اے پروردگار میرے روز
خلیل اللہ نے اس کو پرفریا یا کہ بڑی عمر کے ہوئے
نہ شرط ست و قتیکہ روزی خوری
کیا یہ ضروری نہیں ہے کہ جس وقت تو کھانا کھائے
بلقفا نہ کیم سرم طریقیت بدست
اس نے کہا میں تمہاری بات نہیں مانتا تمہارا راستہ برا
بدانست مغیر نیک فال
نیک لشکون پیچھے جان لیا
بخواری براندش جو بیگانہ دید
اس کو ذلت کے ساتھ نکال دیا جب اس کو بیگانہ دیکھا
سروش آواز کردگار جلیل
خداے بزرگ کی جانب سے وحی آئی
منش وادہ صد سالہ روزی جاں
میں نے سو سال تک اس کو روزی اور جادی
گر آدمی بردیش آتش سجود
اگر وہ آگ کے سائے سجدہ کرتا ہے

کہ دانست خلقتش علیہ السلام
کیونکہ ان کے اخلاق جانتا تھا (ان پر خدا کا سلام ہو)
بعزت نشانند پسر و لیل
ہوئے کمزور کو عزت سے بھجایا
نستند بر طرف ہنگناں
ہر جانب سب بیٹھ گئے
نباید ز پریش حد سے بسج
اس ہوئے کی توئی بات کان میں نہ آئی
چو پیراں می بنیمت صدق و سوز
میں تجھے میں ہوئے صوفی کا صادق اور سوز نہیں کھینچتا ہوں
کہ نام خداوند روزی بری
کہ روزی کے مالک کا نام ہے
کہ بشنیدم از پر آذر پرست
اس نے کہا میں نے آتش پرست پرست سے سنا ہے
کہ گبر است پرستہ بودہ حال
کہ تباہ حال ہوئے آتش پرست ہے
کہ منکر بود پیش پا کاں پلید
اس لیے کہ پاک لوگوں کے پاس ناپاک برا ہوتا ہے
بہیبت ملا مت کناں کلے خلیل
جلال کے ساتھ ملا مت کرتی ہوئی کہ اے خلیل!
ترا نفرت آواز و یک زماں
تجھے اس سے تھوڑی دیر کے لیے بھی نفرت ہوئی
تو با پس جرمی بری دست جو د
تو سخاوت کا باغ کیوں پیچھے بیٹاتا ہے

یعنی اس پروردگار نے بسم اللہ پڑھنے کا بڑا حوالہ ہے
تعلق پیدا ہو جاتا ہے
لوگوں کے
عیوب نکال کر اپنی
داد و دہش کو بند کر
سنا جو واعظ
روٹیوں کے یو د
کہتا کہ وہ برا کرتا ہے

گفتار اندر احسان یا مرد نیک

کہادت نیک اور بد انسانوں کے ساتھ احسان کرنا نیک بیان میں

گرہ بر سر بند احساں مزین
احسان کے بندے سر پہ گرہ نہ لگا
زباں می کند مرد و کفیر و اداں
تفسیر جاننے والا نقصان کرتا ہے
کجا عقل با شرع فتویٰ دہد
عقل اور شرع یہ فتویٰ کب دے سکتے ہیں

کہ ایں زرق و شید است آں مکر و فن
کہ تیرے توجھوٹ اور بناوٹ پر وہ چالاکی اور فریب ہے
کہ علم و ادب می فروشد بناں
کہ علم اور ادب کو روٹی کے بدلے بیچتا ہے
کہ مرد خرد وین بدنیسا و ہد
کہ عقلمند آدمی دنیا کے بدلے میں دین دے دے

ولیکن تو بستان کہ صاحب خرد
لیکن تو خریدے اس لیے کہ عقل مند انسان

از ارزاں فروشاں بر غبت خرد
ستا بچنے والوں سے شوق سے خریدتا ہے

حکایت عابد با شیا و شیوخ دیدہ

رباندا نے آمد بصاحب دے
ایک لسان ایک صاحب دے پاس آیا

یکے سفلہ را وہ درم بر من است
ایک کینے کے دس درم مجھ پر واجب ہیں

ہمہ شب پریشاں از وحال من
اس کی وجہ سے میرا حال ساری رات پریشان رہتا ہے

بکرو از سخنہائے خاطر پریش
دل پریشان کرنے والی باتوں سے اس نے

خدایش مکر تازہ اور بزاو
شاید خدا نے جب سے اس کو مانے جنا ہے

ندانستہ از دست روی آلف
دین کی کتاب کا آلف بھی وہ نہیں جانتا ہے

خور از کوہ یک روز سر بر نزد
سوچ نے کسی دن بھی پہاڑ سے سر نہیں اٹھا را

در اندیشہ ام تا کذا مم کریم
میں اسی فکر میں ہوں تاکہ کوئی کرسی

شنید این سخن پر فرخ نہاد
بوڑھے مبارک طبیعت نے یہ بات سنی

زرافتاد در دست افسانہ کوی
بتا بنے کے ہاتھ سونا لگا

کے گفت شیخ اس ندانی کہ کسیت
ایک شخص بولا اسے شیخ آپ کو معلوم نہیں یہ کون ہے

گداے کہ بر شیر مرزوں نہد
یہ گدا اگر ہے کہ شیر مرزوں کیست ہے

بر آشتفت عابد کہ خاموش باش
وہ عبادت گزار بگڑا کہ چپ رہے

اگر راست بود اچہ بنداشتم
اگر وہی درست ہے جو میں نے خیال کیا ہے

اگر وہی درست ہے جو میں نے خیال کیا ہے

کہ محکم فروماندہ ام در گے
کہ میں دلیل کی بری طرح پھنس گیا ہوں

کہ دانے از و بر دلم وہ من است
جس کے ایک دانگ کامیرے دل پر کس من وزن ہے

ہمہ روز چوں سایہ دُنیاں من
پورے دن وہ سایہ کی طرح میرے پیچھے رہتا ہے

درون دلم چوں در خانہ ریش
میرے دل میں ایسا ہی زخم ڈال رہے ہیں جیسا کہ دروازہ میرا

جزاں وہ درم چہر دیکر نہاد
ان دس درہموں کے علاوہ کچھ دیا ہی نہیں ہے

نخواندہ بحسب باب لا نصرف
لا نصرف کے باب کے علاوہ اس نے کچھ نہیں پڑھا

کہ آں قلوباں حلقہ برور نزد
کہ اس دیوتا نے دروازہ پر نہ بجز بختی ہو

ازاں سنگدل دست گیر و بسیم
مجھے چاندی دیکر اس سنگدل سے دستگیری کی

درستے دو در آستینش نہاد
دو اشرفیاں اس کی آستین میں رکھیں

بروں رفت از آنجا جو خور تازہ روی
اس جگہ سے آفتاب کی طرح تازہ رو ہو کر باہر آیا

برو کر بمبر و نباید گر لست
اگر وہ مر جائے تو اس پر رونا نہ چاہیے

ابو زید را اسب و فرزند نہد
ابو زید کے سلسلے بگھوڑا اور فرزند نہ دیا ہے

تو مرد زباں بیستی گوش باش
تو زبان کامر نہیں ہے کان بن جا

ز خلق آبرویش نگہداشتم
تو میں نے مخلوق سے اس کی آبرو بچا دی ہے

تو میں نے مخلوق سے اس کی آبرو بچا دی ہے

یہی دنیا دیکر
دین خریدے۔
دو درم ۳ ماشہ
اور چار روپے وزن کا
سکہ تھا۔ مانگ اس
کے چھٹے حصے کے وزن
کا سکہ تھا۔

یہی اس نے
باتوں سے میرا دل بیا
ہی زخمی کر دیا جس
طرح تعاضدوں کی
آمد و رفت میں ہمارا
گھس دیا ہے۔
یہ لا نصرف کے
معنی وہ نہیں دیکھی
ہوگا۔ بخو کی کتابوں
میں غیر منصرف کا

باب ہوتا
ہو جس
میں
ایسے
صیغوں کا

دکر ہوتا جو ایک
حالت پر قائم رہتا ہے
یہ ایسا بر شخص
ہو گا جو جانا بہتر
ملا نہ شیر مرزوں

کسنا بہت ہی
چالاک شخص کا کام
ہے۔ ابو زید مشہور
شطرنج یا زاد مرکا
شخص ہے۔ یہاں

فرزندان یعنی گھوڑا
اور فرزند کی چال
چل کر بازی جیتنا۔
یہ زبان کامر وہ
جو سلیقہ بات کر کے

یعنی وہ مفرد تھا۔

اگر شوخ چشمنی و سالوس کرد
اگر اس نے بے حیائی اور مکاری کی ہے
کہ خود را نگہداشتیم آبروی
اس ہے کہ میں نے اپنی آبرو بچالی
بدونیک را بذل کن سیم و زر
برے اور اچھے پر چاندی سونا خرچ کر
خنک آنکہ در صحبت عاقلان
وہ شخص خوش نصیب ہے جو عقل مندوں کی صحبت میں
گرت عقل و راسیت تدبر و ہوش
اگر تجھ میں عقل اور رائے اور تدبیر اور ہوش ہے
کہ اغلب رس شیوہ دار و مقال
اس لیے کہ اس کی گفتگو عموماً اسی طرز کی ہوتی ہے

آلاتا نہ پنداری افسوس کرد
ہرگز یہ نہ سمجھنا کہ میں افسوس کروں گا
ز دست چنان کہ بر یا وہ گوی
ایسے مکار بہودہ گو کے ہاتھ سے
کہ اس کسب خیرست آں دفع شر
اس لیے کہ یہ بھلائی کمانا ہو اور وہ شر کو دفع کرنا ہو
بیاموز و اخلاق صاجد لاں
نیک لوگوں کے اخلاقی سیکھ لے
بعزت لنی پند سعدی بگویش
تو سعدی کی نصیحت کو عزت سے سنے گا
نہ در چشم و زلف و بنا گوش و خال
نہ کہ آنکہ آدو زلف اور کان کی نو اور تکی کے بار میں

حکایت پدر ممسک و فرزند جوانمرد

کے رفت و دنیا از و یا و گار
ایک شخص مر گیا اور دنیا کی دولت اسکی یادگار رہ گئی
نہ چوں ممسکاں دست بر زر گرفت
بخیلوں کی طرح اس نے سونے پر ہنسی نہیں بھیجی
ز و ریش چار اماندے برش
اپنے پاس کی جگہ فقیروں سے خالی نہ رکھتا
دل خویش و بیگانہ خرسند کرد
اپنے اور غریب کے دل کو خوش کیا
ملا مت کنے گفتش اے با دوست
ایک ملا مت کرنے والے نے اس سے کہا کہ اے فضول خرچ
بسالے تو اں خرمن اند و ختن
ڈھیر سالوں میں جمع کیا جاسکتا ہے
چو در تنگدستی نداری شکیب
جب تنگدستی کے وقت تو صبر نہ کر سکے

خلف بود صاجدے ہوشیار
اس کا لڑکا نیک اور ہوشیار تھا
چو آزادگاں دست از و بر گرفت
شریفوں کی طرح اس سے ہاتھ اٹھایا
مسافر بہماں سر امی اندر
اس کے ہماں خانہ میں مسافر ہوتے
نہ ہمچوں پدر سیم و زر بند کرد
باپ کی طرح چاندی اور سونے کو بند نہ کیا
بیک رہ پریشاں مکن ہر چہ مست
جو کچھ ترے پاس ہے اس کو یکبارگی ختم نہ کر
بیک دم نہ مروی بود سو ختن
ایک دم سے بھونک دینا انسانیت نہیں ہے
بگذار وقت نہ راخی حسیب
اجی تاکے وقت حساب کو مد نظر رکھنا

ما اچھے پر خرچ
کرنا بھلائی کمانا ہو
اور برے پر خرچ
کرنا اس کے شر
سے بچنا ہے۔

یعنی
سعدی
کا کلام
نصیحت
آمین ہے وہ
عاشقانہ غزل لیں زیادہ
نہیں کہتا ہے۔
یعنی اندھا
خرچ نہ کر۔

مثل

کہ روز نوایرگ سختی بن
مالدار کی کے زلمے میں نیکی کے وقت کے لیے کچھ کر دے

بدخرچہ خوش گفت بانوے وہ
کانڈوں کی بی بی نے لڑکی سے کیا بھلی بات کہی۔

ہمہ وقت پیر و ارشک و سبوعے
 شک اور ٹھینا ہر وقت بھری رکھ ا
 بد دنیا تو اں آخرت یافتن
 دنیا کے ذریعہ آخرت کو حاصل کیسا جاسکتا ہے
 ز دست نہی بر نیاید امید
 خالی ہاتھ سے کوئی امید پوری نہیں ہوتی ہے
 اگر تنگ دستی مرو پیش یار
 اگر تو تنگ دست ہے تو یار کے سامنے نہ جا
 تہی دست درخو بر دیاں ملیج
 خالی ہاتھ حینوں پر نہ ڈال
 و گر ہر چہ داری بلف بر نہی
 اور اگر کچھ بھی میرے پاس ہے پھیل بر رکھ لے گا
 ہر گدایاں بسعی تو ہر گز قوی
 فقر و تیری کوشش سے کبھی قوی —

مداہلی نے کہا
 ہے گریہ خدایں
 دو تو خدا بھی رہتی
 دو پیسہ ایک
 دیو تھا جو جنگ میں
 رستم کے ہاتھ سے
 مارا گیا تھا۔
 یعنی اس کے
 گھر پر آ اور سونا چاندی
 لا کر خرچ
 کر۔

باز آدم بحکایت فرزند خلف

چو متاع خیر اس حکایت بگفت
 جب خیر سے روکنے والے نے یہ قصہ بیان کیا
 پر اگندہ دل کشت ازاں گفتگوے
 اس گفتگو سے پریشان دل بنا
 مرا دستگاہ ہے کہ پیرا منست
 وہ سراپہ جو میرے پاس ہے
 نہ ایشان نجست نگہداشتند
 کیا انھوں نے کنجوسی سے اس کو جمع نہ کیا تھا
 بدستم بفتاد مال پدر
 باپ کا مال میرے ہاتھ پڑا
 ہماں بہ کہ امروز مردم خورند
 یہی بہتر ہے کہ آج لوگ کھالیں
 خور و پوش و بخشای و راحت رساں
 کھا اور پین اور دے اور آرام پہنچا
 برند از جہاں با خود اصحاب رای
 عقلمند لوگ دنیا سے اپنے ساتھ بجاتے ہیں

یعنی
 اگر انا
 سب کچھ
 فقروں میں تقسیم
 کر دیتا تو فقیر بالدا
 نہ بنیں گے اور تو
 فقیر ہو جائے گا۔
 یعنی باپے ادا
 سے ہی طرح منتقل
 ہوتا آ رہا ہے۔
 یعنی بچوں و مرد
 کا دولت کا نگہبان۔

کہ موستہ در وہ و اں نیست جو
 اس پتے کے گانوں میں ہر وقت نہر نہیں بہتی ہے
 بنزدیچہ دیو بر تافتن
 سونے سے دیو کا پنجہ توڑا جاسکتا ہے
 بنزدیچہ بر کنی چشم و بوسفید
 سونے کے ذریعہ تو سفید دیو کی آنکھ نکال سکتا ہے
 و گر سیم داری بیا و بیار
 اور اگر چاندی رکھتا ہے آ اور لا
 کہ بے یج مردم نیرزدیچہ
 کیونکہ بدن مال کے انسان کسی قابل نہیں
 گفت وقت حاجت بماند نہی
 تو ضرورت کے وقت تیسری پھیل جانی ہوگی
 نگر و ند و ترسم تو لا غشوی
 نہ ہوں گے اور مجھے ڈر ہے تو کمزور ہو جائے گا

ز غیرت جواں مرد را رگ بجفت
 غیرت کی وجہ سے جواں مرد کی رگ سو گئی
 بر آشفیت و گفت اے پیرا گندہ گوے
 بگڑ گیا اور بولا اے پریشان تہیں کرنے والے
 پدر گفت میراث جد منست
 باپ نے کہا تھا میرے دادا کی میراث ہے
 بحسرت بگردند و بگذاشتند
 حسرت سے وہ مر گئے اور چھوڑ گئے
 کہ بعد از من افتد بدست پسر
 جو کہ میرے بعد لڑکے کے ہاتھ پڑے گا
 کہ فردا پس از من بغیرا برند
 اس لیے کہ کل کو میرے بعد لو نہیں گئے۔
 نگہ می چہ داری ز ہر سرکساں
 لوگوں کے لیے کیسا حفاظت کرتا ہے
 فردا یہ ماند بحسرت بجای
 کینہ حسرت سے اپنی جگہ رہ جاتا ہے

ز رو نعمت اکنون بد کان تست
سونا اور نعمت اب دیدے اس لیے کہ تیری ملکیت ہے
بدنیا توانی کہ عقبی حشری
تو یہ کر سکتا ہے کہ دنیا کے بدلے عقبی خریدے

کہ بعد از تو بیرون ز فرمان تست
کیونکہ تیرے بعد تیرے حکم سے باہر ہے
بخیر جان من ورنہ حسرت خوری
خریدے۔ میری جان ورنہ حسرت کرے گا

حکایت اندر راحت رسانیدن بهمسایگان

حکایت بزرگسبوں کو آرام پہنچانے کے بیان میں

بزارید وقتے ز نے پیش شوے
ایک وقت ایک بیوی شوہر کے سامنے رو پڑی
ببازار گندم فروشاں گراے
گندم فروشوں کے بازار میں جا
نہ از مشتری کا ز وحام لگس
خریداروں کی وجہ سے نہیں بلکہ کھجیوں کے هجوم کی وجہ سے
بدلداری آل مرد صاحب نیاز
اس نیاز مند نے دلداری کے ساتھ
بامید ما کلبہ آنجا گرفت
اس نے ہماری توقع پر بیاں دکان لے لے
رہ نیک مردان آزادہ گیر
نیک شریف لوگوں کی روش اختیار کر
بخشای کا نانکہ مرد حقند
معاف کر دے اس لیے کہ جو صمیم انسان ہیں۔
جوانمرد اگر راست خواہی ولیست
اگر تو بھی بات سننا چاہتی ہو تو سنی ولی ہے

کہ دیگر مخزنان بقال کوے
کہ کوچے کے بنیے سے پھر روٹا نہ خریدنا
کہ ایں جو فروشاں گندم نمائے
اس لیے کہ یہ تو گندم نا جو فروشاں ہے
بیک ہفتہ روش ندیدست کس
ایک ایک ہفتہ کسی نے اس کا چہرہ نہیں دیکھا
بزن گفت کائے روشنائی بساز
بیوی سے کہا کہ اے گھر کی رونق! کہا مان
نہ مردی بود نفع از و وا گرفت
اس کا نفع روکنا انسانیت نہیں ہے
چو استاد دست افتادہ گیر
جب تو کھڑا ہے کسی گے ہوئے کا ہاتھ پکڑ
خریدار دکان لے رونقند
وہ بے رونق دکان کے خریدار بنے ہیں
کرم پیشہ شاہ مرداں علیست
سخاوت شاد مرداں حضرت علی کا شیوہ ہے

یعنی اس
کی دوکان پکا ایک
تو نظر نہیں تاکھیا
بھنکتی ہیں۔
کیونکہ وہ
جانتے ہیں کہ اس کے
بیاں گاہک کھاتے
ہیں لہذا انہی کے
ذریعہ
اس کا
بھلا
مرد ہے
کیونکہ
کانٹا نکالنے سے
بھی سفر میں خلل
پڑتا ہے۔
شیطان نے
اس کو یہ سجاد دیا
کہ وہ سب سے
بہتر عبادت گزار ہے

حکایت

شنیدم کہ مردے براہ حجاز
میں نے سنا کہ ایک شخص حجاز کے راستے میں
چناں گرم رو و رطوبت حشری
فد کے راستے میں اس قدر تیز چلنے والا
باخر ز و سوا اس خاطر پر لیش
بالا فر طبیعت کو پریشان کر نیاے خیالات کی وجہ سے
بہ تلبیس ابلیس درجاہ رفت
شیطان کی مکاری کی وجہ سے وہ زمین چھین گیا

بہر خطوہ کردے دو رکعت نماز
ہر قدم پر دو رکعت نماز پڑھتا
کہ خار مغیلاں نکندے ز پامی
کہ بیوں کے کانٹے پیر سے نہ نکالتا تھا
پسند آمدش در نظر کار خویش
اس کی نگاہ میں اس کو اپنا کام اچھا معلوم ہوا
کہ تتواں از میں خوب تر راہ رفت
کہ اس سے بہتر راستہ کوئی نہیں چل سکتا ہے

گرتش رحمت حق نہ در یافتے
اگر رحمت حق اس کو نہ آیتی
یکے ہاتھ از غیب آواز داد
ایک ہاتھ نے غیب سے پکارا
میں دار گر طلبتے کردہ
اگر تو نے عبادت کی ہے تو ٹھنڈ نہ کر
با حسانے آسودہ کردن دے
ایک دل کو احسان کے ذریعہ آرام پہنچانا

ما جو روزہ
فاقہ زدوں کے لیے
مزید مصیبت کا
سامان بنے وہ بیکار
ہے۔

ملا روزہ کا حاصل
تو یہ ہونا چاہیے کہ
بنیاد و پیر کا کھانا
کسی دوسرے
بھوکے کو کھلائے۔
ملا روزہ
کی وجہ سے جو

دوپہر کا
کھانا
بچے وہ
خود ہی
شام کو کھائے
میں باقی کی
صفائی آئینہ کی
صفائی سے بد چھا
بہتر ہے۔ پانی کی
صفائی دوسروں
کے لیے مفید
ہے تو عبادت
وہی بھلی ہے جس
سے دوسروں
کو بھی نائد
پہنچے۔

حکایت

بسمہنگ سلطان چنیں گفت زن
بادشاہ کے سپاہی کی بیوی نے کہا
بروتاز خوانت نصیبے دہند
جائے تاکہ دسترخوان سے تجھے بھی حصہ دیں
بگفتا بود مطبخ امروز سرد
اس نے کہا باورچی خانہ تو بجھنڈا ہو گا
زن از ناامیدی سرانداخت پیش
بیوی نے ناامیدی سے سر جھکا لیا
کہ سلطان ازیں روزہ کوئی چہ خات
بتا بادشاہ کو اس روزے سے کیا حاصل
خورندہ کہ خیرش بر آید ز دست
وہ روزہ خور جس کے ہاتھ سے بھلائی ہو
مسلم کسے را بود روزہ داشت
روزہ رکھنا اس کے لیے ٹھیک ہے
وگرنہ چہ حاجت کہ زحمت بری
ورنہ کیا ضرورت ہے کہ تو تکلیف اٹھائے
خیالات ناوان خلوت نشین
گوشہ نشین ناوان کے خیالات
صفائیت در آب و آئینہ نیز
صفائی پانی میں بھیجے اور آئینہ میں بھی

کہ خیزاے مبارک و در رزق زن
کراے بابرکت اٹھ اور رزق کا دروازہ کھٹکھٹا
کہ فرزند گانت بسختی درند
کیونکہ تیری اولاد مصیبت میں ہے
کہ سلطان شب نیت روزہ کرد
کیونکہ بادشاہ نے رات سے روزہ کی نیت کی ہے
ہم ہی گفت با خود دل فاقہ ریش
فاقہ سے زخمی دل اپنے آپ سے کہتی تھی
کہ افطار را وعید طفلان ماست
کیونکہ اس کا افطار کرنا ہمارے بچوں کی عید ہے
بہ از صائم الدہر دنیا پرست
دنیا پرست تمام عمر کے روزے رکھنے والے سے بہتر ہے
کہ در اندہ را و ہدنان چاشت
جو کسی عاجز کو دوپہر کی دلی کھلائے
ز خود باز گیری و ہم خود خوری
اپنے آپ ہی سے لے اور خود ہی کھلائے
بہم برکت عاقبت کفر و دین
کفر اور دین کا انجام یکساں کر دیتے ہیں
ولیکن طیف را بساید تمیز
لیکن صفائی میں تیسرے کرنی چاہیے

حکایت کریم تنگ دست با سائل

ایک تنگ دست کسی کا سائل کے ساتھ قصہ

یکے را کریم بود و قوت نہ بود
ایک شخص میں سخاوت کتنی طاقت نہ تھی

کہ سفند خداوند مستی مباد
خدا کرے کوئی کمینہ ماندار نہ ہو

کسے را کہ ہمت بلند او فتد
جس کسی کی ہمت بلند ہوتی ہے

چو سیلاب ریزاں کہ بر کو ہسار
جیسا کہ بہنے والا سیلاب کہ پساڑ پر

نہ در خورد سرمایہ کردے کریم
وہ سرمایہ کے حساب سے سخاوت نہ کرتا

برش تنگ دستے دو حرفے نبشت
ایک تنگ دست نے اس کو مختصر لکھا :-

یکے دست گرم بچندے درم
ایک بار چند درم دے کر میری دستگیری کر

بحشم اندرش قدر چیزے نبود
اتفاق کی نگاہ میں کسی چیز کی قدر نہ تھی

بخصمان بندی فرستاد مرد
قیدی کے مخالفوں کے پاس اس مرد خدا نے پیغام بھیجا

بدارید چندان کف از دامنش
کچھ دنوں کے لیے اس کے دامن سے ہاتھ ہٹا لو

وز آنجا بزندان و راند کہ خیز
اور اس جگہ سے وہ قید خانہ میں پہنچا کہ اٹھ!

چو کنجشک در باز دید از قفس
چڑیا جب پتھر کا دروازہ کھلا دیکھے

چو باد صبا زان زمین سیر کرد
پروا کی طرح اس سرزمین سے چل دیا

گرفتند حالے جواں مرد را
انہوں نے فوراً اس سخی کو گرفت کر لیا

چو بچارگاں راہ زنداں گرفت
عاجزوں کی طرح اس نے قید خانہ کا راستہ لیا

کف افش بقتدر مروت نبود
اس کا روزیہ سخاوت کی بقتدر نہ تھا

جواں مرد را تنگ دستی مباد
سخی کو کبھی تنگ دستی نہ ہو

مراوش کم اندر کمند او فتد
اس کا مقصد بہت کم رستی میں پھنستا ہے

نگیرد ہی بر بلندی قرار
اونچائی پر نہیں ٹھہرتا ہے

تنگ مایہ بودے ازیں لاجرم
اسی وجہ سے لامحالہ تنگ دست رہتا

کہ اے خوب فرجام فرخ سرشت
کہ اے نیک انجام مبارک طبیعت

کہ چند است تا من بزنداں درم
کیونکہ میں چند دن سے قید میں پڑا ہوں

ولیکن بدتش پیشینے نبود
لیکن اس کے ہاتھ میں کوئی پیسہ نہ تھا

کہ اے نیک نامان آزاد مرد
کہ اے ایک آزاد مرد کے بارے میں نیک نام لوگو

وگر میگز و ضماں بر منش
اور اگر وہ بھاگ جائے گا تو میں ذمہ دار ہوں

وزیں شہر تائے داری گریز
اور جتنا بھی بھاگ سکے اس شہر سے بھاگ جا

قرارش نبود اندر و یک نفس
تو اس کو ایک سانس کے پو بھی اس میں قرار نہیں آتا

نہ سیرے کہ بادشہ رسیدے بگرد
ایسی رفتار سے نہیں کہ ہوا بھی اس کی گرد کو پہنچ سکے

کہ حاصل کنی سیم یا مرد را
کہ تو چاندی یا اس آدمی کو لا

کہ مرغ از قفس رفتہ نتواں گرفت
کیونکہ چڑی سے بھاگا ہوا پرند پکڑ نہیں جاسکتا

۱۔ کیونکہ اس کے مقاصد بھی بلند ہونے میں تو وہ بہت کم حاصل ہونے ہیں۔

۲۔ بلند ہمت انسان کی مثال پہاڑ کی سی ہے اور مقاصد پہنچنے والے سیلاب کی طرح ہیں۔

۳۔ یعنی آدمی سے زیادہ داد و دہش کرتا تھا۔

۴۔ اس کے لیے قہنی

۵۔ یعنی چیز خراج کر ڈالتا لیکن اس کے پاس کچھ نہ تھا۔

۶۔ یعنی کچھ دن کے لئے اسکو قید سے آزاد کر دے۔

۷۔ یعنی اس آزاد قیدی کو تو اب وہ نہ لاسکتا تھا۔

۱۰۔

شنیدم کہ در جس چیدے بماند
میں نے سنا ہے کہ کچھ دن قید خانہ میں رہا
زمانہا نیا سود و شبہا نخت
بہت دنوں تک نہ آرام کیا نہ راتوں کو سویا
نہ پیدا رمت مال مردم خوری
برایہ خیال تو نہیں ہو سکتا کہ تو نے کسی کا مال مارا ہے
بگفتا کہ ہاں اے مبارک نفس
اس نے کہا ہاں بابرکت سانس والے
کے ناتواں دیدم از بند ریش
میں نے ایک کمزور کو قید سے زخمی دیکھا
ندیدم بنزدیک دانش پسند
عقل کی رو سے تجھے یہ بات پسند نہ آئی
بمرد آخر و نیک نامی مرد
انجام کا روہ مر گیا اور نیک نامی لے گیا
تن زندہ دل خفته در زیر گل
زندہ دل جسم مٹی کے نیچے سویا ہوا
دل زندہ ہرگز نگرود ہلاک
زندہ دل ہرگز ہلاک نہیں ہوتا

۱۔ ایک زندہ دل
انسان مگر مٹی دنیا
بھر کے زندہ مردہ
دلوں سے
بہتر ہے
یعنی
تیار ہوا
مٹا یعنی
حدیث میں بیان
کیا گیا ہے۔

نہ رقعہ منشیت و نہ سرا و خواند
نہ سفارش کے لیے خط لکھا اور نہ تسبیح یاد کی
برو پار سائے گزر کر دو گفت
دہاں سے ایک نیک آدمی گذرا اور اس نے کہا
چہ پیش آدیت تا بزنداں دری
کیا معاملہ پیش آیا کہ تو قید خانہ میں ہے
نخورم بحیلت گری مال کس
میں نے کھیلہ گری سے کسی کا مال نہیں کھایا ہے
خلاصش ندیدم بجز بند خویش
میں نے اس کی رہائی بجز اپنی قید کے نہ دیکھی
من آسودہ و دیگرے پائے بند
کہ میں آرام سے ہوں اور دوسرا قیدی ہو
زہے زندگانی کہ نامش مرد
کیا خوب زندگی ہے کہ اس کا نام نہ مرا
بہ از عالم زندہ مردہ دل
ایک زندہ جہان سے بہتر ہے جو مردہ دل ہو
تن زندہ دل گریب در حد باک
زندہ دل جسم اگر مر جائے تو کیا مضائقہ ہے

حکایت در معنی احسان با خلق خدا

کے دریا ہاں سگ نشہ یافت
ایک شخص نے ایک پیاسے کتے کو جھگڑتیاں پایا
کلہ دلو کرداں پسندیدہ کیش
اس پسندیدہ طبیعت نے ٹوپی کا ٹوڈل بنایا
بخدمت میاں بست و باز و کشاد
خدمت کے لیے کمر باندھی اور باز و کھولا
خبر داد پیغمبر از حال مرد
اس شخص نے حال کی پیغمبر نے خبر دی
الا گر جفا کاری اندیشہ کن
خبردار اگر تو ظالم ہے تو مقرر
کسے با سگے نیکوئی گم نہ کرد
کسی شخص نے کتے کے ساتھ نیکی کو بھی منہ اٹھ نہیں کیا

بروں از رفق در حیا تش نیافت
اس کی زندگی میں آخری سانس سے زیادہ کچھ نہ پایا
چو جیل اندراں بستہ دستار خویش
اپنی پگڑی کو اس میں رسی کی طرح باندھا
سگ ناتواں را دے آب واد
کمزور کتے کو تھوڑا سا پانی دیا۔
کہ داور گناہان او عفو کرد
کہ خدا نے اس کے گناہ معاف کر دیے
کرم پیشہ گیر و وفا پیشہ کن
سخاوت کی عادت ڈال اور دین کو پیشہ بنا
کجا گم شود خبر با نیک مرد
تو نیک انسان کے ساتھ بھلائی کب منہ اٹھ ہوگی

گرم کن براں کت بر آید ز دست
گرم کر جس پر بھی تیرے ہاتھ سے ہو سکے
گرت در بیاہاں نباشد چہ
اگر جنگل میں تیرے ان کوئی کنواں نہ ہو
بقنطاریہ ز زنجش کردن ز گنج
خزانے میں سے بہت کچھ دیدنا
برد مر کے بار در خورد زور
طاقت کے مطابق ہر شخص بوجھ سے جاتا ہے
تو با خلق نیکی کن اے نیک بخت
اے نیک بخت! تو مخلوق کے ساتھ نیکی کر
گرازا یا در آید نمساند اسیر
اگر گر بھی پڑے تو قیدی نہ رہے گا
بازار سراں مدہ بر رہی
نوکر کو تکلیف دہ حکم نہ دے
چو تمکین و جاہت بود بر دوام
جب تیری قدرت اور مرتبہ ہمیشگی کے ساتھ ہو
کہ افتد کہ با جاہ و تمکین شود
اس لیے کہ ہو سکتا ہے وہ مرتبہ اور قدرت والا ہو جا
نصیحت شنو مردم نیک ہیں
نصیحت سننے والا نیک ہیں انسان
خداوند خرمین زیاں می کند
کھلیان کا مالک تباہی کرتا ہے
نترسد کہ نعمت بمسکین و بد
اس سے نہیں ڈرتا کہ خدا مسکین کو دولت دیک
بسا زور مند را کہ افتاد سخت
بہت سے طاقتور ہیں کہ وہ سخت گرے
دل زیر دستان نباید شکست
کمزوروں کا دل نہ توڑنا چاہیے

جہاں ہاں در خیر بر کس نہ بست
خدا نے نیکی کا دروازہ کسی پر بند نہیں فرمایا ہے
چرخ بنہ در زیارت ہے
تو کسی زیارت گاہ میں چراغ ہی رکھ دے
نہ چند انکہ دینارے از دست رنج
اتنا نہیں ہے جیسا کہ مزدور کی جانب سے ایک نیا
گر انست بائے لمخ پیش مور
چونٹی کے آگے ٹٹھ ہی کا پیر بھاری ہے
کہ فردا نیکر خدا بر تو سخت
تاکہ کل کو خدا مجھ پر سخت گیری نہ کرے
کہ افتاد گان را بود و ستگیر
جو کہ عاجزوں کا دستگیر ہو
کہ باشد کہ افتد بفرماں وری
کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ حاکم بن جائے
مکن زور بر مرد و ریش عام
تب بھی عام فقیر انسان پر زور نہ کر!
چو بسند کہ ناگاہ فرزیں شود
جیسا کہ پیادہ اچانک فرزیں ہو جاتا ہے
نپاشد و ریش دل خیم کیں
اس میں کوئی دل کینہ کا بیج نہیں بوتا
کہ بر خوشہ چیں سر گراں می کند
کہ بال چنے والے پر ناراض ہوتا ہے
وزاں بار غم بر دل این نہر
اور اس کے غم کا بوجھ اس کے دل پر رکھ دے
بس افتادہ را یاوری کرد بخت
بہت سے گرے ہوؤں کی نصیبہ نے مدد کی
مبادا کہ روزے شود زیر دست
نہو کہ کسی دن وہ خود کمزور ہو جائے

یعنی اگر مسکینوں
کے لیے کنواں نہیں
کھدوا سکتا ہے تو
رگزر پر چراغ ہی جلا دے
منا منگدست کو
تھوڑا دینے پر جو ثواب
مل جاتا ہے مال دانا
کو بہت کچھ خرچ کرنے
پر بھی وہ نہیں ملتا
یعنی سخی سے
اگر کوئی گناہ بھی
ہو گا تو
اللہ
اس
کو معاف
کر دیں گے
پیداوار
فرزیں شطرنج کے
مہروں کے نام ہیں
بعض چالوں میں
پیادہ فرزیں بن
جاتا ہے اور اس کو
وزیر کی حیثیت حاصل
ہو جاتی ہے
یہ نیک ہیں انسان
میں کسی کی طرف سے
کینہ نہیں ہوتا

حکایت

بر تندر وے خداوند مال
ایک مال دار بد مزاج کے پاس

بنالید و ریشے از ضعف حال
حالت کی کمزوری سے ایک درویش رو پڑا

نہ دنیا را دوش سپید دل نہ دانگ
سیاہ دل نے اس کو نہ دنیا را دیا نہ پیسہ
دل سائل از جور او خوں گرفت
نیکواری کا دل اس کے ظلم سے خون ہو گیا
توانگر ترش روی بارے چراست
مالدار اس وقت ترش رویوں ہے
بفرمود کو تہ نظر تا غلام
کو تاہ نظر نے حکم دے دیا چنانچہ نو کرنے
بہ ناکردن شکر پروردگار
خدا کا شکر نہ کرنے کی وجہ سے
بزرگیش سرور تباہی نہاد
اس کی بزرگی نے تباہی میں سردھرا
شقاوت برہنہ نشاندش جو سیر
بدبختی نے اس کو ہسن کی طرح نکلا کر بٹھایا
نشانیش قضا بر سر از فاقہ خاک
تقدیر نے اس کے سر پر فاقہ کی خاک اڑائی
سرایائے جالبش دگر گونہ گشت
اس کی پوری حالت دگر گون ہو گئی
غلامش بدست کریمے فتاد
اس کا غلام ایک سخی کے ہاتھ پڑا
بدیدار مسکین آشفتہ حال
پریشان حال مسکین کو دیکھ کر
شبانگہ یکے بردش لقمہ حبست
رات کے وقت ایک شخص نے اس کے دروازہ پر لقمہ بٹھا
بفرمود صاحب نظر بندہ را
رحم دل نے تو کو حکم دیا
چونزدیک بردش ز خواں بہرہ
جب تیرا دسترخوان سے حصہ اس کے پاس لیگیا
چونزدیک آمد بر خواجہ باز
جب مالک کے پاس لوٹ کر آیا
بسیار سال از فرختہ خوی
نبارک طبیعت آقائے دریافت کیسا

بہ عطار و ایک
ستارہ کا نام جو
آسمان کا خوشی کہلاتا
ہے قلم در سیاہی
نہادن کسی تحریر
کو قلمزد کردینا
باز گریز
کرتب سے ہے
اور تھیلیاں دکھاتا
ہو لیکن انجام کا
اس کے پاس کچھ
نہیں بتا
یہ کسی
پریشان
حال کی
پریشانی
دور کر کے اس کو
انتہائی خوشی ہوئی
تھی۔
مجبور وہ
فقر کو روٹی دینے
گیا تو ایک دم
سے چیخ مار کر
روئے لگا۔

بروز دس باری از طیرہ بانگ
بے عقل سے اس پر غصہ سے چیخ پڑا
سرازم غم بر آورد و گفت ای شلفت
غم سے سرا بھارا اور بولا، ہائے تعجب!
نگرمی تر سردر تلخے خواست
شاید وہ بھیک کی کڑواہٹ سے نہیں ڈرتا ہے
براندش بزاری وز جر تمام
ذلت اور پوری جھڑکی سے اس کو نکال دیا
شنیدم کہ برگشت از روزگار
میں نے سنا ہے اس سے زمانہ برگشتہ ہو گیا
عطار و سلم در سیاہی نہاد
عطار نے سیاہی میں قلم رکھا
نہ بارش را با کرد و دے بار گیر
نہ اس کا سامان چھوڑا نہ ہوجھ لادنے والا
مشعبد صفت کیسہ دوست پاک
باز گریز کی طرح اس کی تھیلی اور ہاتھ صاف ہو گیا
بگوش پس از مدتے برگزشت
اس کے بعد جب اس کی تباہی پر ایک زمانہ گزر گیا
توانگر دل و دست و روشن نہاد
جو دل اور ہاتھ کا مال دار اور روشن طبیعت تھا
چناں شاد بودے کہ مسکین مال
اس طرح خوش ہوتا تھا جیسا کہ مسکین مال کو دیکھ کر
ز سختی کشیدن قدمہاں سست
سختی جھیلنے کی وجہ سے اس کے قدم سست تھے
کہ خشنود کن مرد در ماندہ را
کہ تھکے ہوئے کو خوش کر دے
بر آورد بے خوشن نعرہ
اس نے بے خود ہو کر نعرہ مارا
عیال کرد اشکش بدیبا جہ راز
اس کے چہرے کے آنسوؤں نے راز کھل دیا
کہ اشکت ز جور کہ آمد بروی
کہ تیرے چہرے پر آنسو کس کے ظلم سے آئے ہیں

بگفت اندرونم بشورید سخت
اس نے کہا میرا دل سخت ہے چین ہو گیا
کہ مملوک وے بودم اندر قدیم
اس لیے کہ میں پہلے اس کا غلام تھا
چو کوتاہ شد دستش از عز و ناز
جب عزت اور ناز سے اس کا ہاتھ کوتاہ ہو گیا
بخندید و گفت اے سپر جو رنجست
وہ ہنسا اور بولا اے لڑکے ظلم نہیں ہے
ز آل تنگ روزیت بازار گاہ
کیا یہ وہی بد نصیب تاجر نہیں ہے
من آنم کہ آل روزم از دور براند
میں وہی ہوں کہ اس روز دروازے کو مجھے کھلادیا تھا
نگہ کرد باز آسماں سوئے من
آسمان نے دوبارہ میری طرف دیکھا
خدا از حکمت بند و درے
خدا اگر کسی مصیبت سے کوئی دروازہ بند کرتا ہے
بسا مفلس لے نوا سیر شد
بہت سے سرداران مفلس ہیں جو بیت بھرے ہوئے

بر احوال اس پر شوریدہ بخت
اس پریشان نصیب بڑھے کے احوال پر
خداوند الماک و اسباب و سیم
جو کہ جامدادوں اور سامانوں چاندی کا مالک تھا
کند دست خواہش بدر باران
تو سوال کا ہاتھ دروازوں پر پھیلاتا ہے
ستم بر کس از گردش دور نیست
زمانہ کی گردش کا کسی پر ظلم نہیں ہے
کہ بروے سراز کبر بر آسمان
جو چوکی وجہ سے آسمان پر سر رکھتا تھا
بروز منش دور گیتی نشاند
دور زمانہ نے اس کو میری حالت پر پہنچا دیا
فروشت گرد غم از روئے من
میرے چہرے سے غم کی گرد دھوئی
کشاید بفضل و کرم و کرم
توفیق و کرم سے دوسرا دروازہ کھول دیتا ہے
بسا کار منعزم ز برزیر شد
بہت سے مالداروں کا کام درہم برہم ہو گیا

حکایت

یکے سیرت نیک مرداں شنو،
ذرا نیک مردوں کی سیرت سن
کہ شبلی ز جانوت گندم فروش
کہ گندم فروش کی دکان سے شبلی
نگہ کرد مورے در غلہ دید
نگاہ دالی تو اس غلہ میں ایک چوٹی دیکھی
ز رحمت برو شب نیارست خفت
اس پر شفقت کی وجہ سے رات بھر نہ سو سکے
مروت نہ باشد کہ ایں مور ریش
انسانیت نہ ہوگی کہ اس پریشان چوٹی کو
درون پراگند گاہ جمع وار
پریشان لوگوں کے دل کو مطمئن کر

اگر نیک مردی و پاکیزہ رو
اگر تو نیک مرد اور نیک چلن ہے
بدہ بردان بنان گندم بدوش
بگہوں کا بورا کندھے پر رکھ کر گائوں میں لے گئے
کہ سرگشتہ از ہر طرف میدوید
جو پریشان ہر طرف سے دوڑ رہی تھی
با وائے خود بازش آورد و گفت
اس کو اس کے ٹھکانے پر واپس لے اور جو
پراگندہ گردانم از جائے خویش
اس کی جگہ سے اپریشان کروں
کہ جمعیتت باشد از روزگار
تاکہ زمانہ سے تجھے اطمینان ہو

۱۔ میں وہی بھکا
ہوں جس کو اس نے
دھکے دے کر کھلایا
تھا اب آج اس
پر وہ وقت ہے
جو پہلے میرے اوپر
تھا۔

۲۔ ایک
مشہور
بزرگ
گزر رہے ہیں

۳۔ جو حضرت جنید
بغدادی کے خلیفہ
تھے۔

۴۔ اس چوٹی کی
بے چینی کو دیکھ کر بے چین
ہو گئے۔

۵۔ یعنی چوٹی کو ملے ہو
بے ملکہ کرنا انسانیت نہیں ہے

چہ خوش گفت فردوسی پاک زاد
پاکت نسل فردوسی نے کیا اچھا کہا ہے
میا زار مورے کہ دانہ کشت
اس چوئی کو نہ ستا جو ایک دانہ کھینچنے والی ہے
سیاہ اندروں باشد و سنگدل
وہ سیاہ باطن اور سنگ دل ہے
مزن بر سر ناتواں دست زور
طاقت کا ہاتھ کمزور کے سر پر نہ مار
نہ بخشید بر حال پروانہ شمع
شمع نے پروانہ کے حال پر ترس نہ کھایا
گرفتہ نہ توانا توں ترے سے است
میں آتا ہوں بہت سے تجھ سے کمزور ہیں

ملک شاہنامہ کا
مصنف مشہور شاعر
ملک شمع کا
پھلنا اس کی برہمی
کی وجہ سے ہے
ملک داد و دہش
سے انسان اور

کہ رحمت برائے تربت پاک باد
خدا کرے اس قبر پر رحمت نازل ہو
کہ جاں دارد و جان شیریں خوشبخت
اس نے کہ وہ بھی جان رکھتی ہے اور جاری باقی
کہ خواہد کہ مورے شود و تنگدل
جو یہ چاہے کہ کوئی چوئی بھی تنگ دل ہو
کہ روزے بپائش درافتی چو مور
کہ کسی دن چوئی کی طرح اس کے پاؤں میں آئے گی
نگہ کن کہ چوں سوخت در پیش جمع
دیکھ مجمع میں کیسی جلی
توانا تر از تو ہم آخسر کے است
آخر کوئی تو تجھ سے زیادہ طاقتور ہے

گھارا ندر جواں مردی و نمرہ ال

بجائت سخاوت اور اس کے پھل کے بیان ہیں

بخشش اے پسر کا دی زادہ صید
اسے لئے بخش کر اس لیے کہ انسان کو شکار
عدو را بالطف گردن بہ بند
پہر یا نبول سے دشمن کی گردن باندھ
جو دشمن کرم بیند و لطف وجود
تجب دشمن بخش اور مہربانی اور سخاوت دیکھتا ہے
مکن بد کہ بد بینی از بار نیک
برائی نہ کر و نہ نیک دوست سے بھی برائی نہ کیجے گا
چو با دوست دشوار گیری و تنگ
جب تو دوست کے ساتھ سخت گیری اور تنگی کرے گا
و گر خواجہ با دشمنان نیک دوست
اور اگر خواجہ دشمنوں کے ساتھ نیک عادت ہے

دشمن جانور
کو
باندھ
جاسکتا ہے
دوستوں کے
ساتھ برائی کر دے
تو وہ بھی برائی سے
پیش آئیں گے
یعنی یہ بکری
رسی کی وجہ سے تیرے
پیچھے چل رہی ہے۔

با حصال توں کرد و وحشی لقب
احسان سے کیا جاسکتا ہے اور وحشی کو لقب
کہ توں بریدن بہ تیغ اس کمن
اس لیے کہ یہ رسی تلوار سے نہیں کاٹی جاسکتی ہے
نیاید و گر خبث از و در وجود
دوبارہ اس سے خباثت وجود میں نہیں آتی ہے
نروید ز خم بدی بار نیک
برائی کے تیغ سے اچھا پھل نہیں اُگتا ہے
نخواہد کہ بیند ترا نقش و رنگ
وہ نہیں چاہے گا کہ تیرا نقش اور رنگ دیکھے
بسے بر نیاید کہ گردند و دوست
زیادہ وقت نہ گزرے گا کہ وہ دوست بن جائیں گے

حکایت در معنی صید کردن و احسان

احسان کے درجہ دلوں کا شکار کرنے کے بیان ہیں

بتک در پیش گو سفندے دواں
ایک بکری اس کے پیچھے بھاگی چلی جا رہی تھی
کہ می آرد اندر پست کو سپند
جو بکری کو تیرے پیچھے لای رہی ہے

برہ درے پیشم آمد جواں
ایک استہ میں ایک نوجوان میرے سامنے آیا
بد و گفتم ایں رسیا نسبت و بند
میں نے اس سے کہا کہ یہ رسی اور بندش کی وجہ ہے

سنگ طوق و زنجیر از و باز کرد
اس نے فوراً اس کا پٹا اور زنجیر کھول دی
برہ ہچناں در پیش میسر و پید
راستہ پر اسی طرح اس کے پیچھے دوڑ رہی تھی
چو باز آمد از عیش و بازی بجای
جب وہ کھیل کود سے اپنی جگہ واپس لوٹا
نہ ایں لیسماں می بر و یا منش
رسی اس کو میرے ساتھ نہیں لے چلتی ہے
بلطفے کہ دیدست پیل و ماں
مہربانی جو مست ہاتھی نے دی تھی
بداں را نوازش کن اے نیکمرو
اے نیک مرد! بدوں پر مہربانی کر
براں مرد کست دست و ندان یوز
اس شخص پر چیتے کے دانت کند ہو جاتے ہیں

چپ و راست بونیدن آغاز کرد
اس نے بائیں اور دائیں طرف دوڑنا شروع کر دیا
کہ جو خوردہ بود از کف مرد و نوید
اس لیے کہ اس شخص کے ہاتھ سے جو ادنیٰ خوردہ کھائے ہو تھی
مرادید و گفت اے خداوند ای
مجھے دیکھا اور بولا اے صاحبِ راسخ
کہ احساں کند لیت در گردنش
بلکہ احسان اس کے گلے کی رسی ہے
نیار دمی جسد بر پیل باں
فیل مان پر حملہ نہیں کرتا ہے
کہ سگ پاس دارد چونان تو خورد
کیونکہ کتاب تیری روٹی کھاتا ہے تو تیری حفاظت کرتا ہے
کہ مالذہباں بر پیرش و روز
جس کے پیر پر وہ دو دن زبان ہل دیتا ہے

ماخوذ بوزن
دوید ہے جو کے
سبز چارے کو کہا
جہاں ہے۔
۲۰ فیل بان
چونکہ ہاتھ پر احسان
کرتا ہے
اس
بے
دستی
کی حالت میں
بھی اس پر حملہ
نہیں کرتا ہے۔
۲۱ چیتے کو پیر
کھلا کر ہلایا جاتا
ہے۔

حکایت درویش بارو باہ

کے روئے دید بدست و یای
ایک شخص نے ایک لومڑی کو بے ہاتھ پاؤں کے دیکھا
کہ چوں زندگانی بسر می برد
کہ وہ زندگی کیسے بسر کرتی ہے
دریں بود درویش شوریدہ رنگ
فقیر دیوانہ دار اسی میں بھتا۔
شغالے نگوں بخت را شیر خورد
بد بخت گیدڑ کو شیر نے کھا یا
وگر روز باز اتفانے فتاد
دوسرے دن بھی ایسا ہی اتفاق ہوا
یقین مرد را دیدہ بنیدہ کرد
یقین نے اس شخص کی آنکھیں کھول دیں
کزیں پس بکنے نشینم جو مور
کہ اس کے بعد چوٹی کی طرح ایک گوشہ میں بیٹھا ہوا دیکھا
زخداں فرو برد چندے عجیب
تھوڑے دنوں تک کھڑی گریبان میں لے رکھی

فروماند در صنع و لطف خدای
خدا کی کارگیری اور مہربانی میں حیران رہ گیا
بدیں دست و پا از کجای خورد
اچھے ہاتھ پر ہوتے ہوئے کہاں سے کھاتی ہے
کہ شیرے در آمد شغالے بچنگ
کہ ایک شیر ایک گیدڑ کو بچہ میں دبائے آیا
بماند اچہ رو باہ از وسیر خورد
جو بچا اس کو لومڑی نے پیٹ بھر کر کھایا
کہ روزی رساں قوت روزش بداد
کہ روزی پہنچا نیواسے نے اس کی خود ایک سکر پہنچا دی
شد و تکیہ بر آفرینندہ کرد
روانہ ہو گیا اور پیدا کرنے والے پر بھر دسہ کیا
کہ روزی نخوردند سیلاں بزور
اس لیے کہ ہاتھی بھی اپنی طاقت سے بل روزی نہیں کھاتے
کہ بخشندہ روزی فرستد ز عیب
کہ دینے والا عیب سے روزی بھیج دیتا

نہ برگانہ تیار خوردش نہ دوست
اس کا غم نہ غم نہ کیا نہ کسی دوست نے
چو صبرش نہ انداز ضعیفی و ہوش
جب ضعف کی وجہ اس کا صبر اور ہوش نہ رہا
بروشیر درندہ باش اے دغل
اے کینہ جا اور بھاڑنے والا شیر بن
چناں سستی کن کنز تو ماند چوشیر
ایسی کوشش کر کہ شیر کی طرح تجھے پچ رہے
چوشیراں کرا گردن قربہ است
جس کی گردن شیروں کی طرح موٹی ہو
چنگ آرو بادگیراں نوش کن
ہنچہ میں لا اور دوسروں کو کھلا
بخورتا توانی بازوئے خویش
جب تک ہو سکے اپنے بازو کے ذریعہ کھا
چو مرداں بر رنج و راحت رساں
مردوں کی طرح تکلیف اٹھا اور آرام پہنچا
برو دست گیر اے نصیحت پذیر
اے نصیحت کو قبول کر بولے جا اور دستگیری کر
خدا را براں بندہ بخشایش ست
اس بندہ پر خدا کی مہربانی ہو
کرم و رزواں سر کہ مغزے دروست
جس میں بھیجا ہے وہ کرم اختیار کرتا ہو
کسے نیک بلند بہر دو سراے
دونوں جہان میں وہ نیکی دیکھتا ہے

یعنی وہ سوکھ کر
سنار کی طرح بن گیا
متراد سے
مراد بازو ہے یعنی
جب تک تیرے
بازو میں
قوت
ہے۔
ایک
مرد کا کام بھی
ہے کہ دوسروں
کی خاطر تکلیف اٹھائے
دوسروں کی کمائی
کھانا بھجوا دینا ہو۔

چو چنگش رگ استخوان ماند و پوست
اس کی رگیں اور ہڈیاں رکھال سنار کی طرح ہو گئی
ز دیوار محرابش آمد بکوشش
دیوار کی محراب سے اس کے کان میں آیا
مینداز خود را چور و باہ شل
اپنے آپ کو نجی لومڑی کی طرح نہ ڈال
چور و بہ چہ باشی بوا ماندہ سیر
لومڑی کی طرح بچے ہوسرے کیوں پیٹ بھرتا ہو
گرافتد چور و بہ سکا سوے بہ است
اگر وہ لومڑی کی طرح پڑا رہے تو کتا اس سے بہتر ہو
نہ بر فضلہ دیگران کوشش کن
دوسروں کے بچے ہوتے ہر کان دھر
کہ سعیت بود در ترازوئے خویش
جب تک تیری کوشش تیری ترازو میں ہے
مختش خورد دوست رنج کساں
لوگوں کی محنت کی کمائی بھجوا کھاتا ہے
نہ خود را بفکین کہ دستم بکسر
نہ کہ اپنے آپ کو گرا دے کہ میری دستگیری کر
کہ خلق از وجودش در آساںش ست
جس کے وجود سے مخلوق کو راحت ہے
کہ دوں ہمتا نندے مغز پوست
کیونکہ کم ہمت لوگ بے گری کا چھلکا ہیں۔
کہ نیکی رساند بخلق خداے
جو خلق خدا کو نیکی پہنچاتا ہے

حکایت عابد خلیل

شنیدم کہ مردیست یا کثرہ بوعم
میں نے سنا کہ ایک شخص پاکرہ بوعم
من و چند سالوک صحرا نور د
میں اور چند سیاح بیابان طے کرنے والے
سر و چشم ہر یک بوسید و دست
اس نے ہر ایک کے سر اور آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر بوسہ دیا

شنا ساورہ رو در اقصائے روم
حق شناس اور سالک روم کے اطراف میں ہے
بر فتم قاصد بدیدار مرد
اس انسان کی زیارت کا قصد کر کے میں ہوں
تکبیر و عزت نشاند و شست
دقار اور عزت سے بٹھایا اور میوہ گیب

زرش دیدم و زرع شاگردخت
پس نے اس کا سونا اور کھیتی اور ذکر اور سامان دیکھا
بخلق و لطف گرم و سرد بود
اخلاق اور مہربانی میں بہت کیز انسان تھا

ہمہ شب نبودش قرار و ہجوع
اس کو تمام رات سکون اور نیند نہ آئی
سحر کہ میاں بست و در باز کرد
صبح کو اس نے کمر کسی اور دروازہ کھولا
یکے بندہ شیرین خوش طبع بود
ایک شیریں لطیف و خوش طبع تھا

صرا بوسہ گفتا بہ تصحیف وہ
اس نے کہا ہمیں بوسہ تصحیف کے ساتھ دیجیے
بخدمت منہ دست بر کفش من
خدمتگاری میں میرے جوتے نہ اٹھا

با تیار مرداں سبق بردہ اند
ایثار کی وجہ سے لوگ بازی لے گئے ہیں

ہمی دیدم از یاسبان تار
تار کے پاسبان کو کھتی میں نے ایسا ہی دیکھا
گرامت جو انمردی و ناں و ہیبت
شرافت سخاوت اور روٹی دینا ہے
قیامت کسے باشد اندر بہشت
قیامت میں بہشت میں وہ ہو گا۔

بمعنی تو اں کرد دعوی در ست
حقیقت سے دعویٰ کو ٹھیک کیا جاسکتا ہے

وے بے مروت چوبے بردخت
لیکن ایسا بے مروت جیسے بے پھن کا درخت

وے دیگر نش قوی سرد بود
لیکن اس کا چوٹا بہت ٹھنڈا تھا

تسبیح و تہلیل و مارا ز جوع
تسبیح اور تہلیل کی وجہ سے اور نہیں بھوک کی وجہ سے
ہماں لطف و دشمنہ آغاز کرد
گزشتہ رات کی سی مہربانی شروع کی

کہ با ما مسافر دراں ربح بود
جو اس سرزمین میں ہمارے ساتھ مسافر تھا

کہ درویش را تو شرا ز بوسہ بہ
اس دیے کہ فقیر کے لیے بوسہ تو شہ بہتر ہے
مراناں وہ و کفش بر سر بزن
مجھے روٹی دے اور سر پر جوتے مار

نہ شب زندہ داراں دل مردہ اند
شب زندہ دار لوگ مے ہوئے دل کے نہیں ہوتے ہیں

دل مردہ و چشم شب زندہ دار
دل مردہ اور آنکھ رات کو زندہ رکھنے والا

مقالات بہودہ طبل تہیست
بہودہ باتیں حالی ڈھول ہے

کہ معنی طلب کرد و دعویٰ بہشت
جس نے حقیقت طلب کی اور دعویٰ چھوڑ دیا

دم بے قدم تکیہ گا بہست سست
بے اصل باتیں کمر و ریشم کن ہے

حکایت حاتم طائی و صفت جوانمردی وے

بخیل اندر شش بادیاے چود و د
اس کے گھوڑوں میں دھنیں کی طرح ایک تیز دھوڑا

کہ بر برق بیشی گرفتے ہے
جو کہ بجلی سے بھی آگے بڑھ جاتا تھا

تو گفتی مگر ابر نیساں گذشت
تو یہ کہے گا کہ شاید بہار کے موسم کا ابر گذرا ہے

شنیدم در ایام حاتم کہ بود
میں نے سنا کہ حاتم کے زمانہ میں تھا

صبا سر عتے رعد بانگ ادھے
صبح کی ہی تیزی والا گرج کی آواز والا منکلی

بتیک ترالہ میر بخت بر کوہ و دشت
تجاک سے پہاڑ اور جنگل میں ادلے برساتا تھا

۱۔ مالدار تھا لیکن
بے پھل درخت کی
طرح بے فیض تھا۔
۲۔ یعنی مہانوں کے
لئے اس کے چھٹے پر
کبھی کھانا نہ پکتا تھا
۳۔ تصحیف کے
معنی ایک کلمہ کو نقطہ
بدل کر دوسرا کلمہ بنا کر
پڑھنا۔ بوسہ کی بات کا
اگر نقطہ نہ لگا اور یہ وہ
نقطہ کر دیتے جائیں تو
تو شہ بن جائے گا۔

۴۔ بھوکے
کو کھانا
نہ دیا
جائے
اور عظیم
کے لیے امتنا

۵۔ جوتوں پر ہاتھ
رکھا جائے اس سے

اس کو کیا فائدہ
بے شمار نہ رہا

۶۔ ایک علاقہ کی
تیز رفتاری

۷۔ اس کی ٹاپوں
کی آواز ایسا سما

۸۔ اندھ دتی تھی گویا
نر اتر اترے برس

رہے ہیں۔

کے سیل رفتار ہاموں نور و
ایک سیلاب کی سی چال جنگل طے کرنے والا
بگفتند مردان صاحب علوم
جانتے والے لوگوں نے کہیں

کہ ہمتائے او در کرم مرد نیست
کہ سخاوت میں اس جیسا کوئی نہیں ہو
بیاباں نور وے جو کشتی بر آب
اس طرح سے جنگل کو طے کرنے والا جیسا کہ پانی پر کشتی
بدستور دانا چنیں گفت شاہ
عقلمند وزیر سے بادشاہ نے یہ کہا

من از حاتم آل اسب تازی ترا
میں حاتم سے وہ تازی نسل کا گھوڑا

بدانم کہ دروے شکوہ مہیست
تو میں جانوں گا کہ اس میں بڑائی کی شان ہے
رسول خردمند عالم بے
طے کو جاننے والا عقلمند قاطع

زمین مردہ و ابر گریاں برو
زمین مردہ اور ابر اس پر رونے والا

بمنزل گہ حاتم آمد سرود
حاتم کی قیام گاہ پر اترنا ہوا

سماطے بیفکند و اسے بکشت
اس نے دسترخوان بچھا یا گھوڑا آذخ کیا

شب آنجا بودند و روز دگر
رات وہ اس جگہ ٹہرے اور دوسرے دن

ہمی گفت و حاتم پریشاں چوست
وہ کہہ رہا تھا اور حاتم پریشاں کی طرح پریشان تھا

کہ اے بہرہ ورمو بد نیک نام
اے نصیبہ ورنیک نام وانا

من آں باور قنار و دل دل شتاب
میں نے اسی ہوا کی سی قنار والے دل کی طرح دوڑنے کے

کہ وستم از دست باران و سیل
اس لیے کہ میں جانتا تھا کہ بارش اور بہاؤ کی وجہ سے

اس لیے کہ میں جانتا تھا کہ بارش اور بہاؤ کی وجہ سے

۱۔ یہ قاصدوں
کے پہنچنے کے وقت
کا بیان ہے یعنی
برسات کا موسم تھا
۲۔ ہم نے

پہلے شعر
کے
ہمی
گفت

کا فاعل قاصد
کو بنایا ہے ہذا
یہاں ایک لفظ
گفت جس کا فاعل
حاتم ہو گا مقدّماتنا
پڑے گا۔

کہ باد از پیش باز ماندے چو گرد
کہ ہوا بھی گرد کی طرح اس کے پیچھے رہ جاتی تھی
سخنہائے حاتم بسططان روم
حاتم کی باتیں سلطان روم سے

چو اسپش بچولان و ناورد نیست
اس کے گھوڑے جیسا بھاگنے میں اور جنگ میں کوئی نہیں ہو

کہ بالائے سیرش نیر و غراب
کہ اس کی رفتار سے زیادہ کوئی بھی نہیں اڑ سکتا ہے

کہ دعویٰ خجالت بود بے گناہ
کہ ڈینگیں ماننا یقیناً شرمندگی ہے

نخواہم گراؤ مکرمت کرد و داد
مانگوں گا اگر اس نے مہربانی کی اور دیدیا

وگر روکتد بانگ طبل تہیست
اور اگر اس نے انکار کیا تو خالی ڈھول کی آواز ہے

رواں کرو و وہ مرد ہمراہ وے
روانہ کر دیا اور وہ آدمی اس کے ہمراہ

صبا کروہ بار و گریاں درو
پھر روانے دو بارہ اس میں جان ڈالی

برآسود چوں شنہ بر زندہ رود
آرام پایا جیسا کہ کوئی پیسا سارواں نہ ہو

بدامن شکر داد شاں زر بکشت
ان کے دامن میں شکر دی اور سٹھی میں سونا

بگفت انجہ دانست صاحب خبر
قاصد کو جو معلوم تھا اس نے کہا

ز حسرت بدنداں ہمیکند دوست
حسرت کی وجہ سے دانستوں سے ہاتھ کاٹتا تھا

چرا پیش از نیم نگفتی پیام
تو نے اس سے پہلے مجھ سے پیغام کیوں نہ کہا

زہر شما دوش کردم کباب
گزشتہ رات تمہارے لیے کباب بنادیا ہے

نشايد شدن در چراگاہ خیل
گھوڑوں کی چراگاہ نہ جایا جاسکے گا۔

گھوڑوں کی چراگاہ نہ جایا جاسکے گا۔

بنوے دگر روی و راہم نبود
اور کسی قسم کی طرف میری توجہ اور راستہ نہ تھا
مروت ندیدم و راہین خویش
اپنے رسم و رواج کے مطابق میں نے انسانیت نہ سمجھی
مرانام باید در اتلیم فاش
مجھے لکھ میں آشکارا نام چاہیے
کساں را درم داد و تشریف و اب
ان لوگوں کو درہم اور خلعت اور گھوڑے دیے
خبر شد بروم از جواں مرد طے
کچھ کے تخی کی خبر بروم میں پہنچی
ز حاتم بدیں نکتہ را ضعی مشو
حاتم کے اس مختصر سے قصہ پر خوش نہ ہو

جزایں بردہ بارگاہم نبود
اس کے علاوہ میرے خیمہ کے دروازہ پر نہ تھا
کہ مہماں بخسید دل از فاقہ ریش
کہ مہماں فاقہ سے دل زخمی ہو کر سوئے
دگر مرکب نامور کو مباحش
گو پھر مشہور سواری نہ ہوں
طبعی است اخلاق نیکو نہ کسب
نیک اخلاق طبعی ہوتے ہیں نہ کہ کسبی
ہزار آفریں کرد بر طبع وے
اس نے اس کی طبیعت پر ہزار آفریں کہی۔
ازیں لغز ترا چراغے شنو
اس سے بھی زیادہ عجیب قصہ سن

حکایت درازمون پادشاہ من حاتم را بازاد مردی

ندانم کہ گفت ایں حکایت بمن
مجھے یہ یاد نہیں یہ حکایت مجھ سے کس نے کہی ہے
ز نام آوراں گوئے دولت ربود
ناموروں سے وہ دولت کی بازی جیت لے گیا تھا
تواں گفت آوراں سحاب کرم
اس کو بخشش کا بدل کہا جاسکتا تھا
کے نام حاتم بر دے برش
کوئی شخص حاتم کا نام اس کے سامنے نہ لیتا
کہ چند از مقالات آں باد سخن
کہ اس ہوا تو نے دے کی باتیں کتب تک
شنیدم کہ جسنے ملو کا نہ ساخت
میں نے سنا ہے کہ اس نے ایک شاہی جشن منایا
ور ذکر حاتم کسے باز کرد
کسی نے حاتم کے ذکر کا باب کھولا
حسد مرد را بر سر کینہ داشت
اس شخص کو حسد نے کینہ پر آمادہ کر دیا
کہ تاہست حاتم در ایام من
کہ جب تک میرے زمانہ میں حاتم ہے

کہ بودست فرماں دہے درین
کہ میں میں ایک بادشاہ تھا
کہ در گنج بخشی نظیرش نبود
اس لیے کہ خزانے بخش دینے میں اس کا نظیر نہ تھا
کہ دستش جو باران فشان دے درم
اس لیے کہ اس کے ہاتھ بارش کی طرح درہم برساتا
کہ سودا نرفتے از و در سرش
کہ اس کے سر میں عقیقہ نہ بھر جاتا
کہ نے ملک وارد نہ فرماں نہ گنج
جس کے پاس نہ ملک ہو نہ حکم ہے نہ خزانہ
چو جنگ اندراں بزم خلق نواخت
جنگ کی طرح اس مجلس میں مخلوق کو نوازا
دگر کس شت گفتن آغاز کرد
دوسرے نے اس کی تعریف کرنی شروع کر دی
یکے را بخوں خوردنش بر گماشت
ایک شخص کو اس کے قتل پر مقرر کر دیا
نخواہد بہ نیکی شدن نام من
میرا نام نیک نہ ہو سکے گا

۱۔ بناوٹ سے
نیک خلق نہیں آتی
ہے۔
۲۔ مشہور شخصوں
سے بھی زیادہ سخی
تھا۔

۳۔ حاتم کا نام
سنکر اس کو قصہ آجانا

۴۔ اس لیے کہ
اس کو
اپنے
سے زیادہ
سخی سمجھتا تھا
۵۔ ہوا تو نے
والا یعنی مفلس۔
۶۔ یعنی جس طرح
جنگ کی آواز سے
جملہ اہل مجلس خوش
ہوتے ہیں اسی طرح
سب کو خوش کر دیا۔

بلا جوئے راہِ بنی طے گرفت
 بلا ڈھونڈھنے والے نے بنی طے کا راستہ لیا
 جوانے برہ پیش باز آمدش
 ایک جوان نے راستہ میں اس کا استقبال کیا
 نکو روی و دانا و شیریں زباں
 خوب صورت اور عقلمند اور شیریں زبان
 کرم کرد و غم خورد و پوش نمود
 اس نے تکراف برتی اور غم خواری کی اور معافی چاہی
 نہادش سحر بوسہ بر دست و پای
 صبح کو اس کے ہاتھ پر پر چند بوسے دے
 بکھنا نیارم شد ایدر مقیم
 اس نے کہا میں اب مقیم نہیں رہ سکتا
 بگفت ار نہی بامن اندر میاں
 اس نے کہا اگر تو وہ ہمارے درمیان رکھے گا
 بمن دار گفت اے جوان مرد گوش
 اس نے کہا اے بہادر و حیاں لگا
 دریں بوم حاتم شناسی مگر
 شاید اس وطن میں تو حاتم کو جانتا ہو گا
 سرش یا و شاہ مین خواستست
 اس کا سر شاہ مین نے مانگا ہے
 گرم رہنمائی بدانجا کہ اوست
 اگر تو میری اس جگہ تک راہنمائی کرے جہاں وہ ہے
 بخندید برنا کہ حاتم منم
 جو جوان ہنسا کہ حاتم تو میں ہی ہوں
 نہاد کہ چوں صبح گرد و صفید
 یہ مناسبت نہیں کہ جب صبح روشن ہو جائے
 چو حاتم باز او کی سر نہاد
 جب حاتم نے آزادی سے سر رکھ دیا
 بخاک اندر افتاد و برلے جست
 زمین پر گر پڑا اور اٹھا
 بنیادخت شمتیر و ترکش نہاد
 تلوار بھینک دی اور ترکش رکھ دیا

یہ جوان کی
 صفات ہیں۔

یعنی مہمان نوازی
 میں اپنی کوتاہیوں کی
 معافی مانگتا ہے۔

مسائل
 مجھے
 بتائیں
 تیری مدد کروں
 گا۔

یعنی شاہ مین کے
 قاصد نے اس میراں کہا
 ۵ یعنی رات کی
 تاریکی میں اپنا کام
 کر کے چل دے۔

بگشتن جواں مرد را پے گرفت
 اس سہیلی کے قتل کے درپے ہو گیا
 کزو بوسے انسے فراز آمدش
 جس سے اس کو محبت کی بو آئی
 برخویش برد آں شیش میہماں
 وہ اس رات میں اس کو اپنے پاس مہمان بنا کر لے گیا
 بداندیش را دل بہ نیکی ربود
 نیکی سے بدخواہ کا دل اچک لیا
 کہ نزدیک ما چند روزے بیای
 کہ ہمارے پاس چند دن ٹھہر
 کہ در پیش دارم مہم عظیم
 اس لیے کہ تجھے ایک بڑا معاملہ درپیش ہے
 چو یاران یک دل بکو شمع بجای
 تو ایک دل دوستوں کی طرح میں پوری کوشش کروں گا
 کہ وانم جواں مرد را پردہ پوش
 اس لیے کہ میں جانتا ہوں بہادر پردہ پوش ہوتے ہیں
 کہ فرخندہ نامست و نیکو سیر
 جو کہ مبارک نام اور نیک سیرت ہے
 ندانم چه کیں در میاں خواستست
 مجھے معلوم نہیں کہ دووں میں کیا دشمنی ہے
 ہمیں چشم دارم ز لطف تو دوست
 تو دوست تیری ہر بات سے مجھے یہ توقع ہے
 سر اینک جدا کن بہ تیغ از تنم
 سر جوڑ ہے تلوار سے میرے تن سے جدا کرے
 گر اندت رسد باشوی نا امید
 تو مجھے کوئی نقصان پہنچے یا تو نا امید ہو
 جواں را برآمد خرویش از نہاد
 جوان کی ذات سے جینج نکلی
 گہش خاک بوسید و گہ پای دوست
 کبھی اس کی زمین چومی کبھی رہا تھ پر
 چو فرماں براں دست برکش نہاد
 فرماں برداروں کی طرح سینہ پر ہاتھ رکھا

کہ گریمن گلے برو جودت زخم
کہ اگر میں تیرے جسم پر ایک پھول بھی ماروں
وہ چشمش ہو سید و دربر گرفت
اس کی دوزن آنکھیں چو میں اور ہنسیگر ہوا
ملک در میان دو ابروئے مرو
بادشاہ اس مرد کی دونوں ابروؤں کے درمیان سے
بگفتش بیاتا چہ داری خبر
اس سے کہا کیا خبر رکھتا ہے
مگر بر تو نام آورے حملہ کرو
شاید تجھ پر نام آورے حملہ کر دیا
جواں مرد شاطر ز میں بوسہ داد
چالاک بہادر نے زمین کو بوسہ دیا
بد و گفت کاے شاہ باداد و ہوش
اس سے کہا اے بخشش اور ہوش دے بادشاہ
کہ دریا فتم حاتم نامجوی
میں نے نام آدر حاتم کو پایا
جواں مرد و صاحب خرد و دیدش
میں نے اس کو بہادر اور عقلمند دیکھا
مرا بار لطفش دوتا کرد و پشت
اس کی ہیرانی نے میری کمر دہری کر دی
بگفت انجہ دید از کرمہائے و
اس نے اس کے جو کرم دیکھے تھے بتائے
فرستادہ را دا و مہر و درم
قاصد کو اشرفیاں اور درم دیئے
مراورا رسد گر گواہی دہند
اس کو جن سے اگر لوگ یہ گواہی دیں۔

نہ مردم کہ در کیش مرداں زخم
تو میں مرد نہیں کہوں بلکہ مردوں کی شریعت میں عورت ہوں
وز آں جا طریق یمن بر گرفت
اور وہاں سے یمن کا راستہ لیا
بدانست حالے کہ کارے نکر و
فوراً جان گیا کہ اس نے کام نہیں کیا
چرا سمر نہ بستی بفتراک بر
شکار دان سے سر کیوں نہیں باندھا
نیا و روی از ضعف تاب نبرد
تو کمزوری سے لڑائی کی تاب نہ لایا
ملک راشنا گفت و تمکین نہاد
بادشاہ کی تعریف کی اور آداب بجا لایا
ازیں در سخنہائے حاتم نبوش
اس طرح حاتم کی باتیں سنیں
ہنرمند و خوش منظر و خوب روی
ہنر مند اور خوش منظر اور خوب نمونہ
ہمردانگی فوق خود و دیدش
اس کو بہادری میں اپنے سے زیادہ دیکھا
بشمش احسان و فضلہ بکشت
احسان اور بڑائی کی تلوار سے اس نے مجھے مار ڈالا
شہنشاہ شنا گفت بر آں طے
بادشاہ نے طے والوں کی تعریف کی
کہ مہرست بر نام حاتم کرم
کہ حاتم کے نام پر کرم کی مہر ہے
کہ معنی و آوازہ اش ہنرمند
کہ اس کی حقیقت اور شہرت ساتھ ساتھ ہیں

یعنی تجھ جیسے
شریف پر ہاتھ اٹھانا
مردوں کا کام نہیں
ہے۔
یعنی پیشانی
سے سمجھ گیا
مناظر اک چہرے
کا ایک تھیلان
سے آویزاں ہوتا
تھاجس میں شکار
کر کے ڈال لیتے تھے۔
اس
کی
تقریب
سمجھ کر تے
ہیں جیسی اس کی
شہرت ہے وہ حقیقت
و سیاہی ہے۔
یعنی آنحضرت
نے ایسا لشکر روانہ
کیا جو ان کے مسلمان
ہو جانے پر ان کو جنت
کی خوشخبری دے
اور نہ ماننے پر عذاب
سے ڈرائے۔

حکایت دختر حاتم در روز گریہ پیر علیہ الصلوٰۃ والسلام

نکر و ند نشور ایماں قبول
ایمان کا حکم نامہ منظور نہ کیا
گرفتند از ایشان گروہے اسیر
جس نے ان میں سے ایک جماعت کو قیدی بنا کر لے لیا

شنیدم کہ طے در زمان رسول
میں نے سنا ہے کہ قبیلہ طے آنحضرت کے زمانہ میں
فرستاد لشکر بشیر و نذیر
انھوں نے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا ایک لشکر روانہ کیا

بفسر مود کشتن بشمشیر کیس
غصہ کی تلوار سے مار ڈالنے کا انھوں نے حکم فرمایا
ز نے گفت من خست حاتم
ایک عورت نے کہا میں حاتم کی لڑکی ہوں
کرم کن بجائے من اے محترم
اے محترم! مجھ پر کرم کیجیے
بفرمان پیغمبر پاک رائے
پاک رائے پیغمبر کے حکم سے

یعنی لوگ
آنحضرت کے پاس
جا کر میری درخواست
پیش کر دیں
ملا چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
جزیہ اور اسلام کو انکار
کیا تھا لہذا ان
کے قتل کے لیے تلوار
سونت لی۔

یعنی آنحضرت
نے فرمایا کہ اس کی
نے اپنی قوم کے
ساتھ
شراف کا
ثبوت
اس لیے دیا
ہے کہ نتیجہ اور صحیح
جوہر کی ہے۔

دراں قوم باقی نہا دند تیغ
اس بقیہ قوم میں انھوں نے تلوار سونت لی
بزاری بشمشیر زن گفت زن
عورت نے جلا دے عاجزی سے کہا
مروت نہ بنیم ربائی ز بند
میں قید سے ربائی شرافت نہیں سمجھتی ہوں
ہمی گفت گریاں براخوان طے
طے کے بھائیوں پر روتے ہوئے وہ یہ کہہ رہی تھی
بخشیدش آں قوم و دیگر عطا
وہ قوم اس کو بخش دی اور پھر انعام دیا

میں دس درہم
کا وزن دو تولہ
سات ماشہ چار
مونگی ہوتا ہے
یعنی اگر میں
اس کی فرمائش کی
بعت ردیتا تو
میری سخاوت پر
دعوت آجاتا۔

کہ ناک بودند و ناپاک دیں
اس لئے کہ وہ بے باک اور ناپاک دین والے تھے
بخواہند ازیں نامور حاکم
اس نامور حاکم سے لوگ میری درخواست کریں
کہ مولائے من بود از اہل کرم
اس لیے کہ میرا باپ اہل کرم میں سے تھا
کشا دند ز بجرش از دست پای
اس کے ہاتھ پر سے زنجیر کھول دی
کہ راند سیلاب خوں بے دریغ
تا کہ بے دریغ ان کا خون بہا میں !
مرانیر با جملہ گردن بزن
سب کے ساتھ میری بھی گردن مار دے
بہ تنہا و یار انم اندر کند
اکیلی اور میرے ساتھی رتھی میں ہوں
بسمع رسول آمد آواز وے
رسول کے کان میں اس کی آواز آئی
کہ سرگز نکر و اصل و گوہر خطا
کہ گناہ اصل اور جوہر خطا نہیں کرتا جو

حکایت در آزاد مردی و حاتم و ذکر پادشاہ سلام

ز بنگاہ حاتم یکے پیر مرد
ایک بوڑھے نے حاتم کے خیمہ سے
ز راوی چنین یاد دارم خبر
بیان کر کے دے کی یہ بات مجھے یاد ہے
زن از خیمہ گفت ای چہ تدبیر بود
خیمہ سے عورت بولی یہ کیسا تدبیر تھی
شنید ای سخن نام بردارے طے
طے کے نامور نے یہ بات سنی
گرا و درخور حاجت خویش خواست
اگرچہ اس نے اپنی ضرورت کے مطابق مانگی
چو حاتم بازاد مردی و گر
حاتم جیسا سخی پھر

ق

طلب وہ درم سنگ فانیذ کرد
ز دس درہم کی بعت شکر مانگی
کہ پیش فرستاد تنگ شکر
کہ اس نے اس کے پاس شکر کا بورا بھیج دیا
ہماں وہ درم حاجت پیر بود
بوڑھے کی ضرورت تو دس درہم کی بعت تھی
بخندید و گفت اے دلآرام
ہنسنا اور بولا اے قبیلہ کے دل کی راحت
جواں مردی آل حاتم کجاست
تو حاتم کے چنانچہ ان کی سخاوت کہاں ہے
زدوران گیتی نیسا بد مگر
زمانہ کی گردش سے نہ پیدا ہوا، مگر

ابو بکر سعد آنکہ دست نوال
 ابو بکر بن سعد جس کی عقل کے ہاتھ کو
 رعیت پناہ دولت شاد باد
 اسے رعیت پناہ تیرا دل خوش رہے
 سہرا فرازد اس خاک فرخندہ بوم
 یہ خاک مبارک زمین فخر گری ہے
 چو حاتم کہ گریختے فروے
 حاتم کی طرح کہ اگر اس کی شان دسو گت نہوتی
 ثنا ماند ازاں نامور در کتاب
 کتاب میں اس نامور کی تعریف باقی ہے
 کہ حاتم بدان نام و آوازہ خواست
 اس لیے کہ حاتم نے تو اس سے نام اور شہرت چاہی
 تکلف بر مرد و روش نیست
 فقیر پر بناوٹ نہیں ہے
 کہ چند آنکہ جدت بود خیر کن
 کہ جن قدر تیری طاقت ہو بھلائی کر

نہد ہمتش بر وہان سوال
 اس کی ہمت سوال کے منہ پر رکھ دیتی ہے
 بسعت مسلمانی آباد باد
 تیری کوشش سے مسلمانی آباد ہو
 ز عدلت برا قلم یونان و روم
 تیرے انصاف کی وجہ سے یونان اور روم پر
 نبروے کس اندر جہاں نام طے
 تو دنیا میں کوئی طے کا نام بھی نہ لینا
 ترا ہم ثنا ماند و ہم ثواب
 تیری بھی تعریف اور ثواب باقی رہے گا
 ترا سعی و جد از برائے خداست
 تیری کوشش اور محنت خدا کے لیے ہے
 وصیت ہمیں یک سخن بیش نیست
 اس ایک بات سے زیادہ وصیت نہیں ہے
 ز تو خیر ماند ز سعدی سخن
 تیری نیکی باقی رہے گی اور سعدی کا کلام

یعنی ابو بکر عطا
 کا ہاتھ سائل کے
 منہ پر رکھ کر اس کو
 بند کر دیتا ہے
 تیری ذات
 گرامی سے شیراز کا
 مرتبہ یونان

۵۰

برصا ہوا ہے۔
 سلاخاوت سے
 حاتم کا مقصد
 نام آوری تھا تیرا
 مشارضا الہی ہے۔
 یعنی سعدی
 بے تکلف بات کہتا

حکایت در علم پادشاہاں

یکے راخرے در گل افتادہ بود
 ایک شخص کا گدھا کچھڑ میں پھنس گیا تھا
 بیابان و باران و سرما و سیل
 جنگل اور بارش اور جاڑا اور بھسا
 ہمہ شب در غصہ تا بامداد
 تمام رات صبح تک اس غصہ میں
 نہ دشمن برست از زبانش نہ دوست
 اس کی زبان سے نہ دشمن بچا نہ دوست بچا
 قضا شاہ کشور کے نام جوے
 خدا کا کرنا کہ ملک کا نامور بادشاہ
 شنید آل سخنہائے دور از صواب
 بادشاہ نے وہ غلط باتیں سنیں
 نگہ کرد سالار اقلیم وید
 اس نے نگاہ ڈالی ملک کے بادشاہ کو دیکھا۔

ز سوداں خوں در دل افتادہ بود
 غصہ سے اس کے دل میں خون پڑ گیا تھا
 فرومشتہ ظلمت بر آفاق ذیل
 تاریکی اطراف پر دامن لٹکائے ہوئے
 سقط گفت و نفرین و دشنام داد
 بیہودہ بکتا رہا اور لعنت اور گالیاں دیتا رہا
 نہ سلطان کہ آں بوم و برزان اوست
 نہ بادشاہ اس لیے وہ جنگل اور زمین اسی کا تھا
 بہ نخر کہ بد بچوگان و گوے
 بہ پیشکار گاہ میں تھا مے پئے اور گیند کے
 نہ صبر شنیدن نہ روئے جواب
 جتنے سننے کا نہ اس کو صبر تھا نہ جواب کا موقع تھا
 کہ برشتہ ماجراے شنید
 کہ اس نے ٹیکہ پرست ماجرا سنا ہے

ملک شرمگین در شتم بنگرست
بادشاہ نے شرمگینوں کو دیکھا
کہ گفت شاہ بہ بخشش بزن
ایک بولا اے بادشاہ اس کو تلوار سے مار دے
نگہ کر و سلطان عالی محل
بلند مرتبہ بادشاہ نے نگاہ ڈالی
بخشید بر حال مسکین مرد
مسکین انسان کے حال پر بخشش کی
ز ریش واد و اسب و قبا کستیں
اس کو سونا دیا اور کھڑا اور پوشین کی قبا
کہ گفتش اے میرے عقل و ہوش
تو نے اس سے کہا اے بے عقل ہوش پوڑھے
اگر میں بنالیدم از در و خویش
اگر میں اپنے در کی وجہ سے نالاں ہوا
بدی را بدی سہل باشد جزا
برائی کا بدلہ برائی آسان ہے

ما اس نے
سب ہی کو گالیاں
دی ہیں۔
ملا انسان کا
کمال یہی ہے کہ
غصہ کے مقام پر
بھی پیار کا مہ
دے میں تو
مصیبت زدہ تھا
میرا واد بلا بھی دست
تھا اس

جو کچھ
کیا وہ
اس کی
شرافت کا تقاضا تھا
سنا یعنی رنج
کی وجہ سے اس
کا سینہ جل رہا
تھا اور ٹھنڈی
آہیں بھر رہا تھا۔
یہ یعنی اس
کی آہیں ایک
اندھے نے سن لیں۔

کہ سودائے این برمن از بہر طبعیت
کہ اس کا غصہ مجھ پر کیوں ہے
کہ نگذاشت کس را نہ و ختر نہ زن
اس لیے کہ اس نے کسی کو نہ چھوڑا نہ لڑکے کو نہ بیوی کو
خودش در بلا دید و خرد و ر و عل
اس کو مصیبت میں دیکھا اور گدھے کو کچھڑ میں
فرو خورد و شتم سخنہائے سر و
نامناسب باتوں کے غصہ کو بیگیا
چہ نیکو بود و مہر و در وقت کیں
غصہ کے وقت پیار کیسا ہی بھلا ہے
عجب رستی از قتل گفتا خروش
قتل سے خوب بچا، وہ بولا چپ رہ
وے انعام فرمود در خورد و خویش
اس نے اپنے مناسب انعام دیا
اگر مردی احسن الی من آسا
اگر تو انسان ہو تو اس کے ساتھ جسا کر جس نے برا کیا

حکایت توانگر سفلہ و درویش صاحب دل

در خانہ بر روئے سائل بہ نسبت
بھکاری بد دروازہ بند کر دیا
جگر گرم و آہ از تن سینہ سر و
اس حال میں کہ جگر گرم اور سینہ کی جلنے سے آہ ٹھنڈی مٹی
بگفتا چہ در تابت آور و چشم
اس نے کہا تجھے گرمی اور غصہ میں کس چیز نے مبتلا کیا
جفائے کزاں شخصش آمد بر دے
اس ظلم کو جو اس شخص سے اس پر ہوا تھا
یک امشب بنزد من افطار کن
ایک یہ کہ آج رات میرے پاس افطار کر
بمنزل در آور و ر و خواں کشید
اس کو گھر میں لایا اور دسترخوان بچھایا
بگفت ایزدت روشنائی و باد
کہا خدا تجھے مینائی عنایت دے

شنیدم کہ مغرورے از کبرست
میں نے سنا کہ ایک مغرور نے جو کبر سے مست تھا
بکنجے فرو ماند و نشست مرد
وہ بھکاری ٹھک کر ایک گوشے میں بیٹھ گیا
شنیدش کہ مرد پوشیدہ چشم
اس کو ایک اندھے نے سنا
فرو گفت و بگرست بر خاک کوئے
اس نے بیان کیا اور رو دیا کوہ کی خاک پر
بگفت اے فلاں ترک آزار کن
وہ بولا اے فلاں رنج ختم کر!
مخلوق و فریش گریہاں کشید
اخلاق اور تدبیر سے اس کا گریہ بیان کھینچا۔
بر آسود و درویش روشن نہاد
روشن طبیعت درویش نے پیٹ بھرا

شب از نرگش قطرہ چندے چکید
رات میں اس کی نرگس سے چند قطرے نپٹے
حکایت بشہر اندر افتاد و جوش
شہر میں قصہ اور جوش پھیلا

شنید ایں سخن خواجہ سنگدل
اس سنگدل صاحب نے یہ بات سنی

بگفتا حکایت کن اے نیک بخت
اس نے کہا نیک بخت بتا

کہ برکروت ایں شمع گیتی فروز
جہان کو روشن کرنے والی تیری یہ شمع کس نے روشن کر دی
تو کو تہ نظر بودی و سست را
تو کم نظر اور بد عقل تھا

بروئے من ایں در کسے کرو باز
میرے لئے یہ دروازہ اسی نے کھولا

اگر بوسہ بر خاک مرداں زنی
اگر تیرے بزرگوں کی خاک پر بوسہ دے گا

کسانیکہ پوشیدہ چشم دل اند
جو لوگ دل کے اندھے ہیں

چو برگشتہ دولت ملامت شنید
جب نصیب پھر سے نے ملامت سنی

کہ شہباز من صید دام تو شد
کہ میرا شہباز تیرے جال کا شکار بن گیا

کسے چوں بدست آورد جڑہ باز
وہ شخص کس طرح سے شہباز کو پکڑ سکتا ہے

سحر دیدہ بر کرد و دنیا بدید
صبح اس نے آنکھ کھولی اور دنیا کو دیکھا

کہ بے دیدہ ویدہ بر کرد و دوش
کہ گزشتہ رات ایک اندھا بینا ہو گیا ہے

کہ برگشت درویش از و تنگدل
جس سے تنگدل ہو کر درویش واپس ہوا تھا

کہ چوں سہل شد بر تو ایں کار سخت
کہ یہ سخت کام تجھ پر کیسے آسان ہو گیا

بگفت اے ستمکارہ آشفتم روز
اس نے کہا اے ظالم پریشان زمانہ

کہ مشغول گشتی بچہ دار ہما
کہ بچہ دار کے بدلے اُتو میں پھنس گیا

کہ کردی تو بر روی او در فراز
جس پر رونے دروازہ بند کیا تھا

بمردی کہ پیش آیدت روشنی
بزرگی کی قسم تیرے سامنے روشنی آئیگی

ہمسانا کز یں تو تیا غافلند
وہی اس تو نیسا سے غافل ہیں

سرا انگشت حسرت بدنداں گزید
حسرت کی انگلی دانتوں سے کاٹی

مرا بود دولت ہنام تو شد
دولت میری تھی تیرے نام ہو گئی

فرو بردہ چوں موش دندان باز
جو چوہے کی طرح حرص میں دانت گاڑے ہو

گفتار اندر دلداری خلق تا برسند بابل دے

ز خدمت مکن یک زباں غافل
تو خدمت سے تھوڑی دیر کیلئے بھی غفلت نہ کر

کہ یکروزت افتد ہمائے بدام
تاکہ کسی روز ہمتیرے جال میں آجائے

امید است نا کہ کہ صیدے کنی
امید ہے کہ تو اچانک شکار کرے گا

اَلَا گر طلب کار اہل دلی
آگاہ! اگر کوئی صاحب دل کا طلبگار ہے

خورش وہ بدراج و کبک و حمام
نیز آدر کبوتر کو دانہ ڈال!

چو ہر گوشہ تیرے نیاز منگنی
جب تو عاجزی کا تیرے ہر طرف چلائے گا

یعنی آنکھوں
سے کچھ پانی پیا۔
یعنی وہاں

لے اس درویش
کو نکال کر دروازہ

بند کر لیا تھا اس
اندھے کے پاس

پہنچا اور بولا تیری
مشکل کیسے حل ہوگی

یعنی دنیا
کے لالچ کی وجہ سے

ایک بزرگ کو
گھر سے نکال دیا۔

بزرگوں
کی

خاک
کو بوسہ

دینے سے
دل روشن ہو جائے

ہیں۔
جو ہما کو

پھانسا چلے گا
اس کو دوسرے

پرندوں کو بھی
دانہ چکانا پڑے گا

اچھے بزرگ
ظاہر داروں میں

لے جلتے ہوئے
ہیں۔

دُرسے ہم بر آید ر چندیں صدف
بہت سی سپیوں میں سے کوئی موتی بھی نکل آتا ہے

ز صد جو بہ آید یکے بر ہدف
تنو تیروں میں سے کوئی نشانہ پر بیٹھتا ہے

حکایت دریں معنی

قصہ اسی بیان میں

یکے را پس گم شد از را حسلہ
منزل سے ایک شخص کا لٹکا گم ہو گیا
ز ہر خمیہ پر رسید و ہر سوشتا فت
ہر خمیہ میں پوچھا اور ہر جانب دوڑا
چو آمد بر مردم کار و اواں
جب قافلہ کے آدمیوں کے پاس پہنچا
ندانی کہ چوں راہ بروم بدوست
مجھے معلوم نہیں کہ میں دوست تک کیسے پہنچا
مشایخ بجاں طالب ہر کسند
بزرگ دل سے ہر شخص کے طالب ہوتے ہیں
برند از برائے دے بار بار
ایک سال کی خاطر بہت بوجھا ٹھاتے ہیں

یعنی ہر شخص
کو اپنا لٹکا سمجھ کر
تحقیق کرتا تھا
تب لٹکا ملا۔
یعنی ہر کس
ناکس کی خدمت
کرنی پڑتی ہے جب
کسی کس تک پہنچتے
ہیں۔

یعنی
محبوب
کی
خاطر
رقیبوں کو
سہنا پڑتا ہے۔
یعنی صبر کا دل

عشق میں خون ہو
وہ اتار کی طرح ہلنا
ہو سنا کر کے دانے
جب سرخ ہو جائے
ہیں تو جھلکا پھٹ
جانا ہے گویا وہ
اس کا ہنسنا ہے۔

حکایت ہمدیں معنی

قصہ اسی بیان میں

ز تاج ملک زاوہ در مناسخ
پڑاؤ میں ایک شہزادے کے تاج سے
پدر گفتش اندر شب تیرہ رنگ
تاریک رات میں باپ نے اس سے کہا
ہمہ سنگھا گوش داراے پسر
اے لٹکے! سب پتھروں کی حفاظت کر
درا و باش پا کان شوریدہ رنگ
پراگندہ رنگ نیک لوگ رندوں میں
بعزت بخش بار ہر جا ہے
ہر جاہل کا بوجھ عزت سے برداشت کرنا
کسے را کہ بادوستے سرخوشست
کسی کو اگر کسی دوست سے عشق ہے
بدرد چو گل جامہ از دست خار
پھول کا کٹا کر کپڑے کانٹوں سے پھاڑتا ہے

شے لعل افتاد و رنگ لالہ
ایک بات میں ایک لعل پتھری زمین میں گر گیا
چہ دانی کہ گوہر کد امست و سنگ
مجھے کیا معلوم کہ گوہر کو نسا ہے اور پتھر کو نہ
کہ لعل از میانش نباشد بدر
اس لیے کہ لعل ان سے باہر نہ ہوگا
ہماں جلے تار یک لعل اند و سنگ
وہی اندھیری جگہ اور پتھر اور لعل ہیں
کہ افقی بسر وقت صاحب دلے
کسی وقت کسی صاحب دل تک پہنچ جائے گا۔
نہ بینی کہ چوں بار دشمن گشتست
کیا تو نہیں دیکھتا وہ دشمن کا بوجھ کیونکر برداشت کر لگا
کہ خوں در دل افتادہ خند و چو نار
بلکہ صبر کا دل خون میں ڈوبا ہو وہ اتار کی طرح ہنسنا ہے

غمِ جلد خور و رہو آئے یکے
ایک کی محبت میں بہت ہوں کا غم کھا
گرت خاکیاں شوریدہ سمر
اگر دیوانے گرتے پڑے تیری

ق تو سرگز میں شاں بچشم بند
تو تو ہرگز انہیں پسندیرگی کی نگاہ آئے نہ دیکھ
کے را کہ نزد یک طنت بد دوست
کسی ایسے شخص کے متعلق جو تیری نگاہ میں برا ہو
در معرفت ہر کسنا نیست باز
معرفت خداوندی کا دروازہ ان پر کھلا ہے

بسا تلخ عیشاں تلخی چشماں
بہت سے کڑی زندگی رکھنے والے کڑا بہت چھپے ہوئے
جو سی گرت عقل و تدبیر مست
اگر تجھ میں عقل اور تدبیر ہے تو بوسہ دے

کہ روزے فرج یابد از شہر بند
اس لیے کہ وہ ایک ایک ن قید خانہ سے رہائی حاصل کرے
مسوزاں درخت گل اندر خریف
خزاں میں پھولوں کے درخت کو نہ جلا

مراعات صد کن برائے یکے
ایک کی وجہ سے سو کی رعایت کر
حقیر و فقیر اند اندر نظر
نظر میں ذلیل اور محتاج ہیں

کہ ایشاں پسندیدہ حق بند
اس لیے کہ ان کا پسندیدہ حق ہونا کافی ہے
چہ دانی کہ صاحب ولایت خود دوست
تجھے کیسے معلوم کہ وہ صاحب ولایت ہو
کہ در ہاست بر روی ایشاں فراز
جن پر لوگوں کے دروازے بند ہیں

کہ آیت در حلقہ دامن کشاں
فاخرہ لباس میں دامن کھینچے ہوئے آئیں گے
ملک را نوا در نواخانہ دست
شہزادے کے ہاتھ کو قید خانہ میں

بلندیت بخشید جو گرد و بلند
جب بلند ہوگا تو تجھے بلند ہی بخشے گا
کہ در نو بہارت نماید طریف
کیونکہ نو بہار میں تجھے تازہ نظر آئے گا۔

حکایت پدر بخیل و فرزند لا اباالی

ایک زمرہ خرچ کردن نداشت
ایک شخص خرچ کرنے کا پتہ نہ رکھتا تھا
نخور دے کہ خاطر بیا سایدش
وہ نہ کھاتا کہ اپنے آپ کو آرام پہنچائے
شب و روز در بند ز بود و سیم
دن رات سونے چاندی کی منکر میں تھا
بدانست روزے پسور میں
ایک دن لٹکے پوشید مقام سے دیکھ لیا
ز خاکش بر آورد و برباد داد
اُس نے زمین سے نکال لیا اور برباد کر دیا
جواں مرد را ز رقتائے نکر و
جواں لڑکے کے پاس سونا نہ ٹکا۔

ز رش بود و یارے خوردن نداشت
اس کے پاس مال تھا اور کھانے کی طاقت نہ رکھتا تھا
ندا دے کہ فردا بکار آیدش
نہ دیتا کہ کل کو اس کے کام آئے
زرو سیم در بند مرد سیم
سونا اور چاندی کینہ شخص کی قید میں تھا
کہ ممسک کجا کرد ز زرد ز میں
کہ بخیل نے سونا زمین میں کس جگہ رکھا ہو
شنیدم کہ سنگے در آنجا نہاد
میں نے سنا کہ ایک پتھر اس جگہ رکھ دیا
بیک دستش آمد بد لیر بخور و
ایک ہاتھ سے اس کے پاس آبا دوسرے سے اڑا دیا

یعنی دنیاوی
زندگیوں میں جنھوں
نے مصائب جھیلے
ہیں جنت میں فاخرہ
لباس میں ہوں
گے۔
یعنی
جب
وہ معنوب
ہو تو اس کے
ساتھ احسان کر
تا کہ اقتدار پر آنے
کے بعد تجھے نامدہ
پہنچائے۔

کزیں کم ز نے بود تا پاک رو
ایسا فصول آفرید اور بد وضع بخت
نہا وہ پدر جنگ در نائے خویش
باپ نے شہر حلق میں رکھا

پدر زار و گریاں ہمہ شب نخت
باپ روتے دہوتے تمام رات نہ سویا
زار زہر خوردن بوداے پدر
ابے باپ سونا خرچ کے لیے ہوتا ہے
زار ز سنگ خارا بروں آورد
سنگ خارا سے سونا نکالتے ہیں

زار اندر کھن مرو دنیا پرست
دنیا پرست کی پھیلکی میں سونا

چو در زندگانی بدی با عیال
جب تو زندگی میں متعلقین کے ساتھ برا ہے

چو چشمار و آنکہ خوردند از تو سیر
تو چشمار کی طرح وہ تجھ سے پیٹ بھر کر کھائیں گے
بخیل تو انگر بدینار و سیم
مالدار بخیل اشرافیوں اور چاندی پر

ازاں ساہامی بماند ز رش
اسی واسطے برسوں اس کا روپیہ رہتا ہو
سنگ اجل ناگہن بشکند
موت کے پتھر سے اچانک اس کو توڑیں گے

پس از بردن و گرد کردن چومور
لے جلنے اور چوٹی کی طرح جمع کرنے کے بعد
سخنہائے سعدی مثالست و پند
سعدی کی باتیں مثال اور نصیحت ہیں

در بغیست ازس روئے بر تافتن
ان سے منہ موڑنا افسوسناک ہے

یعنی حلق سے
رونے کی آوازیں
نکلنے لگا۔

سونا پتھر
کی رگوں میں سے
نکالا جاتا ہے۔

چشمہ رو وہ
ڈراؤنا نشان ہوتا
ہوتا ہے جو کھیتوں
پر جانوروں کو
ڈرنے کے لیے کاٹھا
جاتا ہے۔

مکھنوں
ہے کہ

خزانہ پرست
سانب کا

پتلا بنا کر جادو کرنا
جاتا ہے جو خزانہ
نکلنے والے کو

ازدہانظر آتا ہے
۵۔ دانگ و دم

کا چھٹا حصہ ہوتا
تھا اور دم ۳ تہ

۲ ماشہ ہم لامڑی
کا ہوتا تھا۔

کلا ہش بہا زار و میسر گرو
کراس کی ٹوپی اور سنگی بازار میں گروی رہتی تھی
پسر چنگی و نائی آورد پیش
لڑکے نے ستارا و شہنائی بجانیا لوں کو سامنے بلایا
پسر با مداواں بخندید و گفت
لڑکا صبح کو ہنسا اور بولا

زہر نہادن چہ سنگ و چہ زر
رکھنے کے لیے پتھر اور سونا یکساں ہے

کہ بخشنند و پوشند و آساں خوردند
تاکہ دیں اور پشیں اور آرام سے کھائیں

ہنوز اے برادر سنگ اندرست
ابھی تک اے بھائی پتھر ہی کے اندر ہے

گرت مرگ خواهند از ایشان منال
اگر وہ تیرا مرنا چاہیں تو شکوہ نہ کر

کہ از بام پنجہ گزافتی بزیر
جبکہ تو پچاس گز کی نخت سے نیچے گرے گا

طلسمیست بالائے گنج مقیم
ایک جادو ہے جو خزانہ پر قائم ہے

کہ لہزد و طلسم چنیں بر سرش
کیونکہ اس طرح کا جادو اس پر ہی رہا ہے

باسودگی گنج قسمت کنند
آرام سے خزانہ بانٹیں گے

بخور پیش ازاں کت خورد کرم گور
اس سے پہلے کھائے کہ تجھے قبر کے کپڑے کھائیں

بکار آیدت گرشوی کار بند
تیرے کام آئیں گی اگر تو عمل کرے گا

کزیں روئے دولت توں یافتن
کیونکہ انہی سے دولت پائی جاسکتی ہے

حکایت احسان اندک و ثمرہ آل بے نہایت

جوانے بدائے کرم کردہ بود
ایک نوجوان نے ایک دانگ بخشا تھا
تمنائے پرے بر آوردہ بود
ایک بوڑھے کی تنہا پوری کی تھی

مجھے گرفت آسماں ناگہش
 اچانک آسمان نے اس کو ایک جرم میں گرفتار کر لیا
 تماشا کناں پر درو کوئے و بام
 تماشا کی دروازے اور کچے اور چھت تماشا دیکھتے تھے
 چو دید اندر آشوب درویش پر
 جب بوڑھے فقیر نے شور و فل میں دیکھا
 دلش بر جواں مرد مسکین نجست
 جواں مرد مسکین ہراس کا دل زخمی ہو گیا
 بر آورد زاری کہ سلطان برود
 رونے لگا کہ بادشاہ مر گیا ہے
 بہم برے سود دست دریغ
 آفسوس کا ہاتھ ہاتھ پر ملتا تھا
 بفریاد از ایشاں برآمد خروش
 ان کی فریاد سے شور پیدا ہو گیا
 پیادہ بسر تا دربار گاہ
 بارگاہ کے دروازے تک پیدل تیز
 جواں از میاں رفت و بردند پیر
 جوان در میان سے نکل گیا وہ بوڑھے کو لے گئے
 بہوش بر سید و ہدایت نمود
 اس کو دم کا زور دیا کیا اور رعب دکھایا
 چونیکست خوئے من و راستی
 جبکہ میری عادت نیک اور ٹھیک ہے
 بر آورد پیر دلاور زباں
 بہادر بوڑھے نے زبان کھولی
 بقول دروغیکہ سلطان برود
 اس جھوٹی بات کی وجہ سے کہ بادشاہ مر گیا
 ملک زیں حکایت چناں بر شگفت
 بادشاہ اس قصہ سے ایسا خوش ہوا
 وزیں جانب افتان و خیزان جواں
 اس جانب سے جواں گرتا پڑتا
 یکے گفتش از چار سوئے قصاص
 قصاص کے چور ہے سے ایک شخص نے کہا

فرستاد سلطان بکشتن گہش
 بادشاہ نے اس کو قتل گاہ میں بھیج دیا
 تنگا پوئے ترکان و جوش عوام
 سپاہیوں کی بھاگ دوڑ اور عوام کے جوش کا
 جواں را بدست چلا لوق اسیر
 جواں کو لوگوں کے ہاتھ میں قید کر دیا
 کہ بارے دل آوردہ بودش بدست
 کیونکہ ایک بار اس نے اس کا دل ہاتھ میں لیا تھا
 جہاں ماند و خوئے پستدیدہ برود
 دنیا رہ گئی اور وہ اچھی ماہ میں اپنے ساتھ لے گیا
 شنیدند ترکان آہختہ تیغ
 تلوار سونے ہوئے سپاہیوں نے سنا
 تبا نچہ زناں بر سر درو و دوش
 سر اور چہرہ اور کاندھے پیٹتے ہوئے
 و دیدند و بر تخت دیدند شاہ
 دوڑے اور انھوں نے بادشاہ کو تخت پر دیکھا
 بگردن بر تخت سلطان اسیر
 بادشاہ کے تخت پر گردن کے ذریعہ قیدی بنا کر
 کہ مرگ منت خواستن بر چہ بود
 کہ مجھے تیرا مرنا چاہتا کس بنا پر تھا؟
 بد مردم آخر چہرا خواستی
 آخر انسانوں کی بدخواہی تو نے کیوں کی
 کہ اے حلقہ درگوش حکمت جہاں
 کہ اے بادشاہ تیرا جہاں حلقہ بگوش ہے
 نمرودی و بے چارہ جاں برود
 تو کہ مرا اور وہ بے چارہ جان بچائے گیا
 کہ چیزش بنخشید و چہرے نگفت
 کہ اس کو کچھ دیا اور کچھ نہ تھا
 ہمی رفت و بیچارہ ہر سود و ال
 جا رہا تھا اور ہر جانب کو بھاگ رہا تھا
 چہ کردی کہ آمد بجانت حلاص
 تو نے کیا کیا کہ تیری جان کو چھٹکارا ملا۔

۱۔ تو میرے حریف
 کا خواہاں کیوں تھا
 ۲۔ اچھے بادشاہ
 کی موت
 کی تمنا
 کی خدائی

۳۔ عموں کا چور ہے
 قتل کرتے تھے تاکہ
 عبرت حاصل ہو۔

بگوشش فرو گفت کای ہوشمند
اس نے اس کے کان میں کہا اسے ہوشمند
کے تخیل و حناک ازاں می ہند
ایک شخص مٹی میں بیج اسی لئے ڈالتا ہے

جوے باز دار و بلائے درشت
مخت مصیبت کو ایک چال دیتا ہے
حدیث درست آخر از مصطفیٰ است
آخر آنحضرت کی حدیث صحیح ہے

عدو را نہ بینی دریں بقعہ پای
تو اس سرزمین میں دشمن کے قدم نہ دیکھے گا
بگیراے چہانے بروئے تو شاد
اے وہ بادشاہ کہ دنیا تیرے چہرے سے خوش ہوئے

کس از کس بد و بد تو بارے نبرد
تیرے دور میں کسی نے کسی سے تکلیف نہیں ٹھانی
توئی سایہ لطف حق بر ز میں
تو زمین پر اللہ کی مہربانی کا سایہ ہے

تراقتدراگر کس نہ داند چہ غم
اگر کوئی تیرا مرتبہ نہ جانتے تو کب غم ہے

یعنی ایک
شخص نے ایک ایک
کی وجہ سے مجھے
بچا دیا۔

یعنی صدقہ
بڑی مصیبت کو
ٹال دیتا ہے جیسا

کہ حضرت موسیٰ کی
معمولی لکڑی نے

عروج بن غنق کو فنا
کر ڈالا تھا۔

یعنی عقوبت

کمال ہے
ایک شخص نے

دونوں

جہانوں

کے لیے رحمت

ہیں ایسا ہی تو ہے

یہ اگر کسی

اچھی چیز کو لوگ

نہ جان سکیں تو

اس میں برائی نہیں

ہے۔ شب قدر

کس قدر فضیلتوں

بھری بات ہے

لیکن کسی کو معلوم

نہیں کہ وہ کب

ہوتی ہے۔

بجانے و دانگے رہیدم ز بند
ایک جان اور ایک دانگ کی وجہ سے میں بند ہے چوٹی کی
کہ روز قسروماندی بر دہد
کہ ضرورت کے دن پھل دے گا

عصائے نمدیدی کہ عوجے مکشت
تو نے نہیں دیکھا کہ لاکھ نے عوجہ کو مار ڈالا
کہ بخشایش و خیر دفع بلاست
کہ عطا اور بھلائی بلا کو دفع کرنے والی ہے

کہ بو بکر سعد است کشور کشائے
اس لیے کہ بو بکر سعد بادشاہ ہے

چہانے کہ شادی بروئے تو باد
ایک دوسرے جہان کو خدا کرے تیرا چہرہ خوش رہے

گلے در چمن جو رخا رہے نبرد
چمن میں پھول لے کانٹے کا غلہ نہ سہا

پیہر صفت رحمتہ العالمیں
پیہر کی طرح دونوں جہان کے لئے رحمت ہے

شب قدر را می ندانند ہم
لوگ شب قدر کو بھی نہیں جانتے ہیں

حکایت در معنی شمرہ نیکوکاری

مس تفتہ روئے زمیں ز آفتاب
روئے زمیں آفتاب کی وجہ سے گرم تا بنا تھی
دلغ از پیش می برآمد بچوش
گرمی کی وجہ سے دلغ کھول رہا تھا

بگردن برا ز حلسہ پیہر ایہ
گلے میں جنت کا لباس تھا

کہ بود اندر میں مجلس است یا مہر
اس مجلس میں تیرا کون بدکار تھا

بسایہ درش نیک مردے بجفت
اس کے سایہ میں ایک نیک مرد سوتا

گناہم ز وادار و اور بخواست
منصف حاکم سے میرے گناہ کے بار میں خواست کی

کسے دید صحرائے محشر بخواب
کسی نے خواب میں حشر کا میدان دیکھا
ہمیں ہر فلک شد ز مردم خروش
آسمانوں کا آسمان پر فلک پہنچ گیا

کے شخص از میں جملہ در سایہ
ان سب میں سے ایک شخص سایہ میں تھا

پرسید کای مجلس آرائے مرد
اس نے پوچھا کای مجلس کی زینت انسان

رزے و اشتہم بر در خانہ گفت
اس نے کہا گھر کے دروازے پر انگوڑی کی جلی تھی

دریں وقت نو میدی آں مرد راست
اس بھلے انسان نے اس ناامیدی کے وقت

کہ یارب بریں بندہ بخشا پیشے
کہ اے خدا اس بندہ کی بخشش فرما
چہ گفتم جو حل کردم این راز را
جب میں نے یہ ازل حل کر لیا تو کیا خوب کہا
کہ آفاق در سایہ ہمتش
اس لیے کہ عالم اس کی ہمت کے سایہ میں
درختیست مرد کرم بار دار
سختی آدمی پھل دار درخت ہے
خطب را اگر تیشہ برے ز نند
ایندھن کی جڑ پر اگر کلہاڑا چلاں
بسے پائدار اے درخت منور
اے ہنر کے درخت خدا کے تو بہت پائدار ہو

کز ویدہ ام وقتے آسایشے
اس لیے کہ میں نے اس سے ایک وقت آرام پایا
بشارت خداوند شیراز را
کہ شیراز کے بادشاہ کے لیے خوش خبری ہے
مقیم اند و بر سفرہ نعمتش
اور اس کی نعمتوں کے دسترخوان پر ٹھہرا ہے
وزو بگذری ہمینم کو ہمار
اور اس کے علاوہ ہمارے پاس کا ایندھن ہے
درخت برومند را کے ز نند
تو پھل دار درخت کو کب کاٹتے ہیں
کہ ہم میوہ داری و ہم سایہ در
کیونکہ تو میوہ دار بھی ہے اور سایہ دار بھی

یعنی سختی کی
مثال تو پھل دار
درخت کی سی ہے اور
بقیہ لوگ اس
ایندھن کی طرح ہیں
جو ہماروں پر آگستا
ہے۔

بد انسان
خدا کا دشمن ہے اس
کی مدد نہ کرنی
چاہیے۔

۱۰
ظالم

کو آگ میں
جلادینا بہتر
ہے جس سے تمام
خلق رنجیدہ ہو
۱۱
جونکہ جو
پر تر رحم کرنا قافلہ
پر ڈاکہ زنی کا سبب
بنا لہذا گویا تو
نے ہی ڈاکہ ڈالا
ہے۔

گفتار اندر ہیبت ملوک و سیاست ملک

بگفتیم در باب احساں بسے
احساں کے بارے میں ہم نے بہت سی باتیں
بخور مردم آزار را خون و مال
انسانوں کو ستانے والے کا خون اور مال کھا جا
کسے را کہ با خواجہ تست جنگ
تیرے مالک سے جس کی لڑائی ہے
بر انداز بخیکہ حار آورد
وہ جڑا کھاڑ دے جو کاٹا اگائے
کسے را بدہ پایہ مہت راں
سرداروں کا مرتبہ اس کو دے
مبغضای بر مہکب اظالمیست
جہاں بھی کوئی ظالم ہے اس کو مہاک نہ کر
جہاں سوز راکشتہ بہتر چراغ
ظالم کا چراغ گل ہوا ہی بہتر ہے
ہر آنکہ کہ برد ز درجعت کنی
جب تو چور پر رحم کرے
جہاں پیشگان را بدہ سر بباد
ظالموں کو برباد کر دے

ولیکن نہ شتر طست باہر کسے
لیکن ہر شخص کے ساتھ کرنا مناسب نہیں
کہ از مرغ بدکنندہ بہ پروبال
اس لیے کہ شریر پرند کے پروبال اکھڑتے ہوئے بہتر ہیں
بدستش چرامی دی چوب و سنگ
اس کے ہاتھ میں لکڑی اور پتھر کیوں تیار
درختے پرور کہ لہ آورد
اس درخت کی پرورش کر جو پھل لائے
کہ بر کہتہ راں بہرنداد و گراں
جو چھوٹوں پر بہ دماغی نہ کرے
کہ رحمت برو جو رہر عالمیست
کیونکہ اس پر رحم کرنا زمانہ پر ظلم ہے
کے بہ در آتش کہ خلق نداع
ایکٹا آگ میں جلنا بہتر نہ تمام خلق کا رنج میں ہنا
بازوئے خود کارواں می زنی
تو اپنی طاقت سے قافلہ پر ڈاکہ ڈال رہا ہے
ستم برستم پیشہ عدلست و داد
ظالم پر ظلم اگر تا عدل اور انصاف

گفتار در معنی احسان یا کسے کہ سزاوار نباشد

کہاوت اس شخص پر احسان کرنے کے بیان میں جو اس کا حق نہیں ہے

شنیدم کہ مردے غم خانہ خورد
میں نے سنا کہ ایک شخص کو اپنے گھر کی فکر ہوئی
زنش گفت از دنیاں چه خواہی مکن
اس کی بیوی نے کہا ان سے تجھے کیا مطلب ہے نہ اکھاڑ
بشد مرد ناواں بر کار خویش
بیوقوف خود پر اپنے کام میں لگ گیا
بیامزد دکان سوئے خانہ مرد
شوہر دکان سے گھر آیا

زن بے خرد بر در و بام و کوی
بے عقل بیوی دروازے اور کوٹھے اور کوچہ میں
مکن روئے بر مرد ملے زن ترش
اے عورت لوگوں پر منہ نہ بنا

کسے بایداں نیکوئی چوں کند
بروں کے ساتھ کوئی بھلائی کس طرح کرے

چوں اندر سرے بینی آزار حلق
اگر تو کسی سر میں لوگوں کی ایذا دیکھے

سگ آخر کہ باشد کہ خواہش نہند
آخر کتنا کیا ہے کہ اگر اس کے پودستر خوان بچا میں
چہ نیکو ز دست این مثل پرود
گائوں کے بدمعہ نے کیا اچھی مثل بیان کی ہے

اگر نیک مردی نماید عس
اگر سپاہی شرافت دکھائے

نئے نیزہ در حلقہ کارزار
خنگ کے میدان میں نیزہ کی نے

نہ ہر کس سزاوار باشد بمال
ہر شخص مال کے لائق نہیں ہے

چو گر بہ نوازی کہوتر برود
جب کوئی کو نوازے گا کہوترے جائے گی

بنائے کہ محکم ندازد اساس
جو عمارت مضبوط بنیاد نہ رکھے

کہ زنبور در سقف اولانہ کرد
اس لیے کہ بھڑوں نے اس کی چھت میں چھتہ لگا لیا
کہ مسکین پریشاں شوند از وطن
کہ بیکاری پنے رہنے کی جگہ سے پریشان ہوں گی
گرفتند یک روز زن را بہ نیش
ایک دن بھڑوں نے بیوی کو ڈنک مارا
براں بے خرد زن بسے طیرہ کرد
اس پر بے عقل بیوی نے بہت غصہ کیا

ہمی کرد فریاد و می گفت شوی
شوہر کر رہی تھی اور شوہر کھڑا ہوتا
تو گفتی کہ زنبور مسکین مکش
تو نے ہی تو کہا کہ مسکین بھڑوں کو نہ مارے۔

بداں را تحمل بدافروں کند
برٹوں کی برداشت کرنا برائی کو بڑھاتا ہے

بشمیر تیزش بیازار حلق
تیز تلوار سے اس کے حلق کو ستا

بفرمای تا استخوانش دہند
حکم دے تاکہ اس کو بڑی ڈالیں

ستو لکد زن مگر انبار بہ
دو تھی مارے والا لکھ جا بوجھ سے لدا بہتر

یار و شب خفتن از دزد کس
تو چور کی وجہ سے رات کو کوئی بھی نہ دے

بقیمت تراز نیشکر صد ہزار
نیشکر سے قیمت میں ایک لاکھ گنا زیادہ ہو

یکے مال خواہد یکے گوشمال
ایک مال چاہتا ہے ایک کو شمالی

چو فر بہ کنی گرگ یوسف درود
جب تو بھڑے کو بولتا کہ یوسف کو بھاڑے گا

بلندش مکن ورنہ کنی زوہر اس
اس کو بلند نہ کراد ورنہ کنی گانواں سے ڈرنا دہ

اگر انسان
بروں سے نچتل
برتا ہے تو وہ او
سرکش ہو جائے ہیں

کیونکہ
لدا
ہوا
گدھا
دو تھی نہ مار
سکے گا۔

یعنی بدھل
کو زیادہ بلند نہ کر

اگتیار اندر پیش بینی و عاقبت اندیشی

چہ خوش گفت بہرام صحرا نشین
محرانین بہرام نے کیا خوب کہا

وگر ایسے از گلہ باید گرفت
گلہ سے دوسرا ایسا گھوڑا پکڑنا چاہیے

مہر چشمہ شاید گرفتن بمیل
چشمہ کے منہ کو سلائی سے بند کر دینا چاہیے

بہندایے پس در جلہ گر آب کاست
اے لڑکے اگر در جلہ گھٹاؤ پر ہوتے بند باندھ دے

چو گرگ جہیت آمد اندر کند
جب جہیت بھڑیا کند میں آجائے

از ابلیس ہرگز نیاید سجود
شیطان سے کبھی سجدہ نہیں ہوتا

بداندیش را جائے و فرصت مدہ
مخالف کو جگہ اور موقع نہ دے

لگو شاید ایں مارکشتن بچوب
یہ نہ کہہ اس سانپ کو لکڑی سے مارنا چاہیے

قلمن کہ بد کرد بازیر دست
جس محرر نے کمزور کے ساتھ برائی کی ہو۔

مدبر کہ و تانوں بد می نہد
جو وزیر ہر بات نون بناتا ہے

لگو ملک را ایں مدبر بست
یہ نہ کہہ کہ ملک کے لیے یہ وزیر کافی ہے

سعید آور و قول سعدی بجائے
نیک بخت سعدی کی بات بجاتا ہے

چو بیکران تو سن زدش بر زمین
جب ہر کش گھوڑے نے اس کو زمین پر پڑخ دیا

کہ گر سرکش شد باز شاید گرفت
جو سرکشی کرے تو تھاما جائے۔

چو پیر شد شاید گذشتن بہ میل
جب وہ بھر جائے تو باقی کے ذریعہ بھی نہیں گزرا جاسکتا

کہ سودے نمار و چو سیلاب خاست
اس لیے کہ جب سیلاب پیدا ہو جائیگا پھر کوئی فائدہ نہیں

بکش ورنہ دل بر کن از گو سفند
اس کو مار ڈال ورنہ بکری سے دل ہٹائے

نہ از بد گہر نی کوئی در وجود
نہ بد اصل سے نیکی وجود میں آتی ہے

عدو در چہ و دیو در شیشہ بہ
دشمن کنوئیں میں اور دیو شیشی میں بہتر ہے

چو سر زیر سنگ تو دار و بکوب
جب اس نے تیرے پتھر کے نیچے سر کر لیا فوراً کوٹ دے

قتلم بہتر اوستا قشمشیر دست
اس کا ہاتھ تلوار سے قلم کرنا بہتر ہے

ترا می بردتا آتش دہد
وہ تجھے آگ میں ڈالنے لے جاتا ہے

مدبر مخوانش کہ مدبر بست
اس کو منتظم نہ کہہ اس لیے کہ وہ بد بخت انسان ہے

کہ توفیر ملک است و تدبیر رائے
کیونکہ وہ بات ملک کی بڑھوتری اور تدبیر اور رائے ہے

بہرام گور کو
صحرا نشین بھی کہا
جالتا ہے چونکہ وہ
گور خر کے شکار
کے شوق میں جنگلوں
میں پڑا رہتا تھا
یعنی انسان
ہمیشہ آگے
گھومے
پر
سوار
ہو جس پر
قابو پاسکے۔
مقام وقوع پاکر
دشمن کو کنوئیں میں
دھکا دے دے
مشہور ہے کہ جنوں کو
شیشی میں بند
کر دیا جاتا ہے۔

باب سوم در عشق

خوشا وقت شوریدگان عشق
اس کے غم کے دیوانے بھی خوش وقت ہیں

گدایانے از یاد شاہی نفور
ایسے گدا ہیں جو بادشاہی سے متنفر ہیں

اگر زین بنید و گر مر ہش
خواہ زخم دیکھیں یا زخم کا مرہم

بامیدش اندر گدائی صبور
اس کی تمنا میں گدائی پر صابر ہیں

و ما دم شراب الم در کشند
غم کی شراب پے در پے پیتے ہیں
بلائے خمار است و رعیش مل
شراب کے عیش میں خمار کی مصیبت ہے

نہ تلخت صبر یکہ بریا و دوست
جو اس کی یاد میں صبر ہے وہ کڑوا نہیں ہے
اسیرش نخواہد رہائی ز بند
اس کا قیدی قید سے رہائی نہیں چاہتا
سلاطین عزلت گدایان
خدا کے گداگوشتہ نشینی کے شاہ ہیں

ملا مت کشانند مستان یار
یار کے دیوانے ملا مت برداشت کرنے والے ہیں
بسر وقت شان خلق کے رہ بر بند
ان کے اوقات کا مخلوق کو راستہ کب ملتا ہے

چو بیت المقدس دروں پر ز تاب
بیت المقدس کی طرح باطن نور سے بھرا ہے

چو پروانہ آتش بخود در ز بند
پروانے کی طرح خود کو آگ میں ڈال دیتے ہیں

ولا رام در برد لا رام جوئے
حق تعالیٰ کے طالب معشوق در بیکسل ہیں

نگویم کہ بر آب و تاور نیند
میں یہ کہیں کہتا کہ وہ پانی پر قادر نہیں ہیں

انعام اس
اعضا شکنی کو کہا جاتا
ہے جو شر کے آثار
کے وقت بدن میں
پیدا ہوتی ہے۔
سے خدا رسیدہ
اپنے آپ کو گم
کروٹے ہیں۔
سے رشیم کا
کیرا اپنے اوپر
رشیم بنتا ہے

اور اس
کے
نتیجے
میں خود
اندہرہ جاتا

ہے اور مرجاتا
جو تو گویا اس نے
خود آرائی کی اور
فنا ہو گیا۔
ما اهل الله کو

وصال دوست
ہر وقت حاصل
ہے لیکن ان کی
بیاں کسی طرح
نہیں بھتی ہے۔

و گرتلخ بنند دم در کشند
اگر کڑوا ہٹا ہی محسوس کرتے ہیں تو چپے بنے ہیں
سلیحہ رخا راست با شاخ گل
بھول کی شاخ کے ساتھ کا شاہ بھیار بند ہے

کہ تلخی شکر باشد از دست دوست
اس لیے کہ دوست کے ہاتھ سے کڑوا ہٹا فکر ہوتی ہے
شکارش نخواہد خلاص از کمند
اس کا شکار رسی سے چھٹکا رہا نہیں چاہتا

منازل شناسان گم کردہ پے
منزلوں کو پہچاننے والے بے نشان ہیں

سبکتر برداشت مست بار
مست افست ہو چھوڑ کر لے جاتا ہے

کہ حوں آب حواں بظلمت در اند
کیونکہ وہ آب حیات کی طرح اندھیرے میں ہیں

رہا کردہ دیوار بر دل خراب
باہر کی دیوار کو خستہ و خراب چھوڑ رکھا ہے

نہ حوں کرم سہل بخود در تلمند
رشیم کے کیرے کی طرح خود آرائی نہیں کرتے ہیں

لب از شنکی خشک بر طرف جوئے
دریا کے کنارے پر ہیں اور یہاں کی فوج ہونے لگی ہے

کہ بر ساحل نیل مستسقی اند
بلکہ نیل کے کنارے پر جلندہر کے یہاں ہیں

گفتار اندر ثبوت عشق حقیقی دلیل مجازی

رہا بدھی صبر و آرام دل
صبر اور دل کی راحت اڑا دیتا ہے

بخواب اندر شش پلے بند خیال
سوئے میں اس کے خیال کا پابند

کہ بینی جہاں با وجودش عدم
کہ اس کے وجود کے سنے دنیا کو معدوم سمجھتا ہے

ز روحناک یکساں نماید برت
تو جھے سونا اور مٹی یکساں معلوم ہوتا ہے

ترا عشق ہمچوں خودی زاب و گل
ترا اپنے جیسے پانی مٹی کے بنے ہوئے سے عشق

بہ بیداریش فتنہ بر حنہ و خال
بیداری میں اس کے رخسار اور تل پر فریفتہ

بصدقش چناں سر نہی بر و تدم
تو اس کے پر پر ایسے غلوں سے سر رکھتا ہے

و در چشم شاید بناید ز رت
جب تیرا روپہ معشوق کی نظر میں نہیں آتا ہے

و گر با کست بر نیاید نفس
 پھر کسی دوسرے سے دل نہیں لگتا
 تو گوئی بچشم اندرش منز لست
 گویا تو اس کی جگہ آنکھ میں سمجھتا ہے
 نہ اندیشہ از کس کہ رسوا شوی
 تجھے کسی کا ڈر نہیں کہ تو رسوا ہو جائے گا
 گرت جاں بخوابد بکف بر نہی
 اگر وہ تیری جان مانگے تو بتھیلی پر رکھے گا
 چو عشق کہ نسیا و او بر ہواست
 وہ عشق جس کی بنیاد خواہش پر ہے
 عجب داری از سالکان طریق
 تو تجھے راستہ کے سالکوں سے عجیب ہے
 بسووائے جاناں ز جاں مشغول
 معشوق کی فکر میں جان سے بے نیاز ہیں
 بیاد حق از خلق بگرخت
 خدا کی یاد میں مخلوق سے بھلے ہوئے ہیں
 نشاید بدار و دوا کرد شاں
 ان کا علاج دوائے کرنا مناسب نہیں ہے
 نیست از ازل ہمچنان شاں بکوش
 ازل سے ان کے کان میں لٹ اسی طرح ہے
 گروہ ہے عہد ازلت نشین
 ایک گروہ جو کارکن ہے گوشہ نشین ہے
 بیک نعرہ کو ہے ز جابر کنند
 ایک نعرہ سے پہاڑ کو جگہ سے ہلا دیں
 چو بادا ند نہان و جالاک پوئے
 ہوا کی طرح پوشیدہ اور تیز رفتار ہیں
 سحر با بکریند حیدر انکہ آب
 آخر کی شب میں آتش قدر روتے ہیں کہ آنسو
 فرس کشتہ از بس کہ شب راندہ اند
 بن کا کھوڑا مرد ہے چو کہ رات کو بہت چلایا ہے
 شب و روز در بحر سودا و سوز
 رات اور دن جنوں اور سوز کے سمندر میں ہیں

کہ با او نسا ند و گر جائے کس
 اس لیے کہ اس کے ہوتے ہوئے دوسرے کی گنجائش نہیں رہتی
 و گر چشم بر ہم نہی در و لست
 اور اگر تو آنکھ بند کرتا ہے تو وہ دل میں ہے
 نہ قوت کہ بکدم شکیبا شوی
 نہ طاقت کہ فوراً صابر بن جائے
 ورت تیغ بر سر نہسد سر نہی
 ادا کرو تیرے سر پر تلوار رکھے تو تو سر دھو دیگا
 چہنیں فتنہ انگیز و فرماں رواست
 اس قدر فتنہ انگیز اور فرماں روا ہے
 کہ باشند در بحر معنی غریق
 جو کہ حقیقت کے سمندر میں ڈوبے ہوئے ہیں
 بند کر حبیب از جہاں مشغول
 معشوق کے ذکر میں دنیا سے غافل ہیں
 چناں مست ساقی کہ مے پر بختہ
 ساقی کے ایسے مست ہیں کہ شراب لٹھا ہوتے ہیں
 کہ کس مطلع نیست بر در و شاں
 کیونکہ ان کے درد سے کوئی واقف نہیں ہے
 بفریاد و تالوا بلی در خروش
 تالوا بلی کی فریاد کا شور کر رہے ہیں
 قدم ہائے خاکی دم آتشیں
 جن کے قدم خاک آلودہ ہیں جن کا سانس آتشیں ہے
 بیک نالہ ملکہ ہسم بر کنند
 ایک نالہ سے ملک کو برباد کر دیں
 چو مشک اند خاموش و تسبیح گوئے
 مشک کی طرح خاموش اور تسبیح کرنے والے ہیں
 فرو شوید از دیدہ شاں کحل خواب
 ان کی آنکھوں سے نمیند کا سرمہ دھو دیتے ہیں
 سحر گر خروشاں کہ واما ندہ اند
 صبح کو فریاد کرنے والے کہ وہ در ماندہ ہیں
 ندانند از آشفتنی شب ز روز
 دیوانگی کی وجہ سے رات کا دن سے امتیاز نہیں کر سکتے ہیں

یعنی بیداری میں
 معشوق آنکھوں میں سجاوہ
 رہتا ہے اور سونے میں
 اسی کے خواب نظر آتے ہیں
 عجب عشق مجازی
 کے احوال ہیں تو عشق
 حقیقی میں ان حالات
 پر کیا عجب کی بات ہے
 یہاں حدیث میں ہے
 کہ اللہ تعالیٰ نے ازل
 میں مدحوں کو جمع
 کر کے دریافت کیا
 اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ
 کیا میں تمہارا رب
 نہیں ہوں۔ تو سب
 بلی کہہ اٹھا۔ یعنی
 کیوں نہیں ہے
 اسی کو
 عہد
 است
 کہا جاتا
 ہے۔

ملکہ ابدال اور
 اقطاب دنیا میں
 تلوینی کاموں پر مقرر
 کیے گئے ہیں۔
 یہ دنیا داروں
 کی نظر سے پوشیدہ
 ہیں لیکن فصیح سادہ
 سے
 مراد خاکی بدن ہے یعنی
 لوت بھر کی بنیاد میں
 جسم ماندہ کر دیتے ہیں
 پھر صبح کو بے قرار ہوتے
 ہیں کہ منزل دور ہے۔
 یعنی انسان کی
 نگاہ میں رات دن
 یکساں ہے۔

چناں فتنہ بر حسن صورت نگار
نقاش کے حسن پر اس قدر فریفتہ ہیں
نہاوند صاحب دلاں دل ہوست
صاحب دل چڑی کو دل نہیں دیتے ہیں
منے صرف وحدت کسے نوش کرد
وحدت کی خالص شراب اس نے پی لی ہے

کہ با حسن صورت نندارند کار
کہ صورت کے حسن سے ان کو کوئی واسطہ نہیں
وگرا بلے دادے مغز و گوشت
اور اگر کسی بیوقوف نے دل لگایا تو وہ نادان اور بیل ہے
کہ دنیا و عقبی فراموش کرد
جس نے دنیا اور عقبی کو بھلا دیا ہے

حکایت گدازادہ با پادشاہ زادہ

شہزادہ کے ساتھ فقیر کے لڑکے کا قصہ

شہزادہ کہ وقت گدازادہ
میں نے سنا ہے کہ ایک زمانہ میں ایک فقیر کا لڑکا
بھی رفت و می بخت سودائے خام
جاتا اور اپنے کچے خیال کو بخت کرتا
زمیدانش خالی نہوے چو میل
اس کے مٹان سے نہ ہٹتا پائے کی طرح
دلش خویش و راز و دل بماند
اس کا دل خون بن گیا اور راز دل ہی رہا
رقیبان خمیر یافتندش زورد
رقیبوں کو اس کے درد کی خبر ہو گئی
وے رفت و یاد آتش رے دوست
تھوڑی دیر کیلئے چلا گیا اور اس کو دوست کا چہرہ یاد آیا
غلام شکستش سر و دست و پائے
ایک غلام نے اس کا سر اور ہاتھ توڑ دیئے
وگر رفت و صبر و قرارش نبود
وہ پھر چلا گیا اور اس کو صبر و قرار نہ تھا
لکس وارش از پیش شکر مجور
کبھی کی طرح جبراً اس کو شکر پرے
کسے گفتش اے شوخ دیوانہ رنگ
کسی نے اس سے کہا اے بے حیا دیوانے
بگفت ای جفا بر من از دست دوست
اس نے کہا میرے اوپر یہ ظلم اس کے ہاتھوں ہے
من اینک دم دوستی می زخم
میں اب دوستی کا دم بھر رہا ہوں

یعنی جب وہ
جوگان کے میدان میں
کھیلنے جاتا تو یہاں
پلے کی طرح جبار تھا۔
اس پلے اور
پیلہ شطرنج کے
دو مہر دوں کا نام ہے۔
جو ساتھ
چلتے
میں
یعنی
زبان سے
تو اس نے
راز دل نہ ظاہر کیا
لیکن اس کے آنسوؤں
نے راز کھول
دیا۔

نظر داشت با پادشاہ زادہ
ایک شہزادہ پڑ عاشق ہو گیا
خیالش فرو برد دنیاں بکام
اس کا خیال مقصد میں دانت گڑے ہوئے تھا
ہمہ وقت پہلوئے اسپش چو پیل
ہمیشہ پیل کی طرح اس کے گھوٹے کے پہلو میں رہتا
وے پائش از گریہ در گل بماند
لیکن پائش کا پیر رونے کی وجہ سے گل میں نہیں گیا
وگر بارہ گفتندش اینجا آمد
انھوں نے اس سے کہا یہاں پھر چکر نہ لگاتا
وگر خمیر زور بر سر کوئے دوست
اس نے پھر دوست کو چہرہ پر پڑاؤ ڈال دیا
کہ بارے نگفتمت ایدر میائے
کہ ایک بار ہم تجھے نہیں سمجھا چکے کہ یہاں نہ آ
شکیبائی از روئے یارش نبود
وہ دوست کے چہرے سے صبر نہ کر سکتا تھا
براندندے و باز گشتے بفور
ہٹا دینے تھے اور فوراً واپس آ جاتا تھا
عجب صبر داری تو بر چوٹ سنگ
تعجب ہے تو لکڑی اور پتھر کی ہٹا کر لیتا ہے
نہ شرط است نالیدن از دست دوست
دوست کے ہاتھ سے نالاں ہونا مناسب نہیں ہے
گر او دوست دارد و گرو دشمنم
خواہ وہ مجھے دوست سمجھے یا دشمن سمجھے

زمن صبرے او توقع مدار
اس کے بدون صبر کی توقع مجھ سے نہ رکھ !
نہ بیرونی صبرم نہ جائے ستیز
نہ مجھ میں صبر کی طاقت نہ نہ لڑائی کی
لگوزیں دربار گہ سرتاب
یہ نہ کہہ کہ اس دربار سے سر موڑے

نہ پروانہ جاں دادہ دریائے دوست
کیا یہ نہیں ہے کہ دوست کے قدموں پر جا دیا پہلے عرفا
بگفت از خوری زخم جوگان او
اس نے کہا اگر تو اس کے بے کار زخم کھائے
بگفتا سرت گربستہ و بہ تیغ
اس نے کہا اگر وہ تیرا سرتلوار سے کاٹے
یکے را کہ معشوق باشد یکے
کسی کا جب کوئی معشوق ہوتا ہے

مرا خود ز سر نیست چندان خبر
مجھے اپنے سر کی اتنی بھی خبر نہیں ہے
مکن با من ناشکیبا عقیب
مجھے بے صبر سے پر فصد نہ کر

چو یعقوبکم اردیدہ گرد و سپید
حضرت یعقوب کی طرح اگر آنکھیں سفید بھی ہو جائیں
رکابش بوسید روزے جواں
ایکے نوجوان نے اس کی رکاب کو بوسہ دیا
بخندید و گفتا عیناں بر پیچ
وہ ہنسا اور بولا باگ نہ موڑ

مرا با وجود تو ہستی نماند
تیرے وجود کے سامنے میری ہستی نہ رہی

گر گرم حرم یعنی مکن عیب من
اگر تو میری کوئی خطا بھی دیکھے تو عیب نہ لگا
بدان زہرہ دستت ز دم در رکاب
اسی بہت سے میں نے تیری کاب پر ہاتھ ڈالا ہے
کشیدم قلم و در سر نام خویش
میں نے اپنے نام پر قلم کھینچ دیا ہے

کہ با او ہم امکان ندارد قرار
اس نے کہا اس کے ہوتے ہوئے بھی قرار کا امکان نہیں ہے
نہ امکان بودن نہ پائے گریز
نہ ٹھہرنے کا امکان ہے نہ بھاگنے کے قدم

و گر سر جو میخ کشد در طنباب
اگرچہ وہ میخ کی طرح میرے سر کو ریتی سے کسے
بہ از زندہ در گنج تار یکا دوست
اس پر وانی سے بہتر جو تار یک گوشہ میں زندہ ہو
بگفتا بیا پیش و رانتم جو گو
اس نے کہا گیند کی طرح اس کے پیروں پر گریز کر دوں گا
بگفتا میں قدر نمودار زوے در یغ
اس نے کہا اس سے مجھے افسوس نہ ہوگا

نیاز از روز وے پس اند کے
تو وہ اس سے ہر حقوڑی سی بات پر ناخوش نہیں ہوتا ہے
کہ تاجست بر تار کم یا تیر
کہ میری سر پر تاج ہے یا کھنساڑا

کہ در عشق صورت نہ بند و شکیب
اس لیے کہ عشق میں صبر کی کوئی صورت نہیں بنتی ہے

نہرم ز دیدار یوسف امید
تو بھی یوسف کے دیدار کی امید منقطع نہ کروں گا
بر آشفقت و بر تافت از وے عنان
وہ مگر گیا اور اس سے باگ موڑی

کہ سلطان عنان بر نہ پچد ز میخ
اس لیے کہ بادشاہ کسی سے باگ نہیں ہوتا ہے

بیاد تو ام خود پرستی نماند
تیری یاد میں میری خودی نہ رہی

توئی سر بر آوردہ از حبیب من
اس لیے کہ تو نے ہی میرے کربان سے سر نکالا ہے
کہ خود را نیا و روم اندر حساب
کیونکہ میں اپنے آپ کو گنتی میں نہیں لاتا
نہا دم و قدم بر سر کام خویش
اپنے مقصد کو میں نے پامال کر دیا ہے

یعنی جب
اس کا دیدار
بھی موجب ہمتی
ہے تو اس کے
بدون کیسے قرار
آئے گا۔

قرآن میں
ہے کہ یوسف علیہ
السلام کے فراق میں
روئے روئے
حضرت
یعقوب
کی
آنکھیں
سفید
ہو گئی تھیں۔

ماتا تو شہزادہ پر
بادشاہ شخص کے
حاجت و اہمیت میں
یہ یعنی اب میں
ہمہ دست کے مقام پر
ہوں میں نہیں ہوں تو ہی ہوں
میرے وجود کے
سنگ میل وجود فنا ہو چکا

مرا خود گشت تیر آں چشم مست
مجھے تو اس مست آنکھ کا تیر مار ڈالے گا
تو آتش نے در زن و در گذر
تو نرکل میں آگ لگا دے اور جلا جا

چہ حاجت کہ آری بشمشیر دست
اتش کی کیا ضرورت ہے کہ تو تلوار ہاتھ میں ہونے
کہ نہ خشک در ہیشہ ماند نہ تر
تاکہ جنگل میں نہ خشک رہے نہ تر

حکایت در معنی فنائے اہل محبت

فقہ اہل محبت کے فنا کے بیان میں

شیدم کہ بر لحن خنیا گری
میں نے سنا ہے کہ ایک سازندہ کے گانے پر
ز دلہائے شوریدہ پیرا منش
اس کے چاروں طرف کے مست دکوں سے
پراگندہ خاطر شد و خشمناک
پریشان طبیعت اور غضبناک ہو گیا
ترا آتش اے دوست دہن بسوت
اے دوست آگ نے تیرا تو دہن ہی جلا یا ہے
اگر یاری از خوش تن دم مزین
اگر تو عاشق ہے تو خودی کا دم نہ بھر

یعنی یار کے
ہوتے ہوئے خودی
کا احساس شریعت
عشق کا شرک ہے۔
یعنی اولیاء اللہ
جو بظاہر پراگندہ
نظر آتے ہیں

۱۰
خدا کی
یاد میں لگے
رہنے کی

وجہ سے فرشتے
ہیں۔ انسانوں
سے وحشت
کی وجہ سے
درندے ہیں

حکایت در معنی اشتغال اہل محبت

فقہ اہل محبت کی مشغولیت کے بیان میں

چنین دارم از پیر دانندہ یاد
ایک دانابورٹھے کی بات مجھے اس طرح یاد ہے
پدر و فرافرا قش نخورد و نخواست
اس کے فراق میں باپ نے نہ کھا یا اور نہ سویا
از آنکہ کہ یارم کس خویش خواند
جب سے دوست نے اپنا گہہ کر پکارا ہے
بحقش کہ تاحق جمال نمود
اس کے حق کی قسم جب مجھے حق نے اپنا جمال دکھا دیا ہے
نشد کم کہ روار خلایق بتافت
جس نے مخلوق سے منہ موڑا ہے وہ کم نہیں ہوا ہے
پراگندہ گانند ز بر فلک
آسمان کے نیچے کچھ پراگندہ ہیں
زیادہ ملک چوں ملک نارسند
فرشتے کی طرح وہ خدا کی یاد سے غافل نہیں ہوتے

کہ شوریدہ سر بصیرا نہ یاد
کہ ایک دیوانہ جنگل کی طرف بھاگ گیا
پسر را ملامت بکردند و گفت
لوگوں نے لڑکے کو ملامت کی اور اس سے کہا
و گربا کسم آشنائی نمائند
کسی دوسرے سے میری دوستی نہیں رہی
و گر ہر چہ دیدم خیالم نمود
اس کے علاوہ جو کچھ میں نے دیکھا مجھے وہم معلوم ہوا ہے
کہ کم کردہ خویش را باز یافت
بلکہ اس نے اپنے کم شدہ کو پالیا ہے
کہ ہم و دو توں خواند شاں ہم ملک
کہ ان کو دیکھتی درندہ بھی کہا جاسکتا ہے اور فرشتہ بھی
شب و روز چوں دوز مردم رمند
دن رات وحشی درندوں کی طرح انسانوں کے بھگتے ہیں

قوی بازوانند کوتاہ دست
وہ قوی بازو والے ہیں کوتاہ ہاتھ والے ہیں
کہ آسودہ درگوشہ خرقہ دوز
کبھی گوشہ میں آرام سے گڈی سینے والے ہیں
نہ سودائے خود شاں نہ پروائے کس
نہ ان کو اپنا خیال نہ کسی کی پرواہ
پریشیدہ عقل ویراگندہ ہوش
پریشان عقل اور پراگندہ ہوش ہیں
بدریا نخواہ شدن بط غریق
بط دریا میں نہیں ڈوب سکتی
تہیدست مردان پر حوصلہ
غالی ہاتھ پر حوصلہ بہادر ہیں
ندارند چشم از خلایق پسند
وہ مخلوق سے پسندیدگی کی توقع نہیں رکھتے
عزیزان پوشیدہ از چشم خلق
وہ مخلوق کی آنکھ سے چھپے ہوئے اللہ کے پیار ہیں
پیراز میوہ و سایہ و رچوں رزاند
وہ انگور کی بیل کی طرح سایہ اور پھل سے پر ہیں
نخود مسرور و بردہ ہنجوں صدق
وہ سیب کی طرح نیچے کو سر کیے ہوئے ہیں
نہ مردم ہمیں استخوانند و پوست
انسان ہڈیاں اور کھال ہی نہیں ہیں
نہ سلطان خریدار سر بندہ ایست
بادشاہ ہر غلام کا خریدار ہے
اگر ژالہ بر قطرہ در شد
اگر پانی کا ہر قطرہ موتی ہو جاتا
چو غازی بخود بر نہ بند پائے
وہ غزوں کی طرح اپنے پر نہیں لگاتے ہیں
حریفان خلوت سزلے است
وہ آنست کی خلوت سزا کے ساتھی ہیں
بہ تیغ از غرض بر نگیند چنگ
تھار سے وہ اپنے مقصد دست بردار نہیں ہوتے ہیں

خردمند و شیدا و ہشیار مست
عقل مند ہیں دیوانے ہیں اور ہشیار مست ہیں
کہ آشفتمہ در مجلس خرقہ سوز
کبھی مجلس میں پریشان کملی بھونکے سینے والے ہیں
نہ در کج توحید شاں جائے کس
نہ ان کی توحید کے گوشہ میں کسی کی جگہ
ز قول نصیحت گراگندہ گوش
نصیحت کرنے والے کی بات کانوں کو ٹھونسنے والے ہیں
سمندر چہ داند عذاب بحری
سمندر (کیرا) آگ کا عذاب کیا جانے
بیاباں نور دان بے قاف
بے قافندہ کے بیابان کوٹے کرنے والے ہیں
کہ ایشاں پسندیدہ حق پسند
کیونکہ ان کو حق کا پسندیدہ ہونا کافی ہے
نہ زنا رواران پوشیدہ دل
وہ دلق پہنے ہوئے زنا رواران ہیں
بہ چوں ماسیہ کار وازرق رزاند
ہماری طرح سیاہ کار اور نیلارنگے والے نہیں ہیں
نہ مانند دریا بر آوردہ کف
دریا کی طرح جگہوں لائے ہوئے نہیں ہیں
نہ ہر صورتے جان معنی دروست
ہر صورت میں حقیقت کی جان نہیں ہے
نہ در زیر ہر ژندہ زندہ ایست
نہ ہر گدڑی میں زندہ ہے
چو خرم ہرہ بازار از ویر شد
گھونکے کی طرح اس سے بازار بھر جاتا
کہ محکم رو دپائے چو ہیں زجائے
اس لیے کہ آگڑی کا پر جگہ سے تخت پھیلتا ہے
بیک جرعه تا نفخہ صورت مست
ایک گھونٹ سے صورت پھٹنے تک مست ہیں
کہ پرہیز و عشق آبلینہ است و سنگ
اس لیے کہ خودی اور عشق کا پخ اور پھر ہے

یعنی ان میں
مختلف حیثیتوں سے
مختلف مقامات میں
مستند کرنا
تو آگ ہی میں روڑی
پانا ہے اور آگ کا
اس کو کوئی خوف نہیں
یعنی یہ لوگ نہ
جنت کے طالب
ہیں نہ دوزخ سے
بھاگنے والے ہیں
وہ مخلوق
کی نگاہ میں نہیں
بھاتے بسکن
اولیاء اللہ ہیں
وہ مومن ناکافر
نہیں ہیں۔

یعنی غلی
کملی
ہنر
سیاہ
کاری کرنے
والے نہیں ہیں۔
بہ بہت سے
گڈی پوش
مردہ دل ہیں
یعنی اولیاء اللہ
کی کثرت نہیں
ہوتی ہے۔
یعنی فرضی
طور پر اپنی نمائش
نہیں کرتے ہیں۔
بہ بہت سے
کے باند میں
یعنی جس طرح
کاغذ اور پتھر میں
برے اسی طرح
خودی اور عشق میں برے

حکایت در معنی غلبہ و جد و سلطنت عشق

قصہ بے خودی کے غلبہ اور عشق کی حکومت کے بیان میں
 کے شاید سے در سمرقند و اشنت
 ایک شخص سمرقند میں ایک معشوق رکھتا تھا
 جمالے گرو پر وہ از آفتاب
 ایسا حسن جو آفتاب سے بازی لے گیا تھا
 تعالی اللہ از حسن تاعنا ہے
 خدا برتر ہے حسن کی ایسی انتہا
 ہمیں رفتے و دیدہ یا در پیش
 وہ چلتا تو مگاہیں اس کے درپے ہوتیں
 نظر کروے اس فوسست در فے بہفت
 یہ عاشق اس کی طرف چپکے سے دیکھتا
 کہ اے خیرہ سمرچند پوئی پیہم
 اے بے چارے تک میرا بچا کرے گا
 گرت بار و دیگر بہ بنیم بہ تیغ
 اگر میں تجھے دوبارہ دیکھ لوں گا تو تلوار سے
 کسے گفتش اکنوں سمرخویش گیر
 کسی نے اس سے کہا اب اپنا راستہ پکڑ
 نہ پندارم اس کام حاصل کنی
 میری یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ مقصد تو حاصل کر لیا
 چو مفتون صادق ملامت شنید
 جب اپنے عاشق نے ملامت سنی
 کہ بگذار تا زخم تیغ ہلاک
 رہنے دے تاکہ ہلاکت کی تلوار کا زخم
 مگر پیش دشمن بگویند و دوست
 شاید تو گد دشمن اور دوست کے سامنے بیا کرے
 نمی بینم از خاک کویش گریز
 میں اسے تو کچھ کی خاک سے بھاگنا مناسب نہیں سمجھتا ہوں
 مرا توبہ فرمائی اے خود پرست
 اے خود پرست مجھ سے توبہ کرنے کو کہتا ہے
 بخشائے بر من کہ ہرچہ او کند
 مجھے معاف کر اس لیے کہ وہ جو کچھ بھی کرے گا
 کہ گفتمی بجائے سمرقند و اشنت
 کچھ گویا قصہ کی بجائے شکر رکھتا تھا
 ز شوخیش بنیسا و تقوی خراب
 اس کی شوخی سے تقوی کی بنیاد تباہ تھی
 کہ پنداری از رحمتست آیت
 کہ تو یقین کرے کہ وہ خدائی رحمت کی ایک نشانی ہے
 دل دوستاں کردہ جاں جیش
 دوستوں کے دل اس کے پسینہ پر جان فدا کئے ہوئے تھے
 نگہ کرد بارے بہ تندی و گفت
 اس نے ایک بار گھور کر دیکھا اور کہا
 ندانی کہ من مرغ دامت نیم
 تو نہیں جانتا کہ میں تیرے جہاں کا پرند نہیں ہوں
 چو دشمن بستم سرت بے دریغ
 دشمن کی طرح بے دریغ میرا سر کاٹ ڈالوں گا
 ازیں سہل تر مطلبے پیش گیر
 اس سے آسان معشوق تلاش کر
 مبادا کہ جاں در سر دل کنی
 ایسا نہ ہو کہ دل کے خیال میں جان دیدے
 بدرد از دروں نالہ بر کشید
 درد کے ساتھ اندر سے ایک آہ کھینچی
 بغلط اندم لاشہ در خون و خاک
 میری لاش کو خون و خاک میں تر پائے
 کہ اس کشتہ دست و شمشیر دوست
 کہ یہ اس کے ہاتھ اور تلوار کا کشتہ ہے
 بہ سدا گو آب رویم بریز
 کھدو کہ تو ظلم سے میری آبروریزی کر
 ترا توبہ زین گفتن اولی تراست
 اس کہنے سے مجھے توبہ کرنا بہت مناسب ہے
 و گر قصد خوشت نیکو کند
 اچھا ہی کرے گا خواہ وہ قتل کا ارادہ کرے

یعنی
 نہایت
 شیریں
 کلام تھا۔

بسوز اندم ہر شبے آتشش
اس کی آگ مجھے ہر رات کو جلا دیتی ہے
اگر میرم امر و زور کوئے دوست
اگر آج میں دوست کی گلی میں مرجاؤں گا
بدہ تا توانی دریں جنگ پشت
جب تک بن سکے اس جنگ میں پشت نہ دکھا

سحر زندہ گردم ہوئے خوشش
میں صبح کو اس کی خوشبو سے زندہ ہو جاتا ہوں
قیامت زخم خیمہ پہلوئے دوست
قیامت میں دوست کے پہلو میں خیمہ نہ ہوں گا
کہ زندہ است سعدی جو عشقش بکشت
اس لیے کہ سعدی زندہ ہے چونکہ اسکو عشق نے شہید کیا تھا

حکایت فدا شدن الی محبت ہلاکت غنیمت شمر دن

ایہل محبت کے قربان ہونے اور ہلاکت کو غنیمت شمار کرنے کا قصہ

کے تشنہ میرفت و جاں می سپرد
ایک شخص پیاسا جا رہا تھا اور جان دے رہا تھا
بد و گفت نامالغے کاے عجب
اس کو ایک نامالغے نے کہا تعجب ہو
بگفتا نہ آخر دہاں تر کنم
اس نے کہا آخر میں بھی منہ تر نہ کروں
فتد تشنہ در آبدان عمیق
پیاسا گھر گھرے میں گر پڑتا ہے
اگر عاشقی دامن او بگبیر
اگر تو عاشق ہے تو اس کا دامن تھام لے
بہشت تن آسانی آنکہ خوری
تن آسانی کا میوہ تو جب کھا لے گا
دل تخر کاراں بود بارکش
کاشک کاروں کا دل تکلیف میں رہتا ہے
دریں مجلس آں کس بکامے رسید
اس مجلس میں وہی شخص مقصد کو پہنچا

خنک نیک بختی کہ در آب مرد
وہ بہت نیک بخت ہے جو پانی میں مرا
چو مردی چہ سیراب و چہ خشک لب
جب تو مر گیا تو کیا سیراب اور کیا خشک ہوتا
کہ تا جان شیرینش در سر کنم
تاکہ شیرین جان اس کے خیال میں ختم کروں
کہ داند کہ سیراب میر و غریب
اس لیے کہ وہ جانتا ہے کہ ڈوبا ہوا سیراب ہوتا ہے
وگر گویدت جاں بدہ گو بگبیر
اور اگر وہ کہے کہ جان دے تو کہہ لے لے
کہ بر دوزخ نیستی بگذری
جب کہ نیستی کی دوزخ پر سے گزر جائے گا
چو خرمن برآید بخسند خوش
جب کھلیاں ہو جاتا ہے آرام سے سوتے ہیں
کہ در دور آخر بجائے رسید
جو آخری دوزخ میں جام تک پہنچ گیا

حکایت در صبر و ثبات رونڈگاں

سالکوں کے صبر و ثبات کا قصہ

چنین فضل دارم ز مردان راہ
مجھے یہ بات سالکوں سے پہونچی ہے
کہ پیرے بدر روزہ شد بادیاد
کہ ایک بزرگ صائم کو مانگنے نکلا
کے گفتش ایں خانہ خلق نیست
کسی نے اس سے کہا کہ یہ مخلوق کا گھر نہیں ہے

فقیران معتم گدا پان شاہ
جو مالدار فقیر شاہ گدا ہیں
در مسجدے دید و آواز داد
اس نے ایک مسجد کا دروازہ دیکھا اور صدای
کہ چرنے و ہندت بشوخی مایست
کہ مجھے وہ کوئی چیز دیں شہارت سے نہ ٹھہر

یعنی وہ
مرتے وقت یہ کہہ
رہا تھا۔
نامالغے سے
مراد خام کار انسان
ہے۔
یعنی دنیا دار
سے استغفار کی
وجہ سے
مالدار
معلوم
ہوتے
میں لیکن اللہ
کی طرف ہر وقت
محتاج ہیں ال و
دولت نہ ہونے کی
وجہ سے گدا ہیں لیکن
دل کے استغفار کی
وجہ سے شاہ ہیں
یہ بھلا انسانوں
کے گھر سے مانگی جاتی
ہے۔ یہ خدا کا گھر ہے۔

پرسیدایں خانہ کیست پس
 اس نے پوچھا آخر یہ کس کا گھر ہے
 بگفتا خموش ایں چہ لفظ خطاست
 اس نے کہا چپ رہ یہ کیا فطبات
 نگہ کر وقت بدل و محراب دید
 اس نے نگاہ کی قندیل اور محراب کو دیکھا
 کہ حیضت از اینجا فراتر شدن
 کہ اس جگہ سے آگے بڑھنا ظلم ہے
 نرفتم بنومیدی از بیخ کوئے
 میں کسی کو چپ سے نا امید ہو کر واپس نہیں ہوا
 ہم آنجا گنم دست خواہش و راز
 وہاں بھی بھیک کا ہاتھ پھیلاؤں گا
 شنیدم کہ سالے مجاور شست
 میں نے سنا ہے کہ ایک سال مجاور بنا بیٹھا رہا
 شبے پائے غمش فرو شد بگل
 ایک رات اس کی غمگین مٹی میں دھنس گیا
 سحر برد شخصے چراغش بر
 صبح کو ایک شخص اس کے سر کے پاس چیلنے گیا
 ہمیکفت غلغل کناں از شرح
 خوشی میں گنگناتے ہوئے یہ کہہ رہا تھا
 طلبگار باید صبور و محول
 طلبگار کو صابر اور بردبار ہونا چاہیے
 چہ ز رہا بخاک سیہ درکت
 کس قدر رو بہ سیاہ خاک میں ملتا ہے
 ز رہا زہر چہرے خریدن نکوست
 ستونا کوئی چیز خریدنے کے لیے بہتر ہے
 گرا ز دلیرے دل بہ تنگ آیدت
 اگر کسی معشوق سے تیرا دل تنگ ہو جائے
 مہربان عیشی ز روئے ترش
 بد مزاج کی وجہ سے کڑوی زندگی نہ گذار
 ولے گز بخوبی ندر و نظیر
 لیکن اگر وہ حسن میں اپنا ثانی نہیں رکھتا ہے

خدا کے
 دربار سے محروم
 رہنا کسی طرح مناسب
 نہیں لہذا یہیں پر
 ڈالوں گا۔
 صاحب دنیا
 کا طالب متو
 کبھی پاؤں نہیں تو
 تو خدا
 کے
 طالب
 کیلئے
 مایوسی حرام
 ہے۔
 سنا سونے
 چاندی کا مقصد
 اشیاء حاصل کرنا
 ہے تو خدا کی
 ذات سے بہتر اور
 کیا شے ہو سکتی ہے۔

کہ بخشایش نیست بر حال کس
 کہ اس کی کسی کے حال پر عنایت نہیں ہے
 خداوند جانہ خداوند است
 گھر کا مالک ہمارا خدا ہے
 بسوز از جگر نعرہ بر کشید
 جگر سوزی سے ایک نعرہ مارا
 و رغبت محروم ازین و رشدن
 اس در سے محروم ہونا افسوسناک ہے
 چرا از در حق روم زرد و روئے
 اللہ کے دروازے سے ٹھکڑا ہوا کر کیسے جاؤں
 کہ دائم نگردم تہید ست باز
 اس لیے کہ میں جانتا ہوں ہاتھ خالی وہیں نہ ہونگا
 چو فریاد خواہاں بر آورد دست
 فریادوں کی طرح ہاتھ اٹھائے رہا
 طبعین گرفت از ضعیفیش دل
 کمزوری کی وجہ سے اس کے دل نے تر پنا ترزع کر دیا
 رمق دید از وچوں چراغ سحر
 اس میں اس قدر رمق دیکھی جیسے صبح کا چراغ
 و من ذوق باب الکریم ارفع
 جس نے بھی سخی کا دروازہ کھٹکھٹایا ہے وہ کھلا ہے
 کہ شنیدہ ام کیمیا گر ملول
 اس لیے کہ میں نے کسی کیمیا گر کو ملول ہونے نہیں سنا
 کہ باشد کہ روزے سے زہر کند
 کہ ہو سکتا ہے کسی دن تاجے کو سونا کر دے
 نخواہی خریدن بہ از ناز دوست
 دوست کے ناز سے زیادہ بہتر تو کوئی چیز نہ خرید سکے گا
 و گم غمگسارے بچنگ آیدت
 تو کوئی دوسرا غمگسار تیرے ہاتھ آجائے گا
 بآبے و گرا تشش باز کش
 اس کی آگ کو دوسرے پانی سے بجھا دے
 باندک دل آزار تر کش ملیں
 تو تھوڑی سی تل آزاری کی وجہ سے اس کو نہ بھوڑ

تو از کسے دل بس دراختن
اس شخص سے دل ہٹایا جاسکتا ہے

کہ دانی کہ بے او تو اس ساختن
جس کے بارے میں تجھے معلوم ہو کہ اس کے بڑے گناہگار ہوگا

حکایت در معنی آنکہ طالب صادق بجفا برنگرد و

شبے تاسخ صبا کے زندہ داشت
ایک بزرگ نے تمام رات عبادت کی
یکے ہاتھ انداخت و رکوش پیر
بوڑھے کے کان میں ہاتھ نے کہا
بریں و روئے تو مقبول نیست
اس دروازے پر تیری دعا مقبول نہیں ہے
شبے دیگر از ذکر و طاعت نجفت
دوسری رات کو ذکر اور عبادت کی وجہ نہ سویا
چو دیدی کز او روئے بستست و
جب تجھے معلوم ہے کہ اس جانب سے تیرا دروازہ بند ہے
بدیبا چہ بر اشک یا قوت نام
چہرہ پر یا قوت جیسے آنسو
پندار اگر وے عنایا بر شکست
یہ نہ خیال کر کہ اگر اس نے باگ موڑ لی ہے
بنو میدی آنکہ بگردیدے
نامیدی سے میں اس وقت اس راستہ سے واپس ہوتا
چو خواہندہ محرم کشت از در
جب بھکاری کسی دروازے سے محروم ہو
شنیدم کہ راہم دریں کوئے نیست
میں نے سُن لیا ہے کہ اس کوچہ میں میرے لیے راستہ نہیں ہے
دریں بود بر زمین فدے
وہ اس حالت میں تھا کہ فدا کائی کی زمین پر سر تھا
قبولست گرچہ نیستش
اگرچہ اس کو لیاقت نہیں ہے لیکن قبول ہے

سحر دستہائے دعا بر فراشت
سحر صبح کو دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے
کہ بے حاصلی رو سرخویش گیر
کہ تو بے مراد ہے جا اپنا راستہ پکڑ
بخواری برو یا بزاری بالیست
ذلت سے نکل جا یا کھڑا رو تا مرہ
مریدے ز حالش خبر داشت گفت
ایک مرید کو اس کے حال کا حکم تھا اس نے کہا
بہ بے حاصلی سعی چندین مہر
بے کار اتنی کوشش نہ کر
بحسرت بہارید و گفت اے غلام
حسرت سے اس نے بہلے اور کہا اڑ لڑکے!
کہ من باز دارم ز فراق دست
تو میں شکار خانہ سے ہاتھ اٹھاؤں گا
ازیں رہ کہ راہ و گردیدے
جب کہ میں دوسرا راستہ دیکھتا
چہ غم گر شناسد و گردیدے
اگر وہ دوسرے راستے سے واقف ہو تو اس کو کیا غم ہے
وے صبح را ہے و گردے نیست
لیکن بڑی جانب بھی تو کوئی راستہ نہیں ہے
کہ گفتند و رکوش جانش ندے
کہ اچانک اس کے دل کے کان میں انھوں نے آواز دی
کہ جبرما پناہ ہے و گریستش
کیونکہ اس کے لیے ہمارے سوا کوئی پناہ نہیں ہے

حکایت

یکے در نشا پور دانی چہ گفت
تجھے معلوم ہے کہ نیشاپور میں ایک شخص نے کیا کہا

چو فرزندش از فرض خفتن نجفت
جب اس کا لڑکا عشار کی نماز بغیر پڑھے سو گیا

یعنی وہ
خونی آنسو دل سے
رویا
نیشاپور
خراسان
کا ایک
مشہور شہر
ہے۔

توقع مداراے سرگر کسی
اے لڑکے اگر تو انسان ہے تو یہ توقع نہ رکھ
سمیلان جو بزرگ پر دستم
جو کاسمیلان قائم نہیں رہتا ہے

طرح دار سود و ترس از زیاں
فائدے کی امید رکھ اور نقصان سے ڈر

کہ بے سعی ہرگز بجائے رسی
کہ بدوں کوشش کے کسی مقام پر پہنچ جائے گا
وجودیست بے منفعت چوں عدم
عدم کی طرح کا بے منفعت وجود ہے

کہ بے بہرہ باشند فارغ زیاں
اسلئے کہ نقصان سے اندیشہ رکھنے والے بے نصیب ہیں

حکایت در صبر بر حوائج آنکہ از وصیر متوال کرد

پیرے ز داماد ناہم سرباں
بوڑھے سے ظالم داماد کی

بتلخی رو در روزگار م
اتنی کروا ہٹ سے میری زندگی آگزرے

نہ بنیم کہ چوں من پریشاں دلند
میں نہیں دیکھتی کہ وہ میری طرح پریشان دل ہیں

کہ کوئی دو مخزنویکے پوستند
کہ گویا دو گری اور ایک چھلکا ہیں

کہ بارے بخت دید و روتے من
کہ وہ ایک مرتبہ بھی مجھے دیکھ کر مسکرایا ہو

سخنداں بو در ویرینہ سال
زیادہ عمر کا آدمی بات سمجھنے والا ہوتا ہے

کہ گر خوب رویت بارش بکش
کہ اگر وہ حسین ہو اس کا بوجھ برداشت کر

کہ دیگر شاید چنو یا فستن
جس کا مثل دوسرا نہ پایا جاسکے

بحرف وجودت قلم در کشد
تو تیرے وجود کے حرف پر قلم پھیر دے گا

کہ چوں او نہ بینی خد او ندگار
اس لئے کہ اس جیسا آقا تو نہ دیکھ سکے گی

شکایت کند نو عروس جوان
ایک نوجوان کی دلہن شکایت کرتی ہے

کہ میسند چنیں کہ بااں سر
کہ یہ بات گوارا نہ کر مگر اس لڑکے کے ساتھ

کیسانیکہ با من درین مندرند
وہ عورتیں جو میرے ساتھ اس مقام پر ہیں

زن و مرد با ہم چہاں دوستند
بیوی اور شوہر آپس میں ایسے دوست ہیں

ندیدم درین مدت از شوئے من
میں نے اس عرصہ میں اپنے شوہر سے نہیں دیکھا

شند اس سخن پر فرخند فال
مبارک نصیب پڑھتے ہیں یہ بات سنی

جوابے چہ پیرانہ اش گفت خوش
کیا اچھے پرانی میں اس کو جواب دیا

در غیبت روی از کسے تافتن
ایسے شخص سے منہ موڑنا افسوسناک ہے

چرا سرکشی زانیکہ گر سرکشند
تو کیوں سرکشی کرتی ہے اس سے کہ اگر وہ سرکشی کرے

رضا وہ بفرمان حق بندہ و
اللہ کے حکم پر بندہ کی طرح راضی رہ

اسمیلان ایک
قسم کی گھاس ہے
جو کھیتی کیلئے کے بعد
خود بخود آگ آتی
ہے لیکن وہ بالکل
بے کار چیز ہے
محنت کی کاشت
بھل دیتی ہے
بے فکر انسان
کبھی کوئی ترقی نہیں
کر سکتا

۱۰
یعنی
نوجوان
دلہن نے
اپنے باپ سے
اپنے شوہر کی
شکایت کی۔
یعنی شوہر
والی اور عورتیں
میری طرح پریشان
نہیں ہیں۔
یعنی تیری
زندگی ختم ہو جائیگی

حکایت

کہ میگفت و فرماندیش میفرودخت
جو کہہ رہا تھا اور اس کا آقا اس کو بیچ رہا تھا

یکم روز بر بندہ دل بسوخت
ایک دن ایک غلام پر میر دل جھل گیا

ترا بندہ از من بہ افتد بے
تجہ مجھ سے بہتر بہت غلام مل جائیں گے

مرا چوں تو دیگر نفیتد کسے
مجھے تجھ جیسا دوسرا نہ ملے گا

حکایت در معنی اختیار درد و دریاں از قبل دوست

دوست کی جانب سے درد کو علاج پر ترجیح دینے کے بیان میں قصہ

طبعی پری چہرہ در مرو بود
مرد میں ایک طبیب تھا جس کا چہرہ پری جیسا تھا
نہ از درد و لہلہے ریشش خبر
نہ اس کو زخمی دلوں کے درد کا علم تھا

حکایت کند درد مندے غریب
ایک پردیسی بیمار بیان کرتا ہے

نمی خواستم تندرستے خوش
میں اپنا اچھا ہونا نہ چاہتا تھا

بساعقل زور آور چہ دست
بہت ہی تیز ہوشیار عقل میں ہیں

چو سودا خرد را بالید گوش
جب عشق عقل کے کان کھینچتا ہے

کہ در باغ دل قاتلش سرو بود
کہ در دل کے باغ میں جس کا قد سرو جیسا تھا

نہ از چشم بیمار خوشش خبر
نہ اپنی بیماریاں فطرت کی اس کو خبر تھی

کہ خوش بود چندے سرم طبیب
کہ طبیب سے کچھ دن مجھے عشق رہا

کہ دیگر نباید طبیبم بہ پیش
اس لیے کہ پھر طبیب میرے پاس نہ آئے گا

کہ سوداے عشقش کند زبردست
جن کو عشق کا جنون مغلوب کر لیتا ہے

نیار و دیگر سر بر آورد و خوش
تو پھر ہوش سر نہیں اٹھاتا

حکایت در معنی استیلائے عشق بر عقل

عشق کے غلبہ کے بیان میں

یکے بچہ آہنیں راست کرد
ایک شخص نے آہنی پنجے کو ٹھیک کیا

چو شیرش بسہر پنجہ در خود کشید
جب اس کو شیر نے پنجہ سے اپنی طرف کھینچا

یکے گفتش آخر چہ پی چو زن
ایک شخص نے اس سے کہا عورت کی طرح کیا سوتا ہے

شندم کہ مسکین در آں زیر گرفت
میں نے سنا ہے کہ بچارہ نیچے پڑا ہوا کہہ رہا تھا

چو بر عقل دانا شود عشق چہر
جب عقل مند کی عقل پر عشق غالب آجاتا ہے

چو در پنجہ شیر مرد اوثرنی
جب تو مرد انکس شیر کے پنجے میں ہے

چو عشق آمد از عقل دیگر کوے
جب عشق ہو جائے پھر عقل کی بات نہ کر

کہ یا شیر زور آور ی خواست کرد
کیونکہ اس نے شیر کے ساتھ زور آزمائی کی تھی

دگر زور در پنجہ خود ندید
پھر اس نے اپنے پنجے میں زور نہ دیکھا

بسر پنجہ آہنیں بزن
اس کو آہنی پنجے سے مار

نشا بد بدیں پنجہ یا شیر گفت
اس پنجے سے شیر کے ساتھ مار بیٹ نہیں ہو سکتی

ہماں پنجہ آہنیں است و شیر
وہی آہنی پنجے اور شیر کا قصہ ہے

چہ سودت کست پنجہ آہنی
تو تجھے آہنی پنجہ کیسا فائدہ دیگا

کہ در دست چو کاں اسیر است گوے
اس لیے کہ بند تو بننے کے ہاتھ میں قیدی ہے

یعنی اگر میں
اچھا ہو گیا تو طبیب
کی آمد رفت بند
ہو جائیگی۔

یعنی
عشق
اور
عقل کی
مثال آہنی

پنجے اور شیر کی سی
عشق کے مقابلہ
عقل کی کچھ نہیں چلتی ہے

۱۰

حکایت در معنی عزت محبوب در نظر محب

قصہ عاشق کی نظروں میں معشوق کی عزت کے بیان میں

دو خورشید سہمائے مہر تر شاہ
دو نول آفتاب جیسے چہرے والے شریف پسند تھے
وگر نافر و سرکش افتادہ بود
وہ تر متغیر اور سرکش واقع ہوا تھا
یکے روی در روی دیوار داشت
دوسرا چہرہ دیوار کی طرف رکھتا تھا
وگر مرگ خویش از حسد خواستے
دوسرا خدا سے اپنی موت کا خواہش مند تھا
کہ مہر تر بر و نیست مہر تر بدہ
کہ جب تجھے اس سے محبت نہیں ہو تو اس کا مہر دا کرے
تغابن نباشد رہائی ز بند
قیہ سے چھٹکارا لٹے کی بات نہیں ہے
کہ ہرگز بدس کے شکیم ز دوست
کہ میں بھی جی دوست کو چھوڑ کر اس پر صبر نہیں کر سکتا
مرازاں چہ کر و کند یا قبول
مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں ہا نکار کرے یا قبول
جہنم بنم و مہر مانی کنم
ظلم سہوں گی اور مہر مانی کرتی رہوں گی
نباید بنا دیدن روئے یار
دوست کا چہرہ نہ دیکھنے کے بدلے میں نہیں چاہیں
گر انصاف ہر سی دل آرمیت دوست
اگر تو انصاف سے پوچھتا ہے تو عاشق تو وہ ہے
کہ دوزخ تمت کنی یا بہشت
کہ تو دوزخ کی تمت کرتا ہے یا بہشت کی
پسندیم انچہ او پسند مرا
میں دی پسند کرتا ہوں جو وہ پسند کرے

میان دو عم زادہ وصلت قتاد
دو چچا زادوں میں شادی ہو گئی
یکے رابعت بیت خوش افتادہ بود
ایک کو انتہا درجہ کا عشق تھا
یکے لطف و خلق پری وار داشت
ایک محبت اور پری جیسے اخلاق رکھتا تھا
یکے خویش تر را بسیار استے
ایک اپنے آپ کو سنوارتا بناتا
پسرا نشانہ ندر پیران وہ
گائوں کے بوڑھوں نے لڑکے کو گھایا
بخند دید و گفتا بصد گو سفند
وہ ہنسا اور بولا تلخ بکریوں کے بدلے
بناخن پری چہرہ میکند دوست
پری جیسے چہرہ والی ناخن سے کھال نوچتی تھی
کند ترک مہر و وفا و وصول
وہ محبت اور وفاداری اور وصول کو ترک کرتا ہوا
بیا ہم چنین زندگانی کنم
آسی طور پر زندگی بسر کروں گی
نہ صد گو سفندم کہ سی صد ہزار
تو نہیں بلکہ تیس ہزار بکریاں بھی
ترا ہرچہ مشغول دار و ز دوست
دوست سے تجھے جو چیز بھی بے نیاز بنائے
یکے پیش شوریدہ حالے بنشت
ایک شخص نے خدا کے طالب کو لکھا
بگفتا میرس از من این ماجرا
اس نے کہا مجھ سے یہ قصہ نہ پوچھ

۱۔ یعنی لڑکا اور
لڑکی آپس میں چچا زاد
بھائی بہن تھے۔
۲۔ یعنی لڑکی
لڑکے پر فریفتہ تھی۔
۳۔ یعنی لڑکا
لڑکی سے متغیر تھا۔
۴۔ یعنی لڑکی کو
محبت تھی شوہر
شب کو سوئے
۵۔ میں اپنا رخ دیوار
کی طرف کر لیتا
تھا بیوی کی طرف
متوجہ نہ ہوتا تھا۔
۶۔ یعنی
لڑکی
۷۔ یعنی شوہر
اپنی زندگی
سے بیزار ہو گیا
تھا۔
۸۔ مہر سو بکریاں
تھیں۔
۹۔ مہر کی ادائیگی
کے ذکر پر بیوی نے
منہ پیٹ لیا اور
جدائی پر راضی نہ ہوئی
۱۰۔ یعنی وہ میر
ساتھ خواہ کچھ بھی
سلوک کرے میں
اس کی وفادار
ہوں۔

حکایت مجنون و صدق محبت او بالیلی

مجنون اور بالیلی کے ساتھ اس کی سچی محبت کا قصہ

چہ بودت کہ دیگر نیسانی کے
تجھے کیا ہو گیا کہ اب تو قبیلہ میں نہیں آتا

مجنون کے گفت کاے نیک پے
مجنون سے کسی نے کہا اسے نیک فہم

مگر در سرت شور بلی نمائند
 شاید تیرے سر میں بلی کا سودا نہیں ہا
 چو شنید بچارہ بکر سیت زار
 جب بچارے سے سنا زار زار روئے لگا
 مرا خود دل در و مت دست خیز
 جا میرا دل تو خود ہی در و مند ہے
 نہ دوری و لیل صبری بود
 دور رہنا صبر کی دلیس نہیں ہوتی ہے
 بگفت اے وفادار فرخند خوے
 اس نے کہا اے مبارک عادت والے وفادار
 بگفتا میرا نام من پیش دوست
 اس نے کہا دوست کے سامنے میرا نام بھی نہ لینا

خیالت و گزشت و میلے نمائند
 تیرا خیال بدل گیا ہے اور محبت نہیں رہی
 کہ اے خواجہ دستم زو امن بدار
 کہ اے صاحب میرا پیچھا چھوڑ
 تو نیزم نمک بر جرات مرینہ
 تو میرے زخم پر نمک نہ چھڑک
 کہ بسیار دوری ضروری بود
 کیونکہ تب اوقات دوری ضروری ہوتی ہے
 پیامیکہ داری بلی بگوے
 بلی کے لیے جو تیرا پیغام ہے بنا
 کہ حیفست و کمرن آنجا کہ دست
 اس لیے کہ جہاں وہ ہے اس جگہ میرا ذکر بھی ظلم ہے

حکایت سلطان محمود و صدق محبت و وسیرت ایاز

سلطان محمود اور اس کی بیٹی محبت اور ایاز کی سیرت کا قصہ
 کے خردہ بر شاہ غزنین گرفت
 غزنین کے بادشاہ کی ایک شخص نے عیب جوئی کی
 گلے را کہ نے رنگ باشد نہ بوے
 جس پھول میں نہ رنگ ہو نہ خوش بو
 محمود گفت ایس حکایت کسے
 کسی نے یہ قصہ سلطان محمود سے کہہ دیا
 کہ عشق من اے خواجہ بر خوے او
 اے صاحب مجھے اس کی عادت سے عشق ہے
 شنیدم کہ در تنگنائے شتر
 میں نے سنا ہے کہ ادنیٰ ایک تنگ جگہ میں
 بغیر ملک آستیں بر فشانند
 بادشاہ نے لوٹ لینے کی اجازت دیدی
 سواراں پئے دُر و مرجاں شدند
 سوار موتی اور موتی کے درپے ہو گئے
 نمائند از و شاقان گردن ساز
 بلند متیہ والے ٹوکروں میں سے نہ رہا
 نگہ کرد کاے دلبر تیج پیج
 اس نے دیکھا کہ اے غم دار زلف میں دل پھٹا دینے والا ہے

کہ حسنے ندارد ایاز اے شکفت
 کہ ہائے تعجب ایاز کوئی حسن بھی نہیں رکھتا
 غریبست سودائے بلبل بروے
 اس سے بلبل کا عشق عجیب ہے
 بہ پیچید از اندیشہ بر خود بسے
 اس نے اپنے فکر سے اپنے اوپر بہت پیچ و تاب کھایا
 نہ برود بالائے نیکوے اوست
 نہ کہ اس کے فتہ اور خوبصورت قامت سے
 بفتاد و شکست عندوق دُر
 شکر پڑا اور موتیوں کا عندوق ٹوٹ گیا
 وز آنجا بتجیل مرکب براند
 اور وہاں سے جلدی سے سواری بنکا دی
 ز سلطان بغیرا پریشان شدند
 لوٹ مار میں بادشاہ سے جدا ہو گئے
 کسے در قفائے ملک جز ایاز
 کوئی بھی بادشاہ کے پیچھے ایاز کے سوا
 ز بغیرا چہ آوردہ گفت پیج
 لوٹ میں سے کیا لایا اس نے کہا کچھ بھی نہیں

ایک مقام پر
 پہنچ کر عاشق اپنے آپ کو
 گم کر دیتا ہے
 معشوق کے سامنے
 اس کا ذکر دہنی کی
 دلیل ہے۔

سلا کابل کے
 علاقہ میں غزنی ایک
 شہر کا نام ہے سلطان
 محمود وہاں کا بادشاہ
 تھا جو ایاز کے

اخلاق
 پر عاشق
 تھا۔
 ۱۰۰
 ۳۰
 رنگ و بو کے
 پھول پر بلبل عاشق
 نہیں ہوتی محمود
 بد صورت ایاز پر
 کیوں عاشق ہو
 بلکہ یعنی بڑے
 بڑے عہدہ دار
 بادشاہ سے غافل
 ہو کر لوٹ میں
 لگ گئے۔

من اندر قفلے تو می تا ختم
 میں تو آپ کے بیچے دوڑتا رہا
 گزرت قریبے ہست دربار گاہ
 اگر دربار میں تجھے تقرب حاصل ہے
 خلافت طریقت بود کا ولیا
 طریقت کے خلافت ہوگا اگر اولیاء
 گرازد دوست چشمت بر احسان او
 اگر تیری نگاہیں دوست کے احسان پر لگی ہیں
 ترا تا دہن باشد از حرص باز
 جب تک حرص سے تیرا منہ کھلا ہے
 حقیقت ہر انیسیت آراستہ
 حقیقت ایک آراستہ محفل ہے
 نہ بینی کہ جائے کہ برخاست گرد
 تو نے نہیں دیکھا کہ جہاں گرد اڑتی ہے

یعنی ہوا و سپر
 کی گرد خدا کی
 ذات کو نگاہوں
 سے اوجھل کر دیتی ہے
 مٹا فاریاب
 ایک جگہ کا نام ہے
 مٹا میرے
 پاس کرایہ خاکشیں

میں
 تجھے

۱۰

سوار
 کر لیا

بوڑھا غالی
 ہاتھ تھا اس کو سوا
 نہ کیا۔

یعنی پانی
 پر مصیبتی بچانے
 کو میں حقیقت نہ
 سمجھا بلکہ محض
 خواب و خیال سمجھا

حکایت در معنی و تدوین دست مرال

رسیدیم در خاک مغرب باب
 دریا کے کنارے مغرب کی سرزمین میں پہنچے
 بکشتی و درویش نگہداشتند
 کشتی میں اور درویش کو نہ بیٹھنے دیا
 کہ آں ناحہ ناخدا ترس بود
 اس لئے کہ وہ کشتی والا خدا سے نہیں ڈرتا تھا
 براں گریہ تہقہ بخت دید و گفت
 اس روتے پر وہ تہقہ مار کر بہنا اور بولا
 مرا آں کس آرد کہ کشتی برد
 مجھے وہی ذات لائے گی جو کشتی لے جا رہی ہے
 خیال الست پنداشتیم یا بخواب
 میں سمجھا میرا وہیم ہے یا خواب ہے
 نگہ باداواں بمن کرد و گفت
 صبح کو اس نے مجھے دیکھا اور کہا
 ترا کشتی آورد و ناراحت دے
 تجھے کشتی لائی اور مجھے صند

قضا را من و پیکر از فاریاب
 اتفاقاً میں اور فاریاب کا ایک بوڑھا
 مرا ایک درم بود برداشتند
 میرے پاس ایک درم تھا انھوں نے سوار کر لیا
 سیاہاں برانندند کشتی چو دو و
 ملاحوں نے کشتی کو دعوتیں کی طرح اڑا دیا
 مرا گریہ آمد ز تیسار حفت
 ساتھی کے غم پر مجھے رونا آگیا
 مخور غم برائے من اے پر خرد
 اے عقل مند مجھ پر غم نہ کر
 بگستر و سجادہ بر روی آب
 پانی کی سطح پر اس نے مصیبتی بچایا
 ز مدہوشیم دیدہ آں شب سخت
 مدہوشی میں میری اس رات آنکھ نہ لگی
 عجب ماندی اے یار فرخندہ رای
 اے مبارک خیال دوست تو تعجب میں پڑ گیا

مرا اہل صورت بدیں نگر و ند
تیری اس بات کا اہل نظر یقین نہ کریں گے
نہ طفلے کز آتش ندر و خبر
کیا ایسا نہیں کہ وہ بچہ جو آگ کو نہیں پہچانتا ہے
پس آنا نکہ در و جہ مستغرق اند
تو جو لوگ جو کہ حال میں مستغرق ہیں
نگہ دار و از تاب آتش خلیل
آگ کی گرمی سے ابراہیم خلیل اللہ کی نگہداشت کرتا ہے
چو کو دک بدست شتا و رہ دست
جب بچہ تیرا کہ کے ہاتھ میں ہے
تو پر روئے دریافت دم جوں زنی
تو دریا کی سطح پر کیسے قدم دھرے گا

کہ ابدال و آب و آتش روند
کہ ابدال پانی اور آگ میں چلتے ہیں
نگہ دار و دش ماور و سرور
مہربان ماں اس کی نگہداشت کرتی ہے
چنین داں کہ منظور عین الحق اند
یہ سمجھ کہ وہ اللہ کے منظور نظر ہیں۔
چو تابوت موسیٰ ز غرقاب نیل
جیسا کہ حضرت موسیٰ کے صندوق کو نیل میں ڈوبنے سے
ترسد و گرد جہ پہنا و دست
تو وہ نہیں ڈرتا اگرچہ دجلہ بھاٹ دار ہے
چو مرداں کہ بر خشک تر و امنی
ابدال کی طرح جبکہ تو زمین پر فاسق ہے

گفتار اندر معنی فنائے موجودا پاکر پائے باری عز اسمہ

خدا کی کبریائی کے مقابلہ میں موجودات کے فنا کا حقیقہ

عقل جزو بیج برزخ نیست
عقل کا راستہ بیج در بیج ہونے کے سوا کچھ نہیں ہے
تواں گفتن این با حقائق شناس
حقیقت شناسوں سے یہ بات کہی جاسکتی ہے
کہ پس آسمان و زمین چپستند
کہ پھر آسمان اور زمین کیا ہیں
پسندیدہ پر سیدی اے ہوشمند
اے ہوشمند تو نے اچھی بات پوچھی
کہ ہامون و دریا و کوہ و فلک
کہ جنگل اور دریا اور پہاڑ اور آسمان
ہمہ پرچہ ہستند ازاں کمترند
جو کچھ بھی ہیں اس سے کمتر ہیں
عظیمست پیش تو دریا بموج
تیرے نزدیک موج کی وجہ سے دریا بڑی چیز ہے
ولے اہل عمورت کجا ہے یرند
لیکن اہل ظاہر کہاں پہنچا سکتے ہیں
کہ گر آفتاب است یک قرعہ نیست
کہ اگر آفتاب ہے تو ایک قرعہ نہیں ہے

بر عارفان جز خدا بیج نیست
عارفوں کے نزدیک خدا کے علاوہ کچھ نہیں ہے
وٹے خردہ گیرند ایل قیاس
ہاں عقل والے اس پر عیب رکھتے ہیں
بنی آدم و دام و دو کیستند
انسان اور چرندے درندے کیا ہیں
بگویم گر آید جوابت پسند
میں تجھے جواب دیتا ہوں اگر پسند آجائے
پری و آدمی زاد و دیو و ملک
پری اور انسان اور دیو اور فرشتے
کہ باہرستیش نام ہستی برند
کہ اس کے وجود کے سامنے موجود کہلاتے ہیں
بلند است گردون گرداں باوج
بلندی کی وجہ سے گھومنے والا آسمان بلند ہے
کہ ارباب معنی بملکے درند
کہ اہل باطن ایک ایسے ملک میں ہیں
وگر ہفت و ریاست یک قطرہ نیست
اور اگر سات دریا ہیں تو ایک قطرہ نہیں ہیں

۱۔ سعدی کہتے ہیں
میں نے جو اس بزرگ
کی کرامات بتائی ہے
اس پر اہل ظاہر کر
یقین نہ آئے گا۔
۲۔ ابدال لیا اللہ
کا ایک گروہ متناہ
ہے جو نکلا و لیا اللہ
حال میں ڈوبے
رہتے ہیں اور خودی
سے بالکل غافل ہوتے
ہیں لہذا خدا ان کے
وجود کی خود نگہ رانی
فرماتا ہے۔
۳۔ وہ انسان

خوشی پر اللہ کی
نافرمانی کرتا ہوشمند

۱۰۔
۱۔ خدا
۲۔ جس کی
۳۔ حقیقت
۴۔ کریگا۔

۵۔ یعنی خواہ تیری
عقل میں نہ آئے
لیکن عارف باللہ
جانتے ہیں کہ اصل
وجود باری ہے۔
۶۔ یعنی جس قدر
بھی مخلوق خدا ہے۔
۷۔ اہل ظاہر جو کہ
مشاہدہ حق سے
محروم ہیں لہذا ان
کی نگاہ میں کائنات
کی عظمت ہے لیکن
جو ہر وقت ذات و
صفات کا مشاہدہ
کرتے ہیں یہ کل
کائنات ان کی نگاہ
میں بیچ ہے۔

چو سلطان عزت عالم بر کشد
عزت کا بادشاہ جب چھٹا بلند کر دیتا ہے

جہاں سبز جیب عدم در کشد
تو دنیا عدم کے گریبان میں سر ڈال دیتی ہے

حکایت و مقال در شکر سلطان

دیہاتی کا خاہی شکر میں آنے کا قصہ

رئیس دے بالسر در سے
گائوں کا چودہری مع اپنے لڑکے کے ایک راتے ہیں
پسر چاؤ شاں دید و تیغ و تبر
لڑکے نے قیبلہ رتلوار اور تبر دیکھے
یلان کماں دار خچر زن
تیر کمان ولے شکاری ہتلوان دیکھے
یکے در برش پر نیانی قباہ
کستی کے بدن پر پر نیان کی قباہ

پسر کاں ہمہ شوکت و پایہ دید
جس رٹکے نے یہ تمام شوکت اور بد بد دیکھا
کہ حالش بگروید و رنگش برنجیت
کہ اس کی حالت بگڑ گئی اور اس کا رنگ اڑ گیا
پس گفتش آخر بزرگ و ہی
لڑکے نے اس سے کہا آخر تو گائوں کا سوار ہے
چہ بودت کہ بریدی از جاں مہید
نکچہ کیا ہوا کہ جان سے نا امید ہو گیا
بلے گفت سالار و سرماں و ہم
انہ نے کہا ہاں میں سردار اور حاکم ہوں
بزرگاں از اں و ہشت آلودہ اند
بڑے لوگ ہی وجہ سے دہشت زدہ ہو جاتے ہیں
تو اے بے خبر ہمچنان در وہی
اے بے خبر تو تو گائوں ہی میں ہے
نگفتند حرفے زباں آوراں
شاعروں نے کوئی بات نہیں کہی

یعنی جب وجود
حقیقی ظہور اختیار
کرے تو ممکنات
بے حقیقت ہیں۔
یعنی کوئی
نقیب پر نیان کی قباہ
ہی نہیں تھا، کوئی نقیب
شاہی ٹوپی اور سے
تھا۔

یعنی رٹکے
نے شاہی شکر کی

شان و
شوکت
دیکھی
اور دیکھا
کہ بادشاہ

کی وجہ سے زبوں
حال ہے۔

یعنی بڑے
کے سامنے جھوٹا ہے
حقیقت ہے تو
جن لوگوں کو شاید
حق ہے ان کی نگاہ
میں ممکنات لاشی
محض ہیں۔

گذشتند بر قلب شاہنشے
ایک بادشاہ کے شکر پر گزرتے گزرتے
قبایاے اطلس کمر ہائے زر
اطلس کی قبائیں پہنے زریں پشیاں لگائے
غلامان ترکش کش تیسر زن
ترکش اٹھانے والے تیر انداز غلام دیکھے
یکے بر سرش خسروانی کلاہ
کسی کے سر پر شاہی ٹوپی

پدر را بغایت فرومایہ دید
باپ کو انتہائی کم درجہ دیکھا
زہدیت بہ پیغولہ در گرنجیت
خوف سے ایک طرف کو بھاگا
سرداری از سر بزرگاں مہی
سرداری میں بڑے سرداروں سے بڑا ہو
بلرزیدی از یاد شاہ ہے چوید
بادشاہ سے بید کی نذر لڑنے لگا
ولے عزتم مست تا در وہم
لیکن میری اسی وقت تک عزت ہے جب تک کہ میں ہوں
کہ در بار گاہ ملک بودہ اند
کیونکہ وہ بادشاہ کے دربار میں رہ چکے ہیں
کہ برخوشتن منصب می نہی
کہ اپنے لیے کوئی مرتبہ سمجھ رہا ہے
کہ سعدی نکوید مشالے براں
کہ سعدی نے اس پر کوئی مثال نہ کہی ہو

حکایت کرم شب تاب

جگنو کا قصہ

بتا بدشب کرم کے چوں چراغ
رات میں ایک کیرا چراغ کی طرح چمکتا ہو

مگر دیدہ ہاشی کہ در باغ و راغ
شاید تو نے باغ اور سبزہ زار میں دیکھا ہوگا

یکے گفتش اے مر فک شب فروزا
کسی نے اس سے کہا اے رات کو روشن کرنے والے اگر
بہیں کا کشیں کر یک خاک ز ادا
دیگر خاک سے پیدائش آگ جیسے کپڑے نے
کہ من روز و شب جز بصر انیم
کہ جس تو دن رات جنگل ہی میں ہوں

چہ بودت کہ بیرون نیائی بروز
تجھے کیا ہوا ہے کہ دن میں نہیں نکلتا ہے
جواب از سر روشنائی چہ داد
روشن دلی سے کیا جواب دیا
وے پیش خورشید پید انیم
لیکن آفتاب کے ہوتے ہوئے نظر نہیں آتا ہوں

حکایت دانشمند با تائب سعد بن زکی غفر اللہ لہ

ایک عقلمند کا تائب بن
تھا گفت بر سعد بن زکی کے
کسی شخص نے سعد بن زکی کی تعریف کی
ورم داد و تشریف و بنواختش
اس کو مال اور پوشاک دیا اور اس کو نوازا
چو اللہ و بس وید بر نقش زر
جب اس نے زری کی کڑھائی میں اللہ و بس دیکھا
ز سوزش چناں شعلہ در جاں گرفت
دوا لگی سے اس کے بدن میں ایسی آگ لگی
یکے گفتش از ہمنش پینان شدت
جنگل کے سانپوں میں سے ایک نے اس سے کہا
تو اول زمیں بوسہ وادی سے جائے
تو نے شروع میں زمین کو تین جگہ بوسہ دیا
بخندید کاؤل ز بیم و امید
وہ ہنسا کہ فرقت میں تو خوف اور امید سے
باخرز تمسکین اللہ و بس
آخر میں اللہ و بس کے دبدبے سے

کہ بر تر نقش باد رحمت لے
خدا انورے اس کی قبر پر بہت رحمت نازل ہو
بمقدار خود منزلت ساختش
اپنی حیثیت کے اعتبار سے اس کی منزلت کی
بشورید و برکت خلعت زہر
دیوانہ ہو گیا اور بدن سے پوشاک اتار ڈالی
کہ بر حسب و راہ بیاباں گرفت
کہ اچھلا اور جنگل کا راستہ لیا
چہ دیدی کہ حالت دگر گونہ شدت
تو نے کیا دیکھا کہ حالت دگر گون ہو گئی
نہا بستی آخر زون پشت پائے
آخر میں لات مارنا مناسب نہ تھا
ہمی لرزہ بر تن فتادم چوید
میرے بدن پر بید کی طرح لرزہ پڑا
نہ چرم بچشم اندر آمد نہ
نیرنگی نگاہ میں نہ کوئی جز آئی نہ کوئی انسان

حکایت مرد حق شناس

بشہرے دراز شام غوغافتاد
شام کے علاقے کے ایک شہر میں شور ہوا
ہنوز آں حد شیم بگوشش اندرست
وہ بات اب تک میرے کان میں گونج رہی ہے
کہ گفت از نہ سلطان اشارت کند
کاش لے کہا اگر بادشاہ اشارہ دیکھے

گر فتنہ پیرے مبارک نہاد
لوگوں نے ایک مبارک طبیعت انسان کو گرفتار کر لیا
چو قیدش نہادند بر پا و دست
جب اس کے ہاتھ اور پیر میں بیٹھ ہی پہنائی
کہ از ہرہ باشد کہ غارت کند
کس کا ہوش ہے کہ لوٹے

یہ ہر طرح حقیقت
کے مقابلہ میں چھوٹی
چیز کا عدم ہے اسی
طرح وجود باری کے
سامنے کائنات لایا
محض میں۔
سنا جو پوشاک دیا
بھی اس پر زری سے
اللہ و بس یعنی صرف
اللہ ہی ہم
کڑھایا ہوا
تھا۔
یعنی
جب دربار میں
پہنچا تو مال دولت
کی خاطر بادشاہ کے
دربار کی زمین کو تین جگہ
بوسہ یا آخر میں سب
پر لات مار کر بھاگ نکلا
یعنی اس جرم
میں جس کا شور مچا تھا۔
یعنی حادث
خدا کی مشیت ہے۔

بیا بد چنیں دشمنی دوست داشت
آئیے دشمن کو دوست سمجھنا چاہیے

اگر عز و جاہست و اگر ذل و قید
خواہ عزت اور مرتبہ ہو خواہ ذلت اور قید ہو

ز علت مداراے خردمند بسم
اے عقلمند بیماری سے نہ ڈر

بخور ہر چہ آید ز دوست جلیب
جو دوست کے ہاتھ سے آئے وہ کھائے

کہ میبدا منش دوست بر من گماشت
جس کے بارے میں مجھے معلوم ہو کہ دوستی سلط کیا ہو

من از حق شناسم نہ از عیب و زید
میں اللہ ہی کی جانب سے سمجھتا ہوں کہ عیب اور زید کی جانب سے

چو داروئے تلخت فرستد حکیم
اگر طبیب تجھے کر دی دوا بھیجے

نہ بیمار دانا تراست از طبیب
اس لیے کہ بیمار طبیب سے زیادہ عقلمند نہیں ہے

حکایت صاحب نظر پارسا

گرو بود میسر و خواری سے
گر دی تھا اور بہت ذلت برداشت کرتا تھا

بدون بر ز وندش ز دیوانگی
اس کی دیوانگی کے ڈھیل پڑا دیے

چو مسمار پیشانی آوروہ پیش
کیں کی طرح آگے کو پیشانی نکالے ہوئے

کہ بام و ماغش لکد کو بکرد
کہ اس کے دماغ کی اناری کو پائمال کر دیا

کہ تریاک اکبر بود زہر و دوست
اس لیے کہ دوست کا زہر بڑا تریاک بن جاتا ہے

کہ غرت نہ دار و زباناں خبر
اس لیے کہ ڈوبا ہوا بارش سے بے خبر ہوتا ہے

نہند لیشد از شیشہ نام و ننگ
وہ نام و ننگ کے شیشے کی منکر نہیں کرتا ہے

در آغوش آل مرد و بروے بتاخت
اس مرد کی بغل سبز و اس پر ڈاکہ ڈالا

ز باران کس آگہ ز رازش نبود
اس کے راز پر دوستوں میں سے کوئی آگاہ نہ تھا

بر و بستہ سر مادرے از حجام
موسم ٹہرانے جس کا دروازہ سنگ مرمر سے بند کر دیا تھا

کہ خود را بکشتی دریں آب سرد
کہ تو نے اس ٹھنڈے پانی میں اپنے آپ کو مار ڈالا

کہ تو نے اس ٹھنڈے پانی میں اپنے آپ کو مار ڈالا

یکے را چون دل بدست کسی
میری طرح ایک شخص کا دل ایک کے ہاتھ

پس از ہوشمندی و فراموشی
ہوشمندی اور عقلمندی کے بعد

قفا خور دے از دست یاران خویش
اپنے دوستوں سے طلب کیے کھاتا

خیالیش چناں بر سر آشوب کرد
اس کا خیال اس کے سر پر اس طرح مسلط ہو گیا

ز دشمن جفا بردے از ہر دوست
دوست کی خاطر دشمن کا ظلم سہتا

نبودش ز شنیع یاران خبر
دوستوں کے طعن و شنیع کی اس کو خبر نہ تھی

کہ پایے خاطر بر آید بنگ
جس کی طبیعت کا پائوں پتھر پر چل جائے

شے دیو خود را پیری چہرہ ساخت
ایک دن شیطان نے اپنے آپ کو پیری چہرہ بنایا

سحر کہ مجال نمازش نبود
صبح کو اس کو نماز کی گنجائش نہ رہی

بے فرو رفت نزدیک بام
صبح کے وقت وہ پانی میں اتر گیا

نصیحت کرے لومش آواز کرد
ایک نصیحت کر پھولے نے اس کو ملامت شروع کر دی

ایک نصیحت کر پھولے نے اس کو ملامت شروع کر دی

یہ رضا بالقضا

کا مقام ہے۔

یا حضرت حق تعالیٰ

الام میں مبتلا کر کے

نیک بندوں کی صفی

فرماتے ہیں اور

معیبوں کو گناہوں

کا کفارہ بناتے ہیں

یہ پہلے اس کو

سب عقلمند کہتے تھے

عشق کے بعد اس کو

دیوانہ

مشہور

کر دیا

یہ معقولہ

کے تصور نے

اس کی سب بلند

خیالیاں ختم کر دیں

وہ ہر ذلت برداشت

کرنا۔

یہ یعنی اس کو

بدخواہی میں نہانے

کی حاجت ہو گئی۔

یہ یعنی وہ

پانی یخ بستہ

تھا۔

زہر نائے منصف برآمد خروش
منصف نوجوان کو ہوش آگیا

مرا پنج روزاں پس دل فریفت
کچھ دنوں سے اس لڑکے پر میرا دل فریفتہ ہے

نیرسید بارے بخلق خوشم
اس نے ایک بار بھی خوش خلقی سے میری مزاج پر نہیں کی
پس آنرا کہ شخص زحاک آفرید
تو وہ ذات کہ جس نے مجھے خاک سے پیدا کیا

عجب داری اربابا مرشش برم
اگر تیرا اس کے حکم کا بوجھ بڑا شست کرتا ہوں تو مجھے تعجب ہوگا

کہ زہر ارازیں حرف منکر خروش
زہر دار اس بری بات سے چپا

زہر شش چنانچہ کہ نتوان شکیفت
اس کی محبت میں ایسا ہو گیا کہ صبر نہیں کر سکتا

نگر تاجہ بارشش بجاں می کشم
دیکھ اس کا کس قدر بار دل سے برداشت کرتا ہوں

بست درت درو جان پاک آفرید
قدرت سے اس نے اس میں پاک جان ڈالی

کہ دائم باحسان و فضلش ورم
جب کہ میں ہمیشہ اس کے فضل اور احسان میں ہوں

گفتار اندر سماع اہل دل وقت میر حق و باطل آن

وگر نہ رہ عاقبت پیش گیر
ورنہ آرام کا راستہ اختیار کر!

کہ باقی شوی گریلا کست کند
اس لیے کہ تو باقی رہے گا اگر دجھے ہلاک کر دیگی

نگر خاک بروے بگر و دختست
بلکہ ان پر پہلا خاک پھرتی ہے

کہ از دست خویشت رہائی دہد
جو تیرے ہاتھ سے مجھے چھٹکارا دلائے گی

وزیں نکتہ جز بجو و آگاہ نیست
اس میں نکتہ سے سوائے بے خودوں کے کوئی واقعہ نہیں ہے

سماعت اگر عشق داری و شور
گمانا ہے اگر تو عشق اور مستی رکھتا ہے

کہ اوچوں بکس دست بر سر نر و
کہ اس نے تمہی کی طرے دو ہتھوڑے پر نہ مار دی ہو

باواز مرغی بنالہ فقیر
بلکہ فقیر پرند کی آواز پر رو دیتا ہے

ولیکن نہ ہر وقت باز است گوش
لیکن ہر وقت کان کھلے ہوئے نہیں ہیں

بر آواز دولاں مستی کنند
رہش کی آواز پر چھوٹے لگتے ہیں

اگر مرد عشقی نیم خویش گیر
اگر تو عشق کا مرد ہے تو اپنے آپ کو کم کر دے

مترس از محبت کہ خاکت کند
محبت سے نہ ڈر کہ وہ تجھے خاک کر دے گی

نروید نبات از جنوب درست
صاف دانوں سے سبز نہیں آگتا ہے

ترا باحق آل آشنائی دہد
تجھے حق سے وہی چیز متعارف کرائے گی

کہ تا با خودی درخوت را نیست
اس لیے کہ جب تک تو خودی میں ہو تجھے اپنے اندر کار آئے نہیں

نہ مطرب کہ آواز پائے ستور
گوئی کی آواز ہی نہیں بلکہ چوپائے کے پیر کی آواز

بکس پیش شوریدہ دل بر نر و
کسی عاشق مزاج کے سامنے تمہی نے پر نہیں پھینچا

نہ ہم داند آشفته سامان نہ زیر
خالق مزاج زیر و بم نہیں جانتا

سراسر خودی نگر و دجوش
گاتے والا خود کسی وقت بھی خاموش نہیں ہے

چو شوریدہ گالے پرستی کنند
جب عاشق پرستی کرنے لگتے ہیں

یعنی انسان
جب عشق مجازی
میں سب کچھ برداشت
کرتا ہے تو عشق حقیقی
میں اس کو بدرجہ
اولیٰ برداشت
کرنا چاہیے

یعنی گزشتہ
آنکہ دلش زندہ

بمعنی کیفیت
یعنی وہی کیفیت

جو تیری
خود ہی

کری

تجھے دہل

حق بنا دے گی۔

یعنی صاب

دل کو کبھی کی کبھی

پر بھی دجہ جاتا

ہے۔

یہ زیر و بم
دو پردوں کا نام
ہے جن سے آواز
ہلکی بھاری ہوتی
ہے۔

چو دولاب بر خود بگریند زار
ز بہت کی طرح اپنے او پر زار زار رونے لگتے ہیں
چو طاقت نہ اند گریباں ورنہ
جب طاقت نہیں رہتی تو گریباں بھاڑ ڈالتے ہیں
مگر مستمع را بد انہم کہ کیست
مگر میں سننے والے کو جان لوں کہ وہ کون ہے
فرشتہ فروماند از سیر او
تو اس کی رفتار سے فرشتہ بھی عاجز ہے
قوی تر شود ہوش اندر داغ
تو کھیل ہی اس کے داغ میں اور قوی ہوگا
باواز خوش خفت خیز و نہ مست
اچھی آواز سے سو رہا ہوا بیدار ہوتا ہے نہ کہ یہ ہوش
نہ ہینرم کہ نشد گافد شس جزبہ
نہ کہ سوختہ جس کو کھلا لہجہ بھاڑے گا۔
ولیکن چہ بلیند در آئینہ کور
لیکن اندھا آئینہ میں کیسا دیکھ سکتا ہے
کہ غرقت از اں می زندیا و دست
اس لیے کہ وہ تو ڈوب رہا ہے اسی وجہ سے ہاتھ پیرا رہا ہے
کہ چو نش برقص اندر آرد و طرب
اس کو مستی کس طرح رقص میں لے آتی ہے
اگر آدمی را بنا شد خمرست
اگر آدمی یہاں نہ ہو تو وہ گدھا ہے

برقص اندر آئینہ دولاب و
رہٹ کی طرح رقص میں آ جلتے ہیں
تسلیم سرور گریباں ورنہ
خدا کو سونپنے کے لیے گریباں میں سر ڈالتے ہیں
بگویم سماع اسے براور کہ صیت
بجائی بل بتاؤں گا کہ سماع کیا چیز ہے
گرا از برج معنی بو و طیب و
اگر اس کا طائر (روح) حقیقت کے برج کا ہے
وگر مرد لہوست و بازی و لاغ
اور اگر کھیل و کود اور تفریح کا بندہ ہے
چہ مرد سماعست شہوت پرست
شہوت پرست کیا مرد سماع ہے ؟
پریشاں شود گل بہا و سحر
صبح کی نسیم سے پھول پریشان ہوتا ہے
جہاں پر سماعست وستی و شور
سماع اور مستی اور شور سے جہاں بھر پڑا ہے
مکن عیب درویش حیران و مست
حیران اور مست درویش کی عیب جوئی نہ کر !
نہ بینی شتر بر حدائے عرب
تو نے نہیں دیکھا کہ اونٹ عرب کی حدی پر
شتر را چو شور طرب در نہرست
جب مستی کا شور اونٹ کے سر میں بھی ہے

یعنی اگر اس
کی روح طائر
لاہوتی ہے۔
مناکات کا
بروزہ سماع کی
کیفیت پیدا کر
ہے لیکن طبیعت میں
صلاحیت شرط ہے۔
مگر چونکہ وہ
بحر محبت میں غرق ہوتا
ہے اس لیے وہ

کی حالت
میں
باقی
پیرا رہتا
ہے۔

یہ حدی وہ
اشعار کہلاتے ہیں
جن کو سن لینے سے
اونٹ مست ہو کر
چلتا ہے۔

اس کی
آواز سے عشق
کی آگ بھڑک
اٹھتی تھی۔

حکایت

کہ دہا در آتش چو نے سوختے
جو نہ کل کی طرح دلوں کو آگ میں جلاتا
بہ تندی و آتش در آں نے زدے
اور اس بانہری کو آگ میں جلا دینا
سماعش پریشان و مدہوش کرد
سماع نے اس کو پریشان اور مدہوش کر دیا
کہ آتش بن زد و در آں بارے
کہ اس بار تو بانہری نے مجھ میں آگ لگا دی

شکر لب جوان نے آموختے
ایک شیریں لب نوجوان بانہری بجانا سیکھتا
پدر بار ہا بانگ بر دے زدے
غنیے باپ بار ہا اس پر چیتا
شبے برا دوائے پسر کو شش کرد
ایک رات کو لڑکے کی ادائیگی کو سنا
بھی گفت و بر جہرہ افکند خوے
چہ پر پسینہ لائے ہوئے یہ کہہ رہا تھا

ندانی کہ شوریدہ حالان مست
 تجھے معلوم نہیں کہ شوریدہ حال مست
 کشاید درے بردل از وادوات
 وارشات کا دل پر دروازہ کھل جاتا ہے
 حلالش بود رقص بر یاد دوست
 دوست کی یاد پر اس کو رقص جائز ہے
 گرفتہ کہ خود چاہی درشنا
 میں نے مانا کہ تو میرے میں خود ہو شیار
 بکن خروت نام و ناموس زرق
 نام اور عزت اور مکر کا لباس انا بھینک
 تعلق حجابست وے حاصلی
 تعلق ایک پردہ کا اور تو بے نتیجہ ہے

چرا بر فشانند در رقص دست
 رقص میں ہاتھ کیوں پھینکتے ہیں
 فشانند دست بر کائنات
 کائنات سے اپنا ہاتھ جھاڑتا ہے
 کہ سر استینیش جانے دروست
 جس کی ہر آستین میں ایک حقیقت ہو
 بر سنیہ توانی زدن دست و پا
 لیکن ننگا ہو کر ہی ہاتھ پر مار سکتا ہے
 کہ عاجز بود مرد با جام غرق
 اس لیے جو کپڑوں میں ڈوبا جو وہ عاجز ہوتا ہے
 چو پیوند باجگلی واصلی
 جب تو تعلق منقطع کرے گا واصل بحق ہو

حکایت

کسے گفت پروانہ را کای حقیر
 کسی نے پروانے سے کہا اے حقیر
 رہے رو کہ بینی طریق رجبا
 ایسا راستہ چل جس میں تجھ امید کی راہ نظر آئے
 سمندر نہ گرد آتش مکر و
 تو شہد نہیں ہے آگ کے چکر نہ لگا
 ز خورشید پنہاں شود موش کور
 چھوڑ دے سورج سے چھپتی ہے
 یکے را کہ دانی کہ خصم تو اوست
 جس کے بارے میں تجھے علم ہے کہ وہ تیرا دشمن ہو
 ترا کس نگوید نگو می کنی
 تجھے کوئی نہیں کہتا کہ تو اجب کرتا ہے
 گلے کہ از پاوشہ خواست دخت
 جس نے بغیر بادشاہ سے رٹ کی چاہی
 کجا در حساب آور و چوں تو دوست
 تمہارے دوست کو وہ کس گنتی میں لائے گی
 مپن مار کو در چنناں مجلس
 یہ نہ سمجھ کہ وہ اس مجلس میں

بر و دوستے در خور خود گجیر
 جا اپنے مناسب کوئی دوست بنا
 تو و ہر شمع از کجا تا کجا
 تو اور شمع کی بجھت کہاں وہ کہاں تو
 کہ مردانگی باید آنکہ نبرد
 اس لیے کہ بہادری چاہیے پھر لڑائی
 کہ جہلست با آہنیں پنجہ زور
 اس لیے کہ آہنی پنجہ سے زور کرنا نادانی ہے
 نہ از عقل باشد گرفتن بد دوست
 اس کو دوست بنانا عقل کی بات نہیں ہے
 کہ جاں در سرو کار او می کنی
 کہ اس کی خاطر جان متربان کرتا ہے
 قفا خور و سوز اسے بہودہ بخت
 اس نے طمانچہ کھایا اور یہودہ خیال پکایا
 کہ روئے ملوک سلاطین در دوست
 جیکہ کہ راہ سلاطین کا رخ اس طرف ہے
 ہمارا کہند با چو تو مفلس
 تمہارے کہتے ہیں کہ تو مفلس
 تمہارے مفلس کی خاطر تو افسوس کرے گی

راجہ عالم لاہور کے
 راز منکشف ہونے لگے
 ہر لمحہ کائنات سے
 دست نشانی کرتا ہو
 مہجورانہ ہلے
 حقیقت راقف ہو
 اس کو تو جس جائز ہو گا
 مباح ہو گا
 کو ختم نہ کرو بکا حقیقت
 میں شادی نہ کرے گا
 یعنی ماسوی
 اللہ سے تعلق
 ہر ہندو کے
 چوہے کو کہنے میں مشہور
 کہ جب آگ مسلسل
 ایک ہزار سال تک روشن
 رہتی ہے تو اس

ایک چوہا
 پید ہوتا
 جس
 کی شہوت
 آگ ہی میں تپتی ہو
 مہجورانہ ہلے
 آنکھیں آفتاب مقابلہ
 نہیں کر سکتی میں لہذا
 وہ شہید ہوا کرتی ہے
 یہ قطع تیری خون
 ہو تجھے جلا کر خاک
 کر دیتی ہے
 مہجورانہ ہلے
 شہزادی سے نکاح کا
 پیغام دیا تو اس کی
 لہجہ پٹائی ہوئی
 مہجورانہ ہلے
 شاہی کی جہیز ہے
 وہ تجھے کیا لگا
 میں لائے گی

وگر با ہمہ خلق ترمی کند
اگر وہ ساری دنیا کے ساتھ ترمی کرے گی
نگہ کن کہ پروانہ سوزناک
دیکھ! دردناک پروانے نے
مرا حوں خلیل آتشے در دست
خلیل آتش کی طرح میرے دل میں ایک آگ ہے
نہ دل و امن دستاں می کشد
دل معشوق کا دامن نہیں کھینچتا ہے
نہ خود را بر آتش بخود میزنم
میں اپنے آپ کو خود آگ پر نہیں ڈالتا ہوں
مرا ہمنیاں دور بودم کہ سوخت
میں اسی طرح دور تھا کہ اس نے مجھے پھونک دیا
نہ آں می کند یار در شادی
معشوقانہ انداز میں یار وہ کچھ کرتا ہے
کہ عیجہ کند بر تولائے دوست
دوست کی دوستی میں مجھ پر کون عیب لگا سکتا ہے
مرا بر تلافی حرص دانی چراست
مجھے معلوم ہے کہ مجھے مرنے کی کیوں حرص ہے
بسنورم کہ یار پسندیدہ دوست
میں اس لیے جلتا ہوں کہ بہترین عاشق وہ ہے
مرا چند گوئی کہ در خور خویش
مجھے یہ کب تک کہے گا کہ اپنے مناسب
بداں ماند اندر ز شوریدہ حال
پریشان حال کو نصیحت کرنا ایسا ہے
کسے را نصیحت گوایے شکفت
ہائے تعجب! ایسے شخص کو نصیحت نہ کر
ز کف رفت بے چارہ را لگام
ہاتھ سے لگام چھوڑے ہوئے بے چارے کو
چرخ ز آبدایں نکتہ در سندان باد
سندان باد میں یہ نکتہ کیسا اچھا ہے
باد آتش میزن بر ترشود
تیز ہوا سے آگ اور بھڑکتی ہے

۱۔ سند باد
حکیم زانی
کی مشہور
کتاب
جو جس میں
نصیحت آئینہ ہے

تو بے چارہ بر تو گرمی کند
تو نفس ہے تجھ پر گرمی کرے گی
چہ گفت ای عجیب گرسنورم چہ باک
کیا کہا ہائے تعجب اگر میں جلتا ہوں تو کیا پروا ہے
کہ بنداری این شعلہ بر من گلست
گو یا کہ یہ آگ میرے لیے پھول ہے
کہ مہر ش گریبان جاں می کشد
بلکہ اس کی محبت جان کا گریبان ٹھینچتی ہے
کہ زنجیر شوق است در گردنم
بلکہ عشق کی زنجیر میری گردن میں ہے
نہ این دم کہ آتش بمن در فروخت
اس وقت نہیں جب اس نے مجھ میں آگ لگائی
کہ با او توان گفتن از زاری
جو پاکدامنی کی وجہ سے اس سے بتایا بھی نہیں جاسکتا ہے
کہ من را ضمیمہ شتہ دریائے دوست
جبکہ میں دوست کے وقت میں ہوں پر مرنے کے لیے راضی ہوں
چو او هست الزمن نبا شمر رواست
جب وہ ہے اگر میں نہ ہوں تو اجائز ہے
کہ دروے سرایت کند سوز دوست
جس میں دوست کا سوز سرایت کر جائے
حریفے بدست آ رہے در خویش
اپنا ہمدرد کوئی دوست بنا
کہ گوئی بکشورم گزیدہ منال
جیسا کہ تو پھوٹے ڈھلے ہوئے کو کہے کہ نہ رو
کہ دانی کہ دروے نخواہد گرفت
جس کے بارے میں تجھے معلوم ہو کہ اس میں اثر نہ کرے گی
نگویند کا ہستہ را اے غلام
نہیں کہتے ہیں کہ اے لڑکے! آہستہ چلا
کہ عشق آتش است ایسریند باد
کہ اے صاحب زارے عشق آگ اور نصیحت ہوا ہے
پلنگ از زون کینہ بر ترشود
مارنے سے چیتا اور کینہ در ہو جاتا ہے

چونیکیت بدیدم بدی می کنی
 جب میں نے اچھی طرح غور کیا تو تو برائی کر رہا ہے
 ز خود بہتری جوئے و فرصت شمار
 خودی سے بہت کر بہتری تلاش کر اور غنیمت جان
 بے چوں خوداں خودی رستاں روند
 خود پرست لوگ اپنے جیسوں کے پیچھے چلتے ہیں
 من اول کہ اس کار سر داشتم
 میں نے جب یہ کام شروع کیا تو ابستہ ہی ہے
 سر انداز در عاشقی صدا و قسمت
 عاشقی میں سر کٹا دینے والا سچا ہے
 اجل ناکے در کیم کشد
 موت اچانک گھات میں تجھے مار ڈالے گی
 چو بیشک نبشتست بر سر ہلاک
 جب سر کے لیے ہلاکت یقیناً لکھی ہے
 نہ روزے بہ بھیجی جاں دہی
 کیا کسی دن بے جا رگی سے تو جان نہ دے گا

کہ رویم فرحوں خودی می کنی
 کہ میرا رخ خودی کی طرف موڑ رہا ہے
 کہ با چوں خودی کم کنی روزگار
 اس لیے کہ خودی کے ہوتے ہوئے تو عمر برباد کر رہا ہو
 بکوائے خطر ناک مستان روند
 بیکوہ لوگ خطر ناک کوچہ میں جاتے ہیں
 دل از سر یک بار برداشتم
 یکبارگی سر کا خیال بٹا دیا تھا
 کہ بد زہرہ بر خوشن عا شقست
 اس لیے کہ بواہوس تو اپنا عاشق ہے
 ہماں بہ کہ آں ناز بنم کشد
 تو ہی بہتر ہے کہ مجھے وہ نازیں مار ڈالے
 بدست و لا رام خوشتر ہلاک
 تو معشوق کے ہاتھ سے ہلاک ہونا بہتر ہے
 پس آں بہ کہ دریائے جاناں دہی
 تو ہی بہتر ہے کہ معشوق کے قدموں میں دے

مخاطبہ سے شمع و پروا

شے یاد دارم کہ چشم نخواست
 مجھے یاد ہے کہ ایک رات یہی آنکھ نہ لگی
 کہ من عاشقم گر بسوزم روہست
 کہ میں تو عاشق ہوں اگر میں جلوں تو مناسب ہو
 بگفت اے ہوادار مسکین من
 اس نے کہا اے میرے مسکین عاشق!
 چو شیرینی از من بدر می رود
 جب سے شیرینی مجھ سے جدا ہوئی ہے
 ہی گفت و ہر لحظہ سیلاب درد
 وہ یہ کہہ رہی تھی اور ہر منٹ درد کا سیلاب
 کہ اے ندعی عشق کار تو نیست
 کہ اے بواہوس تیرا کام عشق نہیں ہے
 تو بگری از پیش یک شعلہ خام
 اس کے بچے تو ایک شعلہ کے سامنے سے بھاگتا ہے

شعب دم کہ پروانہ با شمع گفت
 میں نے شاپروانہ شمع سے کہا رہا تھا
 ترا گریہ و سوز بارے چراست
 تیرا رونا اور طہن اب کیوں ہے
 برفت انگبین یار شیرین من
 مجھ سے میرا بیٹھا دوست فہم بچھڑ گیا
 چو فرہاد دم آتش بر می رود
 تو فرہاد کی طرح میرے سر میں آگ لگ گئی ہے
 فرو می دویدش بر خسار زرد
 اس کے زرد رخسار پہنچے کو بہہ رہا تھا
 کہ نہ صبر داری نہ یارے ایست
 کہ نہ تو صبر رکھتا ہو نہ ٹھہرنے کی طاقت ہے
 من استادہ ام تا بسوزم تمام
 میں کھڑی ہوں تاکہ سب جیل جاؤں

ما جھتے سے شہد
 نچو کر موم علیحدہ کیا
 جاتا ہے اس سے
 شمع بنتی ہے۔
 شمع
 کے
 موم
 کے
 قطرے گویا
 اس کے آنسو ہیں۔
 یعنی پروا
 عشق میں غلام ہے

ترا آتش عشق اگر سر بسوخت
عشق کی آگ نے اگر تیرا پر جلا دیا ہے
نرفتنہ ز شرب ہمچنان ہر
اس حالت میں رات کا کچھ تھوڑا سا حصہ نہ گذر رہا تھا
ہم ہی گفت و می رفت و دوش بسر
وہ یہ کہہ رہی تھی اور وہ ہلکی اس کے سر سے نکل رہا تھا
اگر عاشقی خواہی آموختن
اگر تو عاشقی سیکھنا چاہتا ہے
مکن گر یہ بر گور مقتول دوست
مقتول دوست کی قبر سے نہ رو
اگر عاشقی سر مشوی از مرض
اگر تو عاشق ہے تو مرض سے غسل صحت نہ کر
فدائی ندار و ز مقصود جنگ
فدائی مشوق سے ہاتھ نہیں کھینچتا ہے
بدر یا مروت کفمت ز نہار
میں تجھ سے کہتا ہوں ہرگز دریا میں نہ جا

یعنی آگ کی
لپٹ کا ادھر کو
جانا تکبر ہے اور
خاک کا زمین پر
گرا فروتنی ہے۔
آگ کے تکبر

کی وجہ
سے
اس کے
شیطان
بند خاک کی
فروتنی کی وجہ سے
اس سے آدم علیہ
السلام بنے۔
یعنی اس کے
وجود کے سلسلے میں
وجود کا لحد ہے۔

مرا میں کہ از پائے تا سر بسوخت
تو مجھے دیکھو پیرے سرنک جلا دیا ہے
کہ ناگہ بکشتش پری چہرہ
کلا جانک اس کو ایک پری چہرہ نے بجھا دیا۔
ہمیں بود یا یان عشق اے سر
اے صاحبزادے عشق کا انجام ایسا ہی ہوتا ہے
بکشتن و سرج یانی از سوختن
تو جلنے سے سر کر ہی راحت پائے گا
بر و خرمی کن کہ مقبول دوست
اس پر خوشی کر کہ وہ مقبول ہو گیا ہے
چو سعدی فروشوی دست از غرض
سعدی کی طرح غرض سے ہاتھ دھو لے
و گری سرش تیر بار ند و سنگ
خواہ اس کے سر پر تیرا در تھر برسین
و گری روی تن بطوفال سپار
اور اگر جاتا ہے تو جسم کو طوفان کے سپرد کر دے

باب چہارم در تواضع

چوتھا باب تواضع کے بیان میں

ز خاک آفریدت خداوند پاک
خداوند پاک نے تجھے خاک سے پیدا فرمایا ہے
حر لیں و جہاں سوز و سرکش مباحش
حر لیں اور جہاں سوز اور سرکش نہ بن
چو گردن کشید آتش ہولناک
جب بھی ہولناک آگ نے تکبر کیا ہے
چو اس سر زری نمود آں کمی
چونکہ اس نے تکبر دکھا یا اور اس نے فروتنی دکھائی

پس اے بندہ افتادگی کن جو خاک
تو اے بندے خاک کی طرح عاجزی کر
ز خاک آفریدت آتش مباحش
انہوں نے تجھے خاک سے پیدا کیا ہے آگ نہ بن
بہ لے چارگی تن بلند اخت خاک
خاک نے عاجزی سے اپنا بدن گرا دیا ہے
ازیں دیو گردند از اں آدمی
اس سے شیطان بنا یا اس سے آدمی بنا یا

حکایت دریں معنی

قصہ اسی بیان میں

یک قطرہ باران ز ابرے چکید
بارش کا ایک قطرہ بادل سے پڑکا
کہ جائیکہ دریاست من کیستم
کہ جس جگہ سمندر ہے میں کیا ہوں

جل شد چو مینائے دریا بدید
جب سمندر کی جوڑائی دیکھی شیر مندہ ہوا
گرا و ہست تھا کہ من میسم
اگر وہ ہے تو یقیناً میں نہیں ہوں

چو خود را بحشم حقارت بدید
جب اس نے اپنے آپ کو حقارت سے دیکھا
سپہر شش بجائے رسانید کار
آسمان نے اس کا کام اس جگہ پہنچایا
بلندی ہداں یافت کویست شد
بلندی اس نے حاصل ہوئی کہ بہت ہوا

صدف در کنارش بجاں پرورید
توہیپی نے اسکی اپنی گود میں دل سے پرورش کی
کہ شدر نامور لولوئے شاہوار
کہ بادشاہ کے لائق نامور موتی بنا
در نیستی کوفت تاہست شد
نہستی کا دروازہ کھٹکھٹایا چنانچہ بہت ہو گیا

حکایت در معنی نظر مردان حق در خوشنبحقارت

مردان حق کا اپنے آپ کو حقارت کی نظر سے دیکھنے کے بیان میں
جو اپنے خسر و مند و پاکیزہ بوم
پاک طبیعت ایک عقلمند نوجوان
در و فضل دیدند و فست و تمیز
لوگوں نے اس میں بزرگی اور فقر اور تمیز دیکھی
سر صالحاں گفت روزے بمر و
ایک روز اس مرد سے نیکوئی کے سردار نے کہا
ہماں کیس سخن مرد و ہر و شنید
سانک مرد نے جیسے ہی یہ بات سنی
براں حمل کردند یاران و سپہ
یاروں اور بزرگوں نے اس پر حمل کیا
و گرد و زحاد و گم فتنش براہ
خاکم نے دوسرے دن اس کو راستہ میں پکڑ لیا
ندانستی اے کو دک خود پسند
اے متکبر لوگوں کے تو یہ نہ سمجھ
گرسٹن گرفت از سر صدق و سوز
اس نے سچائی اور سوز کی وجہ سے دنا شروع کر لیا
نہ گردانہ راں بقعہ دیدم نہ خاک
اس سرزمین میں میں نے نہ گرد دیکھی نہ خاک
گرفتندم لاجرم باز پس
لاچار میں نے قدم واپس کر لیا
طریقت جز میں نیست در ویش را
در ویش کے لیے طریقت اسکے سوا کچھ نہیں ہے
بلندیت باید تواضع گزین
اگر بلند ہو تو تواضع گزین

از دریا برآمد بد ز بند روم
دریا سے روم کی بندر گاہ پر آیا
نہاوند رخش بجائے عزیز
اس کے سامان کو باعزت جگہ پر رکھا
کہ خاشاک مسجد بپیشان و گرد
کہ مسجد کی خاک در گرد جھاڑ دے
بروں رفت و بازش کس آنجا ندید
باہر چلا گیا اور پھر کسی نے اس کو اس جگہ نہ دیکھا
کہ پروائے خدمت ندارد و فقیر
کہ فقیر خدمت گزاری کی رغبت نہیں کرتا
کہ ناخوب کردی برائے تباہ
کہ بر باد رائے کی وجہ سے تو نے بہت برا کیا
کہ مردان ز خدمت بجائے رسند
کہ لوگ خدمت ہی کی وجہ کسی مرتبے پر پہنچتے ہیں
کہ اے یار جاں پرور و دل فروز
کہ اے جان کو پرورش کرنے والے دل کو روشن کرنے والے
من آلودہ بودم دریاں بجائے پاک
اس پاک جگہ میں میں ہی خاک آلود تھا
کہ پاکیزہ مسجد بہ از خاک و خس
کیونکہ مسجد خاک اور نمکوں سے صاف بہنر ہے
کہ افگندہ دارد تن خویش را
کہ اپنے بدن کو پامال رکھے
کہ اس بام را نیست سلم حسن
اس کو کاتس بالا خانہ کے پور اسکے علاوہ کوئی میر نہیں ہے

۱۔ باعزت جگہ
۲۔ مسجد مراد ہے
۳۔ یعنی مسجد
۴۔ کے امام نے کہا
۵۔ آروں سے
۶۔ مسجد کے دیگر ملازم
۷۔ اور بزرگ لے لے مار
۸۔ مراد ہیں

۹۔ یعنی
۱۰۔ مسجد
۱۱۔ کے
۱۲۔ ملازم
۱۳۔ اس کو
۱۴۔ پکڑ لیا
۱۵۔ یعنی بزرگی
۱۶۔ کے بالا خانہ پر چڑھنے
۱۷۔ کے لیے فر دہی میری
۱۸۔ ہے جس کے بدون
۱۹۔ چڑھنا ناممکن
۲۰۔ ہے

حکایت سلطان بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ و تواضع

تواضع کے معاملہ میں سلطان بایزید بسطامی کا قصہ
 شنیدم کہ وقتے سحر گاہ عید
 میں نے سنا ہے کہ عید کی صبح کو ایک مرتبہ
 یکے طشت خاکسترش لے خبر
 نے خبری کی حالت میں راگھ کا ایک طشت
 بھی گفٹ و تولیدہ دستار و موے
 وہ کہہ رہے تھے اور ان کی دستار اور دارھی الجھی ہوئی تھی
 کہ اے نفس من درخور آتشم
 کہ اے نفس! میں دوزخ کے قابل ہوں
 بزرگاں نکر و ند و ر خود نگاہ
 بزرگوں نے کبھی اپنا دھیان نہیں کیا
 بزرگی بنا موس و گفتار نیست
 بزرگی عزت اور باتوں سے نہیں ہے
 قیامت کسے یعنی اندر بہشت
 قیامت کے دن تو اس شخص کو بہشت میں دیکھے گا
 تواضع سر رفعت افرازدت
 تواضع تیرے بلند کردے سر کو اونچا کرے گی
 بگردن فتد سرکش تند خوے
 تکبر بد مزاج سر کے بل کرتا ہے

سلطان بایزید نام
 سے بیان ہے
 شیخ سعدی کا تعلق
 شروع ہوا
 سے یعنی توجہ
 شخص
 جب
 تیرے
 ساتھ
 کہے
 تو اس کو کبھی بڑا
 آدمی نہ سمجھے گا
 ہذا ہی اپنے بارے
 میں خیال رکھ!

گفتار در عجب و عاقبت آل و شکستگی و برکت آل

کہاوت حکیم اور اس کے انجمن و کسر نفسی اور اس کی برکت کے بیان میں
 زمعنہ و در دنیا رہ دیں جوئے
 دنیا کے مغرور سے دین کا راستہ نہ چاہ
 گہرت جاہ باید کن چوں خساں
 اگر تجھے مرتبہ درکار تو کیوں کی طرح
 گماں کے ہر دم مردم ہوشمند
 ہوشمند سان کب خیال کر سکتا ہے
 از میں نامور تر محلے مجوے
 اس سے زیادہ نامور مقام تلاش نہ کرنا
 نہ گہر چوں توئی بر تو کبر آورد
 کیا ایسا نہیں ہے کہ اگر تجھے جیسا تجھے ہے تکبر کرے

خدا بینی از خوشن میں مجوے
 خود میں سے خدا بینی نہ تلاش کر!
 چشم حقارت نگہ در کساں
 حقارت کی آنکھ سے لوگوں کو نہ دیکھ
 کہ در سر گرا نیست قدر بلند
 کہ تکبر ہی بڑا مرتبہ ہے
 کہ خوانند خلقت پسندیدہ خوے
 کہ لوگ تجھے پسندیدہ عادت کہیں
 بزرگش نہ بینی بحشم خرد
 تو عقل کی آنکھ سے اس کو بڑا نہ دیکھے گا

تو نمیزد از تکرار کنی، بچیتاں
تو بھی اگر تکرار کرے گا تو اسی طرح
چو استاده بر مقام بلند
جب تو کسی بلند مقام پر کھڑا ہے
بسا استاده در آید ز پای
بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ کھڑا ہوا گرا
گرفتہ کہ خود مستی از عیب پاک
میں گئے مانتا تو خود عیب سے پاک ہر
یکے حلقہ کعبہ دار و بدست
ایک کعبہ کا حلقہ ہاتھ میں پکڑے ہے
گراں را بخواند کہ نگذار دوش
اگر وہ اس کو طلب کرے تو کون ہی جو اسکو آنے نہ بیگا
نہ مستنظر ست اس باعمال خویش
نہ یہ اپنے اعمال کی بدولت طاقتور ہے

نمانی کہ پیشیت تکبر کنای
نظر آئے گا جیسا کہ تیری نگاہ میں متکبر
برافتادہ گم ہوشمندی محض
اگر تو عقل مند ہے کسی گم ہونے کی ہنسی نہ اڑا
کہ افتاد و گانش گرفتند جائے
کہ گم ہوؤں نے اس کی جگہ لے لی ہے
نعتت مکن بر من عیب ناک
لیکن مجھ عیب دار پر سر کشی نہ کر
یکے در خرابا تے افتادہ مست
ایک شراب خانہ میں مست پڑا ہے
ورایں را برند کہ باز آرد دوش
اور اگر اس کو نکالے کون اس کو واپس لاسکے گا
نہ آں را در تو یہ بیتست پیش
نہ اس کے سامنے تو یہ بیتست پیش ہے

احکامات عیسیٰ علیہ السلام و عابدنا یارِ ساد

شنیدستم از راویان کلام
میں نے بات نقل کرنے والوں سے سنا ہے
یکے زندگانی تلف کردہ بود
ایک شخص نے عمر ضائع کی تھی
دلیرے یہ نامہ سخت دل
ایسا دیکر سیاہ اعمال نامہ والا سخت دل
سر بردہ ایام بے حاصل
اس نے بے نتیجہ زندگی گزاری تھی
سرش خالی از عقل و ہر زاحتشام
اس کا دماغ عقل سے خالی اور تکبر سے پُر تھا
بناراستی دامن آلودہ
غلط کاری سے دامن آلودہ تھا
نہ پائے چو سنند گال راست روی
نہ تو سکا قدم دیکر بھال کر نیوایں سید چلنے والوں کا جیسا تھا
چو سال بد ازوے حلالق نفور
برے سال کی طرح مخلوق اسے نفرت کر نیوالی تھی

کہ در عهد عیسیٰ علیہ السلام
کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں
بجمل و ضلالت سر آوردہ بود
نادانی اور گمراہی میں سر برد آوردہ تھا
زنا یا کی ابلیس ازوے خجل
کہ اہلی زنا پاکی کی وجہ شیطان بھی اسے شرمندہ تھا
نیا سودہ تا بودہ ازوے دلے
جب سے پیدا ہوا تھا اس سے کسی دل نے آرام نہ پایا تھا
شکم قرہ از لقمہائے حرام
حرام لقموں سے پیٹ مٹاتا تھا
بناداشتی دودہ اندودہ
ناکردنی باتوں کی وجہ سے خاندان کا بدم کنندہ تھا
نہ گوشے چوم و نصیحت شنو
نہ نصیحت سننے والے اس کا ساکان تھا
نمایاں بہم چوں مہ تو زور
پہلیات کے چاند کی طرح کو نور سے ایک سر کو دکھاتے تھے

یعنی لوگ
اس سے اس طرح
نفرت کرتے تھے
جیسا کہ قحط کے سال
ہے۔ اور اس کی
طرف برائی
کی وجہ
سے
اس طرح
انگشت نمائی کرتے
تھے جیسا کہ پہلی
کی چاند کی طرف
اشارے کرتے ہیں۔

ہوا و ہوس خر منش سوخت
ہوا اور ہوس نے اس کا خرمن جلادیا تھا

سیہ نامہ چنداں منع ہم براند
اس سیاہ اعمال نامہ ڈالنے افتاد عیش پرستی کی تھی
گنہگار و خود رائے و شہوت پرست
گنہگار اور خود رائے اور شہوت پرست تھا
شنیدم کہ عیسیٰ دیر آید ز دشت
میں لے سنا ہے کہ حضرت عیسیٰ جگہ سے تشریف لائے

نہ میرا آمد از عرفہ خلوت نشیں
گوشتہ تنہائی میں بیٹھنے والا بالا خانہ سے نیچے اترے
گنہگار ہر گشتہ اخت ز دور
پھرے ہوئے ستارے والا گنہگار دور ہی سے
نال بجزرت کناں شرمسار
حسرت سے غور کرتا ہوا شرمندہ

خجل زیر لب عند ز خواہاں بسوز
شرمندہ سوز کے ساتھ چپکے چپکے عذر خواہ

سر شک غم از دیدہ باراں چو میخ
ایر کی طرح آنکھوں سے غم کے آنسو بہا رہا تھا
بر انداختم نعت عمر عزیز
پیارے عمر کا نقد میں نے برباد کر دیا
چو من زندہ ہرگز مبادا کہے
خدا کرے میری طرح کوئی نہ بے

بہر دست آنکہ در عہد طفلی ببرد
جو بچپن میں مر گیا وہ تو چھوٹ گیا

گناہم بخش اے جہاں آفریں
اے جہاں آفریں میرا گناہ بخش دے

دریں گوشہ نالاں گنہگار سپر
اس کنارے میں گنہگار بوڑھا نالاں تھا

نگوں ماندہ از شرمساری سرش
شرمندگی سے اس کا سر اوندھا تھا

وزاں نیمہ عابد سر پر غرور
اور اس جانب سے غرور سے بھرے سر والا غرور

یعنی برائیوں
سے اعمال نامہ تھا
تدر سیاہ مچکا
تھا کہ اس میں گناہیں
نہ تھیں۔

یعنی وہی
گنہگار حضرت عیسیٰ
کے قدموں میں
آگرا اور اپنے
گناہوں سے
توبہ کرنے لگا۔
یعنی اس قدر

عجز سے
حضرت
عیسیٰ
کے
سامنے کھڑا
تھا جیسا کہ کوئی فقیر
کسی سرمایہ دار کے
سامنے۔

ملا وہ راتیں جو
پوری کی پوری فسق
فجور میں گزاری تھیں
جہ یعنی گناہ
اگر قیامت میں
میرے ساتھ ہے
تو وہ بدترین حالت
ثابت ہونے لگی

جوے نیک نامی نیند و ختہ
اس نے نیک نامی کا ایک جو بھی جیس نہ کیا تھا

کہ در نامہ جائے بنشتن نامد
کہ نامہ اعمال میں لکھنے کی جگہ نہ رہی تھی
بغفلت شب و روز و مخمور و مست
رات دن غفلت سے نشہ میں اور مست تھا

بمقصودہ عابدے برگزشتہ
ایک عبادت گزار کے جوئے کے پاس سے گذرے

بیالیش و دافتا و سر بر زمین
زمین پر سر رکھ کر ان کے قدموں پر گر پڑا

چو پروانہ حیراں در ایشاں ز نور
پروانہ کی طرح ان کے نور سے حیراں تھا

چو درویش در دست سرمایہ دا
جیسا کہ فقیر سرمایہ دار کے ہاتھ میں

ز شبہائے در غفلت آ و ردہ روز
ان راتوں سے جن کو غفلت میں دن کیا تھا

کہ عمرم بغفلت گذشت اے دریغ
کہ بائے افسوس میری عمر غفلت میں گذری

بدست از نگوئی نیا و ردہ چیز
نیک کی کوئی بات ہاتھ نہ آئی۔

کہ مرکش بہ از زندگانی بسے
کیونکہ زندگی سے اس کا مر جانا بہتر ہے۔

کہ پیرا نہ ہر شرمساری نبرد
کہ بڑا حایے کی شرمندگی اسکو نہ ہوئی

کہ گربا من آید قبس القریں
اس لیے کہ اگر وہ میرے ساتھ رہا تو برا سا بھی ہوگا

کہ فریاد حاکم رس اے دستگیر
کہ اے دستگیری کرنے والے میرے حال کی زیادتی کر

درواں آب حسرت بشیب برش
حسرت کے آنسو اسکی سفید ڈاڑھی پر جاری تھے

ترش کردہ بر فاسق ابر و زور
دور سے ہی گنہگار پر ابر و چڑھائے ہوئے تھا

کہ اس مدد پر اندر پئے پاچراست
 کہ یہ بد بخت کیوں ہمارے در پے ہے
 بگردن آتش ورافتادہ
 سر کے بل آگ میں گرا ہوا ہے
 چہ خیر آید از نفس تروا منش
 اس کے گنہگار نفس سے کیا بھلائی ہوتی ہے
 چہ بودے کہ زحمت بردے ز پیش
 کیا اچھا ہوتا کہ وہ یہاں سے دور ہو جاتا
 ہمیں رحم از طلعت ناخوشش
 اس کی منگوں صورت سے کچھ ناگواری ہوتی ہے
 محشر کہ حاضر شود اجمن
 جب محشر میں مجسم ہو
 دریں مد کہ وحی از جلیل الصفات
 وہ اس میں لگا تھا کہ بڑی صفتوں والے کی جاباے وحی
 کہ گر عالمست آل و گروے جہول
 خواہ وہ عالم ہے یا جاہل
 تب کہ وہ ایام برگشتہ روز
 عمر کو تباہ کئے ہوا بد نصیب
 بے چارگی ہر کہ آمد بر م
 جو عاجزی سے میرے پاس آتا ہے
 عفو کردم ازوے علمائے زشت
 اس کے برے کام میں نے معاف کر دیے
 و گرعار دار و عبادت پرست
 اور اگر عبادت پرست کو عار ہے
 بگوئیگ ازو در قیامت مدار
 تو اس کو تباہ و قیامت میں اس سے ذلت محسوس کرے
 کہ آں را جگر خون شد از سوز و درد
 اس لیے سوز اور درد سے اس کا جگر خون ہو گیا ہے
 ندانست در بار گاہ غنی
 اس کو یہ معلوم نہیں ہے کہ بے نیاز کے دربار میں
 کہ جامہ پاکست و سیرت پلید
 جس کا لباس پاک اور عادت نا پاک ہے

نگوں بخت نادرال چہ مجلس است
 بیوقوف اوندھے نصیب والا کیا یہ ہمارا ہم جنس ہے
 بسا و ہوا عمر سر بردادہ
 خواہش کی ہوا میں عمر سر بردا دیے ہوئے ہے
 کہ صحبت بود با مسیح و منش
 کہ وہ میرے اور مسیح کے ساتھ ہو
 بد و نرغ بر فتنے پس کار خویش
 اپنے کار نامہ کی وجہ سے دوزخ میں جاتا
 بسا واکہ در من فتنہ آشش
 ایسا نہ ہو کہ اس کی آگ مجھ بھی لے لے
 خدا یا تو با او لکن شر من
 اے خدا تو میرا اسکے ساتھ حشر نہ کرنا
 در آمد بعیسی علیہ الصلوٰۃ
 عیسیٰ علیہ السلام پر آئی
 مراد دعوت ہر دو آمد قبول
 میرے یہاں دونوں کی دعا مقبول ہو
 بنا لب بد بر من بزاری و سوز
 میرے سامنے عاجزی اور سوز سے رو پڑا ہو
 نیند از مش ز آستان کرم
 میں اس کو بخشش کی چو کھٹ سے نہیں بھگتا ہوں
 در آرم بفضل خودش در بہشت
 میں اس کو اپنی مہربانی سے جنت میں لے جاؤں گا
 کہ در حلد باوے بود ہم شست
 کہ وہ جنت میں اس کے ساتھ رہے
 کہ آں را بخت بر بندایں بنار
 اس لیے کہ اس کو جنت میں اس کو جہنم میں لے جائیں گے
 گر اس تکلیف بر طاعت خویش کرد
 اگر اس نے اپنی عبادت پر ٹھنڈ کیا ہے
 کہ بے چارگی بہ زکبت و منی
 عاجزی تکبر اور خودی سے بہت بہتر ہے
 در ووز خوش را نباید کلد
 اس کو دوزخ کے دروازے کے لیے کبھی کی ضرورت نہیں ہو

یعنی حضرت
 حق تعالیٰ
 اللہ عالم و
 جاہل دونوں کی منتا ہے
 یعنی عباد گدا
 تکبر کی وجہ سے
 جہنم میں
 جائیگا
 اور
 گنہگار
 عاجزی کی
 وجہ سے جنت میں
 جائے گا
 یعنی دوزخ
 کے دروازے اس
 کے انتظار میں کھلے
 ہیں کھلنے کی ضرورت
 نہ پڑے گی۔

بریں آستان عجز و مسکینیت
اس چو کھٹ پر عاجزی اور سکنت

چو خود را ز نیکیاں شمر دی بدی
اگر تو اپنے آپ کو نیکیوں میں گننا تو تو بہ ہے
اگر مروتی از مروتے خود مگوی
اگر تو بہادر ہے تو اپنی بہادری نہ جتا

پیاز آمد آل بے ہنر جملہ پوست
وہ بے ہنر سب کاسب پیاز کی طرح ہے

ازیں نوع طاعت نیاید بکار
اس قسم کی عبادت کام میں نہیں آتی ہے

نخورد از عبادت برآں بے خرد
اس بے عقل نے عبادت کا پھل نہیں کھایا ہے

سخن ماند از عساقلان یادگار
عقل مندوں کی بات یادگار رہتی ہے

گنہگار اندیشہ ناک از خدائے
خدا سے ڈرنے والا گنہگار

یعنی خدا سے
ڈرنے والا گنہگار
اس عبادت گزار
سے بدرجہا بہتر
ہے جس کو اپنی
عبادت کا گھمنڈ
ہے۔

ما فقیہ فقہ کا
جاننے والا اس سے
سعدی کی خود اپنی
ذات مراد ہے۔
مگر معارف کے
معنی بتانے والا
یہ ایک عمدہ وار
ہوا کرتا

۴۰
جس کا کام
لوگوں کا

قاضی سے تعارف
کرانا اور ان کو
حسب مراتب بٹھا
ہونا تھا۔

یعنی اس
گستاخی کی پینا
ہے کہ تو نیچے

حاکم کر بیٹھ اس
منا کے بعد پھر
تجھے گستاخی کرے
کی بہت نہ ہوگی۔
یہ شیخ سعدی
کا مقولہ ہے۔

بہ از طاعت و خوشیت بنیت
کجاوت اور خود بینی سے بہتر ہے

نمی گنجد اندر حدائی خودی
اس لیے کہ حدائی میں خودی نہیں سمائی ہے

نہ ہر شہسوارے بدر برد گوے
اس لیے ہر شہسوار گول میں گیند نہیں نکالتا ہے

کہ بنداشت چو پستہ مغزے درو
جس کو یہ گھمنڈ ہو کہ اس میں پستہ کا سامغز ہے

برو عذر مقصیب طاعت بیار
جا عبادت کی کوتاہی کا عذر پیش کر

کہ باحق نکو بود و باخلق بد
جو اللہ کے ساتھ بھلا اور مخلوق سے برائی رہا

ز سعدی ہمیں یک سخن یادوار
سعدی کی یہی ایک بات یاد رکھ

بہ از یار سائے عبادت نمائے
عبادت کی نمائش کرنے والے عبادت گزار بہتر ہے

حکایت دشمند درویش و قاضی متکبر

دراوان قاضی بصف بر نشست
قاضی کے دربار میں صفت اول میں جا بیٹھا

معرف گرفت استینش کہ خیر
معرفت نے اس کی آستین پکڑی کہ اٹھ!

فروتر نشیں یا برو یا با بیست
نیچے بیٹھ یا کھڑا رہ یا چلا جا

چو سر نیجات نیست شیریں مکن
جب نیچے میں طاقت نہیں ہے شیریں نہ کر

کرامت بجا بیست و منزل بقدر
اعزاز مرتبہ کی حیثیت ہو تا ہوا اور مقام انداز کے مطابق

ہمیں شرمساری عقوبت بجا بیست
یہی شرمندگی کافی سزا ہے

بخواری نیفتد ز بالا بہ بیست
تو ذلت سے اوپر سے نیچے نہیں گرتا ہے

فقیر کہن جامہ تنکدست
پرانے کپڑے والا مفلس ایک فقیر

نگہ کرد قاضی درویش تیز
قاضی نے اس کو گھور کر دیکھا

ندانی کہ برتر مقام تو نیست
تجھے معلوم نہیں کہ تیرا مقام اونچا نہیں ہے

بجائے بزرگاں ولسری مکن
بڑوں کی جگہ بیٹھ کر گستاخی نہ کر!

نہ سر کس منرا وار باشد بصدور
ہر آدمی صدر مقام کے قابل نہیں ہوتا ہے

وگر رہ چہ حاجت بہ بند کست
اب دوبارہ تجھے کسی کی نصیحت کی ضرورت نہیں ہے

بغیرت ہر آنکو فروتر نشست
عزت ہوتے ہوئے جو شخص کم درجہ کی جگہ پر بیٹھا

چو آتش بر آورد و روش دود
درویش نے آگ کی طرح دشتوں بکا

فقیران طریق جہل ساختند
فقیروں نے جہل کا راستہ بنایا

کشاوند برسم در فتنہ باز
انہوں نے آپس میں فتنہ کا دروازہ کھولا

تو گشتی خروسان شاطر جنگ
تو یہ کہے گا کہ چالاک مرغے لڑائی میں

یکے پیچہ و از خشم کی چومست
کوئی دیوانہ کی طرح غصہ کی جہ سے پیچہ دھتا

فتاوند و عقده پیچ پیچ
مشکل گرہ میں بھینس گئے

کہن جامہ در صفت آخر تر میں
پرانے کپڑوں والا آخری صفت میں

کہ برہاں قوی باید و معنوی
کہ قوی اور معنوی برہاں لانی چاہیے

مرانیہ ز جوگان حرفست و گوے
میرے پاس بھی بات کا گیند اور بلا ہے

بکلاک فصاحت بیانیکہ داشت
جو بیان اس کے پاس تھا اس نے فصاحت کے قلم سے

سراز کوئے صورت بمعنی کشید
بات کو ظاہر سے حقیقت کی طرف لے گیا

بگفتندش از ہر کنار آفریں
ہر جانب سے لوگوں نے اسکو شاباش کہا

سمند سخن تا بحالے براند
بات کے گھوڑے کو یہاں تک دوڑایا

بروں آماز طاق و دستار خویش
اپنی محراب سے نکلا اور اپنی گپڑی

کہ بہات و تد رتو شناتم
کہ افسوس میں تیرا مرتبہ نہ پہچانا

در بخ آدم با چنیں پایہ
مجھے نہیں کہ اس پونجی کے ہوتے ہوئے

فروتر شست از مقامیکہ بود
جس مقام پر بیٹھا تھا اس سے کم درجہ پر جا بیٹھا

لم و لکم و لکم و لکم و لکم
کیونکہ اور ہمیں تکلیف نہیں کرنے لگے

بلا و نعم کردہ گردن و راز
نہیں اور ہاں سے گردن میں ابھاریں

قتادند در ہم بنفتار و جنگ
چوچ اور پیچے کے ذرا ایک دوسرے میں گتھ گتھ گئے

یکے بر زمین می زند ہر دو دوست
کوئی زمین پر دو ہتھ مارنا تھا

کہ در حل آں رہ نہ بند پیچ
جس کے کھولنے کا کوئی راستہ نہ ملا

بغرضش در آمد چو شیر عریں
جھاڑی کے شیر کی طرح غزایا

نہ رہائے گردن بخت قوی
نہ کہ دلائل میں پھولی ہوئی راگیں

بگفتند از نیک دانی بگوے
وہ بولے اگر خوب جانتا ہے تو کہہ

بد لہا چو نقش نگین بر نگاشت
دونوں پر ایسا نقش کر دیا جیسا کہ نگ کا نقش

قلم بر سر حرف دعوی کشید
دعوے کے سر پر قلم پھیر دیا

کہ بر عقل و طبیعت ہزار آفریں
کہ تیری عقل اور طبیعت پر ہزار آفریں

کہ قاضی جو خر و خدایے بماند
کہ قاضی گدھے کی طرح کپڑ میں بھینس کر رہ گیا

با کرام و لطفش فرستاد پیش
اعزاز اور مہربانی سے اسکا سامنے پیش کر دی

بشکر قد و مت نیر و اختم
تیری شریف آوری کے شکر یہ میں نہ لگا

کہ بستم ترا در چنیں پایہ
تجھے اس جگہ پر دیکھتا ہوں

یعنی آہ کھینچی
یعنی گفتگو میں جہا
حق کا اظہار مد نظر
نہ ہو بلکہ اپنی بڑائی
ہو تو یہ حد دل ہو
یعنی گفتگو میں
عموماً رد و قدح
میں یہ جملے استعمال
ہوتے ہیں
۲۰
اس فقیہ
کی عقل اور سنجیدہ
طبیعت پر ہزار
آفریں کہنے لگے۔
تجھے اس علم
فضل کے ہوتے
ہوتے دربار میں
کتر جگہ ملی ہے۔

معترف بدلداری آمد بر سرش
معترف دلداری کے لیے اس کے سامنے آیا
بدست و زباں منع کردش کہ دور
اس کو ہاتھ اور زبان سے روکا کہ دور ہو
کہ فروداشود بر کہن میسر راں
ورنہ کل کو پرانے لباس والوں پر
جو مولام خوانند و صدر کبیر
جب مجھ آقا اور بڑا صدر کہہ کر بکاریں گے
تفاوت کند ہرگز آب زلال
شیریں پانی میں کیا بھی نرق ہو جائے گا
خسرو باید اندر سر مرد و مخزن
انسان کے سر میں عقل اور گودا چاہیے
کس از سر بزرگی نباشد بجز
انسان سر کی بڑائی سے کوئی چیز نہیں بن جاتا ہے
میفرزد گردن بدستار و ریش
بگڑی اور داڑھی کی وجہ سے گردن نہ اجمار
بصورت کسانیکہ مردم و شنند
جو لوگ محض دیکھنے میں آدمی ہیں
بست در منر حبست باید محل
ہنر کے اندازے سے مقام تلاش کرنا چاہیے
نئے بوریا را بلند می نکوست
کیا نہ کل کے لیے بلندی اچھی چیز ہے
بد میں عقل و ہمت نخواہم گسست
اس عقل و ہمت کے ہونے ہونے میں بھلاؤں نہیں کہہ سکتے
چه خوش گفت خرمہرہ در گلے
جو بڑی نے جو مٹی میں مٹی کیا اچھی بات کہی
مر ا کس نخواہد خسریدن بہر
مجھے کوئی بھی کسی چیز کے بدلے نہ خریدنا چاہیے
نه منع بمسال از کسی بہتر است
مالدار مال کی وجہ سے کسی سے بہتر نہیں ہے
بدیں شیوہ مرو بخنگوئے چست
چست بات کہنے والے انسان نے اس طور پر

یعنی یہ دستا
علماء کو مغرور اور
شکستہ بناتی ہے۔
یعنی اچھی
چیز اچھے وقت کی
محتاج نہیں ہے۔
یعنی بگڑی
باندھ کر سر ہٹا
کر لینے
کوئی
وہ نہیں ہے
بلند ہے لیکن منجوس
سمجھا جاتا ہے۔
یعنی یہ
باتیں کہہ کر دل
کافیا رہتا ہے۔

کہ دستار قاضی نہد بر سرش
تاکہ قاضی کی بگڑی اس کے سر پر نہ رکھ
منہ بر سرم پائے بند غرور
میرے سر پر غرور کا پائے بند نہ رکھ
بدستار پنجہ گزم سر گراں
پانچ گز کی بگڑی مٹی کی وجہ سے اس میں بھی غصے ہوں گا
نمائند مردم بخشم حقیقہ
تو لوگ میری نگاہ میں خیر نظر لگائیں گے
گزش کوزہ زریں بود با سفال
خواہ وہ زریں پیالے میں ہو یا مٹی کے برتن میں
نباید مرا چوں تو دستار لغز
تیری طرح مجھے اچھی بگڑی نہیں چاہیے
کہ و سر بزرگست و بے مغز نیز
کہ وہ کا سر بڑا ہے اور بے مغز بھی ہے
کہ دستار بندہ است و سلبت شیش
اس لیے کہ بگڑی کی حقیقت روئی اور تیری مونچھوں کی حقیقت
چو صورت ہماں بہ کہ دم در کشند
تصویر کی طرح تو بھی بہتر ہے کہ وہ چپ رہیں
بلندی و محسی مکن چوں زحل
زحل کی طرح بلندی اور محسوس نہ ظاہر کر
کہ خاصیت نیشکر خود دروست
کیا خود اس میں گنے کی خاصیت ہے
و گرمی رود صد غلام از پست
خواہ تیرے پیچھے سو غلام چلتے ہوں
چو برداشتش پر طمع جاے
جب اس کو ایک لالچی جاہل نے اٹھایا
بدیوانگی در سرم میج
دیوانگی سے مجھے ریشمین کہنے والے میں لپیٹ
خوار جل اطلس بوش خراست
اگر گدھا اطلس کی جھول بھی ہن لے تو گدھا ہے
بآب سخن کینہ از دل بشست
بانت کے پانی سے دل کا کینہ دھو لیا

دل آزرده راست با شد سخن
ستائے ہوئے کی بات سخت ہوتی ہے
چو دست رسد سخن دشمن ہر آرز
جب تجھے دست رس حاصل ہو جا دشمن کا بھیجا کال
چناں ماند قاضی بجو ریش اسیر
قاضی اپنے ظلم میں خود ایسا گرفتار ہو گیا
بد ندان گزید از تعجب بدین
تعجب سے دونوں ہاتھ دانتوں سے کٹے
وز آنجا جواں روئے ہمت بتافت
وہاں سے جوان نے ارادہ کا رخ موڑ دیا
غریب از بزرگان مجلس سخاست
مجلس کے بڑے لوگوں سے شورا ٹھا
تقیب از پیش رفت و ہر سو و وید
چوب دار اس کے پیچھے روانہ ہوا اور ہر جانب بھاٹکا
یکے گفت از میں نوع شیریں نفس
ایک بولا اس قسم کا شیریں گفتار
برال صد سزا آفریں کہیں بگفت
اس پر ایک لاکھ شاباش کہ یہ اس نے کہا

چو خصمت بقیہ دوستی ممکن
جب تیرا دشمن گر پڑے تو دوستی نہ کر
کہ فرصت فرو شوید از دل خبار
اس لئے کہ یہ موقع دل کا خبار دھو دیتا ہے
کہ گفت ان لہذا کیوم عسیر
کہ بول پڑا کیے شک یہ سخت دن ہے
بماندش در و دیدہ چوں رفت بدین
اس میں اس کی آنکھیں رفت بدین کی طرح گر کر گئیں
برول رفت و بازش نشاں کس نیافت
باہر نکل گیا اور پھر کسی نے اس کا نشان نہ پایا
کہ کوئی چنین شوخ چشم از کجا ست
کہ تو بتا کہ ایسا گستاخ کہاں کا رہنے والا ہے
کہ مردے بدین نعت و صوت کہ دید
کس نے کوئی شخص اس صفت اور صوت کا دیکھا ہے
دریں شہر سعدی شناسیم و بس
اس شہر میں ہم فقط سعدی کو سمجھتے ہیں
حق تلخ میں تاجہ شیریں بگفت
کڑوی سچی بات کو کس میٹھے انداز میں کہہ گیا

حکایت در توبہ کردن پادشاہزادہ کنجہ

یکے پادشاہزادہ کنجہ بود
کنجہ کا ایک شاہزادہ تھا
مسجد در آمد سریان و مسرت
مسرت اور گاتا ہوا مسجد میں آگیا
بمقصورہ دربار سائے مقیم
حجرہ میں ایک پار سا ٹھہرا ہوا تھا
تنہ چند بر گفت او مجتہد
کچھ آدمی اس کے دھڑے جمع تھے
چوبے عزتی پیشہ کرد آں حروں
جب اس پر کش لے بے عزتی اختیار کی
چونکہ بود پادشاہزادہ
جب بادشاہ کا قدم بڑا ہو

کہ نا اہل و ناپاک و سرنجہ بود
جو نا اہل اور ناپاک اور زور آور تھا
مے اندر سر و سائے کیلنے بدست
سدر میں ٹھہرا اب اور ہاتھ میں جام
زبان دلا ویز و قلعہ سلیم
جس کی زبان پیٹھی اور دل صحیح تھا
چو عالم نباشی کم از مستمع
اگر تو عالم نہیں تو کم از کم اسنے والا بن
شد ندان عزیزاں خراب اندول
توان با عزت لوگوں کا دل پریشان ہوا
کہ یار و زوارا معروف و دم
آخر بالمعروف کا دم کون مار سکتا ہے

۱۔ بلکہ قابول نے
کے بعد اس کو فوجی حکم کر
ملا حشر کے میدان
میں گنہگار یہی کہیں گے
یہاں قدیم دو
متاحے ہیں جن کا
رخ ہمیشہ بر جلد
کی طرف رہتا ہے
گویا وہ دونوں
اس کو نظر جم کر
دیکھتے ہیں۔

۲۔ گنجا ایک
شہر کا
نام
ہے
جو تبریز
کے قریب ہے

نظامی گنجوی اسی
شہر کے رہنے والے
تھے۔

۳۔ یہ سعدی کا
مقولہ ہے کہ اگر
انسان عالم نہ ہو
تو علماء کا دھڑ سنا
کرے۔

۴۔ کسی کو اچھی
بات کا حکم دینا۔

تھکم کھکم سیر ہوئے گل
ہسن کی بدبو پھول کی خوشبو پر غالب آجاتی ہے
گرت نہی منک کر آید ز دست
اگر تیرے ہاتھ سے نہی عن المنکر ہو سکے

وگر دست قوت نداری بگولے
اگر تو قوت کا ہاتھ نہ رکھتا ہو تو کہہ دے
جو دست و زبان را نماند محال
جب ہاتھ اور زبان میں طاقت نہ رہے
یکے پیش و اٹلے خلوت نشین
مگر نشین عقلمند کے سامنے ایک شخص —

کہ یکبارے آخر بریں رند مست
کہ اس رند مست کے لیے آخر ایک مرتبہ
دم سوز ناک از دل باخبر
با خبر دل کی جلا دینے والی ایک آہ

بر آورد مرد جهان دیدہ دست
جہان دیدہ انسان نے ہاتھ اٹھایا
خوش ست این سپر و قش از روزگار
یہ لڑکا زمانہ سے خوش وقت ہے

کسے گفتش اے قدوہ راستی
کسی نے اس سے کہا اے سچائی کے پیٹھا

چہ بد عہد رانیک خواہی ز بہر
بد عہد کے نصیب کی نیک خواہی

چنین گفت بیندہ تیز ہوش
تیز ہوش سمجھدار نے یہ کہا

بطامات مجلس بیار استم
میں نے بڑی باتوں سے مجلس کو سجایا ہے

کہ ہر گہ کہ باز آید از خوتے زشت
اس لیے کہ جب وہ بری عادت سے باز آجائے گا

چنین پنج روز ست عیش مدام
شراب کا عیش تو یہی پانچ روز کا ہے

حدیثے کہ مرد سخن ساز گفت
بات کے بنانے والے نے جو بات کہی —

فروماند آواز جنگ از وہل
ستار کی آواز ڈھول سے عاجز آجاتی ہے
نشاید چوب دست و پا یاں شست
تو بے دست و پا ہو کر نہ بیٹھنا چاہیے

کہ پاکیزہ گرد و باند ز خوسے
اس لیے کہ کھیتی بھی عادت پاکیزہ ہوجاتی ہے

بہمت نمایند مردی رجال
تو لوگ دعا سے مردانگی دکھاتے ہیں

بنالید و بکر لیت سر بر زمین
نالال ہوا اور زمین پر سر رکھ کر رو دیا

دعا کن کہ مائے زبانیم و دست
بد دعا کر دیجئے اس لیے کہ ہم تو بے زبان اوبے ہاتھ ہیں

قوی تر کہ ہفتاد تیغ و تبر
شتر تیغ و تبر سے قوی ہوتی ہے

چہ گفت اے خداوند بالا و پست
کیا کہا... اے نشیب و فراز کے مالک!

خدا یا ہمہ وقت او خوش بدار
اے خدا اس کے تمام اوقات کو خوش بنائے

بدیں بد عہد رانیکوئے خواستی
اس بد کے لیے کیوں نیک چاہتے ہو

چہ بد خواستن بر سر خلق و شہر
شہر اور مخلوق کی بد خواہی کے برابر ہے

چو سر سخن ورنہابی مجوش
جب بات کی حقیقت تجھے معلوم نہ ہو تو جوش نہ دکھا

ز واد آفریں تو بہ اشخو استم
انصاف کے پیدا کرنے والے سے میں نے اس کی توبہ کی درخواست کی

بعیشے رسد جا وداں در بہشت
تو بہشت میں ہمیشہ باقی رہنے والے عیش کو پہنچ جائیگا

ترک اندر شش عیشہائے مدام
اس کے چھوڑ دینے میں ہمیشہ کا عیش ہے

یکے زان میاں با ملک باز گفت
ان میں سے ایک نے بادشاہ سے دہرا دی

مذہب سے
روکنا یعنی ایک مومن
کافر سے ہے کہ بری
بات کو دیکھ کر
اگر اس کے ہاتھ میں
طاقت ہے تو طاقت
کے ذریعہ اس برائی
کو ختم کر دے
اور اگر اس قدر طاقت
نہیں ہے تو زبان
سے اس کی برائی
ظاہر کر دے

اگر یہ بھی
نہ ہو سکے
تو دل سے
برائے

یہ نہی عن المنکر کے
تین درجے ہیں
جن کو سعدی نے
ان شعروں میں ظاہر
کر دیا ہے
منا یعنی بزرگ
دل کی طاقت سے
اس برائی کو ختم
کر دیتے ہیں۔

زود آب در چشمش آمد چو مرغ
بخودی کا جسے ابر کی طرح اس کی آنکھوں میں پانی آگیا
نہیں ان شوق اندر و نش بسوخت
شوق کی آگ سے اس کا باطن جل اٹھا

برنگ محضر فرستاد کس
نیک طبیعت کے پاس اس نے کسی کو بھیجا
قدم رنجہ فرمائی تاسر نہم
قدم رنجہ فرمائی تاکہ میں اطاعت کروں

دورویہ ستادند بر در سیاہ
دروازہ پر سپاہی دورویہ کھڑے ہو گئے

شکر دید و غناب و شمع و شراب
اس نے شکر اور غناب اور شمع اور شراب بھی

یکے غائب از خود یکے نیم مست
کوئی بکے خود کوئی نیم مست

ز سوئے بر آوردہ مطرب خروش
ایک جانب گویے کی آوازیں بلند تھیں۔

حریفان خراب از مے لعل رنگ
لعل جیسے رنگ کی شراب سے ساتھی مست تھے

نبود از ندیمان گردن زار
بلند مرتبہ دوستوں میں سے کسی کی

وف و جنگ با یک دیگر سازگار
طلبہ اور ستار ایک دوسرے سے سازگار تھے

بفرمود در ہم شکستند خسرو
اس نے حکم دے دیا انھوں نے اسکو چوراکر دیا

شکستند جنگ و گستند و
انھوں نے ستار کو توڑ ڈالا اور کو بھاڑ ڈالا

بیمجانہ در سنگ بروں زدند
بیمجانہ میں میٹھے پر پتھر مارنے لگے

رواں خم و جنگ اوقات دنگوں
شراب بہ گئی ستار اوندھا کر گیا

خم آ بستان جسم نہ ماہہ بود
خم کی نو ماہہ شراب سے حاملہ تھی

بارید بر چہرہ سیل دریغ
اس نے چہرہ پر افسوس کا سیلاب بہا دیا

جہادیدہ بر نشیت پایش بدخت
جیتنے آنکھوں کو اس کے پیروں کی نشیت پر سی دیا

در توبہ کو ہاں کہ فریاد رس
توبہ کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے کہ فریاد کو پہنچ

سر جہل و ناراستی برہم
ناذانی اور بد چلنی کا خیال نکال دوں

سخن پرور آمد در ایوان شاہ
شاہ کے دربار میں سخن پرور پہنچا

وہ از نعمت آباد و مردم خراب
گھر نعمتوں سے آباد اور انسان تباہ دیکھے

یکے شعر گویاں صراحی بدست
کوئی ہاتھ میں صراحی لیے شعر پڑھتا ہوا

ز دیگر سو آواز ساقی کہ نوش
دوسری طرف ساقی کی صد اکہ پنی!

سر چنگی از خواب در بر جو چنگ
ستار چنگی ستار کی طرح نیند سے بغل میں شردیے ہو گھا

بجز نرگس آنچا کسے دیدہ باز
نرگس کے سوا اس جگہ آنکھ نہ کھلی تھی

بر آوردہ زیر از میاں نالہ زار
نالہ زار سے دھپا سر پیدا ہو رہا تھا

مبتدل شد آن عیش صافی بدرد
وہ صاف عیش تلچٹ سے بدل گیا

بدر کرد گویندہ از سر سرود
گویتے نے سر سے گانے کا خیال نکال دیا

کد و ران شانند و گردن زدند
انھوں نے کد کو بٹھایا اور اس کی گردن مار دی

تو گفتمی شد بہت از بط کشتہ خوں
تو یہ کہے گا کہ کشتہ بط سے خون جاری ہو گیا

در آں فتنہ وخت بر بنداخت زود
اس فتنہ میں اس نے جلد لڑائی جن دی

اس فتنہ میں اس نے جلد لڑائی جن دی

یہ شیخ سعدی کا
مقولہ ہے۔
یعنی اس شہزاد
نے اس بزرگ کو بلا
بھیجا۔

یہ شراب کے
ساتھ گزک کے طوطے
غناب اور شکر کا
استعمال کرتے تھے۔
یہ اس گھر کے
انسانوں کی تباہی
کا بیان ہے۔
یہ یعنی نرگس
کے علاوہ سب نیند
سے آنکھیں بند
کیے ہوئے تھے۔

یہ رود
ایک
قسم
کا باجا
تھا جس پر
ریشمین تار کسے
ہوتے تھے۔

یہ کدو میں
شراب بھری
جاتی تھی۔

یہ شراب کی
بطح سے لعل گوں
شراب بننے کا یہ
منظر تھا کہ گویا بطح
ذبح کر دی ہے

یہ شراب
کو دختر ز کہا
جاتا ہے۔

شکم تا بنا فش دریدند مشک
 انھوں نے مشک کو پیٹ سے ناف تک پھاڑ ڈالا
 بفرمود تا سنگ صحن سرائے
 اس نے حکم دے دیا کہ مکان کے صحن کے پتھر
 کہ گلگونہ خمیر با قوت قوام
 اس لیے کہ با قوت رنگ کی فخراب کا اٹھن
 عجیب نسبت بالوعہ گر شد خراب
 اگرچہ پیچست ہوا تو کوئی تعجب کی بات نہیں
 و گھر ہر کہ بر بط گرتے بکف
 پھر جو بھی ہاتھ میں سارنگی پکڑتا
 و گھر فاسقے جنگ بردے بدوش
 اور اگر کوئی فاسق کندھے پر ستار رکھ لیا جاتا
 جوانے سراز کبر و پندار مست
 وہ جوان جس کا سر تکبر اور خودی سے مست تھا
 پدر بار ہا گفتمے بودش بہول
 باپ نے ڈانٹ کر کئی بار اس سے کہا تھا

جہاں سے پدر برد و زندان و بند
 اس نے باپ کی سختی برداشت کی اور قید خانہ اور پیراں
 گرش سخت گفتمے سخن کوئے سہل
 بات کہنے والا نرم اگر اس سے سختی سے کہتا
 خیال و غورش براں داستے
 اس کا گھمنڈ اور غرور اس کو اس پر آمادہ کر دیتا
 سیر نفکست شیر غراں ز جنگ
 دھاڑنے والا شیر لڑائی سے ڈھال نہیں ڈالتا ہے
 بنرمی ز دشمن توں کرد دوست
 نرمی سے دشمن کو دوست بنایا جاسکتا ہے
 چو سنداں کسے سخت روی نکرد
 کسی نے بھی اپنی کی طرح سختی دینی نہیں کی
 بگفتن درشتی مکن با امیر
 حاکم کے ساتھ بات کرنے میں سختی نہ برت
 با خلاق باہر کہ بینی ساز
 جس کو بھی تو دیکھے اخلاق سے پیش آ

باجو کہ شراب
 بہائی گئی تھی وہ چہ بچہ
 میں جمع ہوئی
 یعنی شہزادہ
 گوشہ نشین ہو کر
 عبادت گزار بن گیا
 یعنی باپ کی
 سختیاں اس قدر
 مفید نہ
 ہوئیں
 جس
 قدر بزرگ
 کی نصیحت
 یا یعنی بزرگ
 اس سے سختی برتنا
 یعنی بہادر
 آدمی سخت
 بات سے بگڑ جاتا
 ہے

قدح را بر چشم خویش پراشتک
 اس پر پیالہ کی خویش آنکھیں پراشتک تھیں
 بکنند و کردند نو باز جائے
 اکھاڑ دیں اور انھوں نے اس کی جگہ نئے لگا دیے
 بشستن نمی شد ز روی رخام
 سنگ مرمر کے چہرے سے دھونے نہیں جاتا ہے
 کہ خور و اندراں روز چنداں شراب
 کیونکہ اس نے اس دن بہت شراب پی
 قفا خور دے از دست مردم خود
 توڑ چہرے کی طرح لوگوں کے ہاتھ سے طمانچہ کھاتا
 بمالیدے اور اچوٹنیور گوش
 تو وہ طنز و ہجو کی طرح اس کے کان اٹھتا تھا
 چوپراں بلنج عبادت نشست
 بوڑھوں کی طرح عبادت کے گوشہ میں بیٹھ گیا
 کہ پاکیزہ رو باش و شایستہ قول
 کہ نیک چلن اور مہذب بات والا بن
 چناں سو دمنشش نیامد کہ بند
 اس کی ایسی مفید نہ ہوئیں جیسی کہ نصیحت
 کہ بیروں کن از سر جوانی و جہل
 کہ سر سے جوانی اور ناواقفیت نکال دے
 کہ درویش را زندہ نگذاشته
 کہ درویش کو زندہ نہ چھوڑتا
 بلیندیش از تیغ براں جنگ
 پنجے کی تیغ براں سے سوچتا ہے
 چو با دوست نرمی کنی دشمن دوست
 جب تو دوست سے ملکی بات کرے تو اس کا دشمن ہے
 کہ خالیساک تا دیب بر سر نخورد
 کہ ادب سکھانے کا ہتھوڑا سر پر نہ کھایا ہو
 چو بینی کہ سختی کند دست گیر
 جب تو یہ دیکھے کہ وہ سختی کرتا ہے تو نرمی کر
 اگر زیر دست دست و گریہ فرما
 خواہ وہ ہاتھ سے ہو یا سر بلند

کہ ایں گردن از نازی بر کشد
کہ یہ تمبر سے گردن موڑ لے گا
بشیریں زبانی تو اں برو گوے
تسیریں زبانی کی وجہ سے بازی جیتی جاسکتی ہے
تو شیریں زبانی ز سعدی بکیر
تو سعدی سے تسیریں زبانی حاصل کرے

بگفتار خوشش و اں سر اندر کشد
میٹھی بات کی وجہ سے اور وہ فرماں بردار بن جائیگا
کمپوستہ تلخی برو تن خوے
اس لیے کہ بد مزاج ہمیشہ تلخی اٹھاتا ہے
ترش روئے را کو بتلخی بمیر
ترش رو کو کہہ دے کہ تو کڑواہٹ سے مر جا

حکایت طواف غسل

شہد بیکر گھومنے والے کا قصہ

تشریف خندہ انگلیں می فروخت
ایک ہنس مکھ شہد بخت بخت
بتانے میاں بستہ چوں نیشکر
مشتوق نیشکر جیسے کمر بستہ
گرا و زہر برداشتے فی المثل
اگر مثلاً وہ زہر بھی اٹھا لاتا
گرا نے نظر کر دو درکار او
ایک بھدے شخص نے اس کے کار و بار کو دیکھا
وگر روز شد گرد گیتی رواں
دوسرے دن اس نے شہر کے چاروں طرف چکر لگایا
بسے گشت فریاد خواں پیش و پس
آگے بچھ جلاتا ہوا بہت پھرتا
شبانگہ چو نقدش نیامد بدست
رات کو جب کچھ نقد اس کے ہاتھ نہ آیا
چو عاصی ترش کردہ روی از وعید
جیسا کہ گنہگار اللہ کی بھمکی سے منہ بگاڑتا ہے
ز نے گفت بازی کنناں شوے را
ایک عورت نے شوہر سے مذاق میں کہا
چرامت بود نان آں کس حشید
اس آدمی کا کھانا چکھنا میرے لیے حرام ہے
مکن خواجہ بر خوشستن کار سخت
اے صاحب اپنا کام سخت نہ بنا
گرفتہ کہ سیم و زرت چہ نیست
میں نے مانا کہ چاندنی سکونا ترے پاس کچھ نہیں ہے

کہ دلہا ز شیرینیش می لبوخت
کہ اس کی میٹھاس سے دل جلے جلتے تھے
برو مشتری از نگس بیشتر
بکھیروں سے بھی زیادہ اس کے خریدار تھے
نخوردندے از دست او چوں غسل
اس کے ہاتھ سے شہد کی طرح کھا جاتے
حسد برو بر روز بازار او
اس کے بازار کی رونق پر اس نے حسد کیا
غسل بر سر و سر کہ برا برواں
سر پر شہد اور ابروؤں پر سر کہ
کہ نشست برا بگینش نگس
چونکہ اس کے شہد پر کوئی بھی نہ بیٹھی
بدلتنگ روی بکنجے نشست
دل تنگی کی وجہ سے ایک کونہ میں بیٹھ گیا
چو بروی زندا نیاں روز عید
جیسا کہ عید کے روز قیدیوں کی ابروئیں
غسل تلخ باشد ترش روے را
بد مزاج کا شہد بھی کڑوا ہوتا ہے
کہ چوں سفر ہا برو بہم در کشید
جو دسترخوان کی طرح پیشانی پر سر کش کن ڈالے
کہ بد خوئے باشد رنگوں سار سخت
اس لیے کہ بد عادت اور بدھے نصیب کا ہوتا ہے
چو سعدی زبان خوشست نیز نیست
کیا سعدی کی طرح نہ پاس میٹھی زبان بھی نہیں ہے

۱۔ ابروؤں پر
سر کہ سے مراد بڑا بڑا
ہے۔

۲۔ یعنی ایسا منہ
بگاڑ کر بیٹھ گیا جیسا
کہ گنہگار
اللہ کی
دعید پر
یا قیدی عید

۳۔ دن۔
۴۔ بد مزاج شخص
۵۔ کے بیان کھانا بھی
درست نہیں ہے۔

جفا بیند و مہربانی کنند
کہ ظلم ہوتا ہے اور مہربانی کرتا ہے

بهنر و رحمت زندگان کند
هنرمند اس طرح زندگی بسر کند

اے کسی ہوشیار
 سے یہ بھی توقع نہیں
 ہوتی کہ وہ کسی
 سے دست
 گریب
 ہو گا۔
 یعنی
 تو بھی کہے
 کو کاٹ لیتا۔

ولیکن نیاید ز مردم سگی
لیکن انسان سے گمان نہیں ہو سکتا

واں کروانا کساں بد رگی
نالہ نقوں کے ساتھ برائی کی جاسکتی ہے

حکایت خواجہ نیکو کار و بندہ نافرمان

بزرگے ہنرمند آفاق بود
ایک بزرگ تمام زمانے کا ہنرمند تھا
ازیں خھٹے موئے بالیدہ
اس بد ہیئت کے بال بڑھے ہوتے
چو تعانش آلودہ دندان بزمیر
اس کے دانت از دہے کی طرح زہر آلودہ تھے
مدامش بروی آب چشم سبیل
روٹیوں والی آنکھ کا پانی ہمیشہ چہرے پر
گرہ وقت پختن برابر و زردے
پکانے کے وقت ابرو پر گرہ ڈال لیتا
وما دم بناں خورشید ہم نفس
دامم روٹی کھانے میں ساتھ رہتا
نہ گفت اندر و کار کردی نہ چوب
اس میں نہ بات کام کرتی نہ لکڑی
گے خار و خس در رہ انداختے
کبھی کانٹے اور نیلے راستے میں ڈال دیتا
ز سیماش وحشت فراز آمدے
اس کے چہرے سے وحشت معلوم ہوتی
کسے گفت ازیں بندہ بد خصال
کسی نے کہا اس بد عادت غلام سے
نیکرز و وجودے بدیں ناخوشی
اس برائی کے ساتھ اس کا وجود اس لائق نہیں ہے
منت بندہ خوب نیکو سیر
میں تیرے لیے ایک خوبصورت نیک عادت غلام
و گر یک بسیج آورد سر میج
اور اگر ایک پیسہ لے تو انکار نہ کرنا
شنید این سخن مرد نیکو نہاد
نیک طبیعت انسان نے یہ بات سنی
بدست این سیر طبع و خویش و لیک
اس لڑکے کی طبیعت اور عادت بری ہے لیکن

غلامش نیکو پیدہ اخلاق بود
اس کا غلام برے اخلاق کا تھا
بدے سرکہ و رر وے مالیدہ
منہ پر سرکہ لے ہوتا
گر و بردہ از زشت و بیان شہر
شہر کے بد صورتوں سے بازی لے گیا تھا
و میدے و بوے پیاز از بعل
نمودار رہتا اور بئل کی پیاز کی بد بو
چو پختن با خواجہ زانوز وے
جب پکالیتے تو آقا کے ساتھ ران بلا کر بیٹھتا
و گر مردے آبے ندا وے بکس
اور اگر کوئی مر بھی جاتا تو پانی نہ پلاتا
شب و روز از و خانہ در کند و کوب
رات اور دن اس کی وجہ سے گھر در ہم بہم تھا
گے ماکیاں در جہ انداختے
کبھی مرغیوں کو کنوئیں میں پھینک آتا
نرفتنے بکارے کہ باز آمدے
کسی حکام کو نہ جاتا کہ وہیں لوٹ کر آتا
چہ خواہی ادب یا ہنر یا جمال
تو کیا چاہتا ہے ادب یا ہنر یا جمال
کہ جو ریش پسندی و بارش کشی
کہ تو اس کا ظلم پسند کرے اور اس کا بوجھ اٹھائے
بدست آرم این را بہ نخاس بر
لے آؤں گا اس کو بردہ فروش کے یہاں لے جا
گر انست اگر راست خواہی بیج
اگر بیج کہلوانا تو وہ مفت بھی گراں ہے
بخندید کاے یار فرخ نژاد
ہنساکہ اے مبارک ذات یار
مراز و طبیعت شو و خوں نیک
اس کی وجہ سے میری طبیعت نیک دت ہو جائیگی

یعنی بد مزاج تھا۔
یعنی چمکے تھا
اور بئل گند کا بھلا بھی تھا۔
مٹا نہ برا بھلا کہنا مفید تھا نہ مار پیٹ۔
یعنی
بھی کرتا
رہتا تھا
یہ نہیں جا کر کوئی کام نہ کرتا تھا۔
ایک پیسہ بھی بیج ڈالنا خریدنے کے لیے یہ مفت بھی گراں ہے۔

چو زو کردہ باشم تحمل سے
جب اس کی بہت برداشت کر لوں گا
مروت ندا نم کہ نفس و شمش
میں شرافت نہیں سمجھا ہوں کہ اس کو بیچوں
چومن در بلا لیش تحمل کنم
آخر میں اس کی مصیبت کو برداشت کروں
چو خود را پسندی کسی را پسند
تو جو اپنے پسند کرے دوسرے کے لیے بھی پسند کر
تحمل جو زہرت نماید نخست
برداشت کرنا ابتداء تجھے زہر معلوم ہو گا

۱۔ حدیث شریف
میں آیا ہے۔ مومن وہی
ہو جو اپنے بھائی کے
لے دہی بات پسند کرے
جو اپنے لیے پسند
کرتا ہے۔
۲۔ یعنی کرخ کے
راد سلوک پر شخص
چلنا چاہے اس کا
پہلا فرض ہے کہ وہ
اپنے سے شہرت
اور فخر نکال دے۔

۳۔ معروف
نام ہے
یہ بزرگ
کرخ
کے رہتے
وہ تھے۔
خود سوتا
تھا نہ دوسروں
کو سونے دینا
تھا۔
۴۔ لوگوں سے
بد مزاجی کرتا ہے
لوگ گھبرا کر بھاگ
گئے۔

توانم حفا بردن از سر کسے
تو اگر شخص کا ظلم برداشت کر سکوں گا
بدلیگر کسے عیب بر گویش
کسی دوسرے سے اس کا عیب کہوں
بسے بہ بود گر تحمل کنم
یہ اس سے بہت بہتر ہے کہ اسکو کسی کے طے کروں
تو در زحمتی و گیرے را مہند
تو تکلیف میں ہے تو دوسرے کو مبتلا نہ کر
وے شہد کرد و چو در طبع ست
لیکن شہد بن جائے گا جب طبیعت میں ریح جائیگا

حکایت معروف کرخی و مسافرت کرچور

کہ نہاد معروفی از سر نخست
جس نے سب سے پہلے دماغ سے شہرت نہ نکال دی ہو
ز بیماریش تا برگ اندکے
جس کی بیماری اور موت میں تھوڑا سا فاصلہ تھا
بمویش جاں و رتن آ و بخت
ایک بال کی بقدر اس کی جان جسم میں لگی تھی
رواں دست در بانگ نالیش نہاد
نوراً داویلا اور آہ و ناری شروع کر دی
نہ از دست فریاد و خواب کس
نہ اس کی فریاد کے ہاتھوں کسی دوسرے کو میزدانی
نمی مرد و خلق بخت بکشت
خود تو نہ مرنے لگا اور مخلوق کو بخت بازی سے مار ڈالا تھا
گرفتند از خلق راہ گریز
مخلوق نے اس سے راہ گریز اختیار کر لی
ہماں ناتواں ماند و معروف و بس
تو وہی بیمار اور بس معروف کرچور تھے
چو مرداں میاں بست و کرد و آہ گفت
مردوں کی طرح کمر بستہ ہے اور وہی کرتے جو وہ کہتا
کہ چند آورد مردنا خفته تاب
اس نے کہ بدوں سوئے کوئی کتنی تاب لاسکتا ہے

کسے راہ معروف کرخی نخست
کئی ایسے شخص نے معروف کرخی کا راستہ نہیں ٹھونڈا
شنیدم کہ مہانش آمد یکے
میں نے سنا ہے کہ اس کے پاس ایک مہمان آیا
سرش موی و روش صفا رخت
اس کا سر بالوں کو اور چہرہ رونق کو ختم کر چکا تھا
شب آنجا بفلند و بالش نہاد
اس نے رات کو اس جگہ پڑاؤ کر دیا اور تکیہ لگایا
نہ خواش گرفتے لبش یک نفس
نہ اس کو ایک سانس کی بقدر زیند آئی
نہادے پریشاں و طبع درشت
اس کا حرج پریشان اور طبیعت سخت تھی
ز فریاد و نالیدن و خفت و خیمہ
اس کی فریاد اور رونے اور بے چینی کی وجہ سے
زویا مردم درال بقعہ کس
اس جگہ کے رہنے والوں میں اگر کوئی تھا
شنیدم کہ شہما ز خدمت نخفت
میں نے سنا کہ یہی راقی خدمتگاری کی وجہ سے نہ سوتا
شبے بر سرش شکر آورد خواب
ایک رات کو ان پر خیمہ لے کر کشتی کر دی

بیکدم کہ چشمانش خفتن گرفت
تھوڑی دیر کے لیے ان کی آنکھوں نے ناسور شروع کیا

کہ لعنت بریں نسل ناپاک باد
کہ اس ناپاک نسل پر لعنت ہو

بلند اعتقادان پاکیزہ پوش
متکبر ہیں خوش پوشاک ہیں

چہ داندلت ابنائے از خواب مست
بڑے پیٹ والے نیند سے مست کو کیا معلوم

مخضہائے منکر بمعروف گفت
حضرت معروف کو اس نے بری باتیں کہیں

فروخور و شیخ این حدیث از کرم
شیخ تو شرافت کی وجہ سے یہ باتیں پنی گئے

یکے گفت معروف را در نہفت
ایک نے چپکے سے معروف سے کہا

بروزیں سپس گو سر خوشش گیر
اس کے بعد جا اور کہہ اپنا راستہ پکڑ

نکوئی و رحمت بجائے خو و است
بھلائی اور رحم اپنی جگہ ہے

سر سفله را گرد بالش منہ
کینہ کا سر تکیہ پر نہ رکھ

مکن با بدار نیکی اے نیک بخت
اے نیک بخت بروں کے ساتھ نیکی نہ کر!

نگویم مراعات مردم مکن
میں یہ نہیں کہتی ہوں کہ لوگوں کی خاطر تو غلج نہ کر

با خلاق نرمی مکن با ورشت
سخت کے ساتھ اخلاق سے ساتھ نرمی نہ کر

گرا انصاف خواہی سب حق شناس
اگر انصاف کی بات چاہتا ہے تو حق شناس کہتا

برف آب رحمت مکن بر خسیس
گنبد پر برف کے پانی سے ہر باغی نہ کر

تدیدم چیں تیج بر تیج کس
میں کے ایسا تیج و تیج آدمی نہیں دیکھا

مسافر براگتہ گشتن گرفت
مسافر نے بجنا شروع کیا

کہ نامتد و ناموس زرق اند و باد
کہ محض نام اور عزت کے ہیں اور کرا اور غرور ہیں

فریبندہ یارسانی فروش
فریب دینے والے ہیں بزرگی فروش ہیں

کہ بے چارہ دیدہ بر ہم نہ بست
کہ کسی بیچارے نے ہلک بھی نہیں جھپکائی ہے

کہ بیکدم چرا غافل از وے نجفت
کہ وہ تھوڑی دیر کے لیے اس سے غافل ہو کر کیوں سو

شنیدند پوشیدگان حرم
حرم کی مستورات نے سن لیں

ندیدی کہ درویش نالایاں چہ گفت
مجھے معلوم نہیں روتے ہوئے فیر نے کیا کہا ہے

تعنت بر جائے دیگر بمید
مصیبت لے جا، دوسری جگہ جا کر مرا!

ولے با بدار نیک مروی بد است
لیکن بروں کے ساتھ نیکی بری ہے

سر مردم آزار بر سنگ بہ
لوگوں کو ستانے والے کا سر پتھر پر بہتر ہے

کہ در شورہ ناداں نشان درخت
کیونکہ گھڑی زمین میں بے وقوف درخت لگاتا ہے

کرم پیش نامرد ماں کم مکن
کینوں پر کرم کر کے ضائع نہ کر

کہ سگ را مانند چوں گر بہشت
کہ بلی کی طرح کتے کی کمر نہیں سیلاتے ہیں

بسیرت بہ از مردم ناسپاس
ناشکر گزاران سے عادت میں بہتر ہے

چو کردی مکافات بر تیج نویس
اگر کرتا ہے تو بدلہ برف پر لکھ

مکن تیج رحمت بر تیج کس
اس تیج ناکس پر کچھ شفقت نہ کر

یعنی اس نے
صرف معروف کو
کہی نہیں بلکہ
بزرگوں کو گالیوں
دینی شروع کر دی

اس سے
مراد معروف
کو بھی

یعنی
یہ بیمار مہمان
تو کہتے سے بھی بدتر

ہے
مگر بر تیج تو
ضائع کرنا

نخندید و گفت اے دلارام جفت
وہ ہنستے اور بولے کہ اے دل کی راحت، بیوی
گمراہ ناخوشی کرد بر من خروش
اگر ناراضی سے اس نے مجھ پر غصہ کیا ہے
جھائے چنین کس بساید شنود
کسی ایسے آدمی کی جفا کو سننا چاہیے
چو خود را قوی حال و بینی و خوش
جبکہ تو اپنے آپ کو خوش حال اور قوی دیکھے
اگر خود ہمیں صورتی چوں طلسم
اگر تو خود یہی طلسم کی سی صورت ہے
وگر پرورانی درخت کرم
اگر تو کرم کے درخت کی پرورش کرے گا
نہ بینی کہ در کرخ تربت بسیت
تو نے نہیں دیکھا کہ کرخ میں بہت سی قبریں ہیں
بدولت کسانے سراف اختند
دولت کے ذریعہ وہی لوگ سر بلند ہوئے ہیں
تکبر کند مر و حشمت پرست
دبد پرست انسان تکبر کرتا ہے

جو باتیں اس
نے غصے میں کہی ہیں
دو بجے ناگوار نہیں
گذریں۔

سلا یہاں سے
سعدی کا
مقولہ ہے
بجاؤ
تو نا ایک
بے حقیقت

چیزیں
مراقبہ کی
نشت کی تعبیر
کر رہا ہے۔

پریشیاں مشو زیں پریشیاں کہ گفت
ان یہودہ باتوں سے جو اس نے کہیں پریشیاں نہ ہو
مرانا خوش ازوے خوش آمد بکوش
تو اس کی ناراضی میرے کانوں کو بھی معلوم ہوئی ہے
کہ نتواند از بے تراری غنود
جو بے چنین کی وجہ سے نہ سو سکے
بشکرانہ بار ضعیفان بخش
تو شکرانہ میں کمزوروں کا بار برداشت کر
بمیری واسمت بمر و حرم
تو تو مرجائے گا اور تیرا نام بھی جسم کی طرح مرجائے گا
بیر نیک نامی خوری لاجرم
تو لا محالہ نیک نامی کا پھل کھائے گا
بجز گور معروف معروف نیست
لیکن حضرت معروف کی قبر کے سوا کوئی مشہور نہیں ہے
کہ تاج تکبر بلند اختند
جھفوں نے تکبر کے تاج کو اتار پھینکا ہے
ندانند کہ حشمت بحلم اندرست
اس کو یہ معلوم نہیں کہ دبد بہ بردباری میں ہے

حکایت در معنی سفاہت نابللاں و محل نیک مڑاں

ہو داں زماں در مہاں جا صلے
اس وقت ہیبانی میں کچھ نہ تھا
کہ زہر برفشانہ بے برویش چو خاک
کہ مٹی کی طرح اس کے منہ پر روپہ تارتا
نکوہیدن آغاز کردوش بکوشے
گلی میں پھینکا اس کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا
پلنگان درندہ صوف پوش
کبیل پوش پھاڑنے والے چیتوں سے پناہ ہو
وگر صیدے افتد جو سگ و رچند
اور اگر کوئی شکار چنیں جا تو کئے کی طرح چھلانگ لگاتے ہیں
کہ درخانہ کتر توں یافت صید
اس لیے کہ گھر میں شکار کم پھنسا ہے

طبع برو شوخے بصاحب دلے
ایک شیر ایک صاحب دل کے پاس ضرورت لیکر گیا
کمر بند و ستش تہی بود و پاک
اس کا کمر بند اور ہاتھ بالکل خالی تھا
برول تاخت خواہندہ خیرہ روئے
بے شرم سائل باہر نکلا۔
کہ زہار ازیں کشد مان خموش
کہ ان خاموش بچھوڑوں اور
ہے کہ چوں گریہ زانو بدل بر نہند
بلی کی طرح زانو دل پر دھرے بیٹھے رہتے ہیں
سوئے مسجد آوردہ دکان شید
وہ بکر کی دکان مسجد میں لایا ہے

رہ کارواں شہر مرداں زند
 شیر مرد قافلے پر ہزنی کرتے ہیں
 سپید و سیہ بارہ بروخت
 سفید اور کالے پتوں لگاتے ہوئے ہیں
 زبے جو فروشان گندم مائے
 کیا خوب گندم نما جو فروش ہیں
 مبین در عبادت کہ پیر اندوخت
 عبادت کے وقت یہ نہ سمجھ کہ وہ پورے اہلست ہیں
 عصائے کلیم اند بسیار خوار
 بسیار خوار حضرت موسیٰ کی لٹھی ہیں
 نہ پر ہیز گار و نہ و افشورند
 نہ پر ہیز گار ہیں نہ عقلمند
 عباے بلی لائے در تن کنند
 حضرت بلال حبشی جیسی جاہل نہ رہتے ہیں
 ز سنت نہ مبنی در ایشاں اثر
 توان میں سنت کا کوئی نشان نہ دیکھ گا
 شکم تاسر آگندہ از لقمہ تنگ
 سترک پیٹ لقموں سے خوب بھرا ہوا
 نخواہم دریں باب ازیں پیش گفت
 میں اس بارے میں اس سے زیادہ کہنا نہیں چاہتا
 فرو گفت ازیں شبوہ نادیدہ گوے
 بدوں دیکھ کہنے والے نے اس قسم کی بہت سی باتیں کہیں
 یکے کر وہ بے آبروئی سے
 جو اپنی بہت بے آبروئی کر چکا ہو
 صریحے بشیخ این سخن نقل کرد
 ایک مرید نے شیخ سے یہ باتیں نقل کر دیں
 بارے در قفا عیب من گفت و خفت
 برے شخص نے میرے پچھلے عیب بیان کیے اور چھپ گیا
 یکے ترے افکند و در رہ فتاد
 ایک شخص نے تیر چلایا اور وہ راستہ میں گر گیا
 تو برداشتی و آمدی سوئے من
 تو اٹھا لایا اور میری طرف چلا

ق

وے جامہ مردم ایناں کنند
 لیکن یہ لوگوں کے کپڑے اتارتے ہیں
 بسا اوس و پنہاں ز راند و ختہ
 مکاری سے اور اندر سونا جمع کیے ہوئے ہیں
 جہاں گرد و شب کوک خرمن گدائے
 دنیا کھینچنے والے رات کو دعا دینے والے کھلیا کے بھکاری
 کہ در رقص و حالت جوانند و حسرت
 اس لیے کہ رقص اور وجد میں جوان اور حسرت ہیں
 پس آنکہ نمایند خود را نزار
 پھر اپنے آپ کو کمزور ظاہر کرتے ہیں
 ہمیں پس کہ دنیا بدیں میخورند
 پس ہی کافی ہے کہ دین کے ذریعہ دنیا کو کھتے ہیں
 بدخل حبش جامہ زن کنند
 حبش کی آمدنی سے بیوی کے جوڑے بناتے ہیں
 مگر خواب پیشین و نان سحر
 ہاں دوپہر کا سونا اور سحر کی کھانا
 چو زنیل در یوزہ ہفت اورنگ
 گداگر کی جھولی کی طرح ستر قسم سے
 کہ شفعت بوز سیرت خویش گفت
 اس لیے کہ اپنی حالت بیان کرنا بدنامی کی بات ہے
 نہ بنید ہنر ویدہ عیب جوے
 عیب جو آنکہ ہنر نہیں دیکھتی ہے
 چہ غم دار و ش ز آبروے کسے
 اس کو کسی کی آبرو کی کیا فکر ہوتی ہے
 اگر راست پرسی نہ از عقل کرد
 اگرچہ پوچھتا ہے تو اس نے عقل کی بات نہ کی
 تر و قرینے کہ آورد و گفت
 وہ ساتھی اس سے برا ہے جو لایا اور بیان کیا
 وجودم نیاز و در خیم نداو
 اس نے میرے خیم کو نہ ستایا اور مجھے تکلیف نہ دی
 ہی در سپوزی بہ پہلوئے من
 اور میرے پہلو میں چھا رہا ہے

شب کوک
 وہ فقرا کہلاتے
 تھے جورات کو کسی
 بلند مقام پر کھڑے
 جو کہ نام بنام دعایں
 کرتے تھے اور صبح
 کو بھیک مانگتے تھے۔
 حضرت موسیٰ
 کا عصا چونکہ جادو
 کے سبب
 اتر ہے
 بجلی
 کیا تھا
 اس لیے
 بسیار خوری میں
 مشہور ہے۔
 سنا یعنی بے پناہ
 آمدنی کو عورتوں
 کے جوڑے بنانے
 میں صرف کر ڈالتے
 ہیں۔

بخت رید صاحب دل نیک خوئے
نیک عادت صاحب دل ہنسنا

ہنوز انچہ گفت از بدم اندک سست
اب تک جو کچھ اس نے کہا ہے میری برائی کا تھوڑا حصہ ہے

ز روئے گماں بر من اینہا کہ سبت
گمان سے جو کچھ باتیں اس نے مجھ سے متعلق کی ہیں

وے امیال یوست با ما وصال
اس نے امیال ہم سے اپنا جوڑ لگایا ہے

بہ از من کس اندر جہاں عیب من
دنیا میں میرے عیب مجھ سے بہتر

نزد بدم خدیں نیک بندار کس
میں ملنے ایسا نیک گمان شخص نہ دیکھا

محشم گواہ گفت ہم گرا و ست
محشم میں اگر وہی میرے گناہوں کا گواہ ہے

گرم عیب گوید بد اندیش من
اگر تم میرا کوئی مخالف عیب بیان کرے

کسناں مرد راہ حنر را بودہ اند
وہی لوگ خدا کی راہ کے مرد ہوتے ہیں

زباں باش تا بوستینت ورنہ
خاموش رہ بیاں تک کہ وہ تیری چڑی پھاڑ دیں

گرا ز خاک مردم سبوتے کنند
اگر لوگ انسانوں کی ٹہنی کی صراحی بن جائیں

یعنی اس کو تو
میرے عیبوں پر گمان
ہے اور مجھے خود
یقین ہے۔

یعنی اس نے
تو اپنی دانست کے
مقدار سے بڑے
تھوڑے سے عیبوں
کا اظہار کیا ہے
ہذا وہ نیک گمان
ہے۔

میرے عیبوں کا
کچا چٹا
میرے پاس
ہے اگر
کوئی بیان

کرنا چاہے تو میرے
پاس آئے اور میرا
کچا چٹا ملے جائے
یہ شیخ سعدی
کا مقولہ ہے۔

ملک شام
کے بادشاہ کا نام
ہے۔

ملا عرب کے
سردار منہ پر ڈھنڈا
باندھتے تھے۔

کہ سہلست ازین بیشتر گو گوئے
کہ اس سے زیادہ کتنا آسان ہے، کہ

از انہا کہ من و انہم از حد کم سست
جو میں جانتا ہوں ان میں سے سو میں سے ایک ہے

من از خود یقین می شناسم کہ سست
میں خود یقین سے جانتا ہوں کہ کوہ ہیں

کجا و اندم عیب مفت و سال
وہ میرے ستر سالہ عیبوں کو کہاں جان سکتا ہے

ندانم بحزن عالم الغیب من
علاوہ عالم الغیب کے کوئی نہیں جانتا ہے

کہ نداشت عیب من نیست و بس
جو یہ سمجھا کہ میرے صرف یہی عیب ہیں

ز دوزخ ترسم کہ عالم نکوست
تو دوزخ سے میں نہیں ڈرتا اس لیے کہ کچھ تو میرا حال بہتر ہے

بیا گوید نسخہ از پیش من
اس کو کہہ دو کہ میرے پاس سے کتاب لیجا

کہ بر جاست تیر بلا بودہ اند
جو مصیبت کے تیرے کاٹنا نہ بنے ہیں

کہ صاحب دلاں بار شوخاں برند
اس لیے کہ صاحب دل برون کا بوجھ برداشت کرتا ہے

بسنکش ملامت کناں شکنند
تو ملامت کرنے والے پتھر سے اسکو توڑ ڈالیں گے

حکایت درگستانی درویشانِ حلم بادشاہان

قصہ درویشوں کی گستاخی اور بادشاہوں کی بردہاری کے بیان کیا ہے

بروں آمدے صبحدم با غلام
صبح کے وقت غلام کے ساتھ باہر نکلتا

برسم عرب نیمہ رستہ روئے
عرب کے طریقے پر آدھا منہ ڈھکے

ہر آنکس دو دار و ملک صالح است
جس میں یہ دو باتیں ہوں نیک بادشاہ وہی ہے

پریشاں دل و خاطر آشفست یافت
پریشان دل اور پرالگندہ طبیعت پایا

ملک صالح از بادشاہان شام
صالح بادشاہ شام کے بادشاہوں میں سے

بگشتہ در اطراف بازار و کوئے
چاروں طرف بازار و کوچوں میں گھومتا

کہ صاحب نظر بود و درویش دوست
کیونکہ وہ صاحب نظر اور فقیر دوست تھا

و درویش در مسجد خفته یافت
ایک مسجد میں دو درویشوں کو سویا ہوا پایا

شب سرد شاں دیدہ نابروہ خواب
نکند رات میں ان کی آنکھ نہ لگی تھی

یکے زان دو میکفت بادگیرے
ان دونوں میں سے ایک دوسرے سے کہہ رہا تھا

گرایں پاوشاں گرون فراز ق
اگر یہ متکبر بادشاہ

در آیند با عاجزاں در بہشت
غریبوں کے ساتھ بہشت میں آئیں گے

بہشت بریں ملک و ماوائے ماست
آؤنجی بہشت ہماری ملکیت اور ٹھکانا ہے

ہمے ازیناں چہ دیدی خوشی
ان سے تمام عمر کیا تو نے کیا خوشی دیکھی ہے۔

اگر صالح آنجہا بدیوار باغ
اگر صالح وہاں جنت کی دیوار کے پاس

چومر و این سخن گفت و صلح شنید
جب مرد نے یہ بات کہی اور صلح نے سنی

وے رفت تا چشمہ آفتاب
تھوڑا وقت گزرا کہ آفتاب کے چشمہ نے

رواں ہر دو کس را فرستاد و خواند
اس نے ایک شخص کو بھیجا اور دونوں کو فوراً طلب کر لیا

برایشاں ببارید باران جو و
ان پر سخاوت کی بارش برسانی

پس از رنج سراو باران و سیل
جا طے اور بارش اور بیاؤ کی تکلیف اٹھانیکے بعد

کہا ان بے جامہ شب کردہ روز
وہ فقیر جنہوں نے بدون کپڑے کے رات صبح کی تھی

یکے گفت ازیناں ملک را نہاں
ان میں سے ایک نے آہستہ سے بادشاہ کہا

سندیدگاں در بزرگی رسند
پسندیدہ لوگ بڑے مرتبہ کو پہنچتے ہیں

شہنشاہ ز شاوی چو گل بر شکفت
بادشاہ خوشی سے پھول کی طرح کھل گیا

چو حراتا مل کناں ز آفتاب
وہ گرگٹ کی طرح سورج کو تک رہے تھے

کہ ہم روز محشر بودا ورے
کہ قیامت میں بھی کوئی جھگڑا چکانے والا ہوگا

کہ در لہو و عیش اند و با کام و ناز
جو کھیل کود عیش اور مقصد اور ناز میں لگے ہیں

من از گور سر بر نگیرم ز خشت
تو میں قبر کی اینٹ سے سر نہ اٹھاؤں گا

کہ بند غم امروز بر بایے ماست
اس لیے کہ آج ہمارے پیر میں غم کی بڑی ہے

کہ در آخرت نیز ز حمت کشتی
کہ آخرت میں بھی تو تکلیف اٹھائے

در آید کفشش بد رزم و مانع
بھی آئے گا تو جوئے سے اس کا سر بھار دوں گا

وگر بودن آنجہا مصالح ندید
پھر وہاں کھڑا مناسب نہ سمجھا

ز چشم خلاق فروشت خواب
لوگوں کی آنکھوں سے نیند دھو دی

بہیبت نشست و بخرمت نشاند
دبدبہ سے خود بیٹھا اور ان کو عزت سے بٹھایا

فروشت شاں گرد و فل از وجود
ان کے جسم سے ذلت کی دھول دھو ڈالی

نشستند بانا مداران حیل
وہ دونوں لشکر کے سرداروں کے ہم نشین بنے

مطر کناں جامہ بر عود سوز
اگر دان پر اپنے کپڑوں کو معطر کر رہے تھے

کہ اے حلقہ درگوش حکمت جہاں
اے وہ کہ دنیا تیرے حکم کی غلام ہے

زما بند گانت چہ آمد پسند
ہم خادموں کا تجھے کیا پسند آیا

بخندید در روی درویش و گفت
فقیر کے سامنے ہنسا اور کہا

یہ مشہور ہے
کہ گرگٹ سورج
سے آنکھ لڑتا ہے
یہ بہشت ہماری
جاگیر ہے بادشاہوں
کو وہاں آنے
دیں گے۔

یہ دن چڑھ گیا
اور لوگ غینہ سے

بیدار
ہو گئے
یہ آدمی
بھج کر

ان کو دونوں
فقروں کو بلالیا
یہ بادشاہ

کے کرم سے پلے
نکلے سوتے تھے

اب معطر کپڑوں میں
لبوس ہیں۔

من آں کس نیم کز غرور چشم
 پس وہ شخص نہیں ہوگی کہ دبدبہ کے غرور سے
 تو ہم با من از سر بہ خویشت
 تو بھی میرے ساتھ بری عادت سے نکال دے
 من امروز کردم در صلح باز
 میں نے آج صلح کا دروازہ کھل دیا ہے
 چہیں راہ گر مقبلی پیش گیر
 اگر تو صاحب اقبال ہے تو یہ راستہ اختیار کر
 بر از شاخ طوبی کسے بر نہ داشت
 طوبی کی شاخ سے ایسے شخص نے پھل نکال کیا
 ارادت نداری سعادت مجوئے
 اگر ارادت نداری تو نیک نحتی نہ تلاش کر
 ترا کے بود چوں چراغ التہاب
 تجھے چراغ جیسی روشنی کتب حاصل ہو سکتی ہے
 وجودے دہد روشنائی بحسب
 وہی وجود کسی صحیح کو روشنی دیتا ہے

۱۔ یعنی اگرچہ
 تم لوگوں نے مجھے
 برا بھلا کہا تھا لیکن
 میں ناراض نہیں
 ہوں فقیر نے یہی
 جملہ بولا تھا۔
 ۲۔ یہاں سے
 شیخ سعدی کا مقولہ

۳۔
 ۴۔
 ۵۔ ابو الحسن کو شیا
 مشہور نجومی و جوشیخ
 ابولی سینا کا استاد تھا
 ۶۔ سر غرور
 میں علم کی گنجائش نہیں
 رہتی ہے۔

ز بیچارگان روئے در ہم کشم
 عاجزوں سے ناراض ہوں
 کہ ناساز گاری کنی در بہشت
 کہ تو جنت میں ناموافقت کرے
 تو فر دامن در بر ویم فراز
 تو کل کو میرے اوپر دروازہ بند نہ کرنا
 شرف باندیت دست درویش گیر
 تجھے بزرگی چاہیے تو فقر کی دستگیری کر
 کہ امروز تخم ارادت نکاشت
 جس نے آج ارادت کی کاشت نہ کیا
 بچو گان خدمت توں بر دو گئے
 خدمت کے لئے سے ہی گیند لے جانی جاسکتی ہے
 کہ از خود پیری ہچو قندل از آب
 جب کہ تو پانی سے بھری ہوئی قندیل کی طرح خودی سے بھرا ہوا ہے
 کہ سوزش در سینہ باشد جو شمع
 جس کے سینہ میں شمع کی سی سوزش ہو

حکایت اندر محرومی خوشن بینان

ولیک از تکبر سر مست داشت
 لیکن تکبر سے سر مست رکھتا تھا
 دلے پر ارادت سر غرور
 دل عقیدت سے بھر پور سر غرور سے پُر
 یکش حرف خدمت نہا موخت
 علم کا ایک حرف اس کو نہ سکھاتا تھا
 بدو گفت دانائے گردن سر از
 تو سر بلند عقلمند نے اس سے کہا
 انائے کہ پر شد و گر چوں پُر و
 جو برتن بھرا ہوا ہو پھر وہ کیسے بھرے گا
 تو از خود پیری زان ہی می روی
 تو خودی سے پُر ہے اسی وجہ سے خالی جا رہا ہے
 تھی گرد و باز آئے پر معرفت
 خالی ہوا و پھر معرفت سے پُر ہو کر واپس ہو

یکے در نجوم اند کے دست داشت
 ایک شخص کو نجوم سے تعویذ و اقیقت تھی
 سوئے کو شیار آید از راہ دور
 دور دراز راستہ سے کو شیار کے پاس آیا
 خرو من از و دیدہ در و وخت
 عقلمند نے اس سے آنکھ میچ لی لیتا تھا
 چوبے بہرہ عزم مسفت کردہ باز
 جب بے بہرہ رہ کر واپسی کے سفر کا ارادہ کیا
 تو خود را گماں بروہ پر چند
 تو لپٹے آپ کو عقلمند خیال کر لیا ہے
 ز دعویٰ ہی آئے تا پُر شو می
 دعوے سے خالی ہو کر آتا کہ پُر ہو سکے
 ز مستی در آفاق سعدی صفت
 دنیا میں سعدی کی طرح خودی سے

حکایت در معنی تسلیم و حق شناسی آل

بخشتم از ملک بندہ سر تافت
ایک فلاہمے بادشاہ سے غصہ میں سر تافت کی
چوباز آمد از راہ چشم و ستیز
جب وہ واپس لوٹا تو غصہ اور لڑائی کی وجہ سے
نخون تشنہ جلا و نامہرباں
خون کے پیاسے نامہرباں جلا دے
شنیدم کہ گفت از دل تنگ میش
میں نے سنا ہے کہ اس نے زخمی تنگ دل سے کہا
کہ پوستہ در نعمت و ناز و نام
اس تپتے کہ ہمیشہ نعمت اور ناز اور نام میں
مبادا کہ فردا خون منش
ایسا نہ ہو کہ کل کو میرے خون میں
ملک را چو گفت وے آمد بکوش
جب بادشاہ کے کان میں اس کی گفتگو پڑی
بے بر سرش داد و بردیدہ بوس
اس کے سر اور آنکھوں کے بہت بوسے دیے
برفق از چنناں ہمکن جا نگاہ
ایسے خوفناک مقام سے نرمی کی وجہ سے
غرض زیں حدیث آنکہ گفتار نرم
اس بات سے مقصد یہ ہے کہ نرم بات
نہ بینی کہ در معرض تیغ و تیر
تو نے نہیں دیکھا کہ تلوار اور تیر کے میدان میں
تواضع کن اے دوست با خصم تند
اے دوست ہد مزاج دشمن سے تواضع کر

بفرمود جستن کشش و رنیاقت
اس نے اسکو ڈھونڈنے کا حکم دیا کسی نے اس کو نہ پایا
بشمش زن گفت خوش بریز
بادشاہ نے جلا دے کہا اس کا خون بہا دے
بروں کردہ چو تشنہ دشنہ زباں
پیاسی زبان کی طرح خنجر باہر نکالا
خدا یا جل کر دوش خون خویش
اے خدا میں نے اپنا خون بادشاہ کو بخشا
در اقبال او بودہ ام دوست کام
اس کے اقبال میں میں خوش و خرم رہا ہوں
بگیرند و خرم شود و شمنش
اس کو گرفتار کریں اور اس کے دشمن خوش ہوں
و گر و یک خشمش نیاورد و جوش
تو پھر اس کے غصہ کی دیگ کو جوش نہ آیا
خداوند رایت شد و طبل و کوس
وہ جھنڈے اور طبل اور نقارے والا ہو گیا
رسانید و ہر شس بدایا نگاہ
زمانہ نے اس کو اس مرتبہ پر پہنچا دیا
چو آہست بر آتش مرد گرم
گرم انسان کی آگ پر پانی کی طرح ہر
بموشند خفتان صد توحیر
رشتہ کی کڑے کی ستوت کا خفتان پینتے ہیں
کہ نرمی کند تیغ بر تندر کند
اس لیے کہ نرمی کاٹنے والی تلوار کو کند کر دیتی ہے

ملہ اس کو لشکر
کا سردار بنادیا
ملہ خفتان سمین
کڑے کے
جو غے
کہا جاتا
تھا جو سو
تہوں سے بنایا جاتا
تھا نرمی کی وجہ سے
آہستہ پر تیر اور تلوار
اثر نہ کرتا تھا۔

حکایت در عجز و نیاز مندی صالحاں

ز ویرانہ عارف زندہ پوش
اسے گدڑی پوش عارف کے گھر سے
بدل گفت گونی سگ نیجا چراست
اپنے دل میں کہا تو بتا کتا یہاں کیوں ہے

کے رات سگ آمد بکوش
ایک شخص نے کان میں کتے کے بھونکنے کی آواز کی
درآمد کہ درویش صالح کجا است
اندر گیا کہ نیک فقیر کہاں ہے

نشان سگ از پیش واز پس ندید
آگے پیچھے کئے کئے نشان نہ دیکھے
خجل باز گردیدن آغوا کرد
شرمندہ ہو کر واپس لوٹنا شروع کیا
شہید از دروں عارف آواز پائے
عارف نے اندر کے پیروں کی آواز سنی
نہ پنداری اسے دیدہ و نشنوم
اسے مرکا روشن آنکھ کیا تو یہ خیال نہیں کرتا
چو دیدم کہ بچار کی میخ کرد
جب میں نے دیکھا کہ وہ عاجزی خریدتا ہے
چو سگ برورش بانگ کردم بے
کئے کی طرح اس کے در پر بہت چلایا

چو خواہی کہ درت در والارسی
اگر تو چاہتا ہے کہ بڑے مرنے کو پہنچے
دریں حضرت آناں گرفتند صدر
اس دربار میں انہی نے صدر مقام حاصل کیا
چو سیل اندر آمد ہول و ہیب
جب بہاؤ ہول اور دبدبہ سے آیا
چو شبنم بقیاد مسکین و حشر
جب شبنم اذلیل اور مسکین ہو کر گری

۱۔ میں خود کئے
کی آوازیں نکال
رہا تھا۔

۲۔ عیون چھوٹا
سرخ رنگ کا ایک
ستارہ ہے جو کہکشاں
کے قریب نمودار

۳۔ ہوتا ہے۔
۴۔ اہل
۵۔ سخن
۶۔ مؤرخ

۷۔ یعنی گری
کی خاموشی دکھائی
کی وجہ سے تھی۔
۸۔ یعنی خاتم
نے اس سے کہا
کہ اب زور لگانا
بے کار ہے۔

بجز عارف آنجا وگر کس ندید
عارف کے سوا وہاں کسی دوسرے کو نہ دیکھا
کہ شرم آمدش بحث آں راز کرد
اس لیے کہ اس راز کو گریڈ نے سے اسے شرم آئی
ہلا گفت بر در چہ پائی در آئے
ہیں نے کہا خبردار دروازہ پر کیوں کھڑے اندر آجا
اکرا پیدر سگ آواز کردا میں منم
کہ آجی جو کتا بھونکا ہے یہ میں ہی ہوں
نہا دم ز سر کبر و رای و خرد
تو میں نے کبر رائے عقل کو سر سے نکال دیا
کہ مسکین ترا ز سگ ندیدم کسے
اس لیے کہ کئے سے زیادہ ذلیل میں نے کسی کو نہ دیکھا
ز شیب تواضع بالارسی
تو تواضع کی پستی سے اونچائی پر پہنچے گا۔
کہ خود را فرا تر نہا وندت در
جنھوں نے اپنا مرتبہ بھجھا رکھا ہے
فتا و از بلندی بسر و نشیب
تو بلندی سے سر کے بل نیچائی میں گرا
نگر کا فتالیش یعنوق بر برد
تو دیکھا اس کو آفتاب یعنوق تک لے گیا

حکایت حاکم اصم و سیرت او در تواضع

کہ حاکم اصم بود باور مکن
کہ حاکم بہرہ تھا تو یقین نہ کرنا
کہ در حین عنکبوتے فتاد
جو مکڑی کے جانے میں پھنس گئی تھی
مکس قند دیند شش قید بود
کبھی نے اس کو شک نہ سمجھا وہ بیڑی تھی
کہ اے پائے بند طمع پائے دار
کہ اسے لالچ کے قیدی تھیں
کہ در گوشہا و امیاد راست و بند
بلکہ بہت سے گوشوں میں جال والا اور پھندا ہے

گروہ بر آند ز اہل سخن
اہل سخن کی ایک جماعت اس بات پر متفق ہے
بر آمد طنین گیس باداد
صبح کے وقت کبھی کی بھنبھناہٹ ہوتی
ہمہ ضعف و خاموشیش قید بود
آپس کی کمزوری اور خاموشی سب گم کر گئی
نکہ کردیخ از سر اعتبار
عبرت کی رو سے شیخ نے اس کو دیکھا
نہ ہر جہا شکر باشد و شہد وقت
ہر جگہ شکر اور شہد اور وقت نہیں ہے

کے گفت از اس حلقہ اہل رائے
اس اہل رائے کی جماعت میں سے ایک بولا
گس را تو چوں فہم کردی خروش
کھین کا شور تو نے کیسے جان بیا
تو کا گاہ گردی بہانگ گس
جب تو بھی کی آواز سے باخبر ہو گیا
تبستم کناں گفتش اسے تیر ہوش
اس نے اسکراتے ہوئے اس سے کہا اے تیر ہوش
کسانیکہ بامن بخلوت دراند
جو لوگ میری خلوت کے ساتھی ہیں
چو پوشیدہ دارندم احلاق دول
جب وہ میرے کمزور اخلاق چھپائیں گے
فرامی نسایم کہ می نشنوم
میں یہ ظاہر کرتا ہوں کہ میں سنتا نہیں ہوں
چو کا لبوہ دانندم اہل شہست
جب ساتھی مجھے بہرہ سمجھیں گے
اگر بد شنیدن نیاید خوشم
اگر برائی سننا مجھے اچھا نہ معلوم ہو گا
بجمل ستایش فراچہ مشو
تعریف کی بری کے ذریعہ کنوئیں میں نہ گر
سعادت بحسب سلامت نیافت
نیک بختی نہ تلاش کی اور سلامتی حاصل نہ کی
ازیں نصیحت گرے باید ت
اس پر بڑا مکر مجھے کون سا نصیحت کرتا ہے

عجب دارم اے مرد راہ خداے
اے راہ خدا کے مرد مجھے تعجب ہے
کہ مارا بر شخواری آمد بکوشش
اس لیے کہ ہمارے کان میں بھی مشکل سے آیا ہے
نشايد اصم خواندنت زیریں سپس
تو اس کے بعد مجھے بہرہ نہ کہنا چاہیے
اصم بہ کہ گفتار باطل نیوش
بہرا اچھا ہے یا بیہودہ بات سننے والا
مرا عیب پوش و ہنر گستر اند
میرے عیب پوش اور ہنر پھیلانے والے ہیں
کند یتیم زیر و نخوت زبول
تو خودی مجھے مغلوب اور تکبر خراب کر دیگا
گزکز تکلف مہر آشوم
تاکہ اس بننے کی وجہ سے میں عیبوں سے پاک ہوؤں
بگویند نیک و بد م ہرچہ هست
تو میری اچھائی اور برائی جو کچھ ہو کہہ ڈالیں گے
ز کردار بد و امن اندر شہم
تو بد عادت سے میں دامن بچاؤں گا
چو حاتم اصم ہاشش و غیبت شنو
حاتم کی طرح بہرہ بن اور برائی سن
کہ گردن ز گفتار سعدی بیاقت
جس نے سعدی کی بات سے گردن موڑی
ندانم پس از وے چہ پیش آید ت
مجھے معلوم نہیں اس کے بعد مجھے کیا پیش آئے

حکایت زاہد و دزد

چور اور عیلت گذار کا قصہ

عزیزے در اقصائے تبریز بود
بزرگے اطراف میں ایک باغزت شخص تھا
شعبہ دید جائیکہ دزدے کند
ایک رات اس نے دیکھا کہ ایک چور نے ایک جگہ کند
کساں را خبر کرد و آشوب خاست
اس نے لوگوں کو خبردار کر دیا اور شور مچا

کہ ہموارہ بیدار و شب خیز بود
جو ہمیشہ بیدار اور تہجد گزار تھا
بہر چہ د و بر طرف باے فکند
پیشی اور ایک بالا خانہ کے کنارے پرہیزی
زیر جلنے مرد با چوب خاست
ہر جانب سے آدمی لکڑی لے کر آئے

۱۔ ہم ہرے نہیں ہیں
پھر بھی شکل سے سن
پاتے ہیں تو ہرے لڑنے
کیسے سن لیا
۲۔ میں بہرا بنا ہوں
لوگ بہرا سمجھ کر میرے
عیوب میرے
سامنے بیان کرتے
ہیں میں
سن کر
ان کا
ازالہ
کر لیتا ہوں
۳۔ سعدی کے بعد
سعدی جیسا واضح
لکھنا نامکن ہے۔
۴۔ تبریز ایران کا
مشہور شہر ہے جس
کی بنیاد ہارون الرشید
کی بیوی زبیدہ
نے رکھی تھی۔

چونامر دم آواز مردم شنید
جب چہ نے آدمیوں کی آواز سنی
نہیے ازاں گرو دار آیدش
ان دار و گیرے اس کو ڈر لگا

ز رحمت دل بار ساموم شد
رحم سے پار سا قما دل موم ہو گیا
بتاریکی ازوے نراز آیدش
اندھیرے میں اس سے آگے نکل گیا

کہ بارامرو کا شنائے تو ام
اگے یارت بھاگ ہیں تیری جان پہچان کا ہوں
ندیدم برنجگی چوں تو کس
بہادری میں نے تجھ جیسا کوئی نہیں دیکھا

یکے پیش خصم آمدن مرد وار
ایک تو دشمن کے مقابلہ میں بہادرانہ آنا
بدیں ہر دو خصلت غلام تو ام
ان دونوں باتوں میں میں تیرے غلام ہوں

گرت رائے باشد حکم کرم
اگر از روئے عنایت تیری رائے آہو
سہر انیسیت کوتاہ و در بستہ سخت
ایک چھوٹا سا مکان ہے اور دروازہ خوب بند ہے

کلونے دو بالائے ہم برہیم
ادبہ تلے کچھ ڈلے رکھ لیں گے
بچند آنکہ در دستت افتد بساز
جو ہاتھ لگ جائے گا اس پر صبر کر لینا

بدل داری ویا پلوسی و فن
دل داری اور چالوسی اور تدبیر سے

جواں مرد شب روفروداشت و ش
رات کو چکنے والے جواں مرد نے کندھا دیا
بغل طاق و دستار و خنجر داشت
ٹوپی اور عمامہ اور جو سامان بھی اس کے پاس تھا

وز آنجا بر آورد و غوغا کہ وزد
اور پھر شور کر دیا کہ چور ہے

ملا پار سادو کے
راستہ سے پلٹ کر
اس چور کے پاس
آیا اور بولا۔
ملا تو نے بہادری
کا یہ دوسرا طریقہ
اختیار کیا
ہے
ملا چور
نے کندھا
دیا اور زانہ اس
کے سپارے
چڑھ گیا۔
ملا یعنی بڑکوں کے
تو بڑا ثواب لے گا۔

میان خط سرجائے بودن ندید
تو خطرے میں ٹہرنے کا موقع نہ دیکھا
گمراہی بوقت اختیار آیدش
بر وقت بھاگ جانا اس کو مناسب معلوم ہوا

کہ شب دُروے چارہ محروم شد
کہ رات کا چور بیچارہ محروم ہو گیا
براہ و گریپش باز آیدش
پلٹ کر دوسرے راستے سے اس کے سامنے آیا

بمردانگی حناک پائے تو ام
بہادری میں تیرے پیر کی حناک ہوں
کہ جنگ آوری برد و نو غصت بس
اس لیے کہ لڑائی بس دو طریقہ سے ہوتی ہے

دوم جال بدر بردن از کارزار
دوسرے لڑائی کے میدان سے جان بچالے جانا
چہ نامی کہ مولائے نام تو ام
تیرا کیا نام ہے میں تیرے نام کا غلام ہوں

بجائیکہ می دانمت زہ برم
تو ایک جگہ مجھے معلوم ہے تجھے بے چلوں
نہ بین دارم آنجا خداوند رخت
میرا خیال ہے وہاں سامان والا نہیں ہے

یکے پائے بردوش و یگر بہیم
ایک دوسرے کے کندھے پر ہیر رکھ لیں گے
ازاں بہ کہ گروئی تہید ست باز
اس سے بہتر ہوگا کہ تو خالی ہاتھ لوٹے

کشیدش سوئے خانہ خویشتن
اس کو اپنے گھر کی طرف کھینچ لے گیا

بکتفش برآمد حراوند ہوش
صاحب ہوش اس کے کندھے پر چڑھا
ز بالا بدمان او در گذاشت
اوپر سے اس کے دامن میں ڈال دیا

ثواب اے جوانان دیاری و مزد
اگے جوانو! ثواب اور مزد اور اجر کا موقع ہے

بدرجست از آشوب دُرد و غل
مکار چور شور کی وجہ باہر کو کُودا
دل آسودہ شد مرد نیک اعتقاد
نیک اعتقاد مرد کا دل ٹھنڈا ہو گیا
خندے کہ ہر کس تر حتم نکر و
جست خبیث نے کسی پر رحم نہ کھا یا
عجب نیست در سیرت بخرداں
عقلندوں کی عادت میں یہ تعجب کی بات نہیں
وراقبال نیکاں بدیاں میزیند
نیکوں کے اقبال میں برے جیتے ہیں۔

دواں حاتمہ پار ساور بعزل
پار سا کا کپڑا بعزل میں دبا کر بھاگا
کہ سرگشتہ را بر آید مراد
اس لیے کہ حیران آدمی کی مراد پوری ہو گئی
بہ بخشود بر دے دل نیکم و
اس پر ایک نیک شخص کے دل نے رحم کیا
کہ نیکی کنند از کرم بایداں
کہ وہ شرافت کی وجہ بردوں کے ساتھ نیکی کریں
وگرچہ بدیاں اہل نیکی نہیں
اگرچہ برے نیکی کے اہل نہیں ہیں۔

حکایت در معنی جفاے دشمن از ہر دوست

دوست کی خاطر دشمن کے ظلم سے

یکے را جو سعدی دل سادہ بود
سعدی کی طرح ایک شخص کا دل بھولا تھا
جفا بر دے از دشمن سخت گوئے
سخت بات کہنے والے دشمن کا ظلم سہتا
ز کس چیں برابر و مینداخت
کسی سے ابرو پر شکن نہ ڈالتا
یکے گفتش آخر ترا ننگ نیست
ایک شخص نے اس سے کہا تجھے ذلت محسوس نہیں ہوتی
تن خوشی تن سبغہ و ناں کنند
کہنے اپنا بدن چکنا کرنے میں
نشا بد ز جاہل خطا اور گزاشت
جاہل کی خطا معاف نہیں کرنی چاہیے
چہ خوش گفت شیدائے شوریدہ سر
سر پرے عاشق نے کیا اچھی بات کہی
ولم خانہ مہر باراست و بس
میرادل تو فقط دوست کی محبت کا گھر ہے

کہ با سادہ روئے در افتادہ بود
جو ایک بھولی صورت والے پر عاشق تھا
ز جوگان سختی بختے چو گوئے
سختی کے بتے سے گیند کی طرح اچھلتا
ز بازی بہ تندی نہ دراخت
ہنسی مذاق سے قصہ میں نہ آتا
خبر زیں ہمہ سیلی و سنگ نیست
ان سب پٹانچوں اور پتھروں کا تجھے پتہ نہیں
ز دشمن تحتل ز بوناں کنند
مزدور انسان دشمن کی سرداشت کرتے ہیں
کہ گویند یارا و مروی نداشت
ورنہ لوگ کہیں گے بہادری اور طاقت نہ رکھتا تھا
جوابے کہ شاید شستن بزر
ایسا جواب دیا جو سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہو
ازاں می نگنجی در رو کین کس
اسی وجہ سے اس میں کسی سے کینہ کی گنجائش نہیں

حکایت

چہ خوش گفت بہلول فرخندہ خوے
مبارک عادت بہلول نے کیا اچھی بات کہی

چو بگذشت بر عارف جنب گجوے
جب ایک لڑکا بزرگ کے پاس سے گذرا

ایساں سے
شیخ سعدی کا مقولہ
ملا ایک حدیث
کا مضمون ہے اگر
نیک نہ ہوتے تو
بڑے تباہ
ہو جاتے
دوست کے ایک
بزرگ کا نام ہے
جو اپنے آپ کو
دیوانہ بنائے ہوئے
تھے۔

گر ایس بدعی دوست بشناختے
اگر یہ بزرگی کا بدعی دوست کو پہچان لینا
گراں ہستی حق خسروا شتے
اگر اس کو خدا کے وجود کا پتہ لگ جاتا

بہ پیگار دشمن بدعیاختے
تو دشمن کے جھگڑے میں نہ لگتا
ہمہ خلق را نیست ہنداشتے
تو تمام مخلوق کو معدوم سمجھتا

حکایت لقمان حکیم با بغدادی

ایک بغدادی کے ساتھ لغت میں

شنیدم کہ لقمان یہ پام بود
میں نے سنا ہے کہ لقمان کا لے تھے
یکے بندہ خویش پیدا شتیش
ایک شخص نے بغداد میں ان کو اپنا غلام سمجھ لیا
بسالے سالے پر دانتش
ایک سال تک اس کے گھر میں لگے رہے
چو پیش آمدش بندہ رفتہ باز
جب اس کا بھاگا ہوا غلام واپس آ گیا

بیالیش در افتاد و یوزش نمود
اس کے ہر پر گر پڑا اور مقامی چاہی
بسالے زجورت جگر خوں کشم
ایک سال تک تیرے ظلم سے میں نے دل کو خون بنایا
ولے ہم بخشایم اے نیک مرد
لیکن اے نیک مرد میں معاف کرتا ہوں
تو آباد کردی شبستان خویش
تو نے اپنا زمان خانہ آباد کیا

غلامیست و رختم اے نیک بخت
اے نیک بخت میرے مال میں ایک غلام ہے
وگر رہ نیازارش سخت دل
میں اس کے دل کو پھر زیادہ نہ متاؤں گا
ہر آن کس کہ جو بزرگاں نبست
میں نے ہر شخص نے بڑوں کا ظلم نہ سہا
چنین گفت بہر ام شہ با وزیر
ہر امہادشاہ نے وزیر سے یہ کہا
گراں خاں سخت آید سخن
اگر مالکوں کی بات تجھے سخت لگے

نہ تن پرور و نازک اندام بود
تن پرور اور نازک بدن تھے
بہ بغداد و در کار گل و شتیش
اور ان کو مٹی کے کام پر لگا دیا
کس از بندہ خواجہ شتیش
غلام ہونے کے حوالان کو کوئی آقا نہ سمجھتا
ز لقمانش آمد نہیں و سرار
تو لقمان سے اسے ڈر لگا

بخندید لقمان کہ یوزش چہ سود
لقمان ہنسنے کے معافی سے کیا فائدہ
بیک ساعت از دل بدر چوں کنم
ایک دم میں دل سے کیسے نکال دوں
کہ سود تو مارا نہ لینے نہ کرو
اس لیے کہ تیرے فائدے سے ہمارا کوئی نقصان نہیں کیا
مرا حکمت و معرفت کشت بیش
میری دانائی اور معرفت برسی

کہ فرما بیش وقتہا کار سخت
میں اس کو بسا اوقات سخت کام کو کہہ دیتا ہوں
چو باد آیدم سختے کار گل
جب تجھے مٹی کے کام کی مشقت یاد آئے گی
نسوز و دش بر ضعیفان حسد
چھوٹے کمزوروں پر اس کا دل نہیں ملتا
کہ دشوار بازیر دستاں گیر
کہ ماتحتوں سے سخت کام نہ لے
تو بزرگ دستاں درشتی مکن
تو ماتحتوں پر سختی نہ کر

چونکہ اپنا
غلام ہونے
کے
مغالطہ
میں ان
سے خدمت کی
تھی۔

حکایت جنید بغدادی و سیرت او در تواضع

جنید بغدادی اور تواضع میں ان کی ملکوت کا قصہ

شنیدم کہ برداشت صنعا جبید
میں نے سنا ہے کہ صفار کے جنگل میں جنید نے
زیر وئے سر پنجہ شیر کید
شیر کو پکڑ لینے والے پنجہ کی طاقت سے
پس از غرم و آہو گرفتن بہ پے
بھاگ کر ہرن اور پہاڑی بکرے پکڑنے کے بعد
چو مسکین و بے طاقتش دید و ریش
جب انھوں نے اس کو کمزور اور عاجز اور زخمی دیکھا
شنیدم کہ میگفت و خوں میگرفت
میں نے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے اور خون کے آنسو تھے
نظار من امر و زانیں بہت سرم
نظار میں آج اس سے بہتر ہوں
گرم پائے ایمان نلغز و زجائے
اگر ایمان کے پیر نے اپنی جگہ سے لغزش نہ کی
و گر کسوت معرفت در برم
اگر معرفت خداوندی کا لباس میرے جسم پر
کہ سگ باہمہ زشت نامی چو مژد
اس لیے کہ کتا باوجود تمام بدنامی کے جب مڑ جائے گا
رہ این است سعدی کہ مردان راہ
سعدی راستہ ہی ہے کہ طریقت کے لوگوں نے
ازیں بر ملا تک شرف داشتند
اسی وجہ سے وہ فرشتوں پر ہمدگ ہو گئے

سکے دید بر کسندہ و ندان صید
ایک کتا ڈیجھا جس کے شکار کے دانت اکڑے ہوئے تھے
فر و ماند عاجز چو رو باہ پیر
پڑھی لومڑی کی طرح لاچار ہو گیا تھا
لکھ خور وہ از گو سپندان ہے
محلہ کی بکریوں کی دولتیاں کھاتا تھا
بد و داد یک نیمہ از زاد خویش
اپنے توشے سے آدھا اس کو دیدیا
کہ داند کہ بہتر نہ ماہر و و کیست
کہ کون جانتا ہے کہ ہم دونوں میں بہتر کون ہے
و گر تاجہ راند قضا بر سرم
پھر دیکھتے قضا میرے سر پر کیا لادائے
سر بر ہم تاج عفونہ دائے
تو خدا کی معافی کا تاج سر پر رکھوں گا
نماند بہ بسیار ازیں کمترم
نہ رہے تو میں اس سے بہت کمترم ہوں
مرا و را بد و زرخ نخواہند بود
اس کو دوزخ میں نہ لے جائیں گے
بعزت نکر وند و زرخ و نگاہ
عزت سے کبھی اپنے اندر نگاہ نہیں کی
کہ خود را بہ از سگ نہ پنداشتند
چونکہ خود کو انہوں نے کتے سے بہتر نہیں سمجھا

بغداد کے
رہنے والے مشہور
بزرگ ہیں۔
ملا وہ کتا اس
قدر بوڑھا ہو گیا تھا
کہ کھلیاں گر گئی تھیں
پڑھی لومڑی خود
شکار نہیں کر سکتی تھی
دوسرے کا شکار
کیا ہوا کھاتی ہے۔
ملا یعنی اگر
قیامت میں ایماندار
ثابت
ہو گیا۔
شہد
جنت
ان لوگوں
کے لیے ہے۔
ملا یہ شیخ سعدی
کا مقولہ ہے۔
یعنی اس
بربط کو اس قدر
زور سے پارسا کے
سر پر مارا کہ ٹوٹ
گیا۔

حکایت پارسا و بربط زن

پارسا اور گویے کا قصہ

بکے بربط و بربط داشت مست
انہماست بربط میں بربط رکھتا تھا
چو روز آمد آن نیک مرد حلیم
جب دن ہوا تو وہ بربط باریک انسان
کہ دوشینہ مغز و بودی و مست
کہ گزشتہ شب تو مغز و را در دست تھا

بشرب و سر مار سائے شکست
جس کو انہوں نے رات کے وقت ایک پارسل کے سر پر تورا
بر سنگ دل برد یکمشت سیم
اس سنگ دل کے پاس ایک عظمہ پانڈی لے گیا
ترا و سرا بربط و سر شکست
تیری بربط اور میرے سر ٹوٹا

مرا بہ شد آن زخم و بر خاست بیم
میرا وہ زخم اچھا ہو گیا اور اندیشہ جاتا رہا
ازیں دوستان خدا بر سرند
اسی شہب سے خدا کے دوست سردار ہیں

ترا بہ نخواہد شد الا بسم
تیری بر بطن رو پیسے ہی ٹھیک ہوگی
کہ از خلق بسیار بر سر خورند
کیونکہ مخلوق کی بہت سی باتیں برداشت کرتے ہیں

حکایت در معنی صبر مردان بر چہنایے نا اہلان

شنیدم کہ در خاک خوش از مہاں
میں نے سنا ہے کہ خوش کی سر زمین میں بڑوں میں سے

محروم معنی نہ عارف بدلق
جو حقیقت میں آزاد تھے نہ کہ گڈری کے فقیر

سعادت کشادہ درے سوئے او
نیک بختی نے ان کی جانب دروازہ کھل رکھا تھا

زباں آورے بے خرد سعی کرو
ایک بیوقوف زباں دراز نے کوشش کی

کہ زہار ازیں مکر و دستان و ریو
کہ اس مکر اور چیلے اور فریب سے پناہ

دما دم بشویند چوں گر بہ روئے
بلی کی طرح دما دم منہ صاف کرتے ہیں

ریاضت کش از بہر نام و غور
نام اور دھوکے کے لیے ریاضت کرنے والے ہیں

ہمی گفت و خلقے بر و انجمن
وہ یہ کہہ رہا تھا اور ایک مخلوق اس کے پاس جمع تھی

شنیدم کہ بکر سیت دانائے و خوش
میں نے سنا ہے کہ خوش کا عقلمند درویش

و گر راست گفت ای خداوند پاک
اے خداوند پاک اور اگر اس نے سچ کہا ہے

پسند آمد از عیب جوئے خود م
مجھے اپنے عیب جوئی بات پسند آئی ہے

گر آئی کہ دشمنیت گوید مرنج
اگر تو دیسا ہی ہے جیسا کہ تیرا دشمن مجھے کہتا ہے تو رنجیدہ ہو

و گر ایسے مشک را کندہ گفت
اگر کسی بیوقوف نے مشک کو بدبودار کہا ہے

یکے بود در کنج خلوت نہاں
ایک تنہائی کے گوشہ میں چھپے

کہ پیروں کند دست حاجت و خلق
جو ضرورت کا ہاتھ مخلوق کے سامنے پھیلائے

در از و گیراں بستہ بر روئے او
ان پر دوسروں کا دروازہ بند کر دیا تھا

ر شونجی بہ بد گفتن نیک مرد
بدتمیزی سے نیک انسان کو برا کہنے کی

بجائے سلیمان شستن چو دیو
سلیمان کی جگہ پر دیو کی طرح بیٹھنا

طمع کروہ در صید موشان کوئے
مکلی کے چوہوں کے شکار کا لالچ کر کے

کہ طبل تہی را رود بانگ دور
اس بے گہ غالی دھول کی آواز دور تک جاتی ہے

برایشان تہن سرج کناں مردوزن
مردا در عورت اس پر ٹھٹھ کر رہے تھے

کہ یارب مرایں شخص را تو بہ بخش
کہاٹے خدا اس شخص کو تو بہ کی توفیق دے

مرا تو بہ دہ تا نگر دم ہلاک
تو مجھے تو بہ کی توفیق دے تاکہ میں تباہ نہ ہوں

کہ معلوم من کرد خوئے بد م
کہ اس نے میری بد عادت مجھے بتا دی ہے

و گر مستی گو بر و باد سنج
اور اگر تو ایسا نہیں ہے تو کہہ دے جا بگو اس کے جا

تو مجموع شو کو پراگندہ گفت
تو مطمئن رہ کہ اس نے بگو اس کی ہے

یہ دنیا کے
علاقے حقیقتاً
آزاد تھے۔

یہ مشہور ہے
کہ حضرت سلیمانؑ
کی انگوٹھی صفحہ نامی
دیو نے ان کی لوندی
سے حاصل

کر لی
تھی
اور چند
دن اس کے

ذریعہ ان کے تخت
پر بیٹھ کر حکومت
کرتا رہا۔ یعنی
بزرگوں کی جگہ
سکا رہا بیٹھے ہیں

و گر میرود و در باز این سخن
 اداگر پیاز کے بارے میں یہ گفتگو طے
 نہ آئین عقلست و رای و خرد
 عقل اور رائے اور خرد کا دستور یہ نہیں ہے
 پس کار خویش آنکہ عاقل شست
 جس نے اپنے کام کا انجام سمجھ کر کام کیا
 تو نیکو روش باش تا بد سگال
 تو نیک چلن رہ تا کہ بد اندیش
 چو دشوارت آید ز دشمن سخن
 جب مجھے دشمن کی بات گراں گذرے
 جز آن کس ندانم نیکو گوئے من
 میں اپنے آپ کو اچھا کہنے والا ہر اہل شخص کے کسی کو نہیں سمجھتا ہوں

چنین است گو گندہ مغزی مکن
 تو کہہ دے کہ ہاں ایسی ہی لا حاصل بحث نہ کر
 کہ وانا فریب مشعبد خور و
 کہ عقلمندان شعبدہ باز سے دھوکہ کھائے
 زبان بد اندیش بر خود بہ نسبت
 اس نے مخالفت کی اپنے سے زبان بندی کر دی
 نیاید بنقص تو گفتن محال
 کو تیری برائی کرنے کی مجال نہ ہو
 تو بر زبردستان و رشتی مکن
 تو تو مانتوں پر سختی نہ کر
 کہ روشن کند بر من آہوئے من
 جو میرا عیب مجھ پر ظاہر کرتے

بند یعنی دشمن
 کی واقعی اور غیر واقعی
 بات کو سمجھ کر معاملہ
 کرنا چاہیے۔
 بد یعنی کسی
 مشکل مسئلہ کا جواب
 دریافت کرنے
 گیا۔

حضرت
 علی رضی اللہ عنہ کی
 کنیت
 ہے
 یعنی
 صحیح بات
 لا محالہ روشن ہو کر
 رہتی ہے۔
 یہ بیان سے
 شیخ سعدی رح کا
 مقولہ شروع
 ہوتا ہے۔

حکایت امیر المومنین علی و سیرت او در تواضع

کے مشکلے بردیش علی رضی
 کوئی شخص اپنی مشکل حضرت علی رضی کے پاس لے گیا
 امیر عدو بند کشور کشائے
 دشمن کو قید کرنے والے ملک کو فتح کرنے والا میر نے
 شنیدم کہ شخصے دراں اجمن
 میں نے سنا ہے کہ ایک شخص نے اسی محفل میں
 نرنجید از وحیدر نامجوئے
 نامور حیدر اس سے رنجیدہ نہ ہوئے
 بگفت آنچہ دانست واکثرہ گفت
 جو کچھ وہ جانتا تھا اس نے کہا اور اچھا کہا
 پسندید از و شاہ مرداں جواب
 شاہ مرداں نے اس کا جواب پسند فرمایا
 بہ از من سخن گفت و دانا کیست
 اس نے مجھ سے بہتر بات کہی ہے اور دانا تو ایک ہی ہے
 گرام و زبودے خداوند جاہ
 اگر آپ کوئی صاحب مرتبہ ہوتا
 بدر کردے از بار کہ حبش
 اس کا ڈیوڑھی بان اس کو دربار سے نکال دیتا

مگر مشککش را کند منجلی
 شاید وہ اس کی مشکل حل کر دیں
 جوابش بگفت از سر علم و رائے
 علم اور عقل کی روت سے اس کو جواب دیا
 بگفتا چنین نیست یا بو احسن
 کہا اے ابواحسن ایسا نہیں ہے
 بگفت ارتو دانی ازیں بہ بلوئے
 کہا اگر تجھے اس سے بہتر معلوم ہے تو بتا دے
 بگل چشمہ خورشید نہ گفت
 آفتاب کے چشمہ کو مٹی میں نہیں چھپایا جاسکتا ہے
 کہ من بر خطا بودم او بر صواب
 کہ میں غلطی پر تھا وہ درست ہے
 کہ بالائرا از علم او علم نیست
 جس کے علم سے بڑھ کر علم نہیں ہے
 بگردے خود از کبر دروئے نگاہ
 تو تکبر کی وجہ سے اس کی طرف نگاہ بھی نہ اٹھاتا
 فرو کو قند سے بنا و اجیش
 ناحق اس کی پٹائی کرتے

کہ من بعد بے آبروئی مکن
کہ اس کے بعد کسی کی بے آبروئی نہ کرنا
یکے را کہ پندار در سر بود
جس کے سر میں غرور ہو
ز علمش ملال آید از وعظ تنگ
علم سے اس کو ملال ہوتا ہو، وعظ سے تنگ ہوتا ہو
نہ بینی کہ از خاک افتادہ خوار
تو نے نہیں دیکھا کہ گری پڑی ذلیل مٹی سے
مریزاے حکیم آستین ہائے در
اے دانا موتی بھری آستین نہ بکھر
بچشم کساں در نباید کسے
انسانوں کی نگاہ میں ایسا شخص نہیں سمجھتا
مگوتا بگویند شکرت ہزار
خود کہہ تاکہ ہزاروں تیری بھلائی بیان کریں

ادب نیست پیش بزرگان سخن
بڑوں کے سامنے بات کرنا ادب نہیں ہے
میدت دار ہرگز کہ حق بشنود
ہرگز نہ خیال کرنا کہ وہ سچی بات سنے گا
شقائق باران نروید ز سنگ
گل لالہ بارش سے پتھر سے نہیں اگتا ہے
بروید گل و بشکفت نو بہار
پھول اگتا ہے اور نو بہار کھلتی ہے
کجا بینی از خوشین خواجہ پر
جہاں صاحب کو خودی سے پُر دیکھے
کہ از خود بزرگی نباید بے
جو بہت زیادہ اپنی بڑائی جتائیے
چو خود گفتی از کس توقع مدار
جب تو خود کہے تو پھر کسی سے توقع نہ رکھ

حکایت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نہادش عمر بے برکت پائے
کے پیر پر حضرت عمرؓ نے پیر رکھ دیا
کہ رنجیدہ دشمن نداند ز دوست
اس لیے کہ رنجیدہ انسان دشمن دوست میں پہچان نہیں کرتا
بد و گفت سالار عادل عمر
منصف سردار حضرت عمرؓ نے اس سے کہا
نداشتہ از من گنہ در گذار
مجھے محسوس نہوا میری خطا معاف کرے
کہ باز مردستان چنین بود ۱۵ اند
جو آفتخوں کے ساتھ ایسے تھے
نہد شاخ پر میوہ سر بر زمین
میوہ سے بھری شاخ زمین پر سر رکھ دیتی ہے
نگوں از خجالت سر گردناں
شکریوں کا سر شرمندگی سے نگوں پر گرا
ازاں کہ تو ترسد خطا در گذار
تو جو مجھ سے ڈرتا ہے اس کی خطا معاف کر

گدائے شنیدم کہ در تنگ جائے
میں نے سنا ہے کہ ایک تنگ جگہ میں ایک فقیر
ندانست درویش بچارہ گوست
فقیر بچارہ نے نہ جانا کہ وہ کون ہے
بر آشفقت بروی کہ کوری مگر
ان پر وہ بگڑ گیا کہ شاید تواندھا ہے
نکورم و لیکن خطا رفت کار
میں اندھا تو نہیں ہوں لیکن کام غلط ہو گیا
چہ منصف بزرگان دین بودہ اند
بزرگان دین کس قدر منصف تھے
فرود بود ہوشمند گزین
پسندیدہ ہوشمند منکر مزاج ہوتا ہے
بنازند و نروا تو اضح کناں
تواضع کرنے والے کو ناز کریں گے
اگر می بستری ز روز شمار
اگر تو حساب کے دن سے ڈرتا ہے

یعنی
پہنچے
ہوئے
یہ کہتے

۴۰

مکن چہ برزیر دستاں ستم
اے زبردست تاخود بظلم نہ کر

کہ دستیت بالائے دست تو ہم
اس لیے کہ ایک ہاتھ تیرے ہاتھ سے بھی اوپر ہے

حکایت

مکے خوب کردار خوشخوئے بود
ایک شخص نیک چلن خوش خلق تھا
بحوالش کسے دید چوں درگذشت
جب وہ مر گیا تو کسی نے اس کو خواب میں دیکھا
وہ اپنے بخت مدہ چوگل باز کرد
اس نے پھول کی طرح ہنسی سے منہ کھولا
نگفتند بامن بسختی سے
انہوں نے مجھ سے سختی سے بات نہیں کی

کہ بدسرتاں رانکو گوئے بود
جو برون کو بھی بھلا کہتا تھا
کہ بارے حکایت کن از سرگذشت
کہ ذرا اپنی سرگذشت بتا دے
چو بلبل بصوت خوش آغاز کرد
بلبل کی طرح خوش الحانی سے شروع کیا
کہ من سخت نگر فتنے بر کسے
اس لیے کہ میں نے کسی کے ساتھ سختی نہ کی تھی

حکایت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ و شکستگی او

چنیں یاد وارم کہ سقائے نیل
مجھے ایسا یاد پڑتا ہے کہ نیل کے سقے نے
گروے سوئے کو ہساراں شدند
ایک گروہ بہادرؤں کی طرف روانہ ہوا
گرفتند و از گریہ جوئے رواں
وہ روئے اور رونے سے نہر بہ گئی
بندی النون خبر بر و از ایشاں کسے
ان میں سے کوئی ذوالنون کے پاس خبر لے گیا
فر و ماند گاں را دعائے مکن
ماجزوں کے لیے دعا کر دیجیے

شنیدم کہ ذوالنون بمدين گریخت
میں نے سنا ہے کہ ذوالنون مدین کو بھاگ گئے
خبر شد بمدين پس از روز بیست
بیس روز بعد مدین میں خبر پہنچی
سبک غرم باز آمدن کرد پیر
بڑے میاں نے فوراً وہی کا قصد کیا
پرسید از و عارفی در ہفت
ایک بزرگ نے ان سے چپکے سے پوچھا

مرد و اب بر مصر سالے سبیل
ایک سال مصر پر سبیل نہ لگائی
بزاری طلبکار باراں شدند
عاجزی کے ساتھ بارش کے طلبکار بنے
بیاید مگر گریہ آسماں
شاید آسمان کو رونا آ جائے
کہ جخلق رنجست و سختی سے
کہ مخلوق پر بہت رنج اور سختی ہے
کہ مقبول را رونباشد سخن
اس لیے کہ مقبول شخص کی بات رونی نہیں ہوتی
بے بر نیاید کہ باراں بر سخت
زیادہ وقت نہ گذارتھا کہ بارش برس گئی
کہ ابر سپہ دل برایشاں گریست
کہ سیاہ دل ابران پر رو پڑا ہے
کہ پر شد سبیل بہاراں عند پیر
اس لیے کہ موسم بہار کے بہاؤ سے تالاب بھر چکے تھے
چہ حکمت درین رفتنت بود گفت
آپ کے جانے میں کیا حکمت تھی انہوں نے فرمایا

ذوالنون یعنی
مچھلی والا۔ یہ مصر کے
ایک مشہور بزرگ کا
لقب پر گیا تھا۔
وجہ یہ ہوئی کہ ایک
سندری سفر میں ان
پر کسی نے موتی کی
چوری کا الزام لگایا
وہ بری تھے ان کی
دعا سے بہت سی
مچھلیاں منہ میں لے
لیے نمودار ہوئیں
انہوں نے ایک موتی
لیکر الزام لگانے
والے کو دے دیا۔
۲۰ دریا نیل
کی طغیانی سے
مصر کی
زمین
سیراب
ہوتی ہے
وہاں
بارش کم برستی ہے۔
۲۱ استسقاء
کی نماز کے لیے
باہر نکلے۔
۲۲ یعنی لوگوں
کے آنسو شکل نہر
بننے لگے۔
۲۳ اولیاء اللہ
کی دعا قبول کر لی
جاتی ہے۔
۲۴ یعنی کالی
گھٹا ان پر برس
گئی ہے۔
۲۵ یعنی
ذوالنون۔

شنیدم کہ بر مرغ و مور و دواں
میں نے سنا ہے کہ پرند اور چوٹی اور درندوں پر
دریں کشور اندیشہ کردم بسے
میں نے بہت سوچا اس ملک میں

بر فتم مبادا کہ از شر من
تو میں نکل گیا کہیں ایسا ہو کہ میرے شر کی وجہ سے
تو آنکہ شوی پیش مردم عزیز
تو لوگوں کے نزدیک با عزت جب ہی ہوگا
بزرگے کہ خود را بخردی شمر
جس بڑے نے اپنے آپکو چھوٹا سمجھا

ازیں خاندان بتدہ پاک شد
اس خاندان میں سے وہی ہندہ پاک بنا ہو
الا اے کہ بر خاک ما بگذری
اے وہ انسان جو ہماری مٹی پر سے ہو کر گزرتے

کہ گر خاک شد سعدی اور اچہ غم
کہ اگر سعدی مٹی بن گیا ہے تو اس کو کیا غم ہو
بے چارگی تن فرا خاک داد
عاجزی کے ساتھ جسم کو مٹی کے بچے کر دیا

بسے بر نیاید کہ حش کش خورد
زیادہ دن نہ گزریں گے کہ اس کو مٹی کھا جائے گی
نگر تا گلستان معنی شکفت
غور کر جب سے حقیقت کا باغ کھلا ہے

عجب گر بمبر و چین بلبل
تعب ہے اگر ایسی بلبل تر جائے

یا یہ شیخ سعدی
کا مقولہ ہے۔
یعنی خاندان
بنی آدم۔
جو شخص ہماری
قبر پر سے گزرے

اے
بزرگوں
کی
قبر کی
قسم ہے کہ

وہ ہمیں دعا بخیر
میں یاد کرے۔
یعنی سیاحی
کی ہے۔

وہ اللہ کے
فیصلہ پر راضی ہوتا

شود تنگ روزی بفعل بدیاں
بُروں کے کارناموں سے روزی تنگ ہوتی ہے
پریشاں تر از خود ندیدم کسے
اپنے سے زیادہ کسی کو گھنگار نہ دیکھا

بہ بند و درخیر بر انجن
خیر کا دروازہ مجمع پر بند ہو جائے
کہ مر خوشیتن را نگیسری بچیز
کہ خاص اپنے آپ کو کچھ نہ سمجھے

بدنیا و عقبی بزرگی بسر
وہ دنیا اور عقبی میں بزرگی لے گیا

کہ در یائے کتر کسے خاک شد
جو کسی کتر کے پائوں کی خاک بن گیا ہے
بخاک عزیزاں کہ یاد آوری
تجھ بزرگوں کی مٹی کی قسم کہ یاد کر لینا

کہ در زندگی خاک بود است ہم
اس لیے کہ وہ تو زندگی میں بھی مٹی تھا۔
وگر گر و عالم برآمد چو باد
اگر تجھ دنیا کے گرد ہوا کی طرح گھوما

وگر بارہ بادش عالم برود
ہوا اس کو دوبارہ جہاں میں اٹائے پھرے گی
برو ہیچ بلبل چنین خوش نلفیت
اس پرکشی بلبل نے ایسی خوش الحانی نہیں کی ہے

کہ بر استخوانش نہ رود گلے
کہ اس کی ہڈیوں پر کوئی پھول نہ کھلے

باب پنجم در رضا

چراغ بلا غنت برافروختم
بلاغت کلمہ چراغ روشن کیا تھا
جز آخست گفتن طریقے ندیدم
تو نے کیا خوب کہا کلمہ کے علاوہ اس کو کوئی راستہ نظر نہ آیا

کہ ناچار فریاد خیز و زرد
اس لیے کہ درد سے مجبور آہائے نکلتی ہے

شبے زیت فکرت ہمی سوختم
ایک رات میں فکرت کا تیل جلا رہا تھا
پراگندہ گوئے حدیم شنید
ایک بیہودہ گونے میرا کلام سنا

ہم از خجالت نوع و در و درج کرد
پھر بھی ایک قسم کی خجالت اس میں ملادی

ق کہ فکرش بلخست و رایش بلند
 کہ اس کی فکر بلین ہے اور اس کی رائے بلند ہے
 نہ درخشت و گویاں و گرز گراں
 نہ درخشت اور گویاں اور بجاری گرز کے بیان میں
 نداند کہ مارا سر جنگ نیست
 اسے معلوم نہیں کہ ہمیں جنگ سے دلچسپی نہیں ہے
 تو انم کہ تیغ زباں بر کشم
 میں یہ کر سکتا ہوں کہ زبان کی تلوار سونت لوں
 بیاتما دریں شیوہ جالش کنیم
 اسی طرح یہ دوزخ کا تپیں

دریں شیوہ زہد و طامات و بند
 اسی زہد کے شیوے ہیں اور بزرگوں کی باتوں اور نصیحت میں
 کہ اس شیوہ ختمست بر دیگران
 اس لیے کہ یہ طریقہ تو دوسروں پر ختم ہے
 و گرنہ مجال سخن تنگ نیست
 ورنہ بات کا میدان تنگ نہیں ہے
 جہان سخن را تسلیم در کشم
 شاعری کی دنیا پر تسلیم پھر دلوں
 سر خصم را سنگ بالمش کنیم
 دشمن کے سر کو سر ہانے کی اینٹ بنائیں

گفتار در صبر و رضا و تسلیم بحکم قضا

مہادت صبر و رضا اور قضا و خداوندی پر مہر چھکانے کے بیان میں

سعادت بہ بخشایش داور است
 نیک بخشنی اللہ کی دین سے ہے
 چو دولت نہ بخشد سپہر بلند
 اگر بلند آسمان دولت نہ بخشے
 نہ سختی رسید از ضعیفی بمور
 ضعیفی کی وجہ سے چو تپڑی کو مشکل نہیں پیش آتی
 چو نتواں بر افلاک دست آختن
 جب آسمانوں پر دست درازی نہیں ہو سکتی ہے
 گرت زندگانی نبشت است دیر
 اگر اس نے تیری زندگی دماز کھی ہے
 و گرورجیاتت نماند ست بہر
 اور اگر زندگی میں تیرا حصہ نہیں رہا ہے
 نہ رستم جو یا مان روزی بخورد
 کیا ایسا نہیں ہوا کہ جب رستم نے وزی کا آخری حصہ کھا

انہ در جنگ بازوئے زور آورست
 طاقت و بازو کے پہنچے میں نہیں ہے
 نیاید بمر دانگی در کمند
 تو وہ بہادری سے کمند میں نہیں آتی
 نہ شیراں بسر پنجه خور و ندوزور
 نہ شیروں نے پنچہ کی طاقت اور زور سے کھایا ہے
 ضرورست باگردشش ساختن
 تو اس کی گردش سے بنائے رکھنا ضروری ہے
 نہ یارت گزاید نہ شمشیر و شیر
 نہ تجھے سانپ ڈسے گا، نہ تلوار نہ شیر
 چنانچہ کشد نوشت دار و کہ نہ ہر
 تجھے نوشت دار و زہر کی طرح مار ڈالے گا
 شغاد از نہادش بر آور و گرد
 تو شغاد نے اس کے وجود سے دھول اڑادی

حکایت شاطر سیامانی

چالاک سیامانی کا قصہ

مراد سیامان کے یار بود
 اسفہان میں میرا ایک دوست تھا
 ملاش بخوں دست و خنجر خضاب
 ہمیشہ اس کا ہاتھ اور خنجر خون سے رنگین رہتا

کہ جنگ آور و شوخ و عیار بود
 جو لڑاکا اور بدتمیز اور چالاک تھا
 بر آتش دل خصم از وچوں کباب
 دشمن کا دل اس سے کباب کی طرح آگ پر رہتا

۱۔ یعنی سعدی
 صوفیانہ شاعری پر
 قادر و زمیہ شعار
 نہیں کہہ سکتا ہے
 ۲۔ خشت چھو
 نیزے کو کہتے تھے او
 گویاں ایک قسم کا
 گرز تھا۔

۳۔ یعنی نظامی
 گنجوی اور فردوسی
 طوسی وغیرہ
 ۴۔ یعنی
 زور
 بازو سے
 حاصل نہیں ہوتی
 ہے محض اللہ کی
 دین سے ملتی ہے۔
 ۵۔ شغاد رستم
 کے بھائی کا نام
 ہے جس نے رستم
 کو دھوکہ سے
 کنوئیں میں گرا کر
 مار ڈالا تھا۔

ندیدمش روزے کہ ترکش نہ بست
میں نے اسے کسی روز نہیں دیکھا کہ اس نے ترکش نہ باندھا
دلاور سیرینچہ گاؤں زور
بہادر طاقت میں قدرتی طور پر زور آور
بدعویٰ چناں ناوک انداختے
دعوے سے ایسا تیر مارتا

چناں خار و درگل ندیدم کہ رفت
اس طرح سے میں نے پھول میں گانا جاتے نہ دیکھا
نزد و تارک جنگجوئے بخشیت
اس نے کسی بہادر کی کھوپڑی پر چھوٹا نیزہ نہیں مارا
چو کنجشک روز بخ و زرب و
ز آئی میں ٹڈیوں کے دن میں چڑیا کی طرح بجاتا
گمش بر فریدوں بدے تاختن
اگر فریدوں پر اس کا حملہ ہوتا

پلنگانش از زور سیرینچہ زیر
اس کے نیچے کی طاقت سے چیتے زیر تھے
گرفتے کمر بند جنگ آزمائے
لڑائی آزمائے ہوئے کی بیٹی پکڑتا

ز رہ پوش راجوں تریز زوے
ز رہ پوش پر اگر کتار مارتا

نہ در مردی اور نہ در مردی
نہ تو بہادری میں نہ انسانیت میں
مرا یکدم از دست نگذاشتے
مجھے تھوڑی دیر کے لیے بھی ہاتھ سے نہ چھوڑتا

سفر ناہم زان زمیں در بود
سفر اچانک مجھے اس سرزمین سے نکالے گیا
قضا نقتل کرد از عراقم بشام
قضاء خداوندی نے مجھے عراق سے شام کی طرف منتقل کر دیا
و گر پیر شد از شام پیمانہ ام
پھر شام سے میرا پیمانہ بھگیا

قضا را چناں اتفاق اوفتاد
تقدیر سے میرا ایسا اتفاق ہوا

۱۔ گاؤں زور
شخص کو کہا جاتا ہے
جو بغیر ورزش کے
قدرتی طور پر طاقتور
ہو۔

۲۔ حذر از برج
سنبلا کو کہتے ہیں جس
کی تصویر گھوڑوں

کی بال
کی طرح
بنائی
جاتی ہے
یہ جس

طرح چڑیا ٹڈیوں پر
پے در پے حملہ کرتی
یہو اسی طرح وہ لڑائی
میں دشمنوں پر حملے
کرتا تھا۔

ز پولاد پیکانش آتش نجست
اس کے تیروں کے فولاد سے آگ نہ جھڑی ہو
ز ہوش بشیراں درافتادہ شور
اس کے خوف سے تیروں میں فل مچا تھا
کہ عذر را ہر یک یک انداختے
کہ سنبلا کا ایک ایک دانہ گرا دیتا

کہ پیکان او در سپر ہائے جفت
جیسا کہ اس کے تیروں ہر قی ڈھالوں میں

کہ خود و سرش را نہ در ہم سرشت
کہ اس کے سر اور خود کو نہ گوندھ دیا ہو

بکشتن چہ کنجشک پیش چہ مرد
مار ڈالنے میں اس کے لیے بہادر اور چڑیا کیساں تھے
امانش نداوے بہ تیغ آختن
تو سکو تلوار کھینچنے کا موقع نہ دیتا

فرو بردہ چنگال در مغز شیر
شیر کے مغز میں وہ چنگل گھسائے ہوئے تھا
و گر کوہ بودے بکندے ز جائے
اگر وہ پہاڑ بھی ہوتا تو جگہ سے اکھاڑ پھینکتا

گذر کردے از مرد و برزی زوے
انسان سے گذر کر زمین پر مارتا

دوم در جہاں کس شنید آدمی
دنیا میں کسی نے اس جیسا دوسرا آدمی نہ سنا
کہ بار است طبعان ہرے و اشے
اس لیے کہ سیدھی طبیعت والوں کا بھی کچھ خیال رکھنا تھا

کہ عیشم در آن بقعہ روزی نمود
اس لیے کہ اس سرزمین میں زندگی میرے وقت میں نہ تھی
خوش آمد وراں خاک پاکم مقام
اس خاک پاک میں مجھے قیام بھلا معلوم ہوا
کشیدار زومندی خانہ ام
گھر کی آرزو نے مجھے کھینچا

کہ بازم گذر در عراق اوفتاد
کہ میرا پھر عراق سے گذر ہوا

شبے سرفروشد باندیشہ ام
 ایک شب فکر میں بیٹھ کر سوچا کہ ہوا
 نمک ریش و پیرینہ ام تازہ کرو
 نمک نے پرانا زخم ہر اکرا کر دیا
 بیدار روئے زری سیما ہاں شدم
 اس کے دیکھنے کے لیے میں امتحان کی طرف چلا
 جواں دیدم از گردش و ہر پیر
 زمانہ کی گردش سے جوان کو بوڑھا دیکھا
 چو کوہ سیدش ہزار برف ہوئے
 اس کا سر سفید بالوں کی وجہ سے سفید ہار کی طرح تھا
 فلک دست قوت برو یافت
 آسمان اس پر قابو پا گیا تھا
 بدر کردہ گیتی غرور از سرش
 چنان لے اس کے سر سے غرور نکال دیا تھا
 بد و کفتم اے سرویش شیر گیر
 میں نے اس سے کہا اے شیر کو بکڑنے والے سردار
 بخندید کنز روز جنگ تتر
 وہ ہنسا کہ تار یوں کی جنگ کے دن سے
 زمیں دیدم از نرہ چوں نیستان
 زمین کو نیرد کی وجہ سے نیستان کی طرح دیکھا
 بر ایگنہم کرد و میجا چو و و و
 میں نے دھولیں کی طرح لڑائی کی دھول اڑادی
 من آنم کہ چوں حملہ آور دے
 میں وہی تھا کہ میں جب حملہ کرتا تھا
 ولے چوں نکر و ختم یاوری
 لیکن جب سارے نے میری مدد نہ کی
 غنیمت شمر دم طریق گریز
 میں نے بھاگنے کا راستہ غنیمت سمجھا
 چہ یاری کسند مغفر و جوشنم
 ڈھال اور زرہ میری کیا مدد کرے
 کلید ظفر چوں نباشد بدست
 تختہ دی کی کنجی جب ہاتھ میں نہ ہو

بدل برگزشت آں ہنر پیشہ ام
 میرے دل میں اس ہنر پیشہ کا خیال آیا
 کہ بودم نمک خورده از دست مرد
 اس لیے کہ اس مرد کے ہاتھ کا میں نمک کھائے ہو تھا
 بہر شش طلبکار و خواہاں شدم
 اس کی محبت کا طلبکار اور خواہاں ہوا
 خدنگش کماں از غواشش زیر
 اس کا تیر کمان تھا اس کا ارغوانی رنگ زیر تھا
 دواں آیش از برف پیری بروئے
 اس کے بڑھاپے کے برف سے چہرے پر پانی دوڑ رہا تھا
 سر دست مردیش بر تافتہ
 اس نے اس کی بہادری کا پنجہ موڑ دیا تھا
 سر ناتوانی بزانو بر شش
 ناتوانی کا سر اس کے زانو پر تھا
 چہ فرسودہ کردت چو رو باہ پیر
 تجھے بوڑھی لومڑی کی طرح کس چیز نے گھس دیا
 بدر کردم آں جنگجوی زر سر
 میں نے جنگجوی سر سے نکال دی
 گرفت علمہا چو آتش دراں
 اس میں آگ کی طرح جھنڈے لگے ہوئے تھے
 چو دولت نہا شد تہو ر چہ سو و
 جب اقبال نہ رہے تو لڑائی سے کیا فائدہ
 بر مح از کف انگشتی بروے
 تو نیزے کے ذریعہ ہاتھ سے انگلی نکال لیتا تھا
 گرفتد گردم چو انگشتی
 انگلی کی طرح انھوں نے مجھے چاروں طرف گھیر لیا
 کہ ناواں کسند با قضا پنجہ تیز
 اس لیے کہ قضا خداوندی سے نادان پنجہ لڑتا ہے
 چو یاری کرد و ختم سرور شرم
 جب روشن ستارے ہی نے میری مدد نہ کی
 باز و در فتح نتواں شکست
 فتح پختہ کی بازو سے نہیں توڑا جاسکتا

یعنی اس کا
 تیر جیسا سیدھا قد
 جھک کر کمان بن
 گیا اور گلابی رنگ
 زیر گھاس جیسا
 زرد ہو گیا تھا

مگر سر سفید
 بالوں
 میں
 برف
 ریش
 بہاٹ معلوم
 ہوتا تھا اور گھوٹا
 کی کمزوری کی وجہ
 سے ہر وقت پلٹی
 بتا رہا تھا
 مگر جھنڈے
 سرخ رنگ کے تھے

گروے پلنگ افکن پیل زور
چیتے کو بچاڑنے والا باہمی کی طاقت کا ایک گروہ تھا
ہماں دم کہ دیدیم گرو سپاہ
جب ہم نے لشکر کی گرد دیکھی تو فوراً اپنی

چو ابر اسب تازی بر اینگختیم
میں نے تازی گھوڑے کو ابر کی طرح بر اینگختے کیا

دولت کز ہم برز وند از کمیں
گھات سے نکل کر دونوں لشکر آپس میں گتھ گئے

ز باریدن تیر ہچوں تکرگ
اولے کی طرح تیروں کے برسنے سے

بصید ہز بران پر خاش ساز
لڑا کا شیروں کا شکار کرنے کے لیے

ز میں آسماں شد ز گرد کبود
نیلی گرد سے زمین آسمان بن گئی

سواران دشمن چو دریا فتم
جب ہم دشمن کے سواروں تک پہنچ گئے

چہ زور آور و پنجم جہد مرد
انسان کی کوشش کا پنجم ایک زور دکھائے

نہ شمشیر کند آوراں کند بود
تلوار بازوں کی تلواںیں کند نہ تھیں

کس از لشکر باز ہیجا بروں
ہمارے لشکر کا کوئی شخص لڑائی کے میدان سے ہٹا

کساں رانشد ناوک اندر حریر
اُن لوگوں کا تیر حریر میں نہ گھسا

چو صمد و اندہ مجموع در خوشہ
سودانوں کی طرح ایک خوشہ میں جمع تھے

بنا مردی از ہم بدادیم دست
بزدلی کی وجہ سے ہم نے ایک دوسرے کو چھوڑ دیا

چو طالع زماروئے بر تیج بود
جیکہ نصیب ہم سے منہ پھیرے ہوئے تھا

چو ماہی کہ با جوشن افتد شست
اس بھلی کی طرح جو زرہ دار ہوتے ہوئے ڈور میں نہیں جا

سپر پیش تیر قضا ہیج بود
قضا کے تیر کے سامنے ڈھال ہیج تھی۔

در آہن سر مرد و ستم ستور
انسانوں کا سر اور گھوڑوں کا سر لوہے میں بچھا ہوا تھا
زرہ جامہ کردیم و مغفر کلاہ
زرہ کو کرتا اور خود کو ٹوپی بنایا

چو باران پلا لک فرور ختم
جو ہر دار تلوار کو بارش کی طرح برسایا

تو گفتم ز وند آسماں بر زمین
تو کہے گا کہ انھوں نے آسمان کو زمین پر دے مارا

بہر گوشہ بر خاست طوفان مرگ
ہر گوشہ میں موت کا طوفان اسٹڈ پڑا

کمند از وہائے دہن کردہ باز
کمند از دہوں کی طرح منہ بھاڑ لیا

چو انجم درو برق شمشیر و خود
تلوار اور خود کی چمک اس میں ستاروں کی طرح تھی

پیادہ سپر در سپر یافتیم
پیادہ ہو کر ڈھال کو ڈھال سے فتن دیا

چو بازوئے توفیق یاری نکرد
جب توفیق کے بازوئے مدد نہ کی

کہ کیں آوری ز خمت تیر بند بود
بلکہ ستارے کی کینہ دہی سخت تھی

نیامد جز آغشتہ خفتاں بخوں
نہ نکلا سوائے خون میں بھرے خفتان کے

کہ گفتم بدوزند سنداں بہ تیر
جن کو میں نے کہا تھا کہ اہرن کو تیر سے بندھے ہیں

فتادیم ہر دانہ در گوشہ
ہمارا ہر دانہ ایک گوشہ میں جا پڑا

چو ماہی کہ با جوشن افتد شست
اس بھلی کی طرح جو زرہ دار ہوتے ہوئے ڈور میں نہیں جا

سپر پیش تیر قضا ہیج بود
قضا کے تیر کے سامنے ڈھال ہیج تھی۔

چو ماہی کہ با جوشن افتد شست
اس بھلی کی طرح جو زرہ دار ہوتے ہوئے ڈور میں نہیں جا

سپر پیش تیر قضا ہیج بود
قضا کے تیر کے سامنے ڈھال ہیج تھی۔

یعنی ہم نے

دست بدست جنگ

شروع کر دی۔

مذہب بھی میدان

سے وہیں آ رہا تھا

زخمی ہو کر اس کی زخموں

زرہ خون

سے

لے لیتا

ہو چکی تھی

مذہب سے

وہ بہادر جو تیر سے

لوہے کے گھن کو

بندھ دیں ان کا

تیر ریشمین کپڑے

سے بھی پار نہ ہو سکا

حکایت

کے آہنی پنجہ در آرد بیل
آردیل میں ایک شخص نے اس کے سے پنجہ والا
نہد پوشے آئندہ جنگش و ساز
ایک کپل پوش لڑائی میں اس کے سامنے آیا
پہر خاش جھنڈن جو بہرام گور
پہر جنگجوئی میں بہرام گور کی طرح تھا
بہ پنجہ تیر خند نکش بزد
اس نے خدنگ کے بنے ہوئے سیر اس پر چلے
ولاور در آمد چو دوستان گرد
وہ بہادر دوستان پہلوان کی طرح آگے بڑھا
بلشکر گمش بر در خمیہ دست
شکر گاہ میں خمیہ کے دروازہ پر اس کے ہاتھ
شب از غیرت و شرمساری خفت
وہ تمام رات غیرت اور شرم کی وجہ نہ سو یا
تو کاہن بنا وک بدوزی و تیر
تو کہ لوہے کو نادر اور تیر سے بندھ دیتا تھا
شہیدم کہ میکفت و خوں میکہ لیسیت
میں نے سنا ہے کہ وہ کہتا تھا اور خون کے آنسو دیتا تھا
من آنم کہ در شیوہ طعن و ضرب
میں ہی ہوں کہ نیزہ بازی اور تلوار بازی کے طور پر نہیں
چو بازوئے بختم قوی حال بود
جب میر نصیب کا بازو قوی تھا
کنوئم کہ در پنجہ اقبیل نیست
اب جب کہ اقبال قابو میں نہیں ہے
بروز اجل نیزہ جوشن درو
موت کے دن نیزہ زرہ کو بھاڑ دیتا ہے
کرا تیغ قہر اجل و رقفاست
موت کے قہر کی تلوار جس کی گردن پر ہے
ورن بخت یا و ربو و دہر لشتیت
اور اگر نصیب کا دگر ہو اور زمانہ پشت پناہی کرے

بھی گنڈرانی بد بلیک ز بیل
تیر پہلچے سے پار کر دیتا تھا
جوانے جہاں سوز پیکار ساز
جو دنیا کو آگ لگا دینے والا جنگ باز تھا
گنڈے بکتفش برا زحمت نام گور
اس کے کاغذ پر گور خور کے چترے کی گنڈھی
کہ یک چو بہ پروں نہ رفت از مند
لیکن ایک تیر بھی کھل سے آگے نہ بڑھا
نخم گنڈش در آورد و برد
اس کو گنڈ کے پہر میں بھنسا یا اولے گیا
چو دزدان خونی بگردن بہ لیسیت
خونی چوروں کی طرح گردن سے بانہ دیے
سحر کہ پرستارے از خمیہ گفت
صبح کو ایک خادم نے خمیہ میں سے کہا
نمد پوش را چوں فتادی اسیر
نمد پوش کی قدم میں کیسے آگیا
ندانی کہ روز اجل کس نہ لیسیت
تجھے معلوم نہیں کہ موت کے دن کوئی نہیں جیا
برستم در آموزم آداب حرب
رستم کو لڑائی کے طریقے سکھائیں
سیطرانے بلکم نمد می نمود
پہلچے کی موٹائی تجھے اکمل معلوم ہوتی تھی
نمد پیش تیمم کم از بیل نیست
میر کے سامنے کپل پہلچے سے کم نہیں ہے
نہ پراہن بے اجل نکذرو
تجھے موت کے کرتے سے بھی نہیں گزرتا
برہنہ است اگر خوشنش چند لاسیت
وہ نکلا ہے اگر اس کی زرہ چند تھ کی ہے
برہنہ نشاید بسا طور کشتیت
تو ننگا بھی خنجر سے نہیں مارا جاسکتا ہے

۱۔ آذربائیجان
کے علاقہ کا مشہور
شہر ہے۔
۲۔ بلیک اس
نیر کہتے تھے جس کی
نوک دو شاخہ ہوتی
تھی۔

۳۔ بہت سخت
قسم کی
لکڑی
ہے
جس سے
تیر بنائے
جاتے تھے۔

۴۔ داستان
رستم کے باپ کا نام ہے۔
۵۔ پہلچے میں اس
آسانی سے آر پار
کر دیتا تھا جیسا کہ
کپل میں۔

نہ دانا بسعی اجل جان برود
نہ عقلمند نے کوشش سے موت سے جان بچائی ہے

نہ نادان بنا ساز خوردن برود
نہ بد قوت مضر چیز کھانے سے مرہ ہے

حکایت طیب و کرم

شبے کروے از در و پہلو تحفت
ایک رات کو ایک کردی پہلو کے در سے نہ سویا
ازیں دست کو برگ نرمی خورد
چونکہ یہ بڑ کی بچی کھاتا ہے
کہ در سینہ پیکان تیر تار
اس لیے کہ ناماری نیرنگی نوک سینہ میں
گرافت لبیک لقمہ در رودہ تیج
اگر ایک لقمہ سے انتڑی میں گرہ پڑ جائے
قضا را طیب اندراں شب برود
تقدیر سے طیب اسی رات میں مر گیا

طیبے دران ناحیت بود گفت
اس طرف ایک حکیم تھا اس نے کہا
عجب دارم از شب بیایاں برود
بچے تعجب ہوگا اگر اس نے رات پوٹا کر لی
بہ از نقل ماکول ناسازگار
مضر کھانا کھانے سے بہتر ہے
ہمہ عمر نادان بر آید بیج
تو نادان کی تمام عمر مانگاں جانی سہر
چہل سال ازیں رفت زندہ است کرد
اس قصہ کو چالیس سال ہوئے کردی زندہ ہے

۱۔ کرو ایک
قوم تھی جو جنگل میں
بکریاں چراتی تھی
منازل ایک
قسم کی گھاس ہے
جس میں مشک کی

سی خوشبو

ہوتی

ہے

۲۔ مضر

خوراک ناماری

تیر سے زیادہ

مہلک ہے۔

۳۔ انگوستان

کو تقریب سے بچانے

کے لیے ایسا کرنے

تھے۔

حکایت

یکے روستائی سقط شد خرش
ایک دیہاتی کا گدھا مر گیا
جہاں دیدہ پیرے بر و برگذشت
ایک جہان دیدہ توڑ حادان سے گذرا
میںدار جان پدر کیس حمار
جان پدر یہ نہ سمجھ کہ یہ گدھا
کہ ایں دفع چوب از سر و گوش خویش
اس لیے کہ یہ تو اپنے سر اور کان سے ڈنڈا دینا
چہ داند طیب از کسے رنج برود
وہ طیب کسی کا مرض اچھا کرنا کیا جانے گا

حکیم کرد بر تاک بستان سرش
اس نے اس کا سر انگوستان میں لٹکا دیا
چنین گفت خند داں بنا طور وشت
اس نے مذاق میں جنگل کے رکھوالے سے کہا
کن دفع چشم بد از کشت زار
کھیت سے بد نظر کو دفع کر دے گا
نمی کرو تا ناتواں مرد و ریش
نہ کر سکتا تھا یہاں تک کہ کمزور اور زخمی ہو کر مر گیا
کہ بے چارہ خوابد خود از رنج مرد
جب کہ خود مرض سے مرا چاہتا ہے

حکایت

شنیدم کہ دینارے از مقلے
میں نے سنا ہے ایک مقلے کے پاس سے ایک دینار
آخر سرنا امیدی بتافت
انجام کار نا امیدی سے سر ہیرا

بفتاد و مسکین بختش سے
پھر گیا مسکین نے اس کو بہت ڈھونڈا
یکے دیگر شش ناطلب کردہ یافت
تس دوسرے وہ بے ڈھونڈے پایا

بہ بد بختی و نیک بختی تسلیم
بہ بد بختی اور نیک بختی میں تسلیم
نہ روزی بسریج کی می خورد
ز بختی کی طاقت سے روزی کھاتے ہیں

بگر دید و ماہمچناں در شکم
چل چکا تھا اور ہم ابھی پیٹ ہی میں تھے
کہ سر نیچگاں تنگ روزی ترند
اس لئے کہ طاقتور روزی میں زیادہ تنگ رہتے ہیں

حکایت

فرو کو فت پیرے پیر را بچوب
ایک بوڑھے نے بڑے کو لکڑی سے مارا
تواں بر تو از جور مردم گریست
لوگوں کے ظلم سے آپ کے پاس آکر رو دیا جاسکتا ہے
بد اور خروشد خداوند ہوش
ہوش والا خدا کے پاس فریاد لیجاتا ہے

بگفت اے پدرے گناہم مکوب
اس نے کہا ابا مجھے بے قصور نہ ماریے
ولے چوں تو جورم کنی چارہ چسیت
لیکن جب آپ ظلم کریں تو کوئی تدبیر نہیں ہے
نہ از دست داور برآر و خروش
خدا کے ہاتھ کی فریاد نہیں کرنا ہے

حکایت

بلند اختارے نام او اختیار
ایک بلند ستارے والا جس کا نام اختیار تھا
ہمورا در اں بقعہ زر بود و مال
اس علاقہ میں صرف اسی کے پاس ان وزر تھا
ز نے جنگ پیوست باشوئے خویش
انے جنگ میں اپنے شوہر سے لڑائی جوڑ دی
ایک عورت نے اپنے شوہر سے لڑائی جوڑ دی
کہ کس چو تو بد بخت درویش نیست
کہ تجھ جیسا بد بخت فقیر کوئی بھی نہیں ہے
بیاموز مردی ز ہمسایگان
ہمسایوں سے آدمیت سیکھ لے

قوی دستنگہ بود و سرمایہ دار
قوی مقدور رکھنے والا اور سرمایہ دار تھا
دگر تنگستان برگشتہ حال
دوسرے لوگ تنگ دست اور پریشان حال تھے
شبانگہ چو نقش تہیدست پیش
رات کو جب وہ اس کے سامنے خالی ہاتھ پہنچا
چو زنبور مرخت جز میں شش نیست
لال بھر کی طرح تیرے پاس اس ڈنک کے سوا کچھ نہیں ہے
کہ آخر نیم فحشہ رایگان
کہ آخر میں مفت اکی رنڈی نہیں ہوں

چرا ہمچو ایشاں نہ نیک بخت
تو ان جیسا نیک بخت کیوں نہیں ہے
چو طبل از تہیگاہ خالی خروش
ڈھول کی طرح خالی پیٹ سے
بسر نیچہ دست قضا بر پیچ
طاقت سے قضا کے ہاتھ کو نہ موڑ
کہ من خوشستن را کفر بختیار
کہ میں اپنے آپ کو بختیار بنا لوں

کساں راز رویم ملکست و رخت
لوگوں کے پاس چاندی اور کھونا اور سامان ہے
برآورد صافی دل صوف پوش
کبل پوش صاف دل نے کیا شور مچایا
کہ من دست قدرت ندارم پیچ
کہ مجھے کسی چیز پر کبھی دست قدرت نہیں ہے
نکر وند و دست من اختیار
انھوں نے میرے ہاتھ میں اختیار نہیں دیا

بہ بچہ ماں کے
پیٹ میں ہوتا ہے
اور کا تباہی تقدیر
اس کا شقی اور
سعید ہونا لکھ دیتے
ہیں۔

۲ یعنی
آلہ تنہا
یعنی
بلا پیہ
کے بچے
ہم بستی کرتا ہے
منا تقدیر خودی
کو طاقت سے نہیں
لوٹایا جاسکتا ہے
یہ قضا و قدر ہے
بختیار جیسا بختیار میرے
اختیار میں نہیں یا

حکایت

کے مرد درویش در خاک کیش
کیش لکی سر زمین میں ایک درویش مرد نے
چو دست قضا زشت رویت زشت
جب تقدیر کے ہاتھ نے برا چہرہ لکھ دیا
کہ حاصل کن دنیا بختی بزور
زور سے نیک بختی کون حاصل کر سکتا ہے
نیاید نکو کاری از بد رگاں
بد اصل انسانوں سے نیکی نہیں ہو سکتی ہے
ہمہ فیلسوفان یونان و روم
یونان اور روم کے سارے فلسفی
ز وحشی نیاید کہ مردم شود
وحشی سے یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ انسان بن جائے
تواں پاک کردن ز رنگ آئینہ
آئینہ کو رنگ سے صاف کیا جاسکتا ہے
بکوشش نروید گل از شاخ بید
بید کی شاخ سے کوشش کرنے سے بھول نہیں آتا
چو رومی نگر و دخت رنگ قضا
جب قضا خداوندی کا تیرا پس نہیں لوثا ہے

۱۰
کیش ایک
جزیرہ ہے۔
کونوں کا
کام چانا
ہے
سینا
نہیں
ہے۔
جیل اور
گدہ زمین پر اترنے
لگے۔

حکایت کرکس و زغن

قصہ گدہ جیل کا

چنیں گفت پیش زغن کرکس
ایک گدہ جیل کے سامنے یہ بولا
زغن گفت ازیں در نشاید گذشت
جیل بولی اس سے کہ نہ بڑھنا چاہیے
شنیدم کہ مقدار یک روزہ راہ
میں نے سنا ہے کہ ایک دن کے فاصلہ سے
چنیں گفت دیدم کرت باورست
اس نے یہ کہا اگر تجھے یقین آئے تو میں نے دیکھا ہے
زغن راغما نذاز تعجب شکیب
جیل کو تعجب کی وجہ سے صبر نہ آیا
کہ نبود ز من دور ہیں تر کے
کہ مجھ سے زیادہ دور ہیں کوئی نہیں ہوگا
بیاتا جہ پنی بر اطراف و شست
آؤ جیل کے اطراف میں کیا دیکھتا ہے
بکر و از بلندی بہ پستی نگاہ
اس نے اوپر سے نیچے نظر ڈالی
کہ یک دانہ گندم بہا مول برست
کہ گہریوں کا ایک دانہ زمین پر پڑا ہے
ز بالا نہاوند سرور کشید
انھوں نے سراونچائی سے نشیب کی طرف کر دیا

چو کر گس بردانہ آمدن سراز
جب گدھ دانہ کے قریب پہنچا
ندانست ازاں دانہ خوردنش
وہ یہ نہ سمجھا کہ اس دانے کے کھانے سے
نہ آبتن دُر بود ہر صدق
ہر سببی موتی سے حاملہ نہیں بنتی ہے
زغن گفت ازاں دانہ دیدن چہ سود
چیل بولی اس دانہ کے دیکھنے سے کیا فائدہ
شنیدم کہ میگفت و گردن بہ بند
میں نے سنا ہے کہ وہ کہہ رہا تھا اور اس کی گردن پھنسی تھی
اجل چوں بخوش بر آورد دست
موت نے جب اس کا خون بہا لے لیا تو نکال لیا
در آئے کہ پیداندار و کنار
جس پانی کا کنارہ موجود نہ ہو اس میں

برو بہ بنجید قیدے دراز
اس پر لمبی قید چٹ گئی
کہ دہرا فکند دامن در گردنش
زمانہ اس کی گردن میں جال ڈال دیا
نہ ہر بار شطاطہ زندہ ہر ہفت
نہ ہر بار چالاک نشانہ ہر مار سکتا ہے
چو بنیائے دامن خصمت نبو و
جب تجھ میں دشمن کے جال کی بنیائی نہ تھی
نباشد حذر با و در سودمند
تقدیر سے بچاؤ مفید نہیں ہے
قضا چشم باریک بنیش بہ نسبت
تقدیر نے اس کی باریک بینی کی آنکھ بند کر دی
غرور شناور نیاید بکار
تیرا ک کا غرور کام نہیں آتا ہے

حکایت

چہ خوش گفت شاگرد مسوج باف
مسوج بنے دل کے شاگرد نے کیا خوب کہا
مرا صورتے بنیاید ز دست
مجھے کوئی ایسی تصویر نہیں بنتی ہے
گرت صورت حال بدیا نکو دست
اگر تیری صورت حال اچھی یا بری ہے
دریں نوع از شرک پوشیدہ هست
اس بات میں ایک قسم کا شرک چھپا ہوا ہے
گرت دیدہ بخشند وندام
حکم کا الگ اگر تجھے آنکھ عنایت فرمادے
نہ پندارم از بندہ دم در کشد
مجھے یقین نہیں ہے کہ اگر بندہ مناوشا ہے
ہمال آفرینیت کشایش دہاد
جہاں کا پیدا کرنے والا تجھے غراخی بخشے

چو عنقا بر آورد و پیل و زراف
جب اس نے عنقا، ہاتھی اور زرافہ بنا دیا
کہ نقشش معلّم ز بالانہ نسبت
جس کا نقشہ سکھانے والے نے پہلے سے نہ بنا دیا ہو
نگاریدہ دست تقدیر او دست
اسی کے تقدیر کے ہاتھ کی بنائی ہوئی ہے
کہ زیدم بیازرد و غم بخست
کہ مجھے زید نے ستایا اور مجھے غم نے خستہ کر دیا
نہ بینی و گر صورت زید و غم
تو تو پھر زید اور غم کی صورت نہ دیکھے گا
خداش بر وزی تسلّم در کشد
تو خدا اس کی روزی بندہ کر دے
اگر وہے بہ بند و نشاید کشاد
اگر وہ بند کر دے تو کھولی نہیں جاسکتی

۱۔ چونکہ دانہ کے
پاس پہنچا تھا۔
۲۔ باوجود بچاؤ کے
مقدار کا کھانا پیش
آکر رہتا ہے۔
۳۔ مسوج وہ زمین
کے کھلا تھا

جس میں
جانوروں
کی
تصویر
بنی جاتی

۱۔

تھیں۔
۲۔ یعنی موجود چیزوں
کی تصویر بنا سکتا ہے
۳۔ صورت موجود حقیقی
نظر آئے گا۔

حکایت

شتر کرہ بامادر خویش گفت
اونٹ کے بچے نے اپنی ماں سے کہا

بگفت اربست منستے مہار
اٹھنے لگا کہا اگر مہار میرے ہاتھ میں ہوتی
قضا کشتی آنجی کہ خواہد برد
کشتی کو قضا چاہتی ہے لے جاتی ہے

مکن سعد یا ویدہ بروست کس
اے سعدی کسی کا دست نگر نہ بن

اگر حق پرستی زور بالست
اگر تو حق پرست ہو تو بہت دور وازوں سے وہ کافی ہو

گرا و نیک نختت کند سر برار
اگر وہ نیچے نیک نخت کر دے تو سر بلند کر

۱۔ میری ہمار میرے
قبضہ میں نہیں ہے
۲۔ یعنی بزرگ کا نہ ہوا

پس از رفتن آخر زمانے بخت
چلنے کے بعد پھر تھوڑی دیر سوجا

ندیدے کسم بارکش در قطار
مجھے قطار میں بوجھ اٹھانے والا کوئی نہ دیکھا
وگر ناخدا جامہ بر خود و رد
خواہ ناخدا اپنے کپڑے پھاڑے

کہ بخشنده پروردگار است و بس
اس لیے کہ دینے والا صرف خدا ہے

کہ گروے براند بخواند کست
اس لیے کہ اگر وہ بھوکا دے تو مجھے کوئی نہ بلائے گا

وگر نہ سرنا امید ی بخار
ورنہ ناامیدی سے کھٹتا تارہ

گفتار اندر اخلاص و برکت آن وریا و آفت آن

کہاوت اخلاص اور اس کی برکت اور مہار اور اس کی آفت کے بیان میں

عبادت باخلاص نیت نلوست
نیت کے اخلاص کے ساتھ عبادت لہی ہے

چہ ز نار مخ بر میانست چہ دلق
آتش پرست کا جینو اور کمر پر گدڑی بچاں ہے

مکن گفتت مرفے خویش فاش
میں تجھ سے کہتا ہوں اپنی بہادری ظاہر نہ کر!

باندازہ بود باید نمود
ہونے کے مطابق دکھانا چاہیے

کہ چوں عاریت بر کشند از سرش
اس لیے کہ جب مانگا ہوا اس کے سر اٹالیں گے

اگر کو تہی پانے چو ہیں مبند
اگر تہمت قد ہے تو لکڑی کے پر نہ باندھ

وگر نقسہ اندو وہ باشد نحاس
اگر تاجے پر چاندی کا ملمع ہو

منہ جان من آب ز بریشینز
میری جان پیسے پر سونے کا یا نی نہ پھر

وگر نہ چہ آید زلے مغز دوست
ورنہ بے گری کے چھلکے سے کیا تھوتا ہو

کہ در پوشی از بہرین در خلق
جو تو توگوں کے اعتقاد کے لیے بنے

چو مردی نمودی مختش مباحش
جب بہادری دکھائی ہے تو بھیڑا نہ بن

حجالت نبرو آنکہ نمود و بود
وہ شرمندگی نہیں اٹھانا جس نے دکھایا اور تھا

بماند کہن جامہ در برش
تو اس کے بدن پر پرانا لباس رہ جائے گا

کہ در چشم طفلان نمائی بلند
کہ بچوں کو اونچا معلوم ہونے لگے

تو ان خسرج کردن برناشناس
تو نہ جاننے والے کے پاس چلایا جاسکتا ہے

کہ صراف دانا نگین و پیکر
اس لیے کہ دانا صراف کسی چیز کے بدلے اس کو نہ لے گا

۱۔ نہ پہننا
چاہیے
اور
اگر پہننے
تو اس
کی لاج رکھے۔

زیراندو دگاں را پائش برزند
تو نے کے ملع والوں کو آگ لہر پائیں گے۔

یدید آید آنکہ کہ مس یا زرنند
تب معلوم ہو جائے گا کہ وہ پیتل میں یا سونا

حکایت

ندانی کہ با مائے کو ہی چہ گفت
مجھے معلوم نہیں کہ پہاڑی بابائے کتب کہا
بروجان بابا در احلاص یوح
جا بابا کی جان! احلاص پیدا کر
کسانیکہ فعلت پسندیدہ اند
جنھوں نے تیرا فعل پسند کیا ہے
چہ تدر آورد بندہ حور و یس
تو جیسا غلام کیا تدر پیدا کر سکتا ہے
نشاید بدستان شدن در بہشت
مگر سے بہشت میں جانا ممکن نہیں ہے

مردے کہ ناموس را شب نخفت
ان شخص کو جو شہرت کی خاطر تمام رات نہ سویا
کہ توانی از خلق بر سبت یوح
اس لیے کہ تو مخلوق سے کوئی فائدہ نہیں ٹھاسکتا ہے
ہنوز از تو نقش بروں دیدہ اند
انھوں نے ابھی تیرے ظاہری نقش دیکھے ہیں
کہ زیر قبا دار و اندام پس
جو قبا کے نیچے برص کا جسم رکھتا ہو
کہ بازت رود چار و از روے مرثیت
اس لیے کہ تیرے بعد سے چترے سے چادر ہٹ جائیگی

ملع کی چیز کو جس
طرح سنا رہا تھا دیکھتا
ہے اسی طرح ریاکار
تجائے جائیں گے
سے عبادت میں جاگتا
رہا۔

حکایت طفل روزہ دار

روزہ دار بچے کا قصہ

شنیدم کہ نابالغ روزہ دہشت
میں نے سنا ہے کہ ایک نابالغ نے روزہ رکھ لیا
ز کتابش آں روز سابق بسر و
اس دن اس کو مکتب سے خلیفے لے گیا
پدر دیدہ بوسید و مادر سرش
باپ نے آنکھیں چوٹیں ماننے اس کا سر
چو بروے گذر کرد یک نیمہ روز
جب اس پر آدھا دن گزرا
بدل گفت اگر لقمہ چندے خورم
اس نے دل میں کہا اگر میں چند لقمے کھا لوں
چو روئے سرد در بد بود و قوم
جب لڑکے کا رخ باپ اور قوم کی طرف مت
کہ داند چو در بند حق نیستی
اگر تو خدا کی فکر میں نہیں ہے تو کسی کو کیت معلوم
پس ایں سرازال طفل نادان تر بہت
یہ بڑھا اس بچے سے بھی زیادہ نادان ہے

بصد محنت آورد روزے بجا شست
سو مشقتوں سے چاشت تک نہ پہنچا یا
بزرگ آندش طاعت از طفل خرد
چھوٹے بچے کی عبادت اس کو بڑی معلوم ہوئی
فشانند با دام و زر بر سرش
انھوں نے با دام اور چاندی اس کے سر پر بچھا دی
فتاد اند روز آتش معدہ سوز
اس کے اندر معدہ کی آگ سے جلن پیدا ہو گئی
چہ داند پدر غیب یا مادر م
تو میرے باپ یا ماں غیب کو کیا جانتیں گے
نہاں خورد ویند بر سر و صوم
تو چپکے سے کھا لیا اور بظاہر روزہ پورا کر لیا
اگر بے وضو در نماز ایستی
اگر تو بے وضو نماز میں کھڑا ہو جائے
کہ از بہر مردم بطاعت در است
جو انسانوں کی خاطر عبادت میں لگا ہے

۱۰
ریاکار
کی
مثال

بیک روزہ محض
ماں باپ اور
لوگوں کو دکھائے
کے لیے رکھا
تھا۔

کلید در دوزخست آن نماز
وہ نماز دوزخ کے دروازے کی کنجی ہے

اگر جز بقدر حق بیرون جادہ است
اگر تیری سڑک اللہ کی جانب کے سوا ہے

نکو سیرت بے تکلف بروں
اچھی سیرت والا، بظاہر بے تکلف

بزدیک من شب رو راہ زن
میرے نزدیک محاکمہ مارنے والا چور

کے بر در خلق رنج آزمائے
ایک انسان جو مخلوق کے دردانے پر محنت کر رہا ہے

ز عمر وائے پس چشم اجرت مدار
اے صاحبزادے! عمر وائے اجرت کی توقع نہ رکھو

نگویم تواند رسیدن بدوست
میں کہتا ہوں کہ دوست تک پہنچ سکتا ہے

رہ راست رو تا بمنزل رسی
سیدھا راستہ چل تاکہ منزل پر پہنچ جائے

چو گاویں کہ عصا چشمش بہ بست
اُس بیل کی طرح جس کی آنکھیں تیلی نے باندھ دی ہیں

کسے گرتا بد ز محراب رئے
اگر کوئی قبلہ سے منہ موڑے

تو ہم نشیت بر قبلہ در نماز
تو بھی نماز میں قبلہ کو بیٹھ کر ہے

درخت یکہ بخشش بود برتر
جس درخت کی جڑ برتر ہو

گرت بخ اخلاص در بوم نیست
اگر تیرے اخلاص کی جڑ زمین میں نہیں ہے

ہر آنکہ افگند تخم بر روئے سنگ
جو شخص تھیں پر رنج بکھیرے

منہ آبروئے زیار محفل
یاں آبرو کو کوئی مرتبہ نہ دے

چو در خنبہ بد بشم و خاکسار
جب میں باطن میں بد اور خاک جیسا ہوں

کہ در چشم مردم گزاری دراز
جو تو لوگوں کی نگاہوں کے سامنے لانی پڑھے

در آتش فشانند سجادہ است
تو تیرے مصلے کو آگ میں ڈال دیں گے

بہ از بار سائے خراب اندر
اس بار سائے بہتر ہے جس کا باطن خراب ہے

بہ از فاسق یار سپرین
نیک لباس والے فاسق سے بہتر ہے

چہ مزدش و ہر در قیامت خدا کے
اس کو قیامت میں خدا کیا مزد دیں گا

چو در خانہ زید باشی بکار
جب تو زید کے گھر میں کام پر لگا ہے

دریں رہ جزاں کس کہ درویش اوست
اس راہ میں سوائے اس کے جو اس کا فقر ہے

تو بر رہ نہ زیں قبل واپسی
چونکہ تو رستہ پر نہیں ہے اسی لیے پھپھڑا ہوا ہے

دواں تا لبش شب ہم آنجا کہ هست
تمام رات چلنے کے باوجود رات کو وہیں جہاں تھا

بکفرش گواہی دیند اہل کوئے
محلہ ملے اس کے کفر کی گواہی دے دیں

گرت در خدائست روئے نیاز
اگر تیرا عاجزی کا چہرہ خدا کی طرف نہیں ہے

بیرون کہ روزے دید میوہ بار
اُس کی پودش کر کیونکہ کسی دن میوے کا پھل دے گا

ازیں بر کسے چوں تو محرم نیست
تو اس پھل سے تیری طرح کوئی محرم نہیں ہے

جوئے وقت و خلش نیاید بچناک
پیداوار کے وقت اس کے ہاتھ ایک بوجھ بھی نہ آئے گا

کہ ایں آب در زبردار و حسل
اس لیے کہ اس بانی کے نیچے کچھ ہے

چہ سود آب ناموس بر روئے کار
تو روکار پر عزت کی آب سے کیا فائدہ

یعنی ریاکاری کے لیے
ریا کار آخری ہے
سے محرم رہے گا
ریا کار کی راہ

طریقت
میں
بھی
مثال ہے
مکملہ یہ نماز
لوگ دکھاوے کی
نماز ہے۔

بروی و ریبا خرقہ سہلست و دخت
کر اور ریبا کاری سے گڈری سی لینا آسان ہے

چہ دانند مردم کہ در جامہ کیست
نوگوں کو کیا معلوم کہ لباس میں کون ہے

چہ وزن آور و جائے انبان باد
ہوا بھر مشکیزہ اس جگہ کیسا وزن رکھے گا

مُرائی کہ چندیں و ریع مینمود
وہ ریبا کار جو اس قدر پر ہیز گاری دکھاتا تھا

کنند ابرہ پاکیزہ تر ز آستر
ابرہ آستر سے بہتر بنانے ہیں

بزرگاں فراغ از نظر داشتند
بزرگ لوگ نظر سے بے نیاز ہوتے ہیں

وہ آوازہ خواہی در قلم فاش
اگر تو ملک میں مٹکی شہرت چاہتے ہے

ببازی نگفت این سخن با نیزید
بازی میں یہ بات مذاق میں نہیں کہی

کسانے کہ سلطان و شاہنشاہ اند
جو لوگ شاہ اور شاہنشاہ ہیں

طمع در گد امر و معنی نہ بست
بھکاری شخص میں لالچ کے کوئی حقیقت نہ بنائی

ہماں بہ گرا بستن جوہری
اگر تو کسی جوہر کا حال ہو تو یہ کہہ رہے

چو روئے پرستیدنت در خداست
جب تیری عبادت کا نسخہ خدا کی طرف ہے

تراپند سعدی بست اے سپر
اے لڑکے تیرے لیے سعدی کی نصیحت کافی ہو

گرامروز گفتار ما نشنوی
اگر آج ہماری نصیحت تو نہ سنے گا

گرش باحت را در توانی فروخت
اگر تو اس کو خدا کے ہاتھ فروخت کر سکے

نویسنده داند کہ در نامہ چیست
لکھنے والا جانتا ہے کہ خط میں کیا لکھا ہے

کہ میزان عدست و دیوان داد
جہاں انصاف کی ترازو اور انصاف کا اجلاس ہے

بدیدند و پیش در انبان بود
انھوں نے دیکھا اور اس کے مشکیزہ میں کچھ نہ تھا

کہ آں در حجابست و این در نظر
اس لیے کہ وہ چھپا ہے اور یہ نظر میں ہے

ازاں پر نیال آستر داشتند
اسی لیے برتیان کا آستر بنانے ہیں

بروں حُسن گو دروں حشو باش
باہر رشیمین کپڑا لگا خواہ اندر کھجراؤ ہو

کہ از مت کمر این ترم کمز مرید
کہ میں مرید کے اعتبار سے منکر سے زیادہ مطمئن ہوں

سراسر گدایان این در گہ اند
اس درگاہ کے بالکل فقیہ ہیں

نشاید گرفتن و رافقہ دست
گرتے ہوئے کا سہارا نہ لینا چاہیے

کہ ہیمچوں صدق سہر بخود در بری
کہ سچی کی طرح سہرا نہ کرے

اگر جبرئیل نہ بنید رواست
اگر تجھے جبرئیل بھی نہ دیکھے تو مناسب ہو

اگر گوش گیری جویند پدر
اگر تو باپ کی نصیحت کی طرح سنے

مبادا کہ فردا پیشیاں شوی
ایسا نہ ہو کہ کل کو شرمندہ ہو

باب ششم در قناعت

پہلا باب قناعت میں

کہ بر بخت روزی قناعت نکرد
جس نے نصیبہ کی روزی پر قناعت نہ کی

خدا را ندانست و طاعت نکرد
وہ خدا کو نہ پہچانا اور نہ اس کے فرمان برداری کی

ریبا کار ہوا بھرا
مشکیزہ ہے۔
پرنیان ایک قسم کا
رشیمین کپڑا ہے
یہاں منکر تو ظاہری
باتوں سے واقف ہوتا
ہے اور مرید حقیقت
حال سے باخبر رہتا
ہے۔
ریبا کار
تو خود
درماندہ
شخص ہے وہ
کسی کی کیا دستگیری
کر سکتا ہے۔
یہ سیپی میں جیتک
سوتی نہیں بنتا سمندر
کی سطح پر نہ پھینکے
پھرتی ہے۔
نہ تھوڑے پر گدا مار کر

تقاعدیت تو نگر کند مرد را

تقاعدیت انسان کو مال دار بناتی ہے

سکونے بدست آورے بے ثبات
اے بے ٹکاؤ انسان سکون حاصل کر

میر و رتن ارمو را می و ہشتی
اگر تو ہوش اور تدبیر کا آدمی ہے تو تنہا چوری نہ کر

خردمند مردم ہنر پروراند
عقل مند انسان ہنر حاصل کرتے ہیں

کسے سیرت آدمی گوش کرد
انسان کی سیرت اسی کے کان میں پڑتی ہے

خور و خواب نہا طریق دواست
کھانا اور سونا صرف درندوں کا کام ہے

خنک نیک بختے کہ در گوشہ
وہ نیک بخت آرام سے ہر جا ایک گوشہ میں

بر آناں کہ شد ستر حق آشکار
جن لوگوں پر حق کا راز کھل گیا ہے

ولیکن چو ظلمت نداند ز نور
لیکن جو شخص نور اور ظلمت میں فرق نہیں کرتا

تو خود را از اوج ورجہ انداختی
تو نے اپنے آپ کو اسی لیے کنوئیں میں گرایا

براوج فلک چوں پر دجرہ باز
نہ باز آسمان کی بلندی پر کیسے پہنچ سکتا ہے

گرشش دامن از جناب شہوت رہا
اگر تھاس کا دامن شہوت کے چنگل سے چھوڑ دے

بکھم کردن از عادت خویش خورد
اپنی عادت سے کم کر کے کھانے میں

کچا سیر و حشی رسد در ملک
وحشی کی سیر فرشتہ تک کیا پہنچے گی

نخست آدمی سیرتے پیشہ کن
پہلے آدمی کی سیرت اختیار کر

تو بر گزہ تو سنے بر گز
تو ایک سرکش بچھیرے پر سوار ہے

اچونکہ تو نگری بدل

است نہ بال

مے روح انسانی

مادہ پیری کا دخت

جو فرشتوں کی سیر کی

آخری حد ہے

یہ کم غور دلی

ہے

نہایت

پیدا ہوتی

ہے

یہ اگر انسان چھوڑ

کی طرح صرف کھائے

اور سوئے گا تو اس کو

ملکوت کی سیر حاصل

نہیں ہو سکتی ہے

۱ نفس تارہ کی مثال

کرشن پھرے کی کا ہر

خبر کن حریفیں جہا نگر و را
دنیکے چکر کاٹنے والے حریفیں کو بتا دو

کہ بر سنگ گرواں نہ روید نہات
اس لیے کہ لڑھکے ہوئے پھر پر گھاس نہیں پھینکتی

کہ اورا چومی پروری میبکشتی
اس لیے کہ تو اس کو جس تہہ پاتا ہے اسی قدر ہلاک کرتا ہے

کہ تن پروراں از ہنر لاغرند
کیونکہ رورنگ ہنرمیں کمزور ہوتے ہیں

کہ اول سگ نفس خاموش کرد
جس نے سب سے پہلے نفس کے کتے کو خاموش کر دیا ہے

بریں بودن آئین نا بحر و است
اس طور پر رہنا جو توف کا طریقہ ہے

بدست آرد از معرفت توشہ
معرفت خداوندی کا توشہ حاصل کرے

نکردند باطل بروختیار
انھوں نے اس پر باطل کو پسند نہیں کیا ہے

چہ دیدار دیوش چہ رخسار حور
اس کے لیے دیو کا دیدار اور حور کا رخسار بجا ہے

کہ چہ راز رہ باز نشناختی
کہ کنوئیں اور سرکن میں تمیز نہیں کی

کہ در شہر شش بستہ سنگ آرز
جب کہ تو نے اس کے شہر میں قرض کا پھر باندھ دیا ہے

کنی رفت تا سدرۃ المنہی
تو وہ سدرۃ المنہی تک پہنچ

تواں خوشیتن را ملک خوئے کرد
اپنے آپ کو فرشتہ فصاحت کر سکتا ہے

نشاید پرید از شری تا فلک
وہ تو زمین سے آسمان تک بھی اڑ سکتا ہے

پس آنکہ ملک خوئی اندیشہ کن
پھر فرشتہ فصاحت ہونے کی فکر کر

نگر تا نہ پچید ز حکم تو سر
نگرانی کر کہیں وہ تیرے حکم سے سرتابی نہ آکرے

کہ گریاہنگ از کفّت در گسخت
اگر تیرے ہاتھ سے باگ ڈور چھوٹ گئی
باندازہ خور زاد اگر مرد می
اگر تو آدمی ہے تو اندازہ سے توشہ کھا
دروں جائے ذکر ست وقوت و نفس
باطن ذکر اور روزی اور سانس کی جگہ ہے
کجا ذکر گنجہ کنز انبار آرز
ذکر کہاں سماے گا جب کہ حرص کے انبار سے
نذار ندتن پروران آگہی
تن پروردوں کو یہ معلوم نہیں ہے
دو چشم و شکم پر نگر و دیج
دو آنکھیں اور پیٹ کسی چیز سے نہیں بھرتے ہیں
چو دوزخ کہ سیرش کنند از وقید
دوزخ کی طرح کہ جب اس کو ایندھن سے بھریں گے
ہی میسروت عیسیٰ از لاغری
بڑا عیسیٰ تو کمزوری سے مر رہا ہے

بدیں اے فرومایہ دنیا محسّر
اے کینے دنیا کو دین کے بدلے نہ خرید
گرمی ندانی کہ دوزرا و دام
شاید تجھے معلوم نہیں کہ زندوں اور چوہاؤں کو
پلنگے کہ گردن کشد برو حوش
پہنا جو حوشی جانوروں پر بڑائی جت ہے
چو موش آنکہ نان و پیرش خوری
تو جس کی دلی اور پیر کھا رہا ہے چوہے کی طرح

تن خوشیتن کشت و خون تورخت
ادینے اپنے آپ کو بھی مارا اور تیرا بھی خون بہا دیا
چنیں پر شکم آدمی یا خمی
اس طرح سے پیٹ بھرا تو آدمی ہے یا مڈکا
تو پنداری از بہر نان ست و بس
تو سمجھتا ہے کہ بس روٹی کے لیے ہر
بسختی نفس میکند یا د راز
لبے پر کر کے مشکل سے سانس لیتا ہے
کہ پیر معده باشد ز حکمت تہی
کہ بھرا ہوا معدہ دانائی سے خالی ہوتا ہے
تہی بہت اس رودہ تیج پیج
اس تیج در پیج انتڑی کا خالی رہتا بہتر ہے
وگر بانگ وارو کہ ہل من مزید
تو وہ شور کرے گی کیا کچھ اور ہے؟
تو در بند آئی کہ خسر پروری
تو اس فکر میں ہے کہ گدھے کی پرورش کرتے
جو خر باجیل عیسیٰ محسّر
گدھے کے جو عیسیٰ کی انیل کے بدلے نہ خرید
نیںدراخت حسن حرص خورون بدام
حرص کے علاوہ کسی چیز نے جال میں نہیں پھنسا یا
بدام افتد از بہر خورون جو موش
کھانے کی خاطر چوہے کی طرح جال میں پھنس جاتا ہے
بدامش درافتی و تیرش خوری
اس کے جال میں پھنس جائے گا اور اس کا تیر کھائے گا

حکایت

مرا حاجی شازہ علیج داد
مجھے ایک حاجی نے ہاتھی دانت کی کلکی دی
شنیدم کہ بارے سلیم خواندہ بود
میرا سنا ہے کہ اس نے ایک بار کچھ کتا کھتا
میںد اتم شازہ کیں استخوان
میرا کلکی پھینک دی کہ یہ بڑی

کہ رحمت برا خلاق حجتاج داد
حاجیوں کے اخلاق پر خدا کی رحمت ہو
کہ از من بنوعے دلش ماندہ بود
اس لیے کہ مجھ سے اس کے دل کو کسی طرح کی تکلیف پہنچتی تھی
نمی بایدم دیگرم ساگ منخواں
مجھے نہیں چاہیے مجھے پھر کتنا نہ کہہ!

یہ عیسیٰ سے مراد
روح اور گدھے سے
مراد جسم
ہے
روح
کی غلا
کر غلاف دی
ہے۔

میدار چوں سر که خود خورم
 جبے کہ میں اپنا سر کہ کھا لیتا ہوں تو یہ نہ سمجھ
 قناعت کن اے نفس براند کے
 اے نفس قنوطے پر سہر کرنے
 چرا پیش خسرو بخوانش روی
 تمنائے کربادشاہ کے سامنے کیوں جانا
 و گم خود پرستی شکم طبلہ کن
 اور اگر تو خود پرست ہے تو پیٹ کا طبلہ بجا

کہ جو رخت راوند سلوا بر م
 کہ طبلے والے کا ظلم سہوں گا
 کہ سلطان و درویش یعنی ایک
 تاکہ تو بادشاہ اذیت کو بھسا دے
 چو یکسو نہادی طمع خسروی
 جب تو نے لالچ نکال دیا تو تو بادشاہ ہے
 و رختانہ این و آل قبلہ کن
 اس اور اس کے گھر کے دروازے کو قبلہ بنا

حکایت

یکے با طمع پیش خوار زم شاہ
 ایک لالچی خوار زم کے بادشاہ کے سامنے
 چو دیدش بخدمت و وقتا گشت و را
 جب اس نے اس کو دیکھا جھکا اور سیدھا ہوا
 پس گفتش اے بابک نام مجھے
 ایک کے نے اس سے کہا اے نامور اتا
 نگفتی کہ قبلہ ست خاک حجاز
 کیا تو نے یہ نہ کہا تھا کہ حجاز کی زمین قبلہ ہے
 مہر طاعت نفس شہوت پرست
 شہوت پرست نفس کی فرماں برداری نہ کر
 مہر اے برا و رفرالش و ست
 اے بھائی اس کے حکم سے ہاتھ نہ بھیلنا
 قناعت مہر افراز و اے مرد ہوش
 اے ہوش والے انسان قناعت مہر بند کرتی ہے
 طمع آبروئے تواضع بر بخت
 لالچ نے وقار کی آبروریزی کی ہے
 چو سیراب خواہی شدن ز آب جوئے
 جب تو نہر کے پانی سے سیراب ہو سکتا ہے
 مگر کن نہ تم شکم شکم شوی
 شاید تو عیش پرستی سے سیر کرے
 برو خواجہ کوتاہ کن دست از
 جا صاحب، حرص کا ہاتھ کوتاہ کر

شنیدم کہ شد باد و پگاہ
 میں نے سنا ہے کہ صبح کے تھکے میں گیا
 دگر روئے برخاک مالید و خواست
 پھر زمین پر چہرہ رگڑا اور مانگا
 یکے مشکلات می برسم بگوئے
 میں تجھ سے ایک مشکل بات پوچھتا ہوں بتاؤ
 چرا کردی امر و تر از میں سوئناز
 تو نے آج اس طرف کو نماز کیوں پڑھی ہے
 کہ ہر ساعت قبلہ و مکرست
 اس لیے کہ اس کا ہر گھڑی ایک دوسرا قبلہ ہے
 کہ ہر کس کہ فرماں نبردش برست
 اس لیے کہ جس نے ان کا کھانا مانا وہ چھوٹ گیا
 مہر طمع بر نیاید ز ووش
 لالچ بھروسہ کند سے نہیں اٹھتا ہے
 برائے دو جو دامن در بر بخت
 دو جو کی خاطر موتوں کا دامن بکھیر دیا ہے
 چرا ریزی از ہر برف آبروئے
 تو برف کی خاطر کین آبرو خراب کرتا ہے
 و گرنہ ضرورت بدر ہا شوی
 ورنہ تو ضرور دروازوں پر جلے گا
 چہ می بایست ز استین دراز
 تجھے دراز استین سے کیا چاہیے ہے

یعنی جب میں اپنے
 تھوڑے پر قناعت کے
 ہوئے ہوں تو کسی مالدار
 کی بات سننے کی مجھے
 ضرورت نہیں ہے
 بلکہ قانع کی نظر میں شاہ
 گدایکساں ہوتے

ہیں۔
 مگر
 اور
 سجد کی
 سی نوعیت
 اختیار کی۔

بلکہ نفس آناہ کی
 فائشیں پوری کرنا ہوتا
 اور ذلت کا سبب
 لالچ انسان کے
 وقار کو کھو دیتا ہے۔

کسے را کہ درج طمع و زوشت
جس شخص نے لالچ کی ڈیالپیٹ دی ہے
تو قح براند ز سر مجلسست
مجھے ہر مجلس سے توقع نکالتی ہے

نباید بکس عبد و خادم نبشت
اس کو کسی کو بندہ اور خادم لکھنے کی ضرورت نہیں ہے
براں از خود شش تا نراند کست
تو اپنے اندر سے اسے نکال دے تاکہ تجھے کوئی نہ نکالے

حکایت

یکے راتب آمد ز صاحب دلاں
صاحب دلوں میں سے ایک کو بخار آگیا
بگفت اے پر تلخے مرد نم
اس نے کہا اے صاحب زادے میرے لیے مرنے کی کڑواہٹ
شکر عاقل از دست آں کس خورد
عقل مند نے اس شخص کے ہاتھ سے کبھی شکر نہیں کھائی
مرد در پئے ہر چہ دل خواہد ت
دل کی ہر خواہش پر مارا نہ پھر
کند مرد را نفس اتارہ خوار
اپنا ان کو نفس امارہ ذلیل کرتا ہے
وگر ہر چہ باشد مرادش خوری
اور اگر جو اس کی ملش ہوگی تو وہ کھائے گا
تنور شکم و مبدم تا فتن
پیٹ کے انور کو ہر وقت گرم رکھنا
بہ تنگی بریزاندت روئے رنگ
تنگی کے وقت تیرے چہرے کا رنگ بگاڑ دینا
کشد مرد پر خوارہ بار شکم
بسیار خور کو پیٹ کا بار بار ڈالتا ہے
شکم بندہ بسیار بینی خجل
پیٹ کے غلام کو تو بہت شرمندہ دیکھے گا

کسے گفت شکر خواہ از دلاں
کسی نے کہا فلاں سے گلقد مانگ لے
بہ از جوہر روئے ترشش برد نم
بد مزاج کا ظلم سہنے سے بہتر ہے
کہ روا ز تکبر برد سر کہ کرد
جس نے تکبر کی وجہ سے اس پر منہ بگاڑا
کہ تمکین تن نورجاں کا ہد ت
اسلئے کہ جسم کا آرام تیری جان کے نور کو گھٹا دے گا
اگر ہوشمند دی عزیزش مدار
اگر تو ہوشمند ہے اس کو پیار نہ رکھ
زدوراں بسے نامرادی بری
تو دنیا سے بہت سی نامرادی لے جائے گا
مصیبت بود روزنا یا فتن
نہ پائے کے دن مصیبت بن جاتا ہے
چو وقت فراخی کنی معرتنگ
اگر فراخی کے وقت معدے کو پر کر لیا
وگر در نیاید کشد بار غم
اور اگر نہیں ملتا تو غم کا بار بار ڈالتا ہے
شکم پیش من تنگ بہتر کہ دل
میری رائے میں بھوکا پیٹ تنگ دل سے اچھا ہے

حکایت در ندلت بسیار خوردن

بہت کھانے کی ذلت کے پیمان میں

چہ آوردم از بصرہ دانی عجب
تجہ معلوم میں بصرہ سے کیا لایا جیل عجیب بات
تنہ چند در خرقہ راستاں
تینوں کی گدی میں چند انسان

حارثے کہ شیریں ترست از طب
ایسی جو تر کھجور سے بھی میٹھی ہے
گذشتیم بر طرف خرابستاں
ہم گذرے ایک کھجورستان کے کنارے

۱۔ جس طرح دیکھا تھا
۲۔ کے نیچے لکھا جاتا ہے
۳۔ میں آپ کا غلام یا
۴۔ آپ کا خادم
۵۔ لکھا کہ آرام ہو جا گا
۶۔ لکھا انسان جس قدر
۷۔ جسمانی آرام کرتا ہے
۸۔ روح اسی قدر کمزور
۹۔ ہوتی ہے
۱۰۔ لکھا اس
۱۱۔ لکھا
۱۲۔ نفس
۱۳۔ کی خواہشات
۱۴۔ پوری کرنا ممکن نہیں
۱۵۔ ہے
۱۶۔ بسیار خور تھوڑی
۱۷۔ سی بھوک میں حواس
۱۸۔ کھڑ بیٹھا ہے
۱۹۔ بصرہ مشہور شہر ہے
۲۰۔ ک کھجوریں بہت شہور ہیں

یکے درمیان معدہ انبار بود
ان میں ایک معدہ کو ٹھونسے والا تھا
میاں بہت مسکین و شد بروخت
بیچارے نے کمر کسی اور درخت پر چڑھ گیا
نہ ہر بار حشر تاواں خورد و برد
ہر بار چھوڑے کھلے اور لے جلتے نہیں جاسکتے ہیں
رہیں وہ آمد کہ اس راکہ کشت
گائوں کا سردار آیا کہ اس کو کس نے مار ڈالا
شکم دامن اندر کشیدش ز شاخ
پیٹ نے اس کا دامن شاخ سے کھینچا ہے
شکم بند دست و زنجیر پائے
پیٹ ہاتھ کی بڑی اور پیر کی زنجیر ہے
سر اسر شکم شد بلخ لاجرم
مڈی پیٹ ہی پیٹ ہے لامحالہ
برو اندرونے بدست آر پاک
جا پاک باطن حاصل کر

نہ پُر خوارے خویش پُر خوار بود
انجلی بار خوری کی وجہ سے ذہین تھا
وز آنجا بگردن و رافقا و سخت
اور وہاں سے بری طرح گردن کے بل گرا
لست انبان بد عاقبت خورد و برد
بد انجام پُر خوارے کھایا اور مر گیا
بگنم مژن بانگ برادر شست
اس نے کہا ہم پر نہ تیغ
بود تنگ دل رو و گانے فراخ
چوڑی آنٹوں والا تنگ دل ہوتا ہے
شکم بندہ نادریستند خدائے
پیٹ کا بندہ خدا کی عبادت کم کرتا ہے
بیابیش کشد مور کو چاک شکم
چھوٹے پیٹ والی چوٹی اس کا پیر کپڑ کر کھینچتی ہے
شکم پُر نخواہد شد الا بجاک
پیٹ آٹو خاک کے علاوہ کسی چیز سے پُر نہیں ہو گا

۱ یعنی لالہ نالہ
اسا ہے۔
مڈ پیٹ کو بڑی مٹی
ہی پُر کرتی ہے۔
مڈ یعنی اس کو شہوت
بھی ہوتی

اور
بھوک
بھی لگی۔
یہ یعنی بھوک
بھی باقی ہے اور
کس حسی
ہوئی۔

حکایت

شکم صوفیے راز بول کر دو فرج
ایک اصفیٰ کو پیٹ اور شرنگاہ نے عاجز کر دیا
یکے گفتش از دوستان در نہفت
چپکے سے ایک دوست کے اس سے کہا
بدینارے از پشت راندم نشاط
میں نے ایک دینار سے کمر کی مستی نکالی
فر و مائیگی کردم و ابلیہی
میں نے کینہ پن اور بوقونی کی
غذا گر لطیف است و گر سرسری
کھانا خواہ عمدہ ہو خواہ معمولی
سر آنکہ بہالین نہر ہوشمند
ہوشمند اس وقت تک کہ سر رکھتا ہے
مجال سخن تانیبانی گونے
جب تک بات کی گنجائش نہ ہو نہ کہہ

دو دینار بدہر دوآں کرد و خرچ
دو دینار تھے دونوں خرچ کر دیے
چہ کردی بدیں ہر دو دینار گفت
ان دونوں دیناروں کا تو نے کیا کیا اس نے کہا
بد گیر شکم را کشیدم سحاط
دوسرے سے پیٹ کے لیے دسترخوان بچایا
کہ ایں ہمچناں پُر نشد و اں تہی
کہ یہ تو نہ بھرا اور وہ حسی ہو گئی
چو دیرت بدست او فتد خوشخوری
جب دیر سے تیرے ہاتھ لگے گا تو خوب کھائے گا
کہ خواہش بقہر آورد و در کمند
جب کہ نیند اس کو جبراً گند میں پھانس لے
چو میدال نہ بینی نگہدار گونے
جب تو میدان نہ دیکھے تو گیند کو بچائے رکھ

<p>ملکوی و منہ تا توانی قدم جب تک ممکن ہونہ بات کر نہ قدم رکھ</p>	<p>از اندازہ بیرون و ز اندازہ کم اندازے سے آگے اور اندازے سے کم</p>
حکایت	
<p>یکے نیشکر داشت و طبقی طبقری میں ایک شخص کے پاس گنتا تھا بصاحب دے گفت در کج وہ اس نے گاؤں کے گوشہ میں ایک صاحب دے کہا بگفت آل خرومند نیکو مشرت اس نیک نطرت عقلمند نے دیا ترا صبر بہ من نباشد مگر شاید مجھے میرے اوپر صبر نہ ہوگا حلاوت ندار و شکر و ریش اس گئے میں شکر مٹھاس نہیں رکھتی ہے</p>	<p>چپ و راست گردید بر مشتری دہ دایم بائیں خبرداروں میں گھوما کہ پستان و چوں دست یابی بدہ کہ لے لے جب تیرا موقع ہو دے دینا جوابے کہ بر دل بیاید نوشت ایسا جواب جو دل پر لکھنا چاہیے ولیکن مرا باشد از نیشکر لیکن مجھے گئے سے صبر دے سکے گا چو باشد تقاضائے تلخ از پیش جب اس کے پیچھے تلخ تقاضہ ہو</p>
حکایت	
<p>امیر ختن جامہ از حریر ختن کے سردار نے ایک ریشمی لباس پوشید و بوسید دست و ز میں اس نے پہنا ہاتھ اور دھڑ میں کو بوسہ دیا چہ خوبست شریف شاہ ختن شاہ ختن کی خلعت کیا اچھی ہے گر آزادہ بر زمین خست و بس اگر تو آزاد ہے بس زمین پر سوتے</p>	<p>بہ پیرے فرستاد و خوش نصیر ایک روغن طب بوڑھے کو بھیجا کہ پرشاد عالم ہزار آفریں کہ شاہ عالم پر ہزار آفریں ہے وز و خوب تر خرقہ خوشن اور اس سے اپنی گدڑی زیادہ اچھی ہے مکن ہر قالی زمیں بوس کس قائین کے لیے کسی کی زمین کو بوسہ دے</p>
حکایت	
<p>کے نان خورش جز پیازے نہ داشت ایک شخص کے پاس پیاز کے علاوہ کوئی سالن نہ تھا پر آگندہ گفتش اے خاکسار اسے ایک بیہودہ نے کہا اے خاکسار! بخواہ و مدار از کس اے خواجہ باک انگ لے اور اے خواجہ کسی سے نہ شرا</p>	<p>چو دیگر کساں برگ سازے نہ داشت دوسروں کی طرح اس کے پاس ساز و سامان نہ تھا بر و طبع از خوان نغمہ پیار جس بگڑے سالن لے آ کہ مقطوع روزی شو و شرمناک اس لیے کہ شرمیلار روزی سے محروم رہتا</p>

۱۔ انسان بات باطل
اندازے کے مطابق کر
نیز قدم بھی اندازے
کے مطابق اٹھائے۔
۲۔ طبقری ایک گاؤں
کا نام ہے۔

۳۔ یعنی گئے ادھار
خریدے دام ہونے

۴۔ رویدینا
یعنی

۵۔ میں
گناہ

۶۔ خرید کر بھیج
کر سکتا ہوں تو دام

۷۔ وصول کئے میں شاید
صبر سے کام نہ لے

۸۔ ختن ترکستان کے
ایک علاقہ کا نام ہے۔

۹۔ قالیں کے لالچ
میں کسی کی تعظیم کر

قبایست و جاک نور و بد دست
اس نے قبا سمیٹی اور جلدی سے آستین چڑھائی
شہیدم کہ میگفت و خوش میگریست
میں نے سنا ہے کہ وہ کہتا تھا اور خوب بتاتا تھا

بلا جوئے باشد گرفتار آرز
حرص کا قیدی مصیبت کا طالب ہوتا ہے

جوینے کہ از سعی باز و خورم
جو کی وہ روئی جو میں اپنے بازو کی محنت کھاؤں
چہ دل تنگ خفت آں فرومایہ و ش
گذشتہ رات وہ کینہ کس قدر دل تنگ ہوا

مستعد ہو کر نگرخانہ
پہنچ گیا وہاں کی
دھکا مکی میں اس کی
قبا بھی پھٹ گئی اور
ہاتھ میں بھی چوٹ آئی
ملا گھر میں ہی بیٹھ کر
اپنی پیاز اور روٹی
پر قانع بنوں گا۔
میں شہدایسی پسینہ

نہیں؟
کہ
آدی
اس کی
خاطر ڈنک

ہے۔
میں جس قدر کسی
کو خدا نے دیا ہے
اس پر قناعت کرنی
چاہیے۔
میں سر نیچے کیے ہوئے
ونکر میں ڈوبا ہوا
تھا۔

حکایت

یکے گریہ در خانہ زل بود
ایک بلی ایک بڑھیکے گھر میں تھی۔

رواں شد یہاں سرائے امیر
دوبلی ایک امیر کے مسافر خانہ میں چلی گئی۔

چکاں خوش از استخوان می دوید
وہ اس حال میں دوڑ رہی تھی کہ خون اس کی ہڈیوں سے ٹپک رہا تھا

اگر جستم از دست این تیر زن
اس تیر انداز کے ہاتھ سے اگر میں بچ سکی

نیر زو عمل جان من زخم نیش
اے جان من شہد ڈنک کے زخم کے لاکھ نہیں؟

خدا وند از ان بندہ خرسند نیست
خدا اس بندہ سے خوش نہیں ہے

قبایش و ریدند و دستش شکست
لوگوں نے اس کی قبا پھاڑ دی اور اس کا ہاتھ توڑ دیا
کہ اے نفس خود کردہ راچارہ چیست
کہ اے نفس اپنے کیے کا کیا علاج ہے

من و خانہ من بعد و نان و ہزار
اس کے بعد میں ہوں گا اور گھر روٹی ہوگی اور پیاز

بہ از میسرہ بر خوان اہل کرم
اہل کرم کے دسترخوان کے شیراز سے بہتر ہے

کہ بر سفرہ و یکراں و اشت کوش
جو دوسروں کے دسترخوان پر کان لگائے ہوئے تھا

کہ برگشتہ آیام و بد حال بود
جس کا زمانہ برگشتہ تھا اور بے حال تھی

غلامان حاکم ز وندش بہ تیر
حاکم کے نوکروں نے اس کو تیر سے مارا

ہم میگفت از ہول جاں میدوید
کہہ رہی تھی اور جان کے خوف سے دوڑ رہی تھی

من و موش و ویرانہ پر زن
میں ہوں گی اور چوہے اور بڑھیکا کا ویرانہ

قناعت نکو تر بد و شاب خویش
اپنے انگور کے شیرہ پر قناعت بہتر ہے

کہ بر اخصی بقسم خداوند نیست
جو خدا کی تقسیم پر راضی نہیں ہے

حکایت مرد کوتاہ نظر و زن عالی ہمت

کوتاہ نظر مرد اور بلند ہمت عورت کا قصہ

پدر سر نفکرت سر و بردہ بود
باپ فکر میں سر نیچے کیے ہوئے تھا

مروت نباشد کہ بگذار مش
آدمیت نہ ہوگی اگر میں اس کو چھوڑ بھاگوں

نگر تازن اورا چہ مردانہ گفت
دیکھ عورت نے اس سے کیسی مردانہ بات کہی

یکے طفل ونداں بر آوردہ بود
ایک بچے کے دانت نکل آئے تھے

کہ من نان و برگ از کجا آرمش
کہ میں اس کھانے روٹی اور سامان کہاں سے لاؤں

چون بچارہ گفت این سخن پیش جفت
جب بیمار نے یہ بات میری سے کہی

مخور ہول ابلیس تاجاں و ہد
تو شیطان سے نہ گھبرا کہ بچے کے مرتے دم تک
توانا ست آخر خداوند زور
آخر طاقت والوں کا رہے

نگارندہ کو دک اندر شکم
پیٹ میں بچے کا نقش و نگار بنانے والا
خداوند گارے کہ عیدے خرید
وہ آقا جو ایک غلام خریدتا ہے
تہا نیست آن تکیہ بر کردگار
تجھے خدا پر اس قدر بھی بھروسہ نہیں ہے

شنیدی کہ در روزگار قدیم
تو نے سنا ہے کہ پہلے زمانے میں

نہ پنداری این قول معقول نیست
یہ نہ سمجھ کہ یہ بات عقل میں آنے والی نہیں ہے
چو طفل اندروں دار و از حص پاک
چونکہ بچے کا باطن حص سے پاک ہے

خبر وہ بدر ویش سلطان پرست
بادشاہ کے بجا ری فیر کو بتا دو

گدا را کن یک دم سیم سیر
فیر کو ایک دم چاندی پیتا بھرا بنا دیتی ہے
نہ گہائی نے ملک و دولت بلاست
ملک اور دولت کی گہائی مصیبت ہے

گداے کہ بر خاطرش بند نیست
وہ فیر جس کی طبیعت پر کوئی فکر نہیں ہے
بخشید خوش روستائی و جفت
دہقان بیوی کے ساتھ آرام سے سوتا ہے

چو سیلاب خواب آمد و مرد ببرد
جب تیندہ کا سیلاب آیا اور مرد کو ہمالے گیا
اگر پادشاہ است و گر پنبہ و وز
خواہ بادشاہ ہے خواہ پنبہ لگانے والا

چو بخت تو نکر ساز کہ مست
جب تو کسی الدار کا سر تیرے مست دیکھے

ہماں کس کہ دنیاں و دنیاں و ہد
اسکو جس نے دانت دیے ہیں وہی روٹی دے گا

کہ روزی رساند تو چندین مشور
کہ روزی پہنچائے تو اس قدر پریشان نہ ہو

نویسنده عمر و روز نیست ہم
عمر اور روزی کا لکھ دینے والا بھی ہے

بدار و فکیف آنکہ عبد آفرید
اس کو سنبھالتا ہے پھر اس کے بار میں کیا خیال جو جس نے پیدا کیا ہے

کہ مملوک را بر خد و اندگار
کہ جس قدر غلام کو آقا پر ہے

شدے سنگ در دست ابدال سیم
آبدال کے ہاتھ میں پتھر چاندی بن جاتا تھا

چو قانع شادی سیم و سنگت کیست
جب تو قانع بن گیا تو تیرے لئے چاندی اور پتھر یکساں ہے

چہ مشتے زرتش پیش و چہ مشت خاک
اس کے سامنے ایک مٹی سونا اور مٹی بھر خاک برابر ہے

کہ سلطان زور ویش مسکین پرست
کہ بادشاہ تو فقر سے بھی زیادہ مسکین ہے

فریدوں بملک عجم نیم سیر
فریدوں عجم کے ملک سے بھی آدھا پیٹ بھرتا ہے

گدا پادشاہ است و نامش گداست
فیر بادشاہ ہے اور وہ نام کا فیر ہے

بہ از پادشاہ ہے کہ خرد نیست
اس بادشاہ سے بہتر ہے جو آرام سے نہیں ہے

بذوق کہ سلطان دریاواں خفت
ایسے ذوق سے کہ بادشاہ محل میں نہ سویا

چہ بر تخت سلطان چہ بر وشت کرد
بادشاہ کا تخت اور کردی کا جنگل یکساں ہے

چو خفتند گرد و شب ہر دو روز
جب ہو گئے تو دونوں کی رات دن جتنا ہے

بر و شکر نیر و ان کن اے تنگ دست
اے تنگ دست جا خدا کا شکر ادا کر

بل یعنی یہ خیال
کہ بچہ بھوک سے
مر جائے گا شیطان
دوسو سو ہے
مکمل ہونے کے پیٹ
میں جب بچہ کی صورت
بنتی ہے اس کی عمر
اور روزی مقرر کر دیا
جاتی ہے

بتا ابدال اولیا اللہ
کی ایک جماعت ہے
جس سے نظام عالم
قائم ہے جب ان میں
سے کوئی مر جاتا ہے

کوئی دوسرا
اس کا
قائم

بنادیا جاتا ہے
اور وہ بیٹھ کر تلافی
میں ہمیشہ موجود
رہتے ہیں۔

ملک آنا کہ غنی تراند
محتاج تراند۔
فریدوں کو ملک
عجم کی سلطنت
حاصل ہوئی لیکن پورا

پیٹ نہ بھرا۔
ملک سونے کے بعد شاہ
گدا یکساں ہیں۔
یہ شکر کو دیکھ کر خدا
کا شکر ادا کر کہ اللہ

نے تجھے بھوکا سبب
نہیں دیے ہیں۔

نذاری محمد اللہ آں دسترس
خدا کا شکر ہے کہ تودہ طاقت نہیں رکھتا ہے
کہ بر خیزد از دستت آزار کس
کہ تیرے ہاتھ سے کسی کی تکلیف سر نہ دہو

حکایت

بر با خوارے از نردبانے قناد
ایک سو و خوار ایک سیڑھی سے گر گیا
پس چند روزے گریستن گرفت
نہ کا چند دن رہتا رہا
نحو اب اندر شش دید و پرسید حال
اس کو خواب میں دیکھا اور حال پوچھا
بگفت اے پسر قصہ بر من مخواں
بوللا اے بیٹا یہ قصہ نہ دہرا
شنیدم کہ ہم و نفس جاں بداد
میں نے سنا ہے کہ اس نے فوراً دم توڑ دیا
وگر با حریفان نشستن گرفت
پھر اس نے یاروں کے ساتھ بیٹھنا شروع کر دیا
کہ چوں رستی از حشر و شر و سوال
کہ حشر اور شر اور سوال سے کیسے چھوٹا
بد و زرخ و رافت آدم از نردبان
میں سیڑھی سے دوزخ میں گرا

یعنی بہت بڑا
مکان نہ بنایا
نہ مرنے وقت بھی
چھوڑ کر جاتا ہے چھوڑ
پنچ رہے گا۔
نہ دنیا آخرت کا
راستہ ہے یہاں

حکایت

شنیدم کہ صاحب دے نیکم و
میں نے سنا ہے کہ ایک نیک انسان صاحب دے
کسے گفت میدانمت دسترس
کسی نے اس سے کہا میں تیری طاقت سے واقف ہوں
چہ میخوام ہم از طارم افراشتن
بالا خانہ بلند کرنے سے میرا کیا مطلب
مکن خانہ بر راہ سیل اے غلام
اے صاحب زادے بہاد کے راستہ پر گھر نہ چن
نہ از معرفت باشد و عقل و رائے
عقل اور رائے اور تمیز کی یہ بات نہیں ہے
یکے خانہ بر قامت خوش کرد
ایک گھر اپنے تہ کے مطابق بنایا
کزیں خانہ بہتر کنی گفت بس
کہ تو اس سے بہتر گھر بنا سکتا ہے اس نے کہا خاموش رہ
ہمینم بس از بہر بلنداشت
میرے اچھوڑ جانے کے لئے یہی کافی ہے
کہ کس را نگشت ایں عمارت تمام
اس لیے کہ یہ عمارت کسی کی مکمل نہیں ہوئی ہے
کہ بر رہ کند کار و رائے سرانے
کہ کوئی قافلہ راستہ میں گھر بنائے

محل تعمیر
کر کے
بیٹھنا
عقل مند
نہیں ہے۔
یعنی اس کی موت
کا وقت قریب آ گیا۔
یہ وارث نہ ہونے
کی وجہ سے گدی پر
اس بزرگ کو بٹھایا۔
شاہی نو جوانوں میں
بڑے بڑے نقاب
بجائے جلتے تھے۔

حکایت

یکے سلطنت را بن صاحب شکوہ
ایک صاحب دبیر حاکم کے
بشنیخے وراں بقعہ کشور گذاشت
آس ملاو کے ایک بزرگ کو ملک سپرد کر دیا
چو خلوت نشیں کوس دولت شنید
جب خلوت نشیں نے دولت کا تقارہ سنا
فرو خواست رفت آفتابش بکوہ
آفتاب نے پہاڑ میں جانا چاہا
کہ در دودہ قائم مقامے نداشت
کیونکہ صنادان میں کوئی اس کا قائم مقام نہ تھا
وگر ذوق در کنج خلوت ندید
پھر اس کو تنہائی کے گوشہ میں مزاج نہ آیا

چپ و راست لشکر کشیدن گرفت
 داییں اور بائیں لشکر کشی شروع کر دی
 چناں سخت بازو شد و تیز جنگ
 ایسا سخت بازو اور تیز جنگ والا ہو گیا
 ز خصم ہر اگندہ خلقے بکشت
 متفرق و دشمنوں میں سے ایک مخلوق کو مار ڈالا
 چناں در حصارش کشیدند تنگ
 انھوں نے اس کو ایسے سخت محاصرے میں لے لیا
 بر نیکی وے فرستاد کس
 اس نے کسی کو ایک نیک انسان کے پاس بھیجا
 بہمت مدد کن کہ شمشیر و تیر
 دعا سے مدد کیجیے اس لیے کہ تلوار اور تیر
 چو بشنید عابد بخندید و گفت
 جب عابد نے سنا وہ ہلسا اور بولا
 ندانست قارون نعمت پرست
 دولت کا پجاری قارون یہ نہ سمجھا

دل پُر دلاں زور میدان گرفت
 بہادروں کے دل اس سے ڈرنے لگے
 کہ با جنگ جویاں طلب کرد جنگ
 کہ جنگ جویوں سے لڑائی کا خواہاں ہوا
 و گز جمع گشتند ہم را می و شہرت
 پھر وہ ہم رائے اور ایک دوسرے کے مددگار ہو کر جمع ہو گئے
 کہ عاجز شد از تیر باران و سنگ
 کہ وہ تیروں اور پتھروں کی بارش سے عاجز آ گیا
 کہ صعبم فروماندہ فریاد رس
 کہ میں سخت عاجز آ گیا ہوں مدد کیجیے
 نہ در ہر و غلے بود و دستگیر
 ہر لڑائی میں مدد گاہ نہیں ہوتے ہیں
 چرا نیم نالے نخورد و خفت
 اس نے آدھی روٹی کیوں نہ کھائی اور نہ سوہا
 کہ گنج سلامت بکنج اندر دست
 کہ سلامتی کا خزانہ گوشہ تنہائی میں ہے

گفتار اندر صبر بر ناتوانی بامید ہر روزی

گفتار کا میلانی کی امید پر کمزوری پر صبر کرنے کے بیان میں

کمالست در نفس مرد کریم
 سخی انسان میں ایک کمال ہے
 مہندار گرسفندہ قارون شود
 اگر کینہ انسان قارون بن جائے تو یہ نہ سمجھے
 و گرد و نیل باد کرم پیشہ ناں
 اگر سخی کو روٹی نہ ملے
 سخاوت زمین است و سرمایہ زرع
 سخاوت زمین اور سرمایہ کھیتی ہے
 خدائے کہ از خاک مردم کند
 وہ خدا جو خاک سے آدمی بناتا ہے
 ز نعمت نہاد ان بلندی مجوے
 دولت کو جمع رکھ کر بلندی کا خواہاں نہ بن
 بہ بخشندگی کوشش کا بارواں
 دینے کی کوشش کر اس لیے کہ جاری پانی پر

گرتش ز رنبا شد حیرت قصدان و بیم
 اگر اس کے پاس دولت نہیں ہے تو کیا کمی اور ڈر ہے
 کہ طبع لقیمش و گرگوں شود
 کماں کی کینہ طبیعت دوسری قسم کی ہو جائے گی
 نہادشش تو نگر بود و ہچمتاں
 اس کی طبیعت اسی طرح مال دار ہوگی
 بدہ کا صل خالی نمائند زرع
 دیتا رہ اس لیے کہ بڑا شاخ سے خالی نہیں ہوتی ہے
 عجب دارم از مردی گم کند
 مجھے تعجب ہو گا اگر وہ آدمیت کو رائیگاں کرے گا
 کہ ناخوش کند آب استادہ بوی
 اس لیے کہ بھڑا ہوا پانی بد بو دیتا ہے
 بیاش تفقد کند آسماں
 آسمان اپنے بہاد کی ہربانی کرتا ہے

یعنی ملک گیری کے
 لیے اطراف پر حملے شروع
 کر دیے۔

مخالفوں نے جمع
 ہو کر اس کا محاصرہ کر لیا
 یعنی میں اس کا
 گھر گیا ہوں کہ صرف

دعا ہی
 کام
 آ سکتی
 ہے۔
 کے مراد دعا

کرنے والا ہے۔
 یہ یعنی اس کا کرم۔
 بلکہ سخاوت کا تعلق
 دل سے ہے بل سے
 نہیں ہے۔
 بد دولت بھی چلتی پھرتی
 رہتی چلتی ہے۔

۱۔ ہر مہنداسان کی نگاہ
قدر ہوتی ہے۔
۲۔ آئینہ میں ایک ہرگز
لوگ اسکی قدر کرتے ہیں
اسکو ضائع نہیں ہونے دیتے۔
۳۔ عمر بن لیث بانی
شیراز کا زمانہ آتا بکان
کے زمانہ سے تقریباً سو
سال قبل تھا یعنی اس
بڑے کی تقریباً سو سال
کی عمر تھی۔
۴۔ یعنی اس بڑے کا ایک
خوبصورت نوجوان لڑکا تھا
۵۔ یعنی اس کا قد سرو صبا
تھا اور ٹھوڑی سیب کی
طرح تھی۔
۶۔ چونکہ اس کے حسن سے
دل زخمی ہوئے

۷۔ تھے اسکو
بد صورت
بنانے کے
لیے بڑے نے اس
کا سر منڈا دینا مناسبت سمجھا
۸۔ چونکہ وہ بہت بوجھا
تھا لہذا زیادہ دیکھنے کی
امید نہ تھی۔
۹۔ حضرت موسیٰ کا
یہ بیٹا مشہور ہے
۱۰۔ یعنی اپنی دھار سے
اس کا سر منڈ کر عیب
بنا دیا۔
۱۱۔ یعنی استرہ بند کر دیا
تو گویا اس کا پھل اس
کے پیٹ میں اس
گستاخی کی وجہ سے
اُتار دیا گیا۔

گر از جاہ و دولت بفتد لیم
اگر کمینہ مرتبہ اور دولت سے گر جاتا ہے
وگر قیمت گوہری غنم ہمار
اور اگر تو ہر مند ہے تو غنم نہ کر
کلوخ ارچہ افتادہ باشد براہ
ڈھیلا اگر چہ راستہ میں پڑا ہو
وگر خردہ زر زوندان گار
اگر سونے کا ریزہ کتیا کے دندانہ سے
بدرمی کنتد آبلینہ ز سنگ
آئینہ کو پتھر سے برا نہ کرتے ہیں
پسندیدہ و نغیر باید خصال
خصالتیں پسندیدہ اور اچھی ہونی چاہئیں۔

وگر بارہ نادر شود مستقیم
تو پھر کم سیدھا ہوتا ہے
کہ ضائع نگردد اندت روزگار
اس لیے کہ تجھے زمانہ ضائع نہ کرے گا
نہ بنم کہ دروے کند کس نگاہ
میں نہیں سمجھتا کہ اس کی طرف کی بھی نگاہ کرے گا
بفتد شمعش بجویند باز
گر جاتا ہے تو چراغ سے اس کو دوبارہ ڈھونڈنے میں
کجا ماند آئینہ در زیر زنگ
آئینہ زنگ میں کہاں رہ سکتا ہے
کہ گاہ آید و گاہ رود جاہ و مال
اسلئے مرتبہ اور مال تو کبھی آتا ہے کبھی جاتا ہے

حکایت در معنی آسانی در پئے دشواری

قصہ دشواری کے بعد آسانی کے بیان میں

سنیدم ز پیران شیریں سخن
سیٹھی بات دالے بڑھوں کے میں نے سنا ہے
بے دیدہ شاہان و دوران و آخر
اس نے بہت بادشاہ اور زمانے اور حکم دیکھا تھا
ورثت کہن میوہ تازہ داشت
پرانہ درخت تازہ پھل رکھتا تھا۔
عجب در زرخدان آں دل فریب
اس دل بھانے والے کی لکھوڑی برصورت تھی
ز شوخی و مردم خراشیدش
اس کی شوخی اور انسانوں کو زخمی کر نیکی وجہ سے
بموسمی کہن عمر کو تہ امید
پرانے استرے سے کوتاہ امید عمر والے نے
ز سر تیزی آں آہن سنگ زاد
اس پتھر کے جنے لوہے نے شرارت کی وجہ سے
بموسے کہ کرد از نگویش کم
ان بالوں کی وجہ سے کہ جنھوں نے اس کے من کو گھٹایا
چو چنگ از خجالت سرخو بروئے
سناں کی طرح شرمندگی سے اس کا خوبصورت سر

کہ بود اندر میں شہر سرے کہن
کہ اس شہر میں ایک بہت بڑھا تھا
سر آوردہ عمرے ز تاریخ عمر و
اس نے عمر و کے زمانہ سے عمر شریعت کی بھی
کہ شہر از نگوئی پُر آوازہ داشت
جس کی خوبصورتی کی شہر میں شہرت تھی
کہ ہر گز نبودست بر سر و سید
اس لیے کہ سر و پر سید کبھی نہیں لگے ہیں
فرج وید در سر تراشیدش
اس نے اس کا سر منڈا دینے میں راحت سمجھی
سرش کرد چوں دست موسیٰ سید
اس کا سر حضرت موسیٰ کے ہاتھ کی طرح سفید کر دیا
بعیب پری رخ زباں بر نہاد
پری جیسے چہرہ والے کے عیب پر زبان کھولی۔
نہادند حالی سرش در شکم
فوراً انھوں نے اس استرہ کا پھل پیٹ میں کر دیا
نگونسار و در پیش افتادہ موسے
اندھا تھا اور اس کے سامنے بال پٹہ دے تھے

یکے را کہ خاطر دور و رفتہ بود
 ایک شخص جس کا دل اس میں گم تھا
 کسے گفت جو رآزمودی و درو
 کسی نے کہا تو نے ظلم اور درد کو آزمایا
 ز مہر شش بگرہاں چو پروانہ پشت
 اس کی محبت سے پروانہ کی طرح پشت پھر لے
 برآمد خروش از ہوا دار چہشت
 مستعد عاشق نے فریاد کی
 پس خوش منش باید و خو بروئے
 لڑکا خوش طبع اور خوبصورت چاہیے
 مرا جاں بہر شش برآمیخت است
 میری جان اس کی محبت سے وابستہ ہے
 چو روئے نکو داری اندہ مخور
 جب تیرا چہرہ خوبصورت ہے غم نہ کھا
 نہ پیوستہ ز رخوشہ تر و در
 انگور ہر وقت تر خوشہ نہیں دیتا ہے
 بزیر گاہ چو خورد در حجاب اوقتند
 شریک لوگ سوچ کی طرح پردہ میں ہو جاتے ہیں
 بروں آیدانہ زیر ابر آفتاب
 سورج ابر کے نیچے سے برآمد ہو جاتا ہے
 ز ظلمت ترس لے پسندید دوست
 اے پیارے دوست اندھیرے سے نہ گھبرا
 نہ گیتی پس از جنبش آرام یافت
 کیا دنیا نے حرکت کے بعد آرام حاصل نہیں کیا
 دل از نے مرادی بفکرت مسوز
 ناکامی سے دل فکر میں نہ جھلا

چو چشمان و لبندش آشفته بود
 اس کی دل کو کھلنے والی آنکھوں کی طرح پریشان تھا
 و گر گرد سودائے باطل مگر و
 پھر باطل خیال کے پیچھے چکر نہ کاٹ
 کہ مقراض شمع جمالش بکشت
 اس لیے کہ تپنچی نے اس کے حسن کی شمع گل کر دی ہے
 کہ تر دامناں را بود عہد مست
 کہ بدکاروں کا عہد کمزور ہوتا ہے
 پدر کو بجاہش بیند از موئے
 گو باپ نے نادانی سے اس کے بال کاٹ دیے
 نہ خاطر بموئے در آویخت است
 نہ کہ دل بالوں سے لگا ہے
 کہ موی از رفتہ بروید و گر
 اس لیے کہ اگر بال گر جائیں گے دوبارہ آئیں گے
 گہ برگ ریزد گہ برود
 کبھی پتے بھاڑتا ہے کبھی پھل دیتا ہے
 حسیوداں چو آفتاب اوقتند
 حاسد لوگ آفتاب کی طرح پانی میں گرتے ہیں
 بتدریج داخلہ میرد و آب
 رفتہ رفتہ اور انگار پانی میں کھج جاتا ہے
 چہ دانی کہ آب حیات اندر دست
 تجھے کیا معلوم کہ آب حیات اسی میں ہے
 نہ سعدی سفر کرد تا کام یافت
 کیا سعدی نے سفر نہیں کیا یہاں تک کہ مقصد حاصل کر لیا
 شب آستان است اے برادر بروز
 اے بھائی رات دن سے حاملہ ہے

باب ہفتم در تربیت

ساتواں باب تربیت میں

سخن در صلاحیت و تدبیر و خوئے
 گفتگو صلاحیت اور تدبیر اور عادت میں ہے
 چہ بادشمن نفس پمخا نہ
 دشمن کے ساتھ رہنا جو گھر کا ساتھی نفس ہے

نہ در اسب میدان و چوگان و گوئے
 نہ کہ گھوڑے اور میدان اور بے اور گیند میں
 چہ در بند بیگار بے گانہ
 غیر کی بیگار کی قید کی برابر ہے

یہ جس طرح اس مشق
 کی آنکھیں منڈے
 ہوئے بالوں کو دیکھ کر
 حیران تھیں اسی طرح
 کا دل پریشان تھا۔
 میں اس کا عاشق
 ہوں اس کے بالوں کا
 عاشق نہ تھا۔
 مگر اگر کویت چڑھیں
 بیکار نہیں سمجھا جاتا ہے۔
 یعنی جو حقیقتاً بھلے
 ہیں ان کے لیے برائی
 عارضی ہوتی ہے جیسا
 کہ سورج کے لیے ابر
 ایک عارضی چیز ہے۔
 لیکن برے برائی
 میں مبتلا
 ہو کر
 بالکل
 ختم
 ہو جاتے ہیں
 جیسا کہ انگار پانی میں
 گر کر بالکل کھج جاتا ہے
 رات اپنے پیٹ
 میں دن کیلئے جو
 احوالہ نمودار ہو گا
 طرح ہر صیبت کسی را
 کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔
 یہاں ناصحانہ کلام
 پیش کرنا ہے رزمیہ کلام
 مقصود نہیں ہے۔
 یعنی نفس ایسا
 دشمن ہے جو ہر وقت
 ساتھ ہے اس کی
 تابعداری بیکار ہے
 کم نہیں ہے۔

۱۔ نفس آتارہ پرتابو
پالینا سب سے بڑی پہلوانی
ہے۔

۲۔ جو شخص اپنے نفس سے
عاجز ہو اس کی دشمنی
ہدیت طاری نہیں
ہو سکتی ہے۔

۳۔ نفس انسان میں
تکبر اور غصہ اور حرص
ایسے ہیں جیسے کسی شہر
کے اوباش۔

۴۔ صفت رخصا
پر ہیزگاری کی مثال
شہر کے شرفار اور
نیک نام لوگوں کی
ہے اور ہوا و ہوس
ڈاکو اور جیب کتروں
کی طرح

۵۔ میں
یعنی
جب
روح بری
صفات کی پرورش
کرنے لگے تو بہتر صفات
بے چین رہیں گی حتی
۱۔ عقل جب قوی ہو
ہے تو صفات ذلیلہ
دب جاتی ہیں۔

۶۔ ہمارا ایک جگہ
تو گویا وہ اپنے دامن
میں پیر سمیٹے بیٹھا
ہے۔

۷۔ زیادہ گرفت
اسی کی ہوگی جس کی
زبان زیادہ چلتی
ہے۔

عناں باز پہچان نفس از حرام
حرام سے نفس کی باگ موڑ دینے والے

کس از چونتو دشمن ندارد و غے
تجھ جیسے دشمن سے کسی کو کیسا منکر ہو گی۔

تو خود را چو کوک و بکن بچوب
تو اپنے آپ کو بچہ کی طرح لکڑی سے ادب شکھا

وجود تو شہر سیت پر نیک و بد
تیرا وجود ایک شہر ہے خواجہ اور برے سے بھر ہے

ہمانا کہ دونان گردن منراز
یقیناً متکبر کہنے

رضا و ورع نیکان حرام
رضا اور پرہیزگاری نیک نام شریف ہیں

چو سلطان عنایت کند با بدلاں
جب بادشاہ بدوں پر عنایت کرے گا

ترا شہوت و حرص و کین و حسد
شہوت اور حرص اور کینہ اور حسد تیرے لیے

گراں دشمنان تربیت یافتند
اگر یہ دشمن پرورش پائے گئے

ہوا و ہوس را نمائد ستیز
خواہش نفسانی اور ہوس میں لڑائی کی طاقت نہیں رہتی

نہ بینی کہ شب زروا و باش و خص
تو نے نہیں دیکھا کہ رات کا چور ادا و باش اور کینہ

ریکے کہ دشمن سیاست نہ کرد
وہ سردار جس نے دشمن کو تمبیہ نہ کی

نخواہم دریں نوع گفتن سے
اس قسم کی میں بہت سی باتیں کہنا نہیں چاہتا ہوں

بمردی ز رستم گذشتند و سام
بمادری میں رستم اور سام سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں

کہ باخوشتن بر نیائی ہے
جو اپنے آپ پر بھی غالب نہیں آسکتا ہے

بگمزرگراں مغن مردم مکوب
بجاری گمزر سے انسانوں کا سر نہ توڑ

تو سلطان و دستور و انا حرد
تو بادشاہ ہے اور عقل و انا وزیر ہے

دریں شہر کبراند و سودای و آرز
اس شہر میں تکبر اور غصہ اور حرص ہیں

ہوا و ہوس رہزن و کیسہ بزر
خواہش نفسانی اور ہوس ڈاکو اور جیب کتر ہیں

کجا ماند آسایش بخراں
تو عقلمندوں کو آرام کہاں رہے گا

چو خون در رگاند و جہاں و جسد
ایسے ہیں جیسے رگوں میں خون اور جسم میں جان

سرا ز حکم و رائے تو بر تافتند
تو تیرے حکم اور رائے سے منہ موڑیں گے

چو بنیند سر نیچہ عقل تیز
جب وہ عقل کی طاقت کو قوی نہ سمجھتے ہیں

نگر و ند جائے کہ گرد و غسس
اس جگہ میں ٹھوٹے جہاں جو کیسا مار گھومتا ہے

ہم از دست دشمن ریاست نہ کرد
اس نے دشمن کے ہاتھوں سرداری نہ کی

کہ حرفے بس ارکار بند کسے
اس لیے کہ ایک حرف کافی ہے اگر کوئی کار بند ہو

گفتار اند فضیلت خاموشی و حلاوت خوشتن داری
کہادت خاموشی کی فضیلت اور اپنے آپ کو سنبھالے رکھنے کی ظہیرنی کے بیان میں

سرت ز آسمان بگذر و در شکوہ
تو دبہ ہیں تیرا سراسما سمان سے گزر جائے

کہ فردا تسلیم نیست برے زباں
اس لیے کہ کل کو بے آ زبان پر تسلیم نہیں چلے گا

اگر پائے در وامن آری چو کوہ
اگر تو پہاڑ کی طرح دامن میں پاؤں سمیٹے رکھے

زباں در کش اے مرد بسیار و اں
اے بہت کچھ جانتے والے انسان زبان بند رکھ

صدف وار گوہر شناسان راز
 راز کے جوہر شناسوں نے سیپی کی طرح
 فراواں سخن باشد آگندہ گوش
 بہت بہت بنا بہر ہوتا ہے
 چو خواری کہ کوئی نفس بر نفس
 جب تو دم بدم بولے گا
 نباید سخن گفت تا ساختہ
 بدوں سزائے بات نہ کہنی چاہیے
 تا اکل کفناں در خطا و صواب
 اچھے اور برے پر غور کرنے والے
 کما لست در نفس انساں سخن
 قوت گویائی انسان کے نفس میں کمال ہے
 کم آواز ہرگز نہ بینی حجل
 کم گو گو تو کبھی شرمندہ نہ دیکھے گا
 حذر کن ز نادان دہ مردہ گوے
 دس غلط بات کرنے والے نادان سے بچ
 صد انداختی تیر و ہر صد خطا ست
 توشے سیر چلائے اور ہر سیکڑہ غلط ہوا
 چرا گوید آں چہ ز خفیہ مرد
 چکے سے آدمی ایسی بات کیوں کہے
 مکن پیش و پوا غیبت سے
 دیوار کے سامنے غیبت نہ کر بسا اوقات
 درون دولت شہر بن است راز
 تیرے دل میں راز قیدی ہے
 ازال مرد وانا و ہاں وختست
 دانا انسان نے اسی لیے منہ سی لیا ہے

وہن جز بلو لو نکر وند باز
 موہنہ کو موتی کے سوا نہیں ملتا ہے
 نصیحت نگیں و مکر و خموش
 نصیحت خاموش ہی میں اثر کرتی ہے
 حلاوت نیانی ز گفتار کس
 کسی کی گفتگو کی شیرینی محسوس نہ کرے گا
 شاید بریدن نیند اختہ
 کسی کی نامکمل بات نہ کاٹنی چاہیے
 بہ از راز خایان حاضر جواب
 حاضر جواب بلو اسی سے بہتر ہیں
 تو خود را بگفتار ناقص مکن
 تو بول کر اپنے آپ کو ناقص نہ کر
 جوے مشک بہتر کہ یک تو وہ گل
 ایک ڈھیر مٹی سے ایک جو مشک بہتر ہے
 چو دانایکے گوی و پروردہ گوے
 تو عقلمند کی طرح ایک بات کہہ اور بچتہ کہہ
 اگر ہوشمند ہی یک انداز و راست
 اگر تو ہوشمند ہی ایک چلا اور سیلا چلا
 کہ گرفتار شد گرد و شود روئے زرد
 کہ اگر وہ ظاہر ہو جائے تو چہ زرد ہو جائے
 بود کز پیشش گوشش وار و کسے
 ہوتا ہے کہ اس کے پیچھے کوئی کان لگائے ہوئے ہو
 نگر تا نہ بیند در شہر باز
 دیکھ بھال کرتا رہ وہ شہر کا دروازہ کھلا نہ دیکھ لے
 کہ بیند کہ شمع از زباں وختست
 کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ شمع زبان کی دھچکے چلی ہے

یہ جس طرح سیپی کے
 منہ سے صرت مونی
 نکلتا ہے اسی طرح وہ
 صاحبان جو راز دار
 کی خوبی سمجھتے ہیں
 ان کی زبان سے
 صرت مونی جیسی بات
 نکلتی ہے۔

مثلاً زیادہ یک یک
 کرنیوالا شخص دوسرے
 کی بات
 میں
 لذت
 محسوس
 نہیں کرتا ہے۔
 مثلاً سو بہودہ باتوں
 سے ایک نکی بات
 بہتر ہے۔

یعنی ڈراؤ خوف سے
 شمع کا شعلہ زبان
 کی طرح ہوتا ہے۔
 مثلاً ایک بادشاہ
 کا نام ہے۔

حکایت و حفظ اسرار

نقشہ راز و دل کی حفاظت کا نام ہے

کہ میں رانبا پیکس باز گفت
 کہ اس کو کسی سے نہ کہنا چاہیے
 بیک روز شمشیر و چہاں
 ایک روز دنیا میں پھیل گیا

نکش باغلاں کے راز گفت
 نکش نے غلاموں سے ایکے از کہا
 بسا لے نیا دل زول بر و ہاں
 ایک سال تک وہ بلا دل سے منہ پر نہ آیا

بفرمود جلا دے رابے در یخ
بدون کسی افسوس کے جلا دے کو حکم دے دیا

یکے زان میاں گفت وز نہار خواست
ان میں سے ایک نے کہا اور امان چاہی

تو اول نہ بستی کہ سر چشمہ بود
تو نے شروع ہی میں کیوں نہ بند کیا کہ چشمہ کی ابتدا تھی
تو پیدائش کن راز دل بر کسے
تو دل کا راز کسی پر ظاہر نہ کر

جو اہر بگنجینہ داراں سپار
جو اہر کو خزانچوں کے سپرد کر دے

سخن تا نکوئی برو دست ہست
تو جب تک بات نہیں کہتا ہے تیرا اس پر قابو ہے

سخن دیوبست در چاہ دل
دل کے کنوئیں میں بات قیدی دیو ہے

تو باز دادن رہ نہ رہ دیو
تو کرکش دیو کا راستہ کھولا جاسکتا ہے

تو دانی کہ چوں دیو فرست از قفس
تو جانتا ہے جب دیو پتھر سے نکل گیا

کے طفل بردار داز رخس بت
تو رخس کا بچہ ایک بچہ کھول سکتا ہے

لگوی آنکہ گر بر ملا اوفتد
وہ بات نہ کہہ کہ اگر وہ ظاہر ہو جائے

بد ہتھان ناواں چہ خوش گفتن
بیوقوف گنوار سے میری نے کیا اچھی بات کہی

۱۔ یعنی جب بات ایک شخص کے پاس تھی تو اس کی روک تھام ممکن تھی جب چند آدمیوں کے پاس تھی گئی تو اس کی مثال سیلاب کی سی ہے جس پر بند لگانا دشوار ہے۔ مثلاً اگر دیو ایک بار بند سے نکل جاتا ہے پھر بند نہیں کیا جاسکتا ہے۔ ۲۔ رخس اس گھوڑے کو کہتے ہیں جس کا رنگ سرخ و سفید ہو۔ ۳۔ بت نام بھی رخس تھا کیونکہ وہ انہی صفات کا تھا۔ ۴۔ دیو در نزدیکی لوگ اس کی عقلمندی سے فائدہ اٹھانے کے لیے جمع رہتے تھے۔ ۵۔ یعنی جب تک انسان بات نہ کرے اس کے جوہر نہیں کھلتے ہیں۔

۶۔

۷۔

کہ بردار سر ہائے ایناں بہ تیغ
کہ ان کے سر تلوار سے جدا کر دے

مکش بندگاں کیں گنہ از تو خامت
غلاموں کو نہ قتل کر کیونکہ یہ گناہ تو تجھ سے ہوا ہے

چو سیلاب شدیش بستن چہ سوو
جب سیلاب بن گیا تو آگے سے بند کرنے سے کیا فائدہ
کہ او خود بگوید بر ہر کسے
کہ وہ خود ہر کسی کے سامنے کہے گا

ولے راز را خوشین پاس وار
لیکن اپنے راز کی خود حفاظت رکھ

چو گفته شود یا بد او بر تو دست
جب کہہ دی جائے تو وہ تیرے او پر قابو پائے گی

بیا لائے کام وز بانش مہل
اس کو تالوار اور زبان پر نہ آنے دے

ولے باز نتوان گرفتن بر یو
لیکن مگر سے دوبارہ بند نہیں کیا جاسکتا ہے

نیاید بہ لاجول کس باز پس
تو کسی کے لالچ پڑھنے سے پھر واپس نہیں آتا ہے

نیاید بصدر ستم اندر کمن
پھر تو وہ رستم سے بھی پھندے میں نہیں آتا

وجودے از اں در بلا اوفتد
تو اس سے وجود مصیبت میں پڑ جائے

بدانش سخن گوی و یاد م مزن
بات سمجھ کی کر ورنہ سانس نہ لے

حکایت سلامت جاہل در حجاب خاموشی

خاموشی کے پردے میں جاہل کے بچاؤ کا نقشہ

کہ در مصر یک چند خاموش بود
جو مصر میں ایک مدت سے چپ تھا

بگوش چو پروانہ جو یان نور
اس کے گرد پروانوں کی طرح نور کے متلاشی تھے

کہ پوشیدہ زیر بانست مرد
کہ انسان زبان کے نیچے پوشیدہ ہے

یکے خوب خلق و خلق پوش بود
ایک شخص خوش خلق اور گندری پوش تھا

خردمند مردم ز نزدیک و دور
نزدیک اور دور کے عقلمندان

تفکر شبے با دل خویش کرد
ایک رات اس نے اپنے دل میں سوچا

تفاخ و رده عریان و گریبان شست
پٹ کر نگا اور روتا ہوا بیٹھ گیا

چونچہ گرت بستہ بود و ہن
اگر تیرا منہ غنچہ کی طرح بند رہتا

سر اسیمہ گوید سخن پر گزاف
پریشان آدمی یہودی سے بھری بات کرتا ہے
نہ یعنی کہ آتش زبانت و بس
تو نہیں دیکھتا کہ آگ فقط شعلہ ہے

اگر ہست مرد از ہنر بہر ضرور
اگر انسان ہنر سے بہر ضرور ہے

اگر مشک خالص نداری مگوے
اگر تیرے پاس خالص مشک نہیں ہے تو نہ کہہ

بسوگن گفتن کہ زر مغربی است
قسم کھاکر کہنا کہ مغربی سونا ہے

بلویند ازین حرف گیراں ہزار
نکتہ چیں اس قسم کی ہزار باتیں کرتے ہیں

روا باشد از پوستانیم و رند
مناسب ہے اگر وہ میری پوستان پھاڑا دیں

اشعلہ بشکل زبان ہوتا

ہے۔

مشک آنست

کہ خود بوی نہ کہ

عطار بگوید

مغربی سونا خالص

ہونے میں مشہور تھا۔

بلکہ یعنی

مجھ میں

نہ

یک کرنے

کی عادت

نہیں ہوا اور نہ میں

یہ چاہتا ہوں کہ لوگ

میرا داغ چاٹ جائیں

یہ مشہور بادشاہ ہے

۱۔ ایک عمدہ قسم کی

بلبل کے علاوہ سب

پرند چھوڑ دیے گئے۔

حکایت

عضد را پر نیک رنجور بود
عضد الدہ قریب کا لڑکا بہت بیمار تھا

یکے یار سا گفتش از روی پند
نصیحت کے طور پر اس سے ایک نیک شخص نے کہا

قفسہائے مرغ سحر خواں شکست
اس نے صبح کے چھپانے والے پرندوں کے پنجے توڑ دیے

نگہداشت بر طاق بستان ہر آئے
پائین باغ کے کنسکے پر محفوظ رکھی

پیر صبح دم سوئے بوستان شتافت
لڑکا صبح کے وقت باغ میں گیا

بخندید کلبے بلبل خوش نفس
وہ ہنسا کہ اے خوش الحان بلبل!

جہا ندیدہ گفتش اے خود پرست
ایک جہا ندیدہ نے اس سے کہا اے خود پرست

وریدہ ندیدے چو گل پر من
پھول کی طرح لباس چاک نہ دیکھتا

چو طنبور بے مغز بسیار لاوت
بہت ڈنٹیلیں مارنے والا بے مغز طنبورہ کی طرح ہوتا ہے

بائے تو ان کشتنش و نفس
اس کو فوراً ہی پانی سے بھجایا جاسکتا ہے

ہنر خود بگوید نہ صاحب ہنر
تو ہنر خود بولتا ہے نہ کہ صاحب ہنر

گرت ہست خود فاش گرد و ہوئے
اگر ہے تو وہ خود خوشبو سے ظاہر ہو جائے گا

چہ حاجت محک خود بگوید کہ طبیعت
اس کی کیا ضرورت! کسوٹی خود بتا دیجی کہ کیا ہے

کہ سعدی نہ اہلسست و آمیزگار
کہ سعدی نہ تو اہل ہے نہ میل جول کا

کہ طاقت ندارم کہ مغنم بر بند
اس لیے کہ مجھ میں طاقت نہیں ہے کہ وہ میرا بھجوا کھائیں

شکیب از بہا و پدر دور بود
باب کی طبیعت سے صبر دور ہو چکا تھا

کہ بگذا ر مرغان و حشی ز بند
کہ وحشی پرندوں کو قید سے آزاد کر دے

کہ در بند ماند چو زنداں شکست
جب قید خانہ ٹوٹ جائے تو قید میں کون بھرتا ہے

یکے نامور بلبل خوش ہوائے
ایک مشہور عمدہ گلنے والی بلبل

جز آں مرغ بر طاق ایوان نیافت
محل کی محراب پر اس پرند کے سوا کسی کو نہ پایا

تو از گفت خود ماندہ و نفس
تو اپنی گفتاری کی خاطر پنجہ سے میں رہی ہے

نہاں دے کسے باتو ناگفتہ کار
تیرے نہ کہے ہوئے سے کسی کا کوئی تعلق نہیں ہے
چو سعدی کہ چندے زباں بستہ بود
جیسا کہ سعدی ہے کہ جب تک نہ زبان بند کیے ہو تھا
کسے گیر و آرام دل در کنار
دل کا آرام وہی شخص پاسکتا ہے
مکن عیب خلق اے خردمند فاش
اے عقلمند! لوگوں کا عیب ظاہر نہ کر!
چو باطل میرا پسند مگمار گوش
اگر وہ غلط کہیں تو کان نہ لگا۔

ولیکن چو گفتی ویشش پیار
لیکن جب تو نے کہا ہے تو اس کی دلیل تو
ز طعن زباں آوراں رستہ بود
زبان درازوں کے طعن سے چھوٹا ہوا تھا
کہ از صحبت خلق گیر و کنار
جو لوگوں کی صحبت سے کنار اختیار کرے
بعیب خود از خلق مشغول باش
اپنے عیب میں لگ کر لوگوں سے دھیان ہٹا لے
چو بے ستر بنی بصیرت پوش
تو جب کسی کو ننگا دیکھے تو آنکھ بند کر لے

حکایت

شنیدم کہ در بزم ترکان مست
میں نے سنا ہے کہ مست ترکوں کی محفل میں
چو چنگش کشیدند حائلے بموئے
اسے فوراً ستار کی طرح کھینچا
شب از در و چوگان و سیلی نحفت
چوب اور چیت کے درد سے رات کو نہ سو سکا
نخواہی کہ باشی چو دوف روئے ریش
اگر تو چاہتا ہے کہ ڈھڑے کی طرح تیرا چہرہ زخمی ہو

مریدے دت و چنگ مطرب شکست
ایک مرید نے گویے کا دھڑا اور ستار توڑ ڈالا
غلامان و چوں دت ز وندش بروئے
نوکروں نے اور ڈھڑے کی طرح اس کے منہ کو پیٹا
وگر روز پیرش تعلیم گفت
دوسرے دن پیر نے تعلیم کے طور پر اس سے کہا
چو چنگ اے برادر سراندا ز پیش
تو ستار کی طرح آگے کیسر ڈالے رکھ

مث

دو کس گرو دیدند و آشوب و جنگ
دو آدمیوں نے گردادرغل اور لڑائی دیکھی
یکے فتنہ ویداز طوف بر شکست
ایک نے جھگڑا دیکھا کنا لے ہٹ گیا
کسے خوشتر از خوشن و از نصیبت
کوئی شخص اپنے آپ کو بچائے رکھنے والے سے اچھا نہیں ہے
ترا دیدہ در سر نہاوند و گوش
تیرے سر میں آنکھیں اور کان لگائے ہیں
گر باز دانی نشیب از فرار
تاکہ تو پستی کو بلندی سے پہچان سکے

پراگندہ تعلین و پیرندہ سنگ
چلتے جوتے اور اڑتے پتھر دیکھے
یکے درمیاں آمد و سر شکست
ایک درمیان میں آگیا اور سر پھوڑا
کہ باخوب و زشت شش کا نصیبت
کہ اس کو کسی کے اچھے اور برے سے مطلب نہیں ہے
وہن جائے لغتار و دل جائے ہوش
مکمل نہ بارت کرنے کی جگہ اور دل عقل کا مقام ہے
نہ گوئی کہ اس کو تہ است آں دراز
نہ کہ تو یہ کہے کہ یہ کوتاہ ہے وہ لمبا ہے

ملا جو شخص اپنے
عیبوں پر نظر رکھے گا
اس کو دوسروں کے
عیب دیکھنے کی ضرورت
نہ ملے گی۔

ملا ترک سے غلام
اور معشوق بھی مراد

لیا جاتا ہے
یہ عجیب

اور
انکسار

اختیار کر۔

ملا قدرت نے

آنکھیں اور زبان اور

سمجھ دوسروں کی

برائیاں دیکھنے اور

بیان کرنے کے لیے

نہیں بنائی ہیں۔

حکایت در معنی راحت خاموشی و آفت بسیار سخنی

قصہ چہار ہفت کی راحت اور بہت بولنے کی مصیبت کے بیان میں

چندین گفت پرے پسندیدہ ہوش
پسندیدہ عقل بوقت ہے نے اس طرح کہتا ہے

خوش آید سخن ہائے پیراں بگویش
بوزھوں کی باتیں کان کو بھلی لگتی ہیں

چہ دیدم جو یلدا سیاہے دراز
میں نے کیا دیکھا! ایک لمبا جیشی اندھیری لٹ جیسا

فرو بروہ دندان بلبہاشش در
وہ اس کے ہونٹوں کو دانتوں سے دبائے ہوئے

کہ پنداری اللیل یغشی التہار
کہ تو یہ سمجھ کہ رات دن کو ڈھانچے ہے

فضول آتش گشت و درمن گرفت
بیکار بات ایک آگ بنی اور مجھ میں لگ گئی

کہ اے ناخدا ترس بے نام و ننگ
کہ اے خدا سے نہ ڈرنے والے بے عزت اور بے شرم

سپید از سیہ فرق کردم جو خبر
گوئے کو کالے سے میں نے فجر کی طرح جدا کر دیا

پدید آمد آں بیضہ از زیر زراغ
کوتے کے نیچے سے وہ اندا نکل آیا

پیری پیکر اندر من آویخت دست
پیری جیسے جسم والی نے مجھ پر ہاتھ ڈال دیا

سیہ کار دنیا خسر دیں فروش
سیہ کار دنیا خریدنے والے دین بیچنے والے

بریں شخص و جاں بروے آشفته بود
اس شخص پر اور جان اس پر فریفتہ تھی

کہ گرمش بدر کردی از کام من
کہ فوراً تو نے اس کو میرے وطن سے نکال دیا

کہ شفقت بر افتاد و رحمت نما ند
کہ مہربانی جانی رہی اور رحم نہ رہا

کہ بتاندم داد ازیں مرد پیر
کہ میں اس بڑے سے بدلے سکوں

ز دن دست در ستر نامحرے
کسی نامحرش کے پردہ میں ہاتھ مارنے سے

کہ در بہت در فتم بکنجے منراز
کہ میں ہندوستان میں ایک دور کے گوشہ میں گیا

در آغوشش او دخترے چوں فسر
اس کی بغل میں ایک چاند بستی لڑکی

چہاں تنگش آوردہ اندر کنار
بغل میں اس کو اس طرح بھیجے ہوئے

مرا امر معروف و امن گرفت
امر بالمعروف نے میرا دامن پکڑ لیا

طلب کردم از پیش و پس چوب سنگ
میں نے آگے اور پیچھے سے لکڑی اور پتھر تلاش کیا

بہ تشنیع و دشنام آشوب و زجر
طعنہ زنی اور نکالی اور شور اور جھڑکی سے

شد آں ابر ناخوش ز بالائے باغ
وہ بھیانک بدلی باغ پر سے ہٹ گئی

ز لائحہ آں دیو بیکل بحسرت
میرے لائحہ پر ٹھہرنے سے وہ دیو شکلی بھاگا

کہ اے زرق سجادہ زرق پوش
کہ اے کریمے مسلے والے اور مکر کی پوشاک والے

مرا عمر بادل ز کف رفتہ بود
میرا دل عرصہ سے ہاتھ سے گیا ہوا تھا

کنوں بخت شد لقمہ خام من
میرا کچا لقمہ اب پکا تھا

تظلم بر آورد و سر باد خواند
ظلم کا اظہار کرنے لگی اور سر باد کی

نماند از جواناں کسے دستگیر
جوانوں میں کوئی دستگیر نہیں رہا

کہ شرمش نباید ز پیری ہے
کہ اس کو بڑھاپے کی بھی شرم نہ آئی

کہ اس کو بڑھاپے کی بھی شرم نہ آئی

۱۔ وہ جیشی ات جیسا
کالا اور لڑکی دن

جیسی گوری تھی۔
۲۔ کسی کو بھلی بات

حکم کرنا۔
۳۔ یعنی جس طرح رات

سے دن جدا ہوتا
۴۔ اسی طرح اس

جیشی اور لڑکی کو
میں نے جدا کر دیا

۵۔ یعنی کالا جیشی
اس لڑکی

۶۔
جو باغ و بہار

تھی
۷۔ یعنی دیرینہ تمنا

آج پوری ہو رہی تھی
۸۔ یعنی دنیا بڑی

ظالم اور بے رحم
ہو گئی ہے۔

۹۔ یعنی میرے ظلم
نوجوانوں کو لگا

لگی۔
۱۰۔ یعنی یہ کہنے لگی کہ

اس بڑے نے مجھ
نامحرم پر دست زنی کی۔

ہی کرو نہ یاد و دامن بچنگ
وہ شور کرتی تھی اور دامن جنگل میں تھا
ہروں رفتہ از جامہ در دم جو سیر
نور ہوش کی طرح میں کپڑوں سے نکل بھاگا
برہنہ دواں رفتہ از پیش زن
لڑکی کے سامنے سے میں ننگا بھاگا
پس از مدتے کرد بر من گزار
ایک زمانے کے بعد وہ لڑکی میرے پاس سے گزری
کہ من تو بہ کردم بدست تو بہ
اس لیے کہ میں نے تیرے ہاتھ پر تو بہ کی ہے
کسے رانیا بدچنیں کا ریشیں
کسی آدمی کو ایسا موقع پیش نہیں آسکتا ہے
ازیں شہنت اس بندہ برداشتہ
اس برائی سے میں نے یقینیت حاصل کی
گرت عقل و اہست و تدبیر و ہوش
اگرچہ میں قل اور رائے اور تدبیر اور ہوش ہے

مرا ماندہ سرد گرہیاں ز ننگ
میرا سرد شرم سے گریبان میں تھا
کہ تر سیدم از زجر برنا و پیر
اس لیے کہ میں جوان اور بوڑھے کی سرزنش سے ڈرا
کہ در دست او جامہ بہتر کہ من
میں لو کہ میں سکے ہاتھ میں ہوں اس بہتر تھا کہ کپڑا اس کے ہاتھ میں ہو
کہ میدا نیم گفتش ز نہیاں
کہ تو مجھے جانتا ہے میں نے اس سے کہا یقیناً
کہ کرد فضولے نکر دم و کمر
کہ فضول بات کا کبھی چکر نہ لگاؤں گا
کہ عاقل نشیند پس کار خویش
جو عقلمندی کے ساتھ اپنے کام میں لگا ہو
دگر دیدہ نا دیدہ انگاشتہ
کہ پھر دیکھے ہوئے کو نہ دیکھا ہوا سمجھوں گا
چو سعی سخن گوی و نہ خویش
تو سعی کی طرح بات کر و نہ چپے

حکایت در فضیلت ستر پوشی

قصہ پردہ پوشی کی فضیلت کے بیان میں

یکے پیش داؤد طائی نشست
ایک شخص داؤد طائی کے پاس آکر بیٹھا
تے آلودہ دستار و پیرا ہنش
اس کا لباس اور پگڑی تے آلودہ ہے
چو فرخندہ خوی این حکایت شنید
نیک عادت والے نے جب یہ قصہ سنا
زمانے بر آشفٹ و گفت لے رفیق
خٹوری دیر تک بگڑتا رہا اور کہا اے دوست
بروزاں مفتا مشنیش بیاں
جا! اور اس بری لہجہ سے اسکو لے آ
بشتمش بر آ ورجو مرداں کہ مست
بہادروں کی طرح کر پر لادھ لا اس لیے کہ مست
نیوشندہ شد زیں سخن تنگ دل
سننے والا اس بات سے تنگ دل ہوا

کہ دیدم فلاں صوفی افتادہ مست
کہ میں نے دیکھا ہے فلاں صوفی بے ہوش پڑا ہے
گروے سکاں حلقہ پیرا منش
کتوں کا مجمع اس کے گرد حلقہ بنائے ہوئے ہے
ز گویندہ ابرو بہم در کشید
تو کہنے والے سے ابرو میں چڑھا لیں
بکار آید امروز یا ر شفیق
مہربان دوست آج ہی کے دن کام آتا ہے
کہ در شرع نہی است و بر خرقہ عار
کہ وہ شرع میں ممنوع ہے اور گدڑی پر عار ہے
عنان طریقت نداد و بدست
طریقت کی باگ پر قابو نہیں رکھتا ہے
بفکرت فرو رفت چو خس بگل
فکر میں پھنس گیا جیسا کہ گھٹا دلہ لہیں

۱۔ یعنی اپنے کپڑے
چھوڑ بھاگا اور بس
کی طرح ننگا ہو گیا
۲۔ اگر میں کپڑے
چھوڑ کر نہ بھاگتا تو وہ
مجھے کمرے رہتی جو
میرے لیے بہت برا
ہوتا۔

۳۔ جیسا لڑکی کے
ہاتھوں مجھے پیش آیا
۴۔ یعنی اس طرح
کا واقعہ اگر دیکھوں
گاہ تو اسے ان دیکھا

۵۔ کر دوں
گا۔
۶۔ شیخ
اولیما
داؤد قبیلہ

۷۔ طے کے رہنے والے
تھے۔ امام ابو حنیفہ
کے شاگرد اور حضرت
سوی رضا اور حبیب
راعی کے مرید تھے۔
۸۔ عملاً شرا بیوں
کو تے آجاتی
ہے۔

۹۔ یعنی یہی وقت
ہے کہ تو اس کی ہڈ
کرے۔

نہ رغبت کہ مست اندر آرو بدوش
نہ اس بات کی رغبت کہ مست کو کندھے پر لے آئے

رہ سرکشیدن ز فرماں ندید
حکم سے سرکشی کا راستہ نہ دیکھا

در آورو و شہرے برو عام جوش
لے آیا اور پورا شہر اس پر امنڈ پڑا

زہے یار سائی و تقویٰ و دین
کیا یار سائی اور تقویٰ اور دین ہے

مُرقع بسیکی گرو کروہ اند
خرقہ شراب کے بدلے گروی کئے ہوئے ہیں

کہ ایں سرگراںست و آل نیم مست
کہ یہ مدہوش ہے وہ نیم بے ہوش ہے

بہ از شلعت شہر و جوش عوام
شہر کی بدنامی اور عوام کے جوش سے بہتر ہے

بنا کام بردش بجائیکہ داشت
مجبوراً اس کو اس کی جگہ لے گیا

بخت بد طائی و گرو روز و گفت
دوسرے دن طائی مہنسا اور بولا

کہ دہرت بریز و شہر آبروئے
کیونکہ زمانہ شہر میں تیری آبروریزی کرے گا

نہ یار کہ فرماں نگیرد و بگوش
نہ تو اس بات کی طاقت کہ حکم نہ سنے

زمانے پہ پیچید و درماں ندید
تھوڑی دیر تک پیچ و تاب کھاتا رہا اور کوئی تدبیر سمجھ میں آئی

میاں بست و بے اختیارش بدوش
کمر باندھی اور اس کو مجبوراً کندھے پر

یکے طعنہ می زد کہ درویش ہیں
ایک طعنہ دینا تھا کہ فقیر کو دیکھو

یکے صوفیاں میں کہے خوردہ اند
ایک یہ کہتا تھا صوفیوں کو دیکھو شراب پیئے ہیں

اشارت کنال این و آل را بدست
اس اور اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے

بگردن ہرا ز جوہر دشمن حسام
گردن پر دشمن کے ظلم کی تلوار

بلا خورد و وزے بخت گذاشت
غم کھایا اور پران مصیبت میں گزارا

شب از شرمساری و فکر و نخت
رات بھر شرم اور فکر میں نہ سویا

میز آبروئے ہرا در بگوئے
کلے کوچہ میں بھائی کی آبروریزی نہ کر

ایسی کیلے از سہ سے

بنا و یعنی وہ شراب
جوڑی میں مثلث کہانی

بے یعنی انگور کے
رس کو اس قدر جوش

دیا جائے کہ وہ ایک
تہائی رہ جائے

ملا دشمن کی تلوار
سے قتل ہو جانا بڑی

سے بہتر ہے
یعنی اس مست

صوفی کو اس کے
گھر پہنچا آیا

ملا چونکہ تلے تہائی
میں اس کی آبروریزی

کی تھی
ایسا

تیری
آبروریزی

جوئی -
بھلے کو برا کہنا برائی

کی بات ہے برے
کو برا کیے گا تو اس

کی دشمنی مول لینگا
یعنی اپنے متعلق

کہہ رہا ہے
دوسرے کی برائی

ثابت کرنے کے لیے
دلیل درکار ہے اور

اس کا برا کہنا فہیت
بے نسبت وہ برائی

ہے جو صحیح طور پر
کی جائے ورنہ بہتان

حکایت

لکوائے جواں مرد صاحب خرد
نہ کہہ اے عقلمند جواں مرد!

وگر نیک مرد است بد می کنی
اور اگر وہ نیک ہے تو تو برا کرتا ہے

چنین دال کہ در پوستان خود دست
تو ایسا یہ سمجھ کہ وہ اپنی کھال میں ہے

وزیں فعل بد می ترا بد عیاں
اور اس سے برا کام کھلم کھلا سرزد ہو رہا ہے

اگر راست گوئی سخن ہم بدی
اگر تو سچی بات بھی کہہ رہا ہے تو بھی بری ہے -

بد اندر حق مردم نیک و بد
نیک اور بد انسانوں کے بارے میں برا

کہہ بد مرد را خصم خود می کنی
اس لیے کہ بد کو تو اپنا دشمن بناتا ہے

ترا ہر کہ گوید فلان کس بدست
مجھ سے جو بھی یہ کہے کہ فلان برا ہے

کہ فعل فلان را بسا بد عیاں
اس لیے کہ فلان کے فعل کی ذمیل چاہیئے

بہد گفتن خلق چوں دم زدی
جب تو مخلوق کو برا کہنے کا دم بھرے

حکایت

زباں کرد شخصہ بغیبت و راز
ایک شخص نے غیبت میں زبان دراز کی
کہ یاد کساں پیش من بد مکن
کہ برائی کے ساتھ میرے سامنے لوگوں کا ذکر نہ کر
گر فتم ز تمسکین او کم بود
میں نے کہا اس کی عزت ٹھٹ جائے گی

بد و گفت دانشدہ سرفراز
ایک سر بلند سمجھ دار نے اس سے کہا
مرا بدگساں در حق خود مکن
مجھے اپنے بارے میں بدگمان نہ بنا
نخوا بد بجاہ تواند رفت و رود
لیکن وہ تیری عزت کو نہ بڑھائے گی

حکایت

کے گفت و پنداشتم طیبیت است
کسی نے کہا اور میں سمجھا کہ مذاق ہے
بد و گفت اے یار آشفته ہوش
میں نے اس سے کہا اے پریشان خیال یار
بناراستی درجہ بینی بھی
چوری میں تو کیا خوبی دیکھتا ہے
بلے گفت دزدان تہور کنند
اس نے کہا ہاں چور بھاری کرتے ہیں
ز غیبت چہ می خواہد اک سادہ مرد
وہ بیوقوف غیبت سے کیا چاہتا ہے

کہ دزدی بسا ماں تر از غیبت است
کہ چوری غیبت سے زیادہ مفید ہے
شگفت آدایں داستاخم بکوش
یہ بات میرے کانوں کو عجب معلوم ہوئی ہے
کہ سر غیبتش مرتبت می ہی
کہ اس کو غیبت پر رتبہ دیتا ہے
بیازوئے مردی شکم پر کنند
بھادری کے بازو سے پیٹ بھرتے ہیں
کہ دیواں سیہ کرد و چنے نخورد
کہ دفتر کا لاکر لیا اور کچھ نہ کھایا

حکایت

مرا در نظامیتہ اورار بود
نظامیہ مدرسہ میں میرا وظیفہ مقرر تھا
مرا استاد را گفتم اے پرخرو
میں نے خاص استاد سے کہا اے صاحب عقل
چون داد معنی و رسم در حدیث
جب میں کسی بات کا مطلب بیان کرتا ہوں
شنیدایں سخن پیشوائے ادب
ادب کے استاد نے یہ بات سنی
صودی پسندت نیاید ز دوست
دوست کا حسد کرنا تو مجھے پسند نہ آیا

شب و روز تلقین و تکرار بود
رات دن پڑھانا اور دہرانا تھا
فلاں یار بر من حسد می برد
فلان دوست مجھ سے حسد کرتا ہے
برآید بہم اندرون خبیثہ
خبیثہ کا باطن بگڑ جاتا ہے
بہ تندی بر آشفت و گفت اے عجب
غصہ سے بگڑ گیا اور کہا ہاں تجھے
نہا نم کہ گفتت کہ غیبت نکو ست
نہ معلوم تھے کس نے بتایا ہے کہ غیبت اچھی چیز ہے

چوری اور غیبت
دونوں گناہ ہیں۔
چوری سے پیٹ بھرتا
ہے غیبت سے وہ
بھی نہیں۔

سلا بغداد کا مشہور
مدرسہ تھا جو سلطان
سنجر کے وزیر
نظام الملک نے
بنایا تھا۔

شیخ
سعدی

۱۰

نظامیہ

میں شیخ

شمس الدین ابوالفتح

ابن جوزی رحمہ اللہ

حلیہ سے پڑھا۔

یہ اس کا حسد

گدرا اور خود اس

کی غیبت میں

مبتلا ہو گیا۔

گرا و راہ دوزخ گرفت از خسی
اگر اس نے کینہ پن سے دوزخ کا ایک ساتھ اختیار کیا ہے

ازیں راہ دیگر تو دروے رسی
تو دوسرے راستے سے تو بھی اسی میں پہنچے گا۔

حکایت

کسے گفت حجاج خونخوارہ ایست
کسی نے کہا حجاج خون خوار ہے

ترسد ہی ز آہ و نیر یا خلق
مخلوق کی فریاد اور آہ سے نہیں رتا ہے

جہاں دیدہ پیر دیرینہ ز او
زیادہ عمر کے بوڑھے جیسا دیدہ نے

کز و داد مظلوم مسکین او
کہ اس سے تو اس کے مسکین مظلوم کا بدلہ

تو دست از وے و روزگارش بدار
تو اس سے اور اس کے زمانہ سے ہاتھ اٹھالے

نہ پندار از و بہرہ مند آدم
نہ اس کا غور مجھے پسند آیا

بدوزخ بردم برے را گناہ
بدبخت کو گناہ دوزخ میں لے جائے گا

و گر کس بغیبت پیش می دود
دوسرا آدمی بدگوئی کر کے اس کے پیچھے دوڑتا ہے

شنیدم کہ از یار سایاں یکے
میں نے سنا ہے کہ نیک لوگوں میں سے ایک شخص

و گر یار سایاں خلوت نشین
دوسرے خلوت نشین پارسا

باخر نماسند این حکایت نہفت
آخر کار یہ قصہ چھپا نہ رہا

مدر پردہ بر یار شوریدہ حال
پریشان حال دوست کا پردہ چاک کر

دلش بہچو سنگ سیہ بارہ ایست
اس کا دل کلے پتھر کے ٹکڑے کی طرح ہے

خدا یا تو بستاں از و داد خلق
اے خدا تو اس سے مخلوق کا انصاف دلا

جواں را یکے پسند پیرانہ داد
جوان کو ایک بزرگانہ نصیحت کی

نخواہند و از دیگران کین او
لیں گے اور دوسروں سے اس کے کینہ کا

کہ خود زیر دستش کند روزگار
اس لیے کہ اس کو زمانہ خود کمزور کر دے گا

نہ نیز از تو غیبت پسند آدم
تیری بدگوئی بھی مجھے پسند نہیں آتی

کہ پیمانہ پیر کرد و دیواں سیاہ
اس لیے کہ اس نے پیمانہ بھریا اور اعمال نامہ کالا کر لیا

مبادا کہ تنہا بدوزخ رود
ایسا نہ ہو کہ وہ تنہا دوزخ میں جائے

بطیبت بخت بدید با کو د کے
ایک بچہ سے مذاق میں ہنسا

بغیبتش فتاوند در پوشتیں
اس کے پیٹ پیچھے عیب جوئی کرنے لگے۔

بصاحب نظر باز گفتند و گفت
انہوں نے صاحب نظر سے کہا — اور وہ بولا

نہ طبیعت حرام است و غیبت حلال
یہ نہیں ہے کہ مذاق تو حرام ہے اور غیبت حلال ہے

مہ حسن اور غیبت دونوں

جہنم کے راستے ہیں

و وہ تو ظلم کی وجہ سے

گرفتار ہو گا اور جو

لوگ اس سے کینہ کریں

گے وہ اس گناہ کے

مجرم ہیں۔

سب طرح کا گناہ

میں جائے گا اس

کے پیچھے

پیچھے

اس

کا بدگو

جائے گا۔

یعنی وہ بزرگ

جس نے لڑکے سے

مذاق کیا تھا۔

یہ یعنی اگر میں نے

مذاق کر کے گناہ کیا

تم غیبت کر کے

گناہ کر رہے ہو۔

حکایت

بطفلی ورم رغبت روزہ خاست
 بچپن میں میرا روزہ رکھنے کو جی چاہا
 یکے عابد اثر پارہ سایان کوئے
 گلی کے نیلوں میں سے ایک عبادت گزار نے
 کہ بسم اللہ اول بسنت بگوئے
 کہ پہلے سنت کے طور پر بسم اللہ پڑھو
 پس آنکہ وہن شوی و بینی سہ بار
 پھر تین بار منہ اور ناک دھو
 سبباً بہ دندان پیشین ببال
 شہادت کی انگلی سے انگلی دانت مل
 وزاں پے سہ مشیت آب بر رئے زن
 اس کے بعد تین چٹو پانی منہ پر ڈال
 وگر دستہا تا بھر فوق بشوئے
 پھر کہنیوں تک ہاتھ دھو
 وگر مسح سر بعد از اں غسل پائے
 پھر سر کا مسح پھر پاؤں کا دھونا
 کس از من نداند دریں شیوہ بہ
 اس طریقے کو مجھ سے بہتر کوئی نہیں جانتا ہے
 شنیدایں سخن وہ خدائے قدیم
 اس بات کو گالوں کے پہلے چودھری نے سنا
 نہ مسواک در روزہ گفتی خطا است
 کیا تو نے نہیں بنایا کہ روزہ میں مسواک کرنا غلط ہے
 وہاں گوزنا گفتنہا نخست
 کہ پہلے نہ کہنے کے لائق باتوں سے منہ
 کسرا کہ نام آند اندر میاں
 جس کسی کا ذکر در بیان میں آئے
 چو ہموارہ گوئی کہ مردم خبرند
 جہاں تو ہمیشہ کہے کہ آدمی گدھے ہیں
 چناں گوئی بہیرت بکوی اندرم
 میری عادت اس طرح گلی میں بیان کر

ندائے چپ کلامست و راست
 میں نہ سمجھتا تھا کہ بایاں کو نساہ اور ایسا کونسا
 ہمیشہ شستن آموختم دست فروئے
 مجھے ہاتھ اور منہ دھونا سکھایا
 دوم نیت اور سوم کف بشوئے
 دوسرے نیت کر تیسرے ہاتھ دھو
 مناخر بانگشت کو چاک بخار
 نتھنوں کو چھنگلی سے صاف کر
 کہ نہیست در روزہ بعد از زوال
 جو زوال کے بعد روزہ میں ممنوع ہے
 ز رستنگہ موئے سرتا ذقن
 پیشانی کے بالوں سے ٹھوڑی تک
 ز تسبیح و ذکر آنکہ دانی بگوئے
 جب کچھ تجھے معلوم ہے تسبیح اور ذکر کر
 ہمین است و حتمش بسم خدائے
 یہی ہے اور اس کا ختم خدا کے نام پر ہے
 نہ بینی کہ فرقت شد پیر وہ
 تو نہیں دیکھتا کہ گاتوں کا بوڑھا سٹھیا گیا ہے
 بشورید و گفت اے خبیث رجیم
 غصہ میں بھر گیا اور بولا اے پلید مردود
 بنی آدم مروہ خوردن رواست
 مردہ انسان کا کھانا درست ہے
 بشوئی کہ از خوردنہا بشو است
 دھو لے جب کہ کھانے کی چیزوں سے دھویا کر
 بہ نیکوترین نام و لعنتش بخوال
 اس کا نام اور تعریف نیکی کے ساتھ ذکر کر
 مبرظن کہ نامست چو مردم برند
 تو یہ خیال نہ کر کہ وہ آدمیوں کی طرح پیرانا لیں گے
 کہ گفتن توانی بروی اندرم
 جس طرح تو میرے رویہ و بیان کرے

میں ایک بچہ تھا
 کہ دائیں بائیں کی
 بھی تمیز نہ تھی۔
 ملا امام شافعی رحمہ اللہ
 کے نزدیک زودا
 کے لیے دوپہر بعد
 مسواک درست کیا
 ہے۔

ملا وہ عابد پھر کہنے
 لگا۔

ملا تو نے خود یہ بتایا
 کہ روزہ میں

مسواک
 درست
 نہیں

ہے اور
 خود غیبت کرے

مروے کا گوشت

کھا رہا ہے۔

یہ روزہ رکھتے وقت

جس طرح کلیٰ نافرمانی

ہے اسی طرح بری

باتوں سے منہ صاف

کر لینا ضروری ہے۔

ملاحظہ تو تمام

انسانوں کو گدھا

بنائے گا لوگ تجھے

کہ گدھا کہیں گے۔

وگر شرمست از دیدۀ ناظر است
اگر نگذرد بچشمی والی آنکھ کی شرم ہے
نیا پدید ہی شرمست از خوشیتن
تجہ آپ سے شرم نہیں آتی ہے

نہ بے بصر غیب داں حاضر است
تواند حالیں ہے غیب کا جاننے والا وجود ہے
کز و فارغ و شرم داری ز من
کہ تو اس سے بے فکر ہے اور مجھ سے شرم کرتا ہے

حکایت

طریقیت شناسان ثابت قدم
طریقیت کے جانکار مضبوط قدم والے
یکے زان میاں غیبت آغاز کرد
ان میں سے ایک نے بدگوئی شروع کر دی
کسے گفتش اے یار شوریدہ رنگ
کسی نے اس سے کہا اے دیوانے دوست
بگفت از پس چار دیواری خویش
اس نے کہا میں نے اپنی چار دیواری سے
چنین گفت درویش صادق نفس
سچی طبیعت والے درویش نے یہ کہا
کہ کافر ز پیکارش ایمن نشست
کہ کافر تو اس کی جنگ سے امن میں ہو کر بیٹھا

خلوت نشین چند بہم
تنہائی میں کچھ مل کر بیٹھے
در ذکر بے چارہ باز کرد
ایک بے چارے کا ذکر شروع کر دیا
تو ہر گز غزا کردہ در فرنگ
تو نے کبھی فرنگیوں سے جہاد کیا ہے؟
ہمہ عمر نہاد وہ ام پائے پیش
تمام عمر کبھی قدم باہر نہیں دھرا
ندیدم چنین بخت برگشتہ کس
میں نے ایسا بد بخت کوئی نہیں دیکھا
مسلمان ز جور ز بانش نرسست
مسلمان اس کی زبان کے ظلم سے نہ چھوٹا

حکایت

چہ خویش گفت دیوانہ مرغزی
مرغز کے دیوانہ نے کیا خوب کہا
من ار نام مردم بزم شتی برم
میں ار لوگوں کا نام بزم برائی سے لوں گا
کہ دانند پروردگان خسرو
کیونکہ عقل کے پالے ہوئے جانتے ہیں
رفیقے کہ غائب شد اے نیک نام
اے نیک نام جو دوست غائب ہو گیا
یکے آنکہ مالش باطل خورد
ایک تو یہ کہ اس کا مال خواہ مخواہ اٹھائیں
ہر آں کو برد نام مردم بزار
جو شخص لوگوں کا نام برائی سے لے

حدیثے کز آل لب بدنداں گزی
ایسی بات جس سے تو دانتوں سے ہونٹ کاٹ لے
نگویم بحضرت غیبت ماورم
تو اپنی ماں کی بدگوئی کے سوا کچھ نہ کہوں گا
کہ طاغوت ہماں بہ کہ ماور برد
کہ عبادت وہی بہتر ہے جو اں لے جائے
دو چیز است از و بر رفیقاں حرام
دوستوں پر اس کی دو چیزیں حرام ہیں
دوم آنکہ نامش بزم شتی برند
دوسرے یہ کہ اس کا نام برائی سے لیں
تو چشم نگو گوئی از وے مدار
تو اس سے اچھا کہنے کی توقع نہ رکھ!

اگر تو لوگوں کی نگاہ
بجائے کر بدگوئی کرتا
ہے تو یہ نہیں سمجھتا
کہ حد تو دیکھ لے
اے انسان کو شرم
کرنا چاہیے کہ
خدا سے تو غافل
رہے اور لوگوں
سے شرم کرے۔
یہ ایک جگہ کا نام ہے
یعنی بہت سی
بات کہی

۱۰
یعنی
اگر میں
بدگوئی کروں
گا تو صرف اپنی
کی کروں گا تا کہ میری
عبادت اس کے
کام آجائے۔
یہ کیونکہ قیامت
میں غیبت کرنے
والے کی نیکیاں اس
شخص کو دے دی
جائیں گی جس کی
وہ غیبت کرے گا۔

کہ اندر قفلے تو گوید ہاں
اس لیے کہ وہ تیرے پیٹھے پیچھے بھی وہی کہے گا
کسے پیش من در جہاں عاقلست
میرے سامنے تو دنیا میں وہ عقلمند ہے

کہ پیش تو گفت از پس مردماں
جو تیرے سامنے لوگوں کے پیٹھے پیچھے کہا ہے
کہ مشغول خود و ز جہاں غافلست
جو اپنے میں لگائے اور دنیا سے غافل ہے

حکایت

سہ کس را شنیدم کہ غیبت روست
میں نے سنا ہے تین شخصوں کی بدگوئی مناسب ہے
یکے پادشاہ ملامت پسند
ایک ظالم بادشاہ
حلاست از و نقل کردن خبر
اس کی بات نقل کرنا جائز ہے
دوم پردہ بر بے حیائے متن
دوسرے بے حیا پر پردہ نہ تان
ز خوشش مدارایے برا و گناہ
اے بھائی اس میں گھسنے کو گناہ نہ سمجھ
سوم کثر ترا زوئے ناراست گوئے
تیسرے بد معاملہ جھوٹا

چو زیں در گذشتی چہ ام خطاست
اگر تو اس سے بڑھا چوتھے کی غیبت گناہ ہے
کز و بر دل خلق بینی گزند
جس سے تو لوگوں کے دل پر تکلیف دیکھے
مگر خلق باشند از و پر جزر
تاکہ لوگ اس سے محتاط رہیں
کہ خود میدرد و پردہ خوشتن
اس لیے وہ خود اپنا پردہ چاک کر رہا ہے
کہ اومی در افتد بگردن بچاہ
اس لیے کہ وہ خود کے گردن میں گھرتا ہے
ز فعل بدش ہر چہ دانی بگوئے
اس کے برے کام کی جو کچھ تجھے خبر ہے کہہ دے

حکایت

شنیدم کہ دزدے در آمد ز دشت
میں نے سنا ہے کہ ایک چور جنگل سے نکلا
چو چیزے خرید از بفتال کوئے
جب اس نے کوچہ کے بقال سے کوئی چیز خریدی
بد ز دید بفتال از و سیم دانگ
بفتال نے اس کا آدھا دانگ چاہا
خدا یا تو شب رو آتش بسوز
اے خدا تورات کے چور کو جلا ڈال

بدر وازہ سیستاناں برگزشت
سیستان کے دروازے پر سے گذرا
ز ماکول و طعمیکہ بایشش اوئے
کھانے کی اور وہ کھانا جو اس کو چاہیے تھا
بر آورد و دزد سیمہ کار بانگ
سیمہ کار چور پکارا تھا
کہ رہ می زند سیستانی بروز
اس لیے کہ اب تو سیستانی دن میں ڈاکہ ڈالنے لگے

حکایت

یکے گفت با صوفیے با صفا
بہن کی صفائی والے ایک صوفی سے کسی نے کہا

ندانی فلانست چہ گفت از قفا
تجھے معلوم نہیں پیٹھے پیچھے فلاں نے تجھے کیا کہا ہے

مذہب اپنے عیبوں کے
دھیان میں ہر دوسرو
کے عیبوں سے
ناداوت ہے
لہذا
رات
کے چوڑ
کی ضرورت
باقی نہیں ہی۔

بگفتا خاموش اسے براؤز مخفت
اس نے کہا اسے بھائی خاموش رہ آرام کر
کسانیکہ پیغام دشمن بر بند
وہ لگ جو دشمن کا پیغام پہنچاتے ہیں

کیسے قول دشمن نیار و بدوست
کوئی شخص دشمن کی بات دوست کے پاس نہیں لاتا
نیار دوست دشمن جہا گفتنم
دشمن مجھے ایسا سخت نہ کہہ سکا

تو دشمن تری کا وری بر دہاں
تو زیادہ دشمن ہے کہ زبان پر لاتا ہے

سخن چین کہ نہ تازہ جنگ قدیم
چنل خور پرانی لڑائی کو تازہ کرتا ہے

ازاں ہم نشیں تا توانی گریز
جس قدر ممکن ہے ایسے ہنشین سے بھاگ

سیم چال و مردانہ روبرو بستہ پائے
اندھا کنواں اور اس میں پر بند آدھی

میان دو تن جنگ چوں آتشست
دو شخصوں کے درمیان لڑائی مثل آگ ہے

یعنی دشمن کا دوست

ہی اس کی بات

تیرے پاس لائیگا۔

میں چنل خور مردہ فتنہ

کو جگاتا ہے۔

میں چنل خور کر کے

سے بہتر ہے کہ

انسان کا پر بندھا۔

ہو اور وہ اندھے

کنوئیں میں قید ہو

مگر جو اس آگ میں

ایندھن لاکر جھوکتا

ہے۔

یہ یعنی یہ دلیل بیان

کر کے۔

ظالم

حاکم

اگر خدا

سے بھی نہیں

ڈرتا ہے تو اس کو

جان لینا چاہیے

کہ بادشاہ کے ہاتھ

سے وہ نقصان

اٹھائے گا۔

یعنی یہ دعویٰ

دیں۔

۵ اور یہ کہنے لگا

اس بات میں میری

کوئی غرض نہیں ہے

مخلصانہ طریقے پر

کہہ رہا ہوں۔

حکایت

فریدوں وزیرے پسندیدہ داشت
فریدوں ایک ایسا عمدہ وزیر رکھتا تھا

رضائے حق ازل نگہ داشت
سب سے پہلے خدا کی رضا مندی کا خیال رکھتا

نہد عال سفلیہ بر خلق رنج
کیونکہ حاکم نوگوں کو رنج پہنچاتا ہے

اگر جانب حق نداری نگاہ
اگر تجھے حق ملا دجیان نہیں ہے

یکے رفت پیش ملک بامداد
ایک شخص صبح کو بادشاہ کے سامنے گیا

غرض مشنوا ز من نصیحت پزیر
کوئی غرض نہ سمجھ میری نصیحت سننے

ندانستہ بہتر کہ دشمن چہ گفت
دشمن نے کیا کہا ہے اس کا نہ جانا ہی بہتر ہے

ز دشمن ہمانا کہ دشمن ترند
وہ دشمن سے بھی یقیناً زیادہ دشمن ہیں

جز آں کس کہ در دشمنی یار دوست
سوائے اس شخص کے جو دشمنی میں اس کا دوست ہے

چناں کز شنیدن بلرز دشمن
جس کے سننے سے میرا جسم لرزے

کہ دشمن چنیں گفت اندر نہاں
کہ دشمن نے خفیہ طور پر یہ کہا ہے

بخشم آ ورنیک مرو سلیم
سادہ دل نیک انسان کو غصہ میں مبتلا کرتا ہے

کہ مرفتنہ خفتہ را گفت خیر
کہ جو خاص مردہ فتنہ کو کہے کہ اٹھ!

بہ از فتنہ از جائے بردن بجائے
بہتر ہے فتنہ کو جگہ بگڑے جانے سے

سخن چین بد بخت ہمیز م شست
بگڑ بخت چنل خور کھڑا رہا ہے

کہ روشن دل و دور میں دیدہ داشت
جو روشن دل اور دور میں نگاہ رکھتا تھا

دگر پاس فرمان شد داشت
پھر بادشاہ کے حکم کا لحاظ رکھتا

کہ تدبیر ملکست و توفیر گنج
کہ تدبیر ملک کی تدبیر اور خزانہ کی بڑھوتری ہے

گزندست ساند ہم از بادشاہ
مجھے بادشاہ کی جانب سے بھی نقصان پہنچا بگا

کہ ہر روزت آسایش و کام باد
کہ ہر روز مجھے آرام اور مقصد حاصل ہے

ترا در نہاں دشمنست ایں وزیر
یہ وزیر در پردہ تیرے دشمن ہے

کس از خاص لشکر نماندست و عام
خاص لشکر اور عوام میں سے کوئی نہیں بچا
بشرطیکہ چوں شاہ گردن فراز
اس بشرطیکہ کہ جب بلند گردن بادشاہ

نخواہد ترا زندہ اک خود پرست
وہ متکبر ترا زندہ رہنا نہیں چاہتا ہے

یکے سوئے دستور دولت پناہ
دولت پناہ وزیر کی جانب یکبارگی

کہ در صورت دوستاں پیش من
کہ میرے سامنے دوستوں کی صورت

ز میں پیش تختش بوسید و گفت
اس نے تخت کے آگے کی زمین کو بوسہ دیا اور بولا

چنین خواہم اے نامور پادشاہ
اے نامور بادشاہ میں بچا ہوتا ہوں

چو مرگت بود و عدہ سیم من
جب میری چاندی دہیں دینے کا وعدہ تیری موت پر ہوگا

نخواہی کہ مردم بصدق و نیاز
کیا تو نہیں چاہتا کہ سچائی اور نیاز مندی کے ساتھ

غنیمت شمارند مرداں و دعا
لوگ دعا کو غنیمت سمجھتے ہیں

پسندید از و شہر بارانچہ گفت
جو کچھ اس نے کہا بادشاہ نے اس کو پسند کیا

ز تدر و مکا نیکہ دستور و اشت
وزیر جو مرتبہ اور مقام رکھتا تھا

ندیدم ز غمت از سر گشتہ تر
میں نے تجھ غم سے زیادہ حیران کسی کو نہیں دیکھا

ز نادانی و تیرہ رائی کہ دوست
اپنی نادانی اور بد عقلی سے

کنف دین واک خوش و گریہ دل
یہ اور وہ دو پارہ دل خوش کر لیتے ہیں

میان دو کس آتش افروختن
دعا لکوں کے درمیان آگ بھڑکانا

کہ سیم و زرازوے ندر و بوام
کہ جس کو اس کے چاندی اور سونا ادھار نہ دیا ہو

بمیر و دہشت داک زرو سیم باز
مر جائے گا وہ سونا اور چاندی لوٹائیں گے

مبادا کہ نقدش نیاید بدست
ایسا نہ ہو کہ اس کا نقد ہاتھ میں نہ آ سکے

پچشم سیاست نگہ کرد شاہ
بادشاہ نے غصہ کی نگاہ سے دیکھا

بخاطر چرائی بد اندیش من
تو دل میں میرا بد خواہ کیوں ہے

چو پر سیدی اکنوں نشاید ہفت
جب اپنے دریافت کر لیا ہے تو چھپانا مناسب نہیں ہے

کہ ما شند خلقت ہمہ نیک خواہ
کہ تمام مخلوق تیری نیک خواہ رہے

بقا بیش خواہم دست از بیم من
تو میرے خوف سے تیری زندگی زیادہ چاہیں گے

سرت سبز خواہم دست و عمرت دراز
لوگ تیری سرسبزی اور دراز عمرت چاہیں

کہ جو شن بود پیش تیرہ بلا
کہ وہ بلا کے تیرے مقابلے میں زور ہے

ز گل رویش از تازگی بر شکفت
تازگی سے اس کے چہرے پر پھول کھل گئے

مکانش بفرزد و قدرش نکاشت
اس کا مقام بلند کر دیا اور اس کا رتبہ بڑھا دیا

نگوں طالع و نخت برگشتہ تر
زیادہ اوندھے ستارے والا اور پھر سے نصیبہ والا

خلاف افکند در میان دو دوست
دو دوستوں میں اختلاف پیدا کرتا ہے

وے اندر میان کو ز نخت و جمل
وہ درمیان میں اندھے نصیبہ والا اور شرمندہ ہوتا ہے

نہ عقلست و خود و میساں سخن
اور خود درمیان میں جلتا عقل کی بات نہیں ہے

یہ چونکہ قرض کی وجہ سے
کی بدلت تیری موت
ہے لہذا وہ فوراً تیرا
مرنا چاہے گا تاکہ جلد
قرض وصول ہو جائے
یہ کہ میں نے اس کو

بر کیوں
قرض
بانتا
ہے
تاکہ جلد
واپس نہ کر نی پڑے
یہ دعا مصیبت
کو ٹال دیتی ہے

جو سعدی کسے ذوق خلوت چشید
سعدی کی طرح اس نے خلوت کا مزاج چکھ لیا ہے
بگو انجہ دانی سخن سودمند
جو کچھ تجھے معلوم ہے مفید بات کر
کہ فردا پشیمان برآرد خروش
اس لیے کہ وہ کل شرمندہ ہو کر جینے گا

کہ از مرد و عالم زباں در کشید
جس نے دونوں جہان سے زبان بند کر لی ہے
وگر ہیچ کس را نیاید پسند
خواہ کسی کو بھی پسند نہ آئے
کہ آیا حق نکر دم بگوش
کہ میں نے حق بات کیوں نہ سنی تھی

حکایت

زن خوب سراں برو پار سا
خوبصورت فرماں بردار نیک بیوی
برو پنج نوبت بزن بر درت
جا! پانچ مرتبہ اپنے دروازہ پر نکل رہے بچو
ہم روزا گر غم خوری غم بدر
اگر تمام دن تو غم کھاتا ہے تو نہ کر نہ کر!
کہ احسانہ آباد و ہخامنہ دوست
جس کا گھر آباد ہو اور بیوی دوست ہو
چو مستور باشد زن خوب روئے
جب خوب صورت بیوی گھر میں چھپی ہو
کسے برگرفت از جمال کام دل
اس شخص نے دنیا میں مقصد حاصل کر لیا
اگر بار سا باشد و خوش سخن
اگر ذہن نیک اور خوش کلام ہو
زن خوش منش دل نشاں تر کہ خوب
خوش مزاج و نجیب بیوی خوبصورت بہتر ہے
چو حلوا خور و سرکہ زد دست شوئے
جو شوگر کے ہاتھ سے سرکہ حلوی کی طرح کھائے
بر دازیری چہ فرزند شوئے
پرہیز جیسی چہرہ والی، بد عادت سے بازی لے جاتی ہے
دل آرام باشد زن نیک خواہ
نیک خواہا بیوی دل کا سکون دیتی ہے
چو طوطی کلا غش بود ہم نفس
جب طوطے کا ہم دم کالا کو آہو

مکن مرد و ریش را پادشا
فقر شوہر کو بادشاہ بنا دیتی ہے
کہ بار موافق بود و در برت
جب موافقت کر دیا لا یا تیری بغل میں ہو
چو شب غم گسارت بود و کین
جب رات کو ایک غمگسار تیری بغل میں ہو
خدا را بر حمت نظر سوئے اوست
اس پر خدا کی رحمت کی نگاہ ہے
بدیدار او در بہشت شوئے
تو اس کے دیدار کی وجہ سے شوہر جنت میں ہے
کہ یک دل بود باوے آرام دل
جس کی بیوی اس کے ساتھ ہم رائے ہو
نگہ در نکوئی و زشتی مکن
تو خوب صورتی اور بد صورتی کا دھیان نہ کر
کہ آمیز گاری بیوشد عیوب
اس لیے کہ گھول میٹل عیوب چھپا دیتا ہے
نہ حلوا خور و سرکہ اند و وہ روئے
نہ کہ حلوا منہ کو سرکہ لے ہوئے کھائے
زن دیو سیمائے خوش طبع گوئے
دیو جیسی شکل والی خوش طبع بات کرنے والی بیوی
ولیکن زن بد خدا یا پناہ
لیکن بد بیوی! اے خدا پناہ ہے
غنیمت شمار دین اصل از قفس
تو وہ پنجرے سے چھٹکے کو غنیمت سمجھے گی

یعنی اگر سچی بات آج
کسی کو کڑوی معلوم
ہوتی ہے تو کل اس
کی قدر کر لگا۔
ملا بادشاہوں کے
دروازوں پر نوبت
بجائی جاتی تھی۔
ملا بیوی شیریں کلام
اور نیک
ہوتی
چاہیے
یہ شوہر
کی معمولی چیز
کو بھی قدر کی نگاہ
سے دیکھے۔
یہ خوش طبع بیوی
بیوی، حسین مزاج
بیوی سے بہتر۔

سر اندر جہاں نہ باواری
دنیا میں آواری پر سر رکھ دے
بزدلان و تافہی گرفتار بہ
تافہی کی قید میں گرفتار ہو جانا بہتر ہے
سفر عید با شہر براں کہ خدائے
اس شوہر کے لیے سفر عید ہوتا ہے
در خستہ بر سرے بہ بند
اس مکان پر خوشی کا دروازہ بند کر دے
چو زن راہ بازار کیسے و بزن
جب بیوی بازار کا راستہ لے اس کو مار
اگر زن نثار دے سوئے مرد گوش
اگر بیوی شوہر کی طرف کان نہ دھرے
ز نے را کہ جہلمست و ناراستی
جس بیوی میں نادانی اور بد چلنی ہے
چو در کیلہ جو امانت شکست
جو ایک پیمانہ جو میں امانت ختم کر دے
بران بندہ حق نیکوی خواستست
اس بندہ کی خدائی بھلائی چاہی ہے
چو در روئے بیگانہ خندید زن
جب اجنبی کے سامنے بیوی ہنس پڑی
زن شوخ چوں دست در قلیہ کرو
بے جا بیوی جب فورہ پر ہاتھ مارنے لگے
ز بیگانگان چشم زن کو ر باد
اجنبی لوگوں سے بیوی کی آنکھ اندھی ہو
چو بینی کہ زن پائے ہرجائے نیست
جب تو دیکھے کہ بیوی کا قدم اپنی جگہ نہیں ہے
گریز از کفش در وہان نہنگ
اس کے ہاتھ سے گرچہ کے منہ میں بھاگ جا
پوشش از مرد بیگانہ روئے
غیر مرد سے اس کا منہ چھپا
زن خوب خوش طبع رنج است و بار
خوش کلیجہ خوب صورت بیوی بھی باغیچہ اور بوجھ ہے

وگر نہ بنہ دل بہ چارگی
ورنہ عاجزی پر صبر کرے
کہ در خانہ دیدن برابر و گرہ
گھر میں پیشانی پر بتی دیکھنے سے
کہ بانوئے زشتش بود در سرا
جس کے گھر میں بری بیوی ہو
کہ بانگ زن ازوے بر آید بلند
جس سے بیوی کی چٹخیں بلند ہوں
وگر نہ تو در خانہ بنشیں چو زن
ورنہ تو گھر میں عورت کی طرح بیٹھ جا
اول کھلیش در مرد پوشش
اس کا سر نہمی پا جامہ شوہر کو پہنا دو
بلایے سر خود نہ زن خواستی
تو نے اپنے سر کی بلا چاہی ہے نہ کہ بیوی
از انبار گندم فرو شوئے دست
تو گینہوں کے ڈھیر سے ہاتھ دھو لے
کہ با اول و دست زن راستست
جس کے لیے بیوی کا ہاتھ اور دل سچا ہو
وگر مرد گولاف مروی مزین
پھر شوہر سے کہو مردانگی کی ڈینگیں نہ مارے
مرد کو بن نہ پنجہ بر روئے مرد
جاؤ اس سے کہہ دو کہ شوہر کے منہ پر ہاتھ دھو دے
چو بیرون شد از خانہ در گور باد
جب گھر سے باہر نکلی تو پھر قبر میں ہو
ثبات از خرد مندی و رائے نیست
تو پھر برداشت عقلمندی اور تدبیر کی بات نہیں ہے
بر فتن بہ از زندگانی یہ ننگ
ذلت کے جینے سے مر جانا بہتر ہے
وگر نشنود چہ زن آنکہ چہ شوئے
اور اگر نہ ملنے تو پھر کیسا بیوی کیسا شوہر
رہا کن زن زشت تا سازگار
ناموافق بد صورت بیوی کو طلاق دے دے

۱۰
اگر گھر میں بد مزاج
بیوی ہو۔
جس گھر میں بیوی کا
لڑائی جھگڑا ہو وہاں
خوشی دیر نہیں آتی ہے
معا جو شوہر بیوی کو
قابو میں نہ رکھ سکے وہ
عورت ہے۔
نیک بد چلن بیوی نصیب
ہے۔
بد جو بیوی تھوڑی چیز
میں خیانت کر سکتی ہے
وہ زیادہ میں ضرور
کرے گی۔
بیوی
شوہر کو
ذلیل کر دیتی
ہے۔
بد یا حیا بیوی ہوتی
چاہیے بے حیا کے لہو
موت بہت سے ہے
بد زیادہ خوبصورت
اور خوش مزاج بیوی
بھی اگر بد پیشانی کا
سبب ہوتی ہے لیکن
اپنے اوصاف کی وجہ سے
قابل برداشت ہے
بر خلاف بد صورت بد مزاج
بیوی کے کہ اس میں کوئی
خوبی نہیں تو اس کا چھوڑنا
ہی بہتر ہے۔

چرخ ز آبدایں یک سخن از دوش
دو آدمیوں نے یہ ایک بات یکساں بھلی کہی ہے
یکے گفت کس رازن بد مباد
ایک نے کہا خدا کرے کسی کی بیوی بد نہ ہو

زن نوکن اے دوست ہر نو ہمار
اے دوست ہر نو ہمار میں نئی بیوی بنا
تبی پائے رفتن بہ از کفش تنگ
تنگ پیر چلنا تنگ نہ سے بہتر ہے

زناں شوخ و فرماندہ و سرکشند
عورتیں شوخ اور حکم چلانے والی اور سرکش ہیں
کسے را کہ بینی گرفتار زن
اگر تو کسی کو بیوی میں پھنسا دیکھے

تو ہم جو رہی و بارشش کشی
تو بھی اس کا ظلم ہے گا اور اس کا بوجھ اٹھائے گا

یہ شعر شیخ سعدی
نے بطور مذاق کہا ہے۔
۲۔ تنگ پیر ہونا یعنی

بلا بیوی کے

رہنا

تنگ

جوتے

بد مزاج بیوی

مراد ہے

۳۔ نامحرم وہ عورتیں ہیں

جن سے شادی جائز ہے۔

حکایت

جولنے زنا ساز گارے حفت
ایک نوجوان بیوی کی مخالفت سے

گراں باری از دست این خصم چیر
اس غالب دشمن کے ہاتھ سے میں بوجھ

بسختی بن گفتش اے خواجہ دل
اس نے اس سے کہا اے صاحب سختی پر صبر کرے

بشپ سنگ بالائی اے خانہ سوز
اے گھر کو پھونکنے والے رات کو تو اوپر کا پاٹ ہے

چو از گلبن دیدہ باشی خوشی
جب تو نے پھولوں کی شاخ سے خوشی دیکھی ہو

درختے کہ پیوستہ بارش خوری
جس درخت کا تو مسلسل پھل کھائے

کہ بودند گشتہ از دست زن
جو بیوی کے ہاتھوں پریشان تھے۔

وگر گفت زن در جہاں خود مباد
دوسرے نے کہا خدا کرے دنیا میں عورت ہی نہ ہو

کہ تقویم باری نیسا بد بکار
اس لیے کہ گزشتہ سال کی جتنی کام میں نہیں آتی ہے

بلائے سفر بہ کہ در خانہ جنگ
سفر کی مصیبت اٹھانا خانہ جنگی سے بہتر ہے

لیکن شنیدم کہ در بر خوشند
لیکن میں نے سنا ہے کہ بغل میں راضی رہتی ہیں

مکن سعد یا طعنہ بروے مزین
اے سعدی تو اس پر طعنہ زنی نہ کر

اگر یک زماں در کنارش کشی
اگر تھوڑی دیر کے لیے اس کو بغل میں دہالے گا

بر پیر مردے بنا لید و گفت
ایک بزرگ آدمی کے سامنے نکلاں ہوا اور کہا

چناں می برم کا سیا سنگ زیر
اس طرح برداشت کر رہا ہوں جیسے چکی کا چلا پاٹ

کس از صبر کردن نگر و حجل
اس لیے کہ صبر کرنے سے کوئی شرمندہ نہیں ہوتا ہے

چرا سنگ زیریں نباشی بروز
تو پھر دن میں تو نچلا پاٹ کیوں نہیں بنتا ہے

روا باشدار بار خارش کشی
یوں مناسب ہوگا اگر تو اس کے کانٹے کا بوجھ برداشت کرے

تھم کن آنکہ کہ خارش خوری
اس وقت برداشت کر جب تو اس کا کانٹا کھائے

گفتار در بیان تربیت اولاد

کہادت اولاد کی تربیت کے بیان میں

زنا محرم کو فرا تر نشیں
اس کو کہو کہ وہ نامحرموں سے دور ہو کر بیٹھے

پیر حوں ز وہ برگزشتش نہیں
جب لڑکے کی عمر دس سال سے زیادہ ہو جائے

بر غیب آتش نشاید فروخت
 ز دنی کے پاس آگ نہ سد گانی چاہیے
 چو خواہی کہ نامت بماند بجائے
 اگر کو چاہتا ہے کہ تیرا نام باقی رہے
 کہ گر عقل و رایش نہا شد بے
 اگر اس کے پاس بھی عقل اور رائے نہ ہوگی
 بسا روزگار اکہ سی سختی برو
 بہت عرصہ تک سختی اٹھائے گا
 خرومند و پرہیزگار شش برآر
 اس کو عقلمند اور پرہیزگار لکھا
 بخردی و رش ز جبر و تعلیم کن
 بچپن میں اس کو چھڑک اور سکھا
 نو آموز را ذکر و حسین و زہ
 نو آموز کے لیے ذکر اور تعریف اور شاباش
 بیا موز پروردہ را دست رنج
 پائے ہوئے کو دستکاری سکھا
 مکن تکیہ بروستگار ہیکہ بہت
 اس قدرت پر جو حق حاصل ہے بھروسہ نہ کر
 بیا یاں رسد کیسہ سیم و زر
 سونے اور چاندی کی تھیلی ختم ہو جاتی ہے
 چہ دانی کہ گردیدن روزگار
 مجھ کیسا معلوم ہے کہ زمانہ کی گردش
 چو بر پیشہ باشدش و سترس
 اگر اس کو کسی پیشہ پر قدرت حاصل ہوگی
 ندانی کہ سعدی مکاں از چہ یافت
 مجھے معلوم نہیں سعدی کو مزہ کس چیز سے ملا
 بخردی بخورد از بزرگان قفا
 اسنے بچپن میں بزرگوں کے طلبہ بنے کھائے
 ہر آں کس کہ گردن بفرسار نہد
 جو شخص حکم کی اطاعت کرتا ہے
 ہر آں طفل کو جوہر آموزگار
 پروردہ بہت جو استاد کا علم

کہ تا چشم بر ہم زنی خانہ سوخت
 اس لیے کہ جب تک تو پاک جھپکائے گا گھر جل جائے گا
 پس را خرد مندی آموز و رائے
 لڑکے کو عقلمندی اور رائے سکھا
 میسری و از تو مناند کسے
 تو مر جائے گا اور تیرے بعد کوئی اہل نہ رہے گا
 پس چوں پدر نازش پرورد
 لڑکا جب کہ باپ اس کو نازوں سے پالتے گا
 گرش و ستاری بنائش مدار
 اگر مجھے اس سے محبت ہے اس کو ناز میں نہ رکھ !
 بہ نیک و بدش و عہد و بیم کن
 اچھے اور برے کا وعدہ اور خوف دلا
 ز تو یخ و تہمدید استا و بہ
 استاد کی مرز نش اور دھمکی سے زیادہ مفید
 و گردست داری چوتارن بگنج
 اگرچہ تو قماروں کی طرح خزانہ ہوتا ہو رکھتا ہو
 کہ باشد کہ نعمت نماند بدست
 اس لیے کہ جو سکتا ہے کہ دولت ہاتھ میں نہ رہے
 نگرد و رہی کی پیشہ ور
 پیشہ ور کی پیشگی حالی نہیں ہوتی ہے
 بغربت بگرداندش و دیار
 اس کو سفر میں گھمائے پھرے ملکوں میں
 کجا دست حاجت برویش کش
 پھر وہ ضرورت کا ہاتھ کسی کے سامنے کبے جائیگا
 نہ ہا مہوں نوشت و نہ دریا شگافت
 نہ جنگل طے کیے نہ دریا بھاڑا
 خدا دادش اندر بزرگی صفا
 خدا نے اس کو بزرگی میں صفائی عنایت فرمائی
 بسے بر نیاید کہ فریاں و ہد
 زیادہ وقت نہیں گزرتا کہ حکم چلائیلا بن جاتا ہے
 نہ بیند جفا بدست روزگار
 نہیں دیکھتا کہ زمانہ کا ظلم ہوتا ہے

۱۸
 بچوں لڑکے اور لڑکی
 کی مثال دینی اور آگ
 کی سی ہے ۔
 مگر با سلیقہ اولاد سے
 تیرا نام روشن ہوگا
 مگر ناپروردہ کو دنیا
 میں بہت دھکے کھانے
 پڑتے ہیں ۔
 یعنی اگر وہ اچھا
 کام کرے تو اچھا
 وعدہ کر اگر وہ برا
 کرے تو
 دھکاد
 دے گا
 بچوں کو
 پیار و محبت
 سے تعلیم دینی چاہیے
 مگر اولاد کو ہنرمند
 بنا دینا چاہیے خواہ
 انسان قایم نہ ہو
 یعنی یہ خشکی کا منتر
 کیا دریا کا ۔
 اس اداوت شمر داری
 ملتی ہے ۔

پسرانکو دار و راحت رساں
لڑکے کو عمدہ طریقے پر رکھ اور آرام پہنچا
ہر آن کس کہ فرزند را غم نخورد
جس شخص نے اولاد کا غم نہ کھایا

نگہ دار از آمیزگار بدش
بد کے میں جوں سے اس کی نگہ رانی کر

سیہ نامہ ترزاں مختلست مخواه
اسی بچے سے زیادہ سیہ اعمال نامہ الا کسی کو نہ تلاش کر

ازاں بے حمیت بیاید گریخت
اس بے غیرت سے بھاگنا چاہیے

پسر کو میان قلم در شست
وہ لڑکا جو قلمندوں میں بیٹھا

در غیش مخور بر ہلاک و تلف
اس کے ہلاک اور برباد ہونے پر افسوس نہ کر

۱۔ اگر تم اولاد کی
ضروریات پوری نہ
کرو گے تو وہ آوارہ
ہو جائے گی۔
۲۔ دنیا میں سب سے
زیادہ سیہ اعمال نامہ
اس کا ہے جو بچپن
میں مردوں

۳۔ آوارگی
کرنے
۴۔ دوسرے
معنی یہ بھی ہیں کہ
اس نے مردوں کا
نطفہ ضائع کیا۔
۵۔ آوارہ اولاد کا
باپ کی زندگی میں
مر جانا بہتر ہے

حکایت

شے دعوتے بود در کوئے من
میری گلی میں ایک ات دعوت تھی

چو آواز مطرب در آمد ز کوئے
جب کوچے سے گویے کی آواز آئی

پری پیکرے بود محبوب من
ایک میرا معشوق پری جیسے جسم والا تھا

چرا با جوانان نیسانی جمع
جوانوں کے ساتھ تو جمع میں کیوں نہیں آتا

شنیدم سہی قامت سیم تن
میں نے سنا کہ سید قد والا چاندی کے جسم والا

محاسن جو مرداں ندارم بدست
مردوں کی می خوبیاں میرے پاس نہیں ہیں

گفتار و احترام از صحبت امر داں
کہارت و تکریم کی صحبت سے بچاؤ کے برسان ہیں

خرابت کند شاہ چنانہ کن
گھر برباد کر لے والا مشرق تجھے غراب کر دیگا

برو خسانہ آباد گرداں بزن
جسا بیوی سے گھر آباد کر!

کہ چشمش مانند بدست کساں
تاکہ دوسروں کے ہاتھ کی طرف اس کی نگاہ نہ اٹھے

وگر کس غمش خور و آوارہ کرد
دوسرا شخص اس کا غم اٹھاتا ہے اور اس کو آوارہ کر دیتا ہے

کہ بد بخت بے رہ کند چوں خودش
ورنہ وہ اس کو اپنی طرح بد بخت اور بے راہ کر دیتا ہے

کہ پیش از خطش وے گرد و سیاه
جس کا خط آنے سے پہلے منہ کالا ہو جائے

کہ نامردیش آب مرواں بر بخت
جس کی نامردی نے مردوں کی آب مرواں پر بخت

پدر گوز خیرش فروشوئے دست
باپ سے کہہ دو اس کی بھلائی سے ہاتھ دھو لے

کہ پیش از پدر مرده بہ ناخلف
اس نے کہ ناخلف کا باپ سے پہلے مر جانا بہتر ہے

زہر جنس مردم درو بخمن
اس محفل میں ہر قسم کے آدمی تھے

بگردوں شد آواز ہای و ہوئے
ہارے دھوکے کی آوازیں آسمان پر پہنچیں

بد و کفتم اے لعبت خوب من
میں نے اکس سے کہا اے میری خوبصورت کھلونے

کہ روشن کنی مجلس با چو شمع
تاکہ شمع کی طرح ہماری مجلس کو روشن کر دے

کہ می رفت وی گفت با خوشتن
چلا جا رہا تھا اور اپنے آپ سے کہہ رہا تھا

نہ مردی بود پیش مرداں شست
تو مردوں کے سامنے بیٹھنا انسانیت نہیں ہے

گفتار و احترام از صحبت امر داں
کہارت و تکریم کی صحبت سے بچاؤ کے برسان ہیں

خرابت کند شاہ چنانہ کن
گھر برباد کر لے والا مشرق تجھے غراب کر دیگا

برو خسانہ آباد گرداں بزن
جسا بیوی سے گھر آباد کر!

گفتار و احترام از صحبت امر داں
کہارت و تکریم کی صحبت سے بچاؤ کے برسان ہیں

نشا پد ہوس باختن با گلے
 ہوس بازی ایسے پھول سے مناسب نہیں ہو
 جو خود را بہر مجلس شمع کرد
 جب اس نے اپنے آپ کو ہر محل کی شمع بنایا
 زن خوب خوش خوئے آراستہ
 خوبصورت خوش مزاج، بنی سنوری بیوی
 در و دم چو غنچہ دے از وفا
 غنچہ کی طرح اس کی دین کا دم بھر
 نہ چوں کو دک پیح بر پیح شنگ
 وہ لڑکے کی طرح پیح در پیح اور شونخ نہیں ہے
 مبین و لفریش چو حور بہشت
 اس کو بہشت کی حور کی طرح دل بھانے والا نہ سمجھ
 گرش پائے بوسی نداردت پاس
 اگر تو اس کے پریچ چومے گا وہ تیرا لحاظ نہ کرے گا
 سیر از مغر و دست از دم کن ہی
 بھیجے سے سر زد پیسے سے ہاتھ خال کرے
 مکن بد بفرزند مردم نگاہ
 لوگوں کی اولاد پر بد نگاہ نہ ڈال

کہ ہر بادادش بود علیلے
 جس کے لیے ہر صبح ایک نئی بیل ہوتی
 تو دیگر چو پروانہ گردش کرد
 پھر تو پروانہ کی طرح اس کا چکر نہ کاٹ
 چہ ماند بنادان تو خاستہ
 تو غم نہ نادان سے کیا شاہ بہشت رکھتی ہے
 کہ از خندہ افتد چو گل در قفا
 خوشی سے وہ پھول بن کر تیرے پیچھے لگے گی
 کہ چوں مقل نتوان شکستن بنگ
 کہ جس کو گول کی طرح تھکے بھی نہ توڑا جاسکے
 کز اں روئے دیگر جو غولست بہشت
 اس لیے کہ وہ دوسری طرف سے تھو کی طرح برے
 ورش خاک باشی نداند سپاس
 اگر تو اس کی خاک بھی بن جائے گا شکر گزار نہ ہوگا
 چو خاطر بفرزند مردم نہی
 اگر انسان کے بچے پر دل دے
 کہ فرزند خوشیت بر آید تباہ
 در نہ تیری اولاد تباہ ہو جائے گی

یعنی وہ امر جس کا
 ہر روز ایک نیا غنچہ
 پیدا ہو جائے۔
 غنچہ باد سحر کی
 چلنے سے کھل جاتا ہے
 مگر دیکھنے میں جو معلوم
 ہوتا ہے لیکن عادت
 کے اعتبار سے بھوت
 ہے۔

۱۰
 امر
 پرستی
 انسان
 کو دیوتا
 اور مفلس

حکایت

دریں شہر بارے سمع رسید
 اس شہر میں ایک بار میرے کان میں یہ بات پہنچی
 شبانکہ نکر دست بردوش بشیب
 رات کے وقت شاید اس نے اس کے گلے حصہ پر ہاتھ ڈال دیا
 پری چہ ہر چہ اوقادش بدست
 پری جیسے چہرے دلے کے ہاتھ میں جو کچھ آیا
 گوا کرد بر خود خدا تو رسول
 اس نے اپنے اوپر خدا اور رسول کو گواہ بنایا
 چیل آبدش ہمدراں ہفتہ پیش
 اس کو اسی ہفتہ سفر پیش آگیا
 پوچروں شد از گزروں یکدو میل
 جب گزروں سے ایک دو میل آگے نکلا

کہ بازار گانے غلام خرید
 ایک تاجر نے ایک غلام خریدا ہے
 کہ سیمیں زرخ بود و خاطر فریب
 اس لیے کہ وہ چاندی جیسے خسار والا اور دل فریب تھا
 بکیں در سر و مغر نادان شکست
 کیونکہ وہ نادان کے سر اور پیچھے پر توڑ ڈالا
 کہ دیگر نگر دم بگرد فضول
 کہ پھر میں فضول ہاں کا چکر نہ کاٹوں گا
 دل افکار و سر بستہ و روتے ریش
 دل زخمی اور سر بندھا ہوا اور چہرہ زخمی
 بہ پیش آمدش سنگلاخ ہیل
 ایک پتھریلی خوفناک زمین اس کے سامنے آگئی

منادتی ہے۔
 بد فعلی کے ارادے
 سے۔
 بد فعلی کا ارادہ نہ
 کروں گا۔
 نہ چونکہ لڑکے نے اس کا
 شہ فارسی کا شہو
 شہر ہے۔

بہر کس قفلہ را نام چسبست
چو اس کے متعلق کیا کہ اس پہاڑی اکاٹھا نام ہے
چنیں گفتش از کارواں ہمدے
قافلہ کے ایک ساتھی نے اس سے یہ کہا
سیہ رائے بانگ برداشت سخت
اس نے غلام کو سختی سے پکارا
نہ عقلست و نہ معرفت یک جو م
مجھ میں ایک جو برابر بھی عقل اور پہچان نہیں ہے
در شہوت نفس کافر بہ بند
کافر نفس کی شہوت کا دروازہ بند کر دے
چو مر بندہ را ہی پروری
جب تو کسی نوکر کی پرورش کرے
وگر سیدش لب بندہاں گزد
اور اگر اس کا آقا اس کے ہونٹ دانتوں کے دباے گا
غلام آبلش باید وحشت زن
نوکر یا انی کھینچنے والا اور انیش پاتھنے والا چاہیے
نہ ہرجا کہ بینی خط دل فریب
یہ مناسب نہیں کہ جہاں کہیں بھی دل فریب خط دیکھے

۱۔ اس پہاڑی کا
نام ہے
۲۔ ترک امر دہ کے
کو بھی کہتے ہیں اور
تنگ سے مراد اس
کی شرم گاہ ہے۔
۳۔ یعنی اگر غلام سے
عشق باری شروع
کر دی تو وہ آفت
بن جائے گا۔
۴۔ ملاحظہ
سے مراد
معشوق کے

حکایت

گروہے نشینند با خوش پر
بہت سے لوگ خوبصورت لڑکے کے ساتھ میٹھتے ہیں
زمن پر سوسودہ روزگار
مجھے زمانہ کے گھسے ہوئے سے پوچھ
ازاں تخم خرم خور و گو سپند
بکری اسی آدھ سے چرواہے کی کٹھلی کھاتی ہے
سیر گا و عصا را ز اناں در کہ است
تیل کے بل کا سہرا اسی وجہ سے گھاس میں ہے

رخسار کا خط ہے اور
"در کتاب کردن"
کسی چیز پر قبضہ کرنا
یہ یعنی یہ کہتے ہیں
۲۔ غرضیکہ ان کو
ایسے مواقع سے گریز
چاہیے ورنہ برائی
میں مبتلا ہو جائے گا۔

حکایت

یکے صورتے دید صاحب جمال
ایک شخص نے ایک حسین صورت دیکھی۔

کہ بسیار عجب ہر کہ زسبت
اس لیے کہ جو زندہ رہتا ہے وہ بہت بجا تباہ کھتا ہے
مگر تنگ ترکاں ندانی ہے
شاید تو "تنگ ترکاں" کو نہیں جانتا ہے
کہ دیگر چہ را فی بدین درخت
کہ آگے کیوں ہانکتا ہے، سامان ڈال دے
اگر من و گرتنگ ترکاں روم
اگر میں پھر ترکوں کی "تنگ" میں گھسوں۔
وگر عاشقی لست خور و سر بہ بند
اور اگر تو عاشق ہے تو لائیں کھا اور سر کوٹی لپیٹ
بہیبت بر آرش کز و بر خوری
اس کو عرب میں رکھ تاکہ اس سے فائدہ اٹھے
دماغ خداوند گاری پزد
تو وہ آفتابی کا خیال پکائے گا
بود بندہ ناز نہیں مشت زن
نازین نوکر کے باز ہوتا ہے
توانی طمع کردش درکتیب
اس کو کتاب میں کر لینے کا لالچ کرے

کہ یا پاکبازیم و صاحب نظر
کہ ہم تو پاکباز اور دیکھا بھالی کے ہیں
کہ بر سفرہ حسرت خور و روزہ دار
کہ روزہ دار و ستر خواں ہم میٹھ کر حسرت کھاتا ہے
کہ قفلست بر تنگ خرم او بند
کہ چھارے کے بورے پر بندادرتالا ہے
کہ از کنجش رسیماں کوتہ است
کہ تلون تک پیچنے سے اس کی رسی تنگ ہے

بگرویدش از شورش عشق حال
عشق کے پائال بن ہے اس کی حالت دیگر گوں ہو گئی

بر انداخت بیچارہ چنداں عرق

بے چارے نے اس قدر پینہ ٹپکا یا

گزر کر وقت شرط بروے سوار

بقراط سوار ہو کر اس کے پاس سے گذرا

کسے گفتش این عابد پار ساست

کسی نے اس کا کہا کہ یہ ایک عبادت گزار ہے

رو روز و شب در میان و کوہ

رات اور دن کو جنگل اور پہاڑ میں چلا جاتا ہے

بر دست خاطر فریے دلش

ایک دل بٹھانے والا اس کا دل بے گیا ہے

چو آید ز خلقش ملامت بگوشش

جب لوگوں کی ملامت اس کے کان میں آتی ہے

مگوی اربنا لم کہ معذور نیست

اگر میں روؤں تو تم یہ کہو کہ معذور نہیں ہے

نہ این نقش دل می ربا بد ز دست

یہ صورت دل کو ہاتھ سے نہیں چسکتی ہے

شنید این سخن مرد کار آزمائے

کار آزمودہ شخص نے یہ بات سنی

بگفت ارجہ صحت نکوئی رود

اس نے کہا اگرچہ نیکی کی شہرت پھلتی ہے

نگارندہ را خود ہمیں نقشش بود

نقش و نگار کرنے والے کا صرف یہی ایک نقش تھا

چرا طفل یک روزہ ہوشش نبرو

ایک دن کا بچہ اس کا ہوش کیوں نہ لے گیا

محقق ہماں بیند اندرا بل

محقق شخص دنٹ میں بھی وہی بات دیکھتا ہے

نقا نیست ہر سطر من زیں کتیب

نہی اس کتاب کی ہر سطر ایک نقاب ہے

معانیست در زیر حرف سیاہ

کالے حروف کے نیچے ایسے معانی ہیں

دراوقات سعدی نیکبند ملال

سعدی کے اوقات میں ملال کی گنجائش نہیں ہے

کہ شبنم بر آردی بہشتی ورق

جتنا چیت کے ہینہ میں پتہ پر شبنم

بہر سید کیں را چہ افتاد کار

اس نے پوچھا کہ اس کو کیا ہوا ہے

کہ ہرگز خطائے زوشتش نجاست

جس کے ہاتھ سے کبھی کوئی غلطی نہیں ہوئی ہے

ز صحبت گزراں ز مردم ستوہ

صحبت سے گزرنے والا ہے اور انسانوں کے عاجز

فرو رفتہ بایں نظر در گلش

نگاہ کا قدم اس کی مٹی میں دھنس گیا ہے

بگرید کہ چند از ملامت جموش

روتا ہے کہ ملامت کب تک با خاموش رہو

کہ فریاد ماز علتے دور نیست

کیونکہ میرا چہینا سبب سے دور نہیں ہے

دل آں می ربا بد کہ این نقش نیست

دل کو وہ اچکتا ہے جس نے یہ صورت بنائی ہے

کہن سال پروردہ و بختہ رائے

جو کہ پرانی عمر کا اور بختہ رائے تھا

نہ باہر کسے ہر چہ گوئی رود

لیکن ہر شخص کے سامنے ہر بات نہیں ملتی ہے

کہ شوریدہ را دل بیخار بود

جو دیوانہ کے دل کو لوٹ لے گیا

کہ در صنیع و دین چہ بالغ چہ خرد

اس لیے کہ کاریگری دیکھنے میں بالغ اور بچہ برابر ہے

کہ در خوب رویان چین و چگل

جو چین اور چگل کے حسینوں میں

فروہشتہ بر عارض دل فریب

جو دل فریب رخسارہ پر پڑا ہوا ہے

چو در پردہ معشوق و در میغ ماہ

جیسے پردہ میں معشوق اور بدلی میں چاند

کہ دار و پس پردہ چندیں جمال

یہ بیک پردہ کے پیچھے بہت سی خوبیاں لکھتا ہے

۱۔ مشہور حکیم ہے۔

۲۔ بلکہ میرے رونے

۳۔ چلانے کا صحیح سبب ہے

۴۔ یعنی میں دراصل

اس خوبصورت عاشق

نہیں ہوں بلکہ اس

کے بننے والے یعنی

خدا پر عاشق ہوں

۵۔ یعنی

بقراط

۶۔ اگر

خدا کی

کاریگری پر

عشق ابھرتا ہے تو

بچے میں کاریگری یاد

نمایاں ہے۔

۷۔ یہاں سے شیخ

سعدی کا اپنا مقولہ

شروع ہوا ہے۔

مراکین سخنہاست مجلس فروز
جبکہ مجلس کو رونق بخشنے والی میری یہ باتیں ہیں
نہ جسم زخماں اگر بر طیند
اگر دشمن تڑپیں تو میں رنجیدہ نہیں ہوتا ہوں

چو آتش در و روشنائی و سوز
جن میں آگ کی طرح روشنی اور جلن ہے
کزیں آتش پارسى و رقیبند
کہ وہ اس پارسی آگ سے بخار میں مبتلا ہیں

گفتار در عدم التفات بر قول اول دنیا

کہاؤ دنیا داروں کی بات کی طرف توجہ نہ کرنے کے بیان میں

اگر در جہاں از جہاں رستہ ایست
اگر دنیا میں کوئی شخص دنیا والوں سے بچا ہوا ہے
کس از دست جو زباناں رست
زبانوں کے قلم سے کوئی شخص نہیں چھوٹا
اگر بر پری چوں ملک ز آسماں
اگر تو فرشتہ کی طرح آسمان سے اڑ کر آئے گا
بکشش تاول و جلہ را پیش بسست
کوشش سے دجلہ پر پستہ باندھا جاسکتا ہے

فراہم نشینند تروامت
گنہگار جمع ہو کر بیٹھتے ہیں (اور کہتے ہیں)

تو روی از پرستیدن حق میبچ
تو حق کی پرستش سے منہ نہ موڑ

چو راضی شد از بندہ یزدان پاک
جب خدائے پاک بندہ سے راضی ہو گیا

بداندیش خلق از حق آگاہ نیست
مخلوق کا بدخواہ خدا سے واقف نہیں ہے

ازاں رہ بجائے نیاوردہ اند
اسی سبب سے وہ کسی مقام تک نہیں پہنچے ہیں

و کس بر حدیثے گسارند گوش
و آدمی کبھی بات پر کان دھرتے ہیں

یکے پسند گیر و دگر ناپسند
ایک تمنا نصیحت مانگ کر تلے دوسرا ناپسند کرتا ہے

فروماندہ در کنج تاریک جائے
تاریک گوشہ میں عاجز ہو کر رہ گیا ہوا

مپندار اگر شیر اگر روہی
خواہ تو شیر ہے خواہ لاٹری یہ نہ سمجھا

دراز خلق بر خوشیتن بستہ ایست
تو ہی ہے جو اپنا دروازہ لوگوں پر بند کیے ہوئے ہے
اگر خود نمایست اگر حق پرست
خواہ ریا کار ہے خواہ حق پرست ہے

بدامن در آویزدت بدگماں
بدگمان تیرے دامن میں لٹکے گا

نشاہد زبان بداندیش بسست
بداندیش کی زبان بندی نہیں کی جاسکتی ہے

کہ اس زہ خشک است آدم ناں
کہ یہ تو خشک پرہیز گاری ہے اور وہ رونی کا جال ہے

بہل تا نگیزند خلقت بیخ
بھوڑا یہاں تک کہ وہ کچھ کسی چیز کے قابل نہ سمجھیں

گر اینہا نگر وند راضی چہ پاک
اگر یہ راضی نہ ہوئے تو کیا پرواہ ہے

ز غوغائے خلقتش بحق راہ نیست
مخلوق کے شور و غل سے ہٹ کر خدا کی طرف اس کا راستہ نہیں ہے

کہ اول قدم بے غلط کردہ اند
کیونکہ انھوں نے پہلے ہی قدم پر راستہ غلط کر دیا ہے

ازیں تا بیاں ز اہرمن تا سر و ش
اس سے اس تک اتنا فاصلہ ہے جیسے اہرمن سے فرشتہ تک

نیر و از د از حرف گیری بہیند
نکتہ چینی کو چھوڑ کر نصیحت قبول نہیں کرتا ہے

چہ دریا بد از جام گیتی نمائے
جہاں ناجسام سے کیا حاصل کر سکتا ہے

کزیناں بمرودی و حیلست رہی
کہ تو ان سے شرافت اور حیلہ کے ذریعہ چھٹکارا حاصل کر لیتا

یعنی بزرگوں پر
ان لفظوں سے تنقیدیں
کرتے ہیں۔
یہ راہ سلوک کی ابتدا
یہ ہے کہ ان انوں
کی ایذا سے بچے۔
یعنی ان دونوں
سننے والوں میں اس
قدر فرق ہے جیسا کہ
شیطان اور فرشتے
میں۔

یعنی
بات
سن کر۔
یہ یعنی نصیحت
نہ سننے والا
جام گیتی نما جام حشید
کو کہا جاتا ہے جس
کے ذریعہ وہ ہفت
اقلیم کی معلومات
کر لیتا تھا۔ یہاں
قلب انسانی ہے۔

اگر کنج خلوت گزینہ کسے
اگر کوئی شخص تنہائی کا گوشہ اختیار کرے

نذمت کندش کہ زرقست و ریو
تو اس کی برائی کریں گے کہ کرا اور سرب ہے

وگر خندہ رویت و آمیزگار
اور اگر ہنس مکھ ہے اور گھل ملنے والا ہے

غنی را بغیبت بکاوند پوست
بدگوئی کرے مال دار کی کھال ادھر ڈیں گے

وگر مرد وروش در سختی است
اور اگر کوئی فقیر مصیبت میں ہے

وگر کامرانے در آید ز پائے
اور اگر کوئی بامراد مرتبہ سے گر جائے

کہ تا چند ازیں جاہ گردن کشتی
کہ اس مرتبہ کی وجہ سے کب تک تکتہ کرتا

وگر تنگ دستے تنگ مایہ
اور اگر کسی تنگ دست کم سرمایہ والے کا

بخایندش از کینہ و نداں بنز ہر
کینہ کی وجہ سے زہر کے بجھے دانت ہیں گے

چو بیند کارے بدست در دست
اگر تیرے ہاتھوں کوئی کام سیدھا دیکھیں گے

وگر دست ہمت بداری ز کار
اگر تو کسی کام سے ہمت کا ہاتھ اٹھالے

وگر ناطقی طبل پر یا وہ
اگر تو بولنے والا ہے تو بلکاس بھرا ڈھول ہے

تحت کناں را نخواهند مرد
برداشت کرنے والوں کو مرد نہ کہیں گے

وگر در سرش ہول مردانگیست
اور اگر اس کے سر میں ہمدردی کی دہشت ہے

تغنت کندش گرانک خور است
اگر کم خوراک ہے اس کو رنجیدہ کریں گے

وگر غمزہ و پاکیزہ باشد خورش
اور اگر اکی خوراک اچھی اور پاکیزہ ہو

کہ پروائے صحبت ندارد بے
اس لیے کہ میسل جول کی زیادہ پرواہ نہیں کرتا

ز مرد و چنان میگر یزد کہ دیو
لوگوں سے بھوت کی طرح بھاگتا ہے

عقیقتش ندانند و پیر ہیزگار
تو اس کو پاک نہن اور پیر ہیزگار نہ سمجھیں گے

کہ فرعون اگر هست در عالم اوست
کہ دنیا میں اگر فرعون ہے تو وہی ہے

بلویند از ادبار و بدبختی است
تو کہیں گے ادبار اور بدبختی کی وجہ سے ہے

غنیمت شمارند و فضل خدائے
اس کو غنیمت اور خدا کا فضل شمار کریں گے

خوشی را بود و رقصا ناخوشی
خوشی کے پیچھے ناخوشی ہوتی ہے

سعادت بلندش کند پایہ
نیک بختی مرتبہ بڑھا دے

کہ دول پرور است این فرومایہ دہر
کہ یہ کینہ زمانہ کینہ پرور ہے

حرصیت شمارند و دنیا پرست
تجھے لالچی اور دنیا پرست شمار کریں گے

گدا پیشہ خوانندست و بختہ خوار
تجھے گدا گرا در پچی پکائی کھانے والا کہیں گے

وگر خاشا نقش گراما وہ
اگر تو چپ ہے حتم کی تصویر

کہ بے چارہ از بیم سر برنگرد
کہ بے چارہ نے خوف کے سر نہ اٹھایا

گر یزد از وکیں چہ دیوانگیست
اس سے بھاگیں گے کہ یہ کیا دیوانگی ہے

کہ بالمش لکر روزیے و لکراست
کہ اس کا مال تو شاید دوسرے کی نفی ہے

شکم بند خوانند و تن پرورش
تو اس کو پیٹ کا غلام اور تن پرور کہیں گے

۱۔ جاموں میں تصویر بنانے کا رواج تھا۔
۲۔ بردباری کو کمزوری پر محمول کرتے تھے۔

۳۔ یعنی کہیں گے کہ کھانا اس کے مقدم میں نہیں ہے اس کا مال دوسروں کے ہی کام آئے گا۔

کہ زینت بر اہل تمیز است عار
اس لیے کہ تمیز داروں کے لیے بناؤ سنگھار عیب ہے
کہ بد بخت زردار و از خود در رخ
کہ بد بخت اپنے او پر مال خرچ کرے لے رکھتا
تن خویش را کسوت خوش کند
اپنے لیے اچھا لباس اختیار کرے

کہ خود را بیمار است ہچوں زناں
کہ اپنے آپ کو غوثوں کی طرح بنایا سناں
سفر کرد گانش خوانند مرد
تو سفر کرنے والے اس کو مرد نہ سمجھیں گے
کہ امش ہنر باشد و رای و فن
اس کو کیا ہنر اور رائے اور فن حاصل ہو سکتا ہے
کہ سرگشتہ بخت گشتہ دوست
کہ سر پھرا بد بخت دی ہے

زمانہ نراندے ز شہر شہر
زمانہ اس کو شہر شہر نہ لیے پھرتا
کہ می زجد از خفت و خیزش زہیں
کہ اس کے سونے اور جلنے سے زمین خجید ہوئی ہے
بگردن درافتاد جوں خرم بہ کل
گردن کے بل گرا ہے جیسا کہ بچہ زمین گدھا
نہ شاہد ز نامردم زشت گوئے
نہ مشرقی برا کہنے والے نالائقوں سے

و گرے تکلف زید مال دار
اور اگر کوئی مال دار سادہ زندگی گزارے
زباں و زہندش با نیا جو تیغ
اس کی ایذا میں تلوار کی طرح زبان کھنکھائے
و گر کاخ و ایوان منقش کند
اور اگر قلعہ اور محل منقش کرے

بجاں آید از طعنہ برے زناں
اپنے او پر طعنہ زلوں سے عاجز آجائے گا
و گر بار سلائے سیاحت نہ کرد
اور اگر کسی ٹیک آدمی نے سفر نہ کیا ہو
کہ نارفتہ بیرون ز آغوش زن
کہ جو بیوی کی گود سے باہر نہ نکلا ہو

جہاں پدیدہ را ہم بد ز ند پوست
جہاں پدیدہ کی بھی چمڑی اوھیر دیں گے

گرش خط ز اقبال بودے و بہر
اگر اقبال بندی میں اس کا نصیب اور حصہ ہوتا

عرب را نکویش کند خروہ ہیں
غیب جوئے شادی شدہ کی برائی کرتا ہے

و گر زن کند گوید از دست دل
اور اگر مردہ شادی کرے تو کہے گا کہ دل کے ہاتھوں
نہ از جور مردم رہد زشت روی
نہ بد صورت انسانوں کے ظلم سے رہائی پاتا ہے

یعنی کہیں گے کہ بختی
سے مالا مال پھرتا ہے
مرد عوام میں مشہور
ہے کہ جو شخص شادی
نہیں کرتا

اس کا وجود
زمین کو گراں
گزرتا ہے
جو کان اٹھنے کو
کہہ باختر

حکایت

کہ چشم از جیاد و بر افگند رہ بود
جو شرم کی وجہ سے آنکھیں نیچی کیے رکھتا تھا
نہ از دہانش بتعلیم گوش
نہیں رکھتا سکھانے کے لیے اس کے کان اٹھتا
ہم گوشت مسکین بجورش بکشت
وہی بولا مسکین کو اس نے ظلم سے مار ڈالا
سہر سیمہ خواندند و خیرہ رائے
تو مجھے دیوانہ اور بد عقل کہیں گے

غلامے بمصر اندرم بندہ بود
مصر میں ایک لڑکا میرے پاس نیکر تھا
کسے گفت یسح اس پر عقل و ہوش
کس نے کہا یہ لڑکا کچھ عقل اور ہوش
شے بر زدم بانگ برے درشت
ایک رات کو میں اس پر بختی سے چیخ پڑا
گرت برکت خشم روزے ز جائے
اگر تجھے غصہ کسی نہ جسکے برابر اچھٹہ کرنے

و گریز و باری کنی از کسے
اور اگر تو کسی سے بر دباری کرے گا

سخنی را باند ز گویند بس
سخنی کو نصیحت میں کہیں گے بس کر

و گریز قانع و خوشن و دلکش
اور اگر تھوڑے پر صبر کر نیو لا اور خود دار ہو گیا

کہ بچوں پدر خواہد این سفلہ مرد
کہ با پس کی طرح یہ کمینہ بھی مر جائے گا

کہ یار و یکنج سلامت نشست
سلامتی کے گونہ میں کون بیٹھ سکتا ہے

خدا را کہ مانند و انبار و حق
جو خدا مثال اور شریک اور جوڑا

رہائی نیسا بد کس از دست کس
کوئی کسی کے ہاتھ سے نہیں چھوڑتا ہے

بگویند غیرت ندارد سے
تو مجھے کہیں گے کہ غیرت نہیں رکھتا ہے

کہ فردا دوستت بود پیش و پس
و نہ کل کو نیزے دونوں ہاتھ آگے اور پیچھے ہوں گے

تشنیع خلق گرفتار گشت
مخلوق کے لعن طعن میں گرفتار ہوا

کہ دنیا را کرد و حسرت برود
جو دنیا کو چھوڑ گیا اور حسرت لے گیا

کہ پیغمبر از خبث دشمن نرسد
کہ پیغمبر بھی دشمن کی خباثت سے نہ بچے

ندارد شنیدی کہ ترساجہ گفت
نہیں رکھتا، تو نے سنا ہے نصاریٰ نے کیا کہا

گرفتار را چارہ صبر است و پس
قیدی کے لیے تدبیر صرف صبر ہے

یعنی زیادہ سخاوت
نہ کر، ورنہ مفلس ہو
ستر پوشی کے لیے
کپڑا بھی نہ رہے گا
بلکہ اس طور پر لعن
طعن کریں گے۔

حضرت عیسیٰ کو
خدا کا بیٹا کہہ کر مثال
اور شرک ٹھہرایا
بلکہ انسان طعنہ
زنوں کا قیدی ہے
اس کو صبر سے کام
لینا چاہیے۔

۱۰
عمرہ
و عطا
کھا۔

۱۰
خوبصورت بھی تھا
اور خوشنویس بھی۔
۱۰
زبان سے حرف
کی ادائیگی اچھی نہ
ہوتی تھی زبان میں
تلاوت تھی۔
۱۰
اسی وجہ سے
حرف خارج سے
ادا نہیں ہوتے
ہیں۔
۱۰
قیامت کے دن

حکایت

جوانے ہنرمند فرزانہ بود
ایک جوان ہنرمند اور عقلمند تھا

نکو نام و صاحب دل و حق پرست
نیک نام اور صاحب دل اور حق پرست

قوی در بلاغات و در نحو چست
بلاغتوں میں قوی اور نحو میں تیز

یکے را بگفتم ز صاحب دلال
میں نے صاحب دلالوں سے ایک سے کہا

برآمد ز سودائے من سرخروے
برے پائل پن سے اس کا چہرہ لال ہو گیا

تو دروے ہماں عیب دیدی کہ ہست
تو نے اس میں وہی عیب دیکھا جو ہے

یقین بشنوا ز من کہ روز یقین
یقیناً مجھ سے سن لے کہ یقین کے دن

یکے را کہ علم است و تدبیر و رائے
میں نے ایک سے کہا کہ علم اور تدبیر اور رائے ہے

کہ در وعظ چالاک و مردانہ بود
و عطا کہنے میں ہوشیار اور بہادر تھا

خط عارضش خوشتر از خط دست
اس کے خط کا خط ہاتھ کے خط سے زیادہ خوبصورت تھا

ولے حرف اجد نکتہ درست
لیکن اجد کے حرف صاف نہ کہہ سکتا تھا

کہ دندان پیشین ندارد دلال
کہ فلانہ شخص اس کے دانت نہیں کھتا ہے

کزیں جنس یہودہ و یگر گوئے
کہ اس قسم کی یہودہ بات پھر نہ کہنا

ز چنداں ہنر چشم عقلت بہ نسبت
تو نے اتنے ہنر والے عقل کی آنکھ بند کر لی

نہ بدید بدی مردم نیک ہیں
نیک ہیں انسان بدی نہ دیکھو گا

گمشدے ہائے عصمت بخیر و زجائے
اگر اس کی عصمت کا پرچہ سے اکھڑ جائے۔

بیک خردہ میسند برے جفا
ایک غلطی سے اس پر ظلم پسند نہ کر
بود خار و گل با ہم اے ہوشمند
اے ہوشمند کانٹا اور پھول بے جلتے ہو ہیں
کرا زشت خونی بود در سرشت
جس کی طبیعت میں بد مادت ہو
صفائی بدست آورے بے تمیز
اے بے تمیز صفائی حاصل کر
طریقے طلب کر عقوبت زہی
ایسا راستہ طلب کر کہ عذاب سے چھوٹے
منہ عیب خلق اے فرومایہ پیش
اے کینے! مخلوق کے عیب پیش نظر نہ رکھ !
چرا دامن آلودہ لاحذر نم
خطا کار کو میں کیسے سزا دوں
نشايد کہ برس درشتی کنی
مناسب نہیں ہے کہ تو کسی پر سختی کرے
چو بد ناپسند آیدت خود مکن
اگر برائی تجھے ناپسند ہے خود نہ کر
من ارحم الراحمین و کر خود نمائے
خواہ میں حق شناس ہوں یا ریاکار
چو ظاہر بعفت بیار استم
جب میں نے ظاہر کو پاکدامنی سے آراستہ کر لیا ہے
تو خاموش اگر من بزم یا بدم
خواہ میں اچھا ہوں یا بُرا تو چپ رہ
اگر سیرم خوب و گر منکر است
خواہ میری سیرت اچھی ہے یا بری ہے
چشم از تو دارم بے نیکی ثواب
بے نیکی کر کے تجھ سے بدلے کی توقع نہیں رکھتا ہوں
نکو کاری از مردم نیک رائے
نیک رائے ان لوگوں کی نیکی
تو نیز اے عجب ہر کرا یک ہمنز
تو بھی اے نرے جس کسی کا ایک ہمنز

یعنی دل کو اخلاق
رذیلہ سے صاف
کرنا چاہیے
ملا دوسروں کے
جیوب کا منشا
اپنے عیب کا اندھا
ہوتا ہے۔
اپنی خطاؤں کی
غلط توجیہ کر کے
اپنے آپ کو نیکر کا
ثابت کرتا ہے۔
مگر تیرے لیے یہ
محنت کرنا
مناسب
نہیں
ہے کہ
بیظاہر ظہن
کے ساتھ میل کھاتا
ہے یا نہیں۔
جب میری نیکی
کا تعلق خدا سے
ہے اور وہی اس
کا بدلہ دے گا تو
میری بُرائی سے بھی
تو تعلق نہ رکھ اور
تو مجھے سزا
نہ دے۔

بزرگاں چه گفتند خد ما صفا
بزرگوں نے کیا کہا ہے جو صاف ہو وہ لے لے
چه در بند خاری تو گلدستہ بند
تو کانٹے کی فنک میں کیوں لگا ہے گلدستہ بنا لے
نہ بنید ز طافوس جز بایے زشت
وہ مور میں سوائے بُرے پروں کے کچھ نہ دیکھگا
کہ ننماید آئینہ تیرہ نیز
اس لیے کہ اندر کا آئینہ کچھ نہیں دکھاتا ہے
نہ حرفے کہ انگشت برے ہی
نہ کہ ایسا حرف جس پر انگلی دھرے
کہ چشمت فرو دوز دار عیب خویش
دور نہ وہ اپنے عیب سے تیری آنکھیں می دے گا
چو در خود شناسم کہ تر و انم
جب میں اپنے آپ کو جانتا ہوں کہ خطا کار ہوں
چو خود را بتا و دل پستی کنی
جبکہ تاویل کر کے تو اپنی مدد کرتا ہے
پس آنکہ ہمسا یہ گو بد مکن
پھر اس وقت پڑوسی سے کہہ کہ نہ کرے
بروں با تو دارم دروں با خدائے
ظاہر تیرے ساتھ رکھتا ہوں باطن خدا کے ساتھ
تصرف مکن در کثرت و راسم
میرے جھوٹ اور سچ میں دخل اندازی نہ کر
کہ حمت ال سودوز یان خود م
اس لیے کہ میں اپنے نفع اور نقصان کا خود برداشت کر لیا ہوں
خدا یم بسرا ز تو دانا تر است
میرا خدا راز کو تجھ سے زیادہ جاننے والا ہے
کہ بنیم جسم از تو چندیں عذاب
کہ جسم کرنے میں خیر اس قدر عذاب جمیلوں
یکے را بدہ می نویسد خداے
ایکسا کے بدلے میں خدا کس لکھتا ہے
بہ بینی ز وہ عیش اندر گذر
دیکھے اس کے دس عیبوں سے درگزر کر

نہ یک عیب اور ابانگشت پیچ
اس کے ایک عیب کو انگلی پر اس طرح نہ لپیٹ
چو دشمن کہ در شعر سعدی نگاہ
اس دشمن کی طرح کہ جو سعدی کے اشعار میں نگاہ
ندارد و بصد نکتہ نغیر گوش
تو بہتر نکتوں پر کان نہیں دھرتا ہے
جز این علتش نیست کاں بدیند
اسکی علت اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ اس برائی پسند کرنے والے کی
نہ مخلق را صانع باری سرشت
کیا مخلوق کو اللہ کی صناعتی نے نہیں پیدا فرمایا ہے
نہ ہر چشم و ابرو کہ بطنی نکوست
ہر آنکھ اور بھون جو تو دیکھے اچھی نہیں ہے

جہاں فیضیت برآورہ
کہ بزرگی کے ایک جہان کو پیچ بنائے
بنفرت کند اندرون تباہ
نفرت سے کرتا ہے باطن کی خرابی کی وجہ سے
چو زحیف بہ بدیند برآورہ و خروش
جب ایک زحافت دیکھ لیتا ہے تو شور کرتا ہے
حسد و یدہ نیک بنیش بکند
نیک بینی کی آنکھ حسد نے نکال لی ہے
سیاہ و سفید آمد و خور و زشت
کالے اور گورے، اچھے اور برے
بخور پستہ مخرو و بدیند از دوست
پستہ کی گری کھلے اور چھلکا بھینک دے

باب ششم در شکر

آٹھواں باب شکر کے بیان میں

نفس می نیارم ز داز شکر دوست
میں دست کے شکر کا ایک دم بھی نہیں بھر سکتا ہوں
عطا نیست ہر موی از و بر تنم
میرے جسم پر ہر مو گھٹا اس کی عطا ہے
ستایش خداوند بخشنده را
بخشنے والے خدا کے لیے تعریف ہے

کرا قوت و صف احسان دوست
اس کے احسان کی تعریف کرنے کی کس کو قوت ہے
بدیعی کہ شخص آفریند ز گل
ایسا پیدا کرنے والا کہ مٹی سے انسان کو پیدا کیا
ز پشت پدر تا بیایان شدید
باپ کی کمر سے بڑھاپے کے ختم تک
چو پاک آفریدت ہیش باش و پاک
جیسے پاک پیدا کیا ہے ہوش میں رہ اور پاک رہ
پایے بیفشال از آئینہ گرد
آئینہ سے گرد کو پے در پے جھاڑ

نہ در ابرو ابودی آب منی
کبوتر شروع بر مٹی کا لطف نہ تھا

کہ شکرے ندانم کہ در خورد و دوست
اس لیے کہ مجھے وہ شکر ہی معلوم نہیں جو اس کے مٹا ہے
چگونہ بہر موی شکرے کنم
ہر رو گئے گا میں کیسے شکر یہ ادا کروں
کہ موجود کرد از عدم بندہ را
جس نے عدم سے بندہ کو موجود کیا
کہ اوصاف مستغرق شان دوست
کون ہی تعریفیں اس کی شان کا احاطہ کر سکتی ہیں
روان و خرد بخشد و ہوش و دل
جان اور عقل اور ہوش اور دل بخشا
نگر تا چہ شریف دادت ز غیب
غور کر تجھے غیب سے کیا کیا خلعت بخشی ہے

کہ ننگست ناپاک رفتن بخاک
اس لیے کہ مٹی میں ناپاک بن کر جب ناپری ذلت ہے
کہ مصقل نگیں و چو زنگار خورد
یوں کہ جب وہ زنگ کھا جاتا ہے تو مصقل کو بول نہیں کرتا
اگر مردی از سر بدر کن منی
اگر انسان ہے تو سر سے خودی کو نکال دے

۱۔ یعنی سکتے
۲۔ دوست سے مراد
حق تعالیٰ ہے یعنی
اس کی شایان شان
ہم شکر نہیں ادا
کر سکتے ہیں۔
۳۔ بچہ ماں کے بیٹ
سے معصوم پیدا ہوتا
ہے پھر بڑا ہو کر اپنے
آپ کے گناہوں میں
لوٹ ہو کر ناپاک
بناتا ہے

۱۰۔ یعنی
دل کی صفائی
کرتارہ و زنگ
زنگ کھا کر بالکل
بیکار ہو جائے گا
پھر صاف نہوے گا
مگر جب انسان کی
پیدائش ایک حقیر اور
ناپاک چیز ہے تو کب
اس کے لیے مناسب
نہیں ہے۔

۱۔ روزی کلمے میں
ہاتھ ہلاتا پڑتا ہوا دیکھی
ان کے قبضہ میں
نہیں بلکہ خدا کی
توفیق سے ہے۔
۲۔ شکم اور پیٹ میں
بچہ بھی روزی پاتا ہے
جو اس کی قوت سے
حاصل نہیں ہوتی
۳۔ ماں کے پیٹ میں
رہ کر ناف کے ذریعہ
غذا حاصل کرتا ہے
پیدا ہونے کے بعد
نال کاٹ دی جاتی

۴۔ ہے۔
ملا وطن کا پانی پلانے

۵۔ ہے بیمار
شفایا
ہو جاتا ہے۔
۶۔ ماں کا پیٹ

بچہ کی پرورش گاہ
ہے پستان میں دودھ
وہاں سے ہی آ رہا ہے
گوا اس کو
اس کے شہر کا پانی
پلایا جا رہا ہے۔
۷۔ ماں دراصل خون

دل پلاتی ہے۔
۸۔ عجائبات قدرت
سے ہے کہ بچہ خون پیتا اور
ماں پھر بھی جان نثار
کرتی ہے۔

۹۔ جب بچہ دوسری
غذائے کلمے کے قابل
ہو جاتا ہے دودھ چھڑا
جاتا ہے۔

چو روزی بسعی آوری سوئے خویش
تو جب روزی کوشش سے اپنی طرف لاتا ہے

چراغ حق نمی بینی اسے خود پرست
اسے خود پرست تو صحیح بات کیوں نہیں دیکھتا

چو آید بکوشیدن خیر پیش
اگر تیری کوشش سے کوئی بہتر بات سامنے آئے

بسریجگی کس نبردست گوئے
طاقت کی وجہ سے کوئی بازی نہیں جیت سکا ہے

تو قائم بخود نیستی یک قدم
تو ایک قدم بھی خود دکھڑا نہیں ہو سکتا ہے

نہ طفلک زباں بستہ بوی زلف
کیا تو ڈینگیں مارنے سے زباں بستہ بچہ نہ تھا

چو نافش بریدند و روزی گسست
جب نافھوں نے اس کی ناف کاٹی اور روزی منقطع ہوئی

غریبے کہ رنج آردش دہر پیش
وہ مسافر جس کے سامنے زمانہ بیماری لا ڈالے

پس او در شکم پرورش یافتست
پس اس نے بھی پیٹ میں پرورش پائی ہے

دو پستان کہ امروز دل خواہ دوست
دو پستان جو آج اس کے دل کی خواہش ہیں

کنار و بر ماور و لیسندیر
دل کو پسند آنے والی ماں کی بغل اور گود

درختست بالائے جاں پرورش
اس کا جان پرورد ایک درخت ہے

نہ رہ گاہے پستان درون دلست
کیا پستان کی گہیں دل میں پہنچی ہوئی نہیں ہیں

بخونش فرو بردہ دندان خویش
خون کی طرح دانت اس کے خون میں گھسا ہوئے ہیں

چو باز و قوی کرد و دندان سطر
جب باز و قوی اور دانت چوڑے کر لئے

چنان صبر از شیر خامش کند
صبر اس کو دودھ مانگنے سے ایسا چپ کر دیتا ہے

مکن تکیہ بر زور بازوئے خویش
تو اپنے زور بازو پر بھروسہ نہ کر

کہ یار و یگدش در آور دوست
ہاتھ کو گدگدش میں کون لا سکتا ہے

توفیق حق واں نہ از سعی خویش
تو اس کو حق کی توفیق سے سمجھ نہ کہ اپنی کوشش سے

سپاس خداوند توفیق گوئے
توفیق دینے والے خدا کا شکر ادا کر

ز غلیبت بدی رسد و مبدم
پے در پے تجھے غیبت سے بد پہنچتی ہے

بھی روزی آمد شخصت ز ناف
تو بھی تیرے جسم میں ناف کے ذریعہ روزی آرہی تھی

بہ پستان مادر در آوخت دست
نورماں کے پستان میں ہاتھ لٹکائے

بدار و دہشت آتش از شہر خویش
تو آگ کو اس کے شہر کا پانی دوا میں دیتے ہیں

ز انبوب معدہ خورش یافتست
معدہ کی نلی سے خوراک پائی ہے

دو چشمہ ہم از پرورش گاہ دوست
اس کی پرورش گاہ ہی کے دو چشمے ہیں

بہشتست و پستان در وجود کے شیر
بہشت ہے اور اس میں چھاتیاں دودھ کی نہریں ہیں

ولد میوہ نازنین در پرورش
نازوں کا پالا بچہ اس کی گود میں میوہ ہے

پس از بگری شیر خون دلست
پس اگر تو غور کرے گا تو دودھ دل کا خون ہے

سہر شتمہ در و مہر خون خوار خویش
اور اس میں اپنا ہی خون پینے والے کی محبت ملتی ہے

بہ اندام پیش واپستان بصبر
اس کے پستان کو دایہ ایلو سے پس دیتی ہے

کہ پستان شیریں فراموش کند
کہ اس کو شیریں پستان کو بھی بھلا دیتا ہے

تو نیز اے کہ در توبہ طفل راہ
تو بھی اے انسان جو توبہ میں طفل راہ ہے

بصبر کرنے سے تو گناہ کو فراموش کر سکتا ہے

حکایت

جوانے سرازرائے ماوریتاقت
ایک جوان نے ماں کی رائے سے سرتابی کی
چوبیچارہ شد پیش آورد مہد
جب لاچار ہوئی اس کے سامنے پالت لائی
نہ گریبان و در ماندہ بودی و خرد
کیا تو ایسا رونے والا اور عاجز اور بچہ نہ تھا
نہ در مہد نیروئے حالت نبود
کیا ایسا نہ تھا کہ پلنے میں تیری اب کی سی طاقت نہ تھی
تو آنی کزاں یک مکس رنجہ
تو ہی ہے کہ اس ایک مکھی سے رنجیدہ تھا
بحالے شوی باز و رقصہ گو
اسی حالت میں تو پھر قبر کے گڑھے میں جکے گا
وگر دیدہ چوں بر فرود چراغ
پھر آنکھ کیسے چراغ روشن کرے گی
چو پوشیدہ چشمے بہ بینی کہ راہ
اگر تو کسی ایسے اندھے کو دیکھے جو راستہ
تو گرشکر دی کہ با دیدہ
اگر تو نے شکر ادا کیا تو تو آنکھوں والا ہے
معلم نیا مومت فہم و رائے
سمجھاؤ کہ ہر گھجے استاد نے نہیں کھائی ہے
گرت منع کر دے دل حق نبوش
اگر خدا حق سننے والا دل چھے نہ دبتا

دل درو مندش چو آذر بتافت
 آتش کا درمند دل آگ کی طرح بھڑکا
 کہ اے سست مہر و فراموش عہد
 کہ لے کر در محبت والے وقت کو بھولنے والے
 کہ شبہا ز دست تو خواب کم نبود
 کہ بہت ہی راتیں میں تیری وجہ سے نہ سو سکی
 نگس را ندن از خود مجالست نبود
 تجھ میں اپنے سے سمجھی اڑانے کی طاقت نہ تھی
 کہ امروز سالار سرخچہ
 جو آج قوت کا سردار ہے
 کہ نتوانی از خوشیتن دفع مود
 کہ اپنے آپ سے ایک چیونٹی کو نہ ہٹا سکے گا
 چو کرم لحد خور و پیہ داغ
 جب لحد کے کیرے داغ کی چلی دکھائیں گے
 ندانند ہمی وقت رفتن ز جاہ
 اور کنوئیں میں چلتے وقت فریق نہیں سکتا (تو ٹکر کرنا چاہیے)
 و گر نہ تو ہم چشم پوشیدہ
 ورنہ تو بھی اندھا ہے
 سرشت این صفت در وجودت خدا
 خدا نے تیرے وجود میں یہ صفت پیدا کی ہے
 حقیقت عین باطل نمودے مگویش
 تو مجھے حق بات عین باطل معلوم ہو تی

۱۔ جس طرح صبر کرنے سے بچہ دودھ پیتی
 لذیذ چیز کو بھول جاتا ہے اگر کتیا ہوں
 صبر کر لیا تو وہ بھی فراموش ہو جائیں گے
 ۲۔ ماں کا دل رنج سے شعلہ بن ہو گیا
 ۳۔ بچپن یا دلانے کیے
 ۴۔ مرنے کے بعد زنا اپنے بدن سے ایک
 چوٹی کو بھی نہیں ہٹا سکتا ہے۔
 ۵۔ اقلیدس ایک حکیم کا نام ہے۔
 جس کے نام سے یون موسم ہو گیا ہے۔

گفتار اندر صنع یاری در ترکیب خلقت انسان

پس آشفگی باشد و ابلیسی
پس دیوانگی اور بیوقوفی ہوگی

ابا قلیدس صنع و رسم فگند
 کا ترجمہ کی قلیدس سے جوڑی ہے
 کہ انگشت بر حروف صنعش نہی
 کہ تو اس کی کاویگری کے حرف پڑھ لے رکھے

تا تل کن از ہر رفتار مرد
غور کر ان کے چلنے کے لئے

کہ بے گردش کعب و زانو و پائے
کوٹھنے اور کھٹنے اور پانوں کے گھومے بدون

انہاں سجدہ بر آدمی سخت نیست
اسی وجہ سے آدمی کو سجدہ کرنا دشوار نہیں ہے

و و بعد مہرہ در یکہ گرفتارست
دوسو منٹے ایکے دوسرے میں بنائے ہیں

رگت بر غنست اسے پسندیدہ خوئے
اسے پسندیدہ عادت جسم میں تیری رگیں

بصر در سر و فکر و رای و تمیز
سر میں بینائی اور فکر اور رائے اور تمیز کو

بہا تم بروی اندر افتادہ خوار
چوپائے منہ کے بل گرے ہوئے ذلیل ہیں

نگوں کردہ ایشان سراز ہر خور
وہ کھانے کے لیے سردندھا کرتے ہیں

نہر سید ترا با چنین سروری
اس سرور کی بہت سی تعریفیں یہ زیب نہیں دیتا ہے

و لیکن بدیں صورت دل پذیر
لیکن دل کو لہجائے والی اس صورت پر

رہ راست باید نہ بالائے راست
سیدھا راستہ چلیے نہ کہ سیدھا راستہ

ترا آنکہ چشم و دین واد و گوش
جس ذات نے تجھے آنکھ اور منہ اور کان دیا ہے

گرفتہ کہ دشمن نمونی بسنگ
میں نے امانا کہ تو دشمن کو پتھر سے نہیں کچل سکتا ہے

خرومند طبعان مذت شناس
احسان کو پہچاننے والی طبیعت اسے عقلمند

نبرد آرمائے زار و ہمفتاد
ایک جنگجو (بادشاہ) مشکیز گھوڑے سے گر گیا

بگردن درش مہرہ بر ہمفتاد
اس کے گردن کے جوڑ گڑ گڑ ہو گئے

اس کے گردن کے جوڑ گڑ گڑ ہو گئے

۱۔ اگر مریں ایک ہڈی
لگا دی جاتی تو انسان
کبھی نہ جھک سکتا۔
۲۔ جسم کو زمین اور
لوگوں کو نہیں قرار دیا
گیا ہے۔

۳۔ یہ ترجمہ سرازیم
عبارت قرار دے کہ
کیا گیا ہے ورنہ
مطلب واضح نہیں ہو
سکتا یعنی انسان کا قدر

سیدھا
۴۔
۵۔
۶۔
۷۔
۸۔
۹۔
۱۰۔
۱۱۔
۱۲۔
۱۳۔
۱۴۔
۱۵۔
۱۶۔
۱۷۔
۱۸۔
۱۹۔
۲۰۔
۲۱۔
۲۲۔
۲۳۔
۲۴۔
۲۵۔
۲۶۔
۲۷۔
۲۸۔
۲۹۔
۳۰۔
۳۱۔
۳۲۔
۳۳۔
۳۴۔
۳۵۔
۳۶۔
۳۷۔
۳۸۔
۳۹۔
۴۰۔
۴۱۔
۴۲۔
۴۳۔
۴۴۔
۴۵۔
۴۶۔
۴۷۔
۴۸۔
۴۹۔
۵۰۔
۵۱۔
۵۲۔
۵۳۔
۵۴۔
۵۵۔
۵۶۔
۵۷۔
۵۸۔
۵۹۔
۶۰۔
۶۱۔
۶۲۔
۶۳۔
۶۴۔
۶۵۔
۶۶۔
۶۷۔
۶۸۔
۶۹۔
۷۰۔
۷۱۔
۷۲۔
۷۳۔
۷۴۔
۷۵۔
۷۶۔
۷۷۔
۷۸۔
۷۹۔
۸۰۔
۸۱۔
۸۲۔
۸۳۔
۸۴۔
۸۵۔
۸۶۔
۸۷۔
۸۸۔
۸۹۔
۹۰۔
۹۱۔
۹۲۔
۹۳۔
۹۴۔
۹۵۔
۹۶۔
۹۷۔
۹۸۔
۹۹۔
۱۰۰۔

انسان کا سر
اور چاہے تو
اسی کے سامنے جھکنا
چاہیے۔

۱۔ یعنی وہ اللہ کی
نعمتوں کا شکر ادا
کرتے ہیں جس کی
وجہ سے نعمتیں
پائیدار ہو جاتی
ہیں۔

حکایت

کہ چند استخوان بے زرد و وصل کرد
کہ کتنی ہڈیوں میں پٹھا لگا پا اور جوڑا ہے

نشاید قدم بر گزشتن نہ جائے
جگہ سے قدم بھی نہیں اٹھایا جاسکتا ہے

کہ در صلب او مہرہ یک تخت نیست
کہ اس کی کمر میں منکا ایک ٹکڑا نہیں ہے

کہ گل مہرہ چوں تو پروا خست
جب کچھ جیسا مٹی کا پتلا بنایا ہے

ز مینے دروسی صدر و شصت جوئے
ایک زمین ہے جس میں تین سو ساٹھ نہیں ہیں

جو ارج بدل دل بدانش غریز
اور اعضا کو دل کے ذریعہ اور دل کو سمجھ کے ذریعہ پہنچتا

تو پچھوں الف بر قدمہا سوار
تو الف کی طرح پیروں پر سوار ہے

تو آری بعزت خورش پیش
تو عزت سے کھانا کھانے لاتا ہے

کہ سر جز بطاعت و آوری
کہ خدا کی عبادت کے سوا تو سر نہ بچا کرے

فرقتہ مشو صورت خوب گیر
تو فریقہ ہو پسندیدہ اخلاق اختیار کر

کہ کافر ہم از روئے صوت چو ماست
ورنہ صورت کے اعتبار سے کافر بھی ہم جیسا ہے

اگر عاقلی در خدائش مگویش
اگر تو سمجھ دار ہے اس کے خلاف کو شش نہ کر

لیکن بارے از جہل بادوست جنگ
لیکن نادانی کی وجہ سے اب دوست سے نہ لڑ

بدوزند نعمت بہ منغ سیا مس
شکر کی کیل سے نعمت کو جڑ دیتے ہیں

شکر کی کیل سے نعمت کو جڑ دیتے ہیں

چو پیش فرو رفت گردن بتن
چو پستی کی طرح اس کی گردن بدن میں گھس گئی

پز شکاں بماندند حیراں وریں
طبیعت اس معاملہ میں حیران ہو گئے

سرش باز پچید و تن راست شد
اس نے اس کا سر موڑ دیا اور بدن ٹھیک ہو گیا

وگر نوبت آمد بنز و یک شاہ
اس کو بادشاہ کے پاس آنے کی دوبارہ نوبت آئی

خرومند را سر فرو شد بشرم
شرم سے عقلمند کا سر نیچا ہو گیا

اگر دے نہ پچیدے گردنش
اگر میں کل اس کی گردن نہ پھیرتا

فرستاد نچے بدست رہی
اس نے غلام کے ہاتھ ایک بیج بھیجا

ملک رایکے غطسہ آمد زود و
بادشاہ کو دھوئیں سے ایک چھینک آئی

بعد راز پئے مرد بشتا قند
فرد خوی کے لیے مرد کے پیچھے دوڑے

مکن گردن از شکر منع میب
ایسا نہ کر بخش کر نیوالے کے شکر سے گردن نہ موڑ

نگشتے سرش تا نگشتے بدن
اس کا سر نہ گھومتا جب تک بدن نہ گھومتا

مگر فیلسوف نے زبوناں زہیں
یونان کی سرزمین کے ایک فلسفی کے سوا

وگر وے بنودے ز من خواست شد
ادرا گردہ نہ ہوتا تو یہ پابج ہو جاتا

نگرداں سر و مایہ درے نگاہ
اس کمینہ نے اس کی طرف نگاہ نہ کی

شیدم کہ می رفت می گفت نرم
میں نے سنا ہے کہ وہ جا رہا تھا اور چپکے سے کہہ رہا تھا

نہ پچیدے امروز روی از منش
تو آج وہ مجھ سے منہ نہ موڑتا

کہ باید کہ بر عود سوزش نہی
کہ اس کو کچھ اگر دان پر رکھ دینا چاہیے

سہر و گردنش ہچناں شد کہ بود
اس کا سر اور گردن جیسی جیسی ویسی ہی ہو گئی

بجستند بسیار و کم یافتند
انھوں نے بہت ڈھونڈا اور نہ پایا

کہ روزے لسی سر بر آری بیج
ڈرنے آخری دن ذرا بھی گردن نہ ابھار سکے گا

گفتار اند نظر در صنع باری تعالیٰ

کہادت اللہ تعالیٰ کی کار پیکری پر غور کرنے کے بیان میں

مہ روشن و مہر گیتی فروز
روشن چاند اور دین کو روشن کرنے والا سورج

ہمی گشتہ اند بساط بہار
موسم بہار کی بساط بھاننا ہے

وگر رعد چوگاں زند برق تیغ
خواہ کڑک بکا پلانے اور بجلی تلوار چلانے والی ہے

کہ تخم تو در خاک می پرورند
کہ تیکڑیج مٹی میں پرورش کرتے ہیں

کہ سقائے ابر آب آرد بدوش
اس لیے کہ بکا سقائے بے کٹر پانی لا رہا ہے

شب از بہر آسائش تست و روز
رات میں اور دن میں تیرے آرام کے لیے ہے

سہرا زہرے تو فرایش وار
آسمان فرایش کی طرح تیرے لیے

اگر باد و برف است بہار ان و میخ
خواہ ہوا اور برف ہے اور بکس اور بدلی

ہمہ کار داران فرماں برند
سب کمالت دے کارکن ہیں

وگر تشنہ مانی ز سختی مجوشش
اگر تشنہ مانی ہے تو سختی کی وجہ سے جوش میں نہ آ

۱۔ ہاتھی اپنی گردن
نہیں گھما سکتا ہے
۲۔ علاج نہ کر سکے
۳۔ جب بادشاہ متدد
ہوا پھر دوبارہ کسی
ضرورت سے وہ
اس کے پاس آیا
۴۔ اگر علاج کر کے
گردن موڑ نیکی قابل
نہ بنا دیتا تو وہ منہ
موڑ سکتا
۵۔ جس اٹکٹھی پر
اگر کی دھونی دی
جاتی ہے اس پر
یہ بیج ڈال کر دھونی
لے لینا۔

۱۰۔
۱۔ اب
۲۔ اور
۳۔ گردن
نہ موڑ سکتا

تھا۔
۱۔ طبیعت کو ڈھونڈنا
۲۔ تاکہ اس سے معافی
چاہیں اور وہ دوبارہ
علاج کر دے۔
۳۔ قیامت کے دن
۴۔ یعنی رات کو چاند
اور دن کو سورج
تیری آرام رسانی
کے لیے طلوع
ہوتے ہیں۔
۵۔ یہ جملہ چیزیں
ان کے لیے
کھیتیاں تیار کرتی
ہیں۔

ز خاک آورد رنگ بوی طعام

خاک سے پیدا فرماتا ہے رنگ اور خوشبودار کھانگی چیز
عسل و ادت از نخل و من از ہوا
تجھے مکھی سے شہر اور ہوا سے من دیا

ہمہ نخلبنداں بخا بند دست
سب باغبان ہاتھ جاتے ہیں

خور و ماہ و پروں برائے تواند
سوج اور چاند اور کھٹاں تیرے ہے

ز خارت گل آورد از نافہ مشک
تیرے گلے سے پھول اور نافہ سے مشک

بدست خودت چشم و ابرو نگاشت
خود اپنے ہاتھ سے تیرے چشم و ابرو کو بنایا

توانا کہ آن ناز نہیں پرورد
وہ ایسا توانا ہے کہ اس نازوں کے پلے کو پالتا ہے

بجاں گفت باید نفس بر نفس
و مبتدئ جان سے ادا کرنا چاہیے

خدا یا دلم خوں شد و دیدہ ریش
اے خدا میرا دل خون ہو گیا اور آنکھ زخمی

نگویم دو و دام و مور و سمک
میں نہیں کہتا کہ درناور چرند اور جھونٹی اور مچھلی

ہمورت سپاس اند کے گفتہ اند
ابھی تک وہ تھوڑا سا شکر ادا کر سکے ہیں

برو سعد یا دست و دفتر بشوئے
جائے تھوڑی ہاتھ اور کتاب و حوال

۱۔ من وہ شیریں
گوند ہے جو موسم بہار
میں بعض درختوں پر
سبب سے جم جاتا
ہے۔ میدان تیرے
میں بھی اس طرح کی
یہ بھی خوراک مٹی
میں انسان
کو خود
اللہ
نے
اپنے دست
قدرت سے بنایا
چونکہ یہ محرم راز ہے۔
ملا اللہ کا شکر مٹھن
زبان سے نہیں کہہ
دل سے ادا کرنا
چاہیے۔

تماشا کہ دیدہ و مغنہ و کام
جو کہ آنکھ اور داغ اور جھلکی کی تماشا گاہ ہیں

رطب و ادت از نخل و نخل از نوا
تجھے کھجور کے درخت سے تر کھجور اور کھلی کھجور دی

ز حیرت کہ نخلے چنیں کس نہ لبست
حیرت سے کہ ایسی نخلبندی کسی نے نہیں کی ہے

قنا و لیل سقف سرائے تواند
تیری سرے کی چھت کے قندیل ہیں

ز راز کان و برک تراز چوب خشک
کان سے سونا اور خشک لکڑی سے بننے والے تراز پید کیے ہیں

کہ محرم باغیاں نتواں گذاشت
اس لیے کہ محرم کو غیروں کے سپرد نہیں کیا جاسکتا

بالوان نعمت چنیں پرورد
رنگارنگ نعمتوں سے اس طرح سے پالتا ہے

کہ شکرش نہ کار ز بانست و بس
اس لیے اس کا شکر ادا کرنا صرف زبان ہی کام نہیں

کہ می بینم انعامت از گفت
کیونکہ تیرا انعام طاقت گفتار سے زیادہ دیکھتا ہوں

کہ فوج ملائک ہر اوج فلک
بلکہ آسمان کی بلندی پر فرشتوں کی جماعت

ز بیور ہزاراں یکے گفتہ اند
سو ہزاروں میں سے ایک کہہ سکے ہیں

برائے کہ پایاں نداد و میوے
جس راستے کی انتہا نہ ہو اس پر نہ دوڑ

حکایت

کہ اے بوالعجب گوے برگشتہ بخت
کہ اے عجیب باتیں کرنے والے بد بخت

نگفتم کہ دیوار مسجد بکن
میں نے کہا کہ مسجد کی دیوار ڈھارت

بغیبت نگر و اندیش حق شناس
حق شناس اس کو بد گوئی میں نہیں چلاتا ہے

یکے گوش کو دک بیا لید سخت
ایک صاحب نے ایک بچے کے کان سخت ایٹھے

ترا تیشہ دادم کہ میں شکر
میں نے تجھے بولا دیا کہ تیرا شکر

زباں آید از بہر شکر و سپاس
زبان مٹی ہے شکر و سپاس کے لیے

گذرگاہ قرآن و پنداست گوش
کان قرآن اور نصیحت کی گذرگاہ ہے
دو چشم از بے صنع باری نکوست
دونوں آنکھیں اللہ کی کاترگیری دیکھنے کے لیے بھلی ہیں

بہتان و باطل شنیدن کوش
بہتان اور باطل سننے کی کوشش نہ کر
زعیم برادر فروگیر و دوست
بھائی اور دوست کے عیب سے بند کر لے

گفتار اندر نظر در حال ناتواناں و شکر نعمت حق تعالیٰ
کہادت کمزوروں کی حالت پر غور کرنے اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کے شکر کے بیان میں

ندانند کس قدر روز خوشی
خوشی کے دن کی کوئی قدر نہیں جانتا ہے
زمستان و درویش در تنگ سال
فصل سالی میں فقر اور جاڑا
سلیم کہ یک چند نالای محفت
وہ سانپ کا ڈسا ہوا کچھ دیر جو روتے روتے سویا
چو مردانہ رو باشی و تیز پایے
اگر تو مردانہ رفتار والا اور تیز قدم ہے
بہ سپر کہن بر بہ بخشد جواں
جوان پہلے بوڑھے پر کرم کرے
چہ دانند جیو نیال قدر آب
جیون والے پانی کی قدر کیا جانیں
عرب را کہ بر دجلہ باشد قعود
عرب کی دجلہ پر نشست ہو
کس قیمت تندستی شناخت
تندستی کی قیمت اسی لے جانی ہے
ترا تیرہ شب کے نماید دراز
مجھے اندھیری رات کب لمبی معلوم ہو سکتی ہے
براندیش از اقبال و خیزان تب
نغار میں اٹھ بیٹھ کرنے والے کے بابے میں سوچ
بانگ دل خواجہ بیدار گشت
نغارے کی آواز سے آفتا بیدار ہوا ہے

مگر روزے افتد بسختی کشی
ہاں اس روز جانتا ہے جب محنت کشی میں مبتلا ہو جائے
چہ سہلست پیش خداوند مال
مالدار کے سامنے کس قدر آسان بات ہے
خداوند را شکر صحت بکفت
اُس نے تندرستی پر خدا کا شکر ادا کیا
بشکرانہ باکت دیوایاں پیائے
تو شکرانہ میں سست قدموں کے ساتھ ٹھہر
توانا کنت درحم بر ناتواں
ناتوان پر توانا رحم کرے
ز واماںد گاں پرس در آفتاب
دھوپ میں تھکے ہودوں سے معلوم کر!
چہ غم دار و از شنگان زرد و
اس کو زرد و کے پیاسوں کا گیم ہے
کہ یک چندہ نہ چارہ در تب گرداخت
جو بے چارہ چند روز بخار میں پگھلا
کہ غلطی ز پہلو بہ پہلوئے یاز
جب کہ تو ایک پہلو سے دوسرے پہلو کی طرف آزاد کر دین لے ہاڑ
کہ رنجور داند و رازی شب
اس لیے کہ رات کی درازی کو بھار جانتا ہے
چہ داند شب یا سباں چوں گذشت
اسے کب معلوم کہ چو کیڈا کی رات کس طرح گئی ہے

حکایت سلطان طغرل با ہندوئے پاسبان
چو کبیدار غلام کے ساتھ سلطان طغرل کا قفسہ

گذر کرد بر ہندوئے پاسبان
ایک غلام چو کبیدار پاس سے گذرا

شہیدم کہ طغرل شبہ درخزاں
میں لے سنا ہے کہ طغرل خزاں کی رات میں

۱۔ قدر نعمت بعد از
زطل مثل مشہور ہے۔
۲۔ اپنے پیروں
کے شکرانہ میں لوگو
کا ساتھ دے۔
۳۔ جیون مشہور
دیا ہے۔
۴۔ بھڑا
کا
ایک
مشہور
دریا ہے۔
۵۔ حجاز کا مشہور
رگستان ہے۔
۶۔ خزاں کے موسم
ایران میں سخت جارا
پڑتا ہے۔

ز باریدن برف و باران و سیل
برف اور بارش کے برسنے اور بہاؤ کی وجہ سے
دلش بروے از رحمت آورد جوش
رحم سے اس کا دل اس پر جوش میں آگیا

وے منتظر باش بر طرف بام
بالا خانہ کے کنارے تھوڑی دیر انتظار کر

دریں بود باد بہاری وزید
وہ یہی کہہ رہا تھا کہ موسم بہار کی ہوا چل پڑی

و شلقے پری چہرہ در حیل داشت
پری جیسے چہرہ والا غلام جماعت میں تھا

تماشاے ترکست چہاں خوش فتاد
اس ترک کا نظارہ اس کو ایسا بھلا معلوم ہوا

قبایو ستینے گذشتش بگوشش
پوشتین کی قبایں کے کان میں آئی

مگر رنج سرا برویں نمود
شاید جائے کی تکلیف اس کے لیے کافی نہ تھی

نگہ کن چو سلطان لغفلت بخفت
خور کر جب بادشاہ غفلت میں سو گیا

مگر نیک بخت فراموش شد
شاید نیک بخت کو تو بھول گیا

ترا شب بعیش و طرب می رود
تیری رات عیش اور مستی میں گزرتی ہے

فرو بردہ سرکار والے بدیک
قافلہ کا سردار دیگ میں سردیے ہوتے ہے

بدارے خلا وند ز ورق بر آب
اے کشتی والے پانی پر کھڑا کر لے

توقف کنید اے جوانان چست
اے چست جوانو! ٹھہرو

تو خوش خفتہ در ہودج کارواں
تو تو قافلہ کے ہودج میں آرام سے سویا ہوا ہے

چہ بامون و کوہست چہ سنگ و رمال
پھر تیرے لیے کیا جبل اور نیسا کیا تھرا اور ریتا

بلرزش در افتادہ ہچوں سہیل
وہ سہیل کی طرح کپکپی میں بہتا تھا

کہ اینک قبا یو ستینم پوشش
کہ ابھی میری پوشتین کی قبا پہن لے

کہ بروں فرستم بدست غلام
کہ میں غلام کے ہاتھ باہر بھیجتا ہوں

شہنشاہ در ایوان شایخزید
بادشاہ شاہی محل میں محسوس کیا

کہ طبعش بد و اندکے میل داشت
جس کی طرف اس کی طبیعت کا جھکاؤ تھا

کہ ہندوئے مسکین برفتش زیاد
کہ مسکین چو کیہ اس کے ذہن سے نکل گیا

ز بد بختیش در نیامد بدوش
اس کی بد بختی کی وجہ سے کا ندھے پر نہ آئی

کہ جو رہ سپہ انتظارش فرود
کہ آسمان کے ظلم نے اس کے لیے انتظار کا اور اضافہ کر دیا

کہ چوبک زلش بایداواں چہ گفت
تو نفارچی نے صنم کو اس کو کیا کہا

چو دستت در آغوش آغوش شد
جب تیرا ہاتھ معشوق کی بغل میں پہنچا

چہ دانی کہ بر ما چہ شب می رود
مجھے کیا معلوم کہ رات ہم پر کیسی گزری

چہ از یافرو رفتگانش بر یک
اس کو زینے میں دھننے ہوؤں کی کیا فکر ہے

کہ بیچارگان را گذشت از سر آب
اس لیے کہ بے سہارا لوگوں کے سر سے پانی گذر گیا ہے

کہ در کار و اندام سران مست
اس لیے کہ قافلہ میں سران بوڑھے بھی ہیں

مہار شتر در کف سارواں
اونٹ کی مہار ساربان کے ہاتھ میں ہے

زرہ باز پس ماندگان پس حال
راستے سے ٹھکے ہوؤں سے حال پوچھ

۱۔ سہیل ستارہ لرزا
نظر آتا ہے۔
۲۔ ترک یعنی وہی مجرب
غلام۔

۳۔ یعنی
بادشاہ
۴۔ منہ سے
اس کا نام
سنا تھا۔

۵۔ یعنی جو شخص مرے
اڑا رہا ہے اس کو
مصیبتوں کی خبر دے

ترا کوہ پیکر ہیون می برد
تجھے تو پہاڑ جیسے جسم والا اونٹ لیے جا رہا ہے
با رام دل خفتگاں در بہنہ
قیام نگاہ پر دل کے آرام سے سونے والے

سادہ چہ دانی کہ خوں می خورد
تجھے کیا معلوم کہ پیدل چلنے والا خون پی رہا ہے
نہ دانند حال شکم گر سنہ
بھوکے پیٹ والوں کا حال نہیں جانتے ہیں

حکایت

ایک راعس دست پرستہ بود
چو کیدار نے ایک شخص کے ہاتھ باندھ دیے تھے
بگوش آتش و شب تیرہ رنگ
کالے رنگ کی رات میں اس کے کان میں آیا
شنیدائیں سخن دزد و مغلول و کلفت
بڑی پڑے چور نے یہ بات سنی اور بولا
بروشکر یزدان کن اے تنگ دست
اے تنگ دست جا خدا کا شکر کر
مکن نالہ از بے نوائی بے
بے سامانی کی وجہ سے زیادہ رو

ہمہ شب پریشان و دلخستہ بود
وہ تمام رات پریشان اور دلخستہ رہا تھا
کہ شخصے ہمے نالہ از دست تنگ
کہ ایک شخص تنگ دستی سے رو رہا ہے
تو بارے ز غم چند نالی بخت
تو غم سے کتنا زوئے گا سو جا
کہ دست غس تنگ بر ہم نسبت
کہ چو کیدار نے تیرے ہاتھ کس کے نہیں باندھا
چو بھنی ز خود بے نوائی تر کسے
جبکہ اپنے سے زیادہ کسی کو بے سامان دیکھ لے

حکایت

برہنہ تنے یک درم و ام کرد
ایک ننگے نے ایک درہم قرض لیک
بنالید کاے طالع بد لگام
رو پڑا کہ اے سرکش ستار
چونا پختہ آمد ز سختی بگوش
جب وہ ناجربہ کار سختی کی وجہ سے جوش میں آ گیا
بجا آورائے خام شکر خدائے
اے ناجربہ کار خدا کا شکر بجا لا

تن خوش را کسوت حنہ ام کرد
اپنے بدن کے لیے کچھ چمڑے کا لباس بنوا یا
بکرمان پختہ دریں زیر حنہ ام
اس کچھ چمڑے میں گرمی میں نہیں پک گیا
یکے گفتش از چاہ زندان جوش
تجھے کہہ کنوین سے کسی نے اس کو کہا چپ رہ
کہ چوں مانہ حنہ ام بردست و پا
کہ ہماری طرح ہاتھ پاؤں پر کچلا چمڑا نہیں ہے

حکایت

یکے کرد بر پار سائے گذر
ایک شخص ایک پارے کے پاس سے گذرا
قفلے فرد کو فت بر گردنش
اس نے اس کی گدی پر ایک طمانچہ مارا

بصورت جو و آدش د نظر
وہ اس کو بظاہر یہودی نظر آیا
بہ بخشید درویش پیرائش
پارے نے اس کو اپنا لباس بخش دیا

۱۔ اس زمانہ میں
غریب کمال پہن لیتے
تھے۔

۲۔ قیدیوں کو
اندھے کنوین میں
ڈال دیا جاتا تھا۔
۳۔ یعنی اس
شخص

۴۔ اس
پارے کو یہودی
سمجھ کر طمانچے مار دیے
تو پارے نے فوراً
اس کو اپنا لباس
اتار کر بخش دیا۔

خجل گفت کا نچ از من آمد خطاست
وہ شرمندہ ہو کر بولا مجھ سے جو کچھ ہوا وہ غلطی تھی
بشکرانہ گفتا بہ شرنا یستم
اُس نے کہا شکرانہ میں میں شر پر آمادہ نہیں ہوں
نکو سیرت بے تکلف بروں
نیک باطن بظاہر سادہ
بزدیک من شب رو راہ زن
نیرے نزدیک چور ڈاگو

بہ بخشائے بر من چہ جائے عطاست
مجھے معاف کر دے بخشش کا کیا موقع ہے
کہ آنم کہ ہندانتی نیستم
جو کچھ تو کہنے مجھے سمجھا میں ایسا نہیں ہوں
بہ از نیک نام خراب اندر
اس نیک نام سے بہتر ہے جس کا باطن خراب ہو
بہ از فاسق پارسا پس من
اس بدکار سے بہتر ہے جو پارسل کے لباس میں ہو

حکایت

ز رہ باز پس ماندہ میگرسیت
ایک شخص راستے سے ٹھکا ہوا رو رہا تھا
خرے بارکش گفتش اے بے تمیز
اس سے لڑھو گدھے نے کہا اے بے تمیز
بروشکر کن چوں بخیر بر نہ
جاشکر ادا کر اگرچہ تو گدھے پر سوار نہیں ہے

کہ مسکین ترا ز من بر من شدت کیست
کہ اس جہل میں مجھ سے زیادہ مسکین کون ہو گا
ز جور فلک چند نالی تو نیز
تو بھی آسمان کے ظلم سے کتنا روئے گا
کہ آخر بر نیز کساں خزنہ
لیکن ان انسانوں کے بچے گدھا تو نہیں ہے

ایسے میں اس شکرانہ میں
لباس دے رہا
ہوں کہ تو نے مجھے
یہودی سمجھا خدا
کا شکر

۱۰
ہے
کہ
میں

ہوں۔
۱۱ نعمت الہی کا کفر
زوال کا سبب ہے
۱۲ اس سے
فقیر سے کہا۔

حکایت

فقیہہ برافتادہ مستے گذشت
ایک فقیہ ایک بیہوش پر ہونے پر سے گذرا
ز نخوت بد والتفاتے نکر و
تکبر سے اس کی طرف متوجہ نہ کیا
بروشکر کن چوں نعمت دری
جائے شکر کہ جبکہ تو نعمت میں ہے
یکے را کہ در بند بنی مخند
اگر تو کسی کو قید میں دیکھے تو نہ پہن
نہ آخر در امکان تقدیر مست
کیا آخر تقدیر کے امکان میں یہ نہیں ہے
ترا آسمان خط بہ مسجد نشست
آسمان نے تیرا حصہ مسجد میں لکھ دیا ہے
بہ بند اے مسلمان بشکرانہ دست
اے مسلمان شکرانہ میں ہاتھ جوڑ

بمسندورے خویش مغر و گشت
اپنی پارسائی پر مغرور ہو گیا
جواں سر بر آورد کلے پیر مرد
جوان نے سر بھارا کہ اے بوڑھے
کہ محرومی آید ز مستکبری
اس لیے کہ تکبر کرنے سے محرومی آتی ہے
مبادا کہ ناگہ درافتی بہ بند
ایسا ہو کہ تو قید میں پڑ جائے
کہ فردا چو من باشی افتادہ مست
کہ کل کو قیصری طرح تو بھی مست پڑا ہو
مزن طعنہ برد گیرے در کنشت
دوسرا جو کنشت میں ہے اس پر طعنہ زنی نہ کر
کہ ز نار مخ بر میانست نہ بست
کہ آتش پرست کا جینویری مکر پر نہیں باندھا ہے

نہ خود میر و دہر کہ جو یان او دست
جو اس کا مت لاشی ہے وہ خود نہیں جاتا
نگر تا قضا از کج سیر کرد
غور کر قضا کہاں سے چلی ہے

بعنفش کشاں می برد لطف دوست
دوست کی مہربانی اس کو سختی سے کھینچ کر لے جاتی ہے
کہ کوری بود تکبیر بر غیر کرد
کیونکہ غیبر پر بھروسہ کرنا اندھا پن ہوگا

گفتار اند نظر صاحب دلائل در حق نہ در اسباب

کہات اس بیان میں کہ صاحب دلائل کی نظر اللہ کی طرف ہوتی ہے نہ کہ اسباب کی طرف

مستست یاری شفا و رہبات
نباتات میں خدا نے شفا ملا دی ہے
غسل خوش کتہ زندگان راج
شہد زندوں کا مزاج ٹھیک کر دیتا ہے
رق ماندہ را کہ جاں از بدن
آخری سانس دے کی جب بدن سے جان
یکے گزر پولاد بر مغز خور و
ایک شخص نے فولاد کا گرز سر پر کھایا
ز پیش خطر تا توانی گریز
جب تک ہو سکے خطر کے سامنے سے گریز کر
دروں تا بود قابل شرب و اکل
جب تک باطن پینے اور کھانے کے قابل ہے
خراب آنگہ اس حنا نہ گردد تمام
یہ گھڑی وقت پورا تباہ ہوتا ہے
مزاجت تر و خشک و گرمست و سرد
مزاج ترا و خشک اور گرم اور سرد
یکے زیں چو بر دیگرے یافت دست
جب ان میں سے ایک نے دوسرے کو غلبہ پایا
اگر باد سرد نفس نکذرد
اگر سانس کی ٹھنڈی ہوا نہیں گزرتی ہے
و اگر دیگر معده بوجہ شد طعام
اگر دیگر معدے کی دگ کھانے کو جوش دیدے
در ایناں نہ بندد دل بل شناخت
الہی شناخت کی وجہ ان سے دل وابستہ نہیں کیا
تواناے تن دلاں از خورش
جسم کی طاقت خوراک سے نہ سمجھ

اگر شخص را ماندہ باشد حیات
اگر انسان کی زندگی باقی ہو
ولے درد مردن ندارد علاج
لیکن موت کے درد کا کوئی علاج نہیں ہے
برآمد چہ سود انگبین و روغن
نکل گئی تو شہد منہ میں ڈالنے سے کیا فائدہ
کسے گفت صندل بامش بدرد
کسی نے کہا اس کے درد پر صندل مل دے
ولیکن مکن با قضا پنج تہینہ
لیکن قضا کے ساتھ پنج تہینہ نہ کر
بداں تازہ رویت و پاکیزہ شکل
اسی سے چہرہ تازہ اور صورت پاکیزہ ہے
کہ باہم نازند طبع و طعام
جب کھانا اور مزاج باہمی موافقت نہ کریں
مرکب از میں چار طبع است مرد
ان چار طبیعتوں سے انسان مرکب ہے
تراز وئے عدل طبیعت شکست
مزاج کے عدل کی ترازو ٹوٹ گئی۔
تف سینہ جاں درخروش آورد
سینہ کی گرمی جان میں جوش پیدا کر دیتی ہے
تن نازنیں را شود کار حنام
نازوں والے جسم کا کام کچا ہو جاتا
کہ پوست باہم نخواہند ساخت
کیونکہ وہ ہمیشہ آپس میں موافق نہیں رہ سکیں گی
کہ لطف حقت مسدود شد
اس لیے کہ اللہ کی مہربانی تیری پرورش کرتی ہے

۱۔ طالب حق بتقدیر
الہی طلب حق میں لگتا ہے۔
۲۔ تقدیر کا معاملہ
من جانب اللہ ہے
اسباب پر اعتماد
وہی کر سکتا ہے جو
اس حقیقت کو نہیں
سمجھتا ہے
۳۔ حالانکہ صندل
اس درد سر کے
لیے مفید ہے جو کچا
کی گرمی
۴۔ پیدا
مطلب یہ ہے
غلط تدبیر بھی
اور تدبیر مخالف تقدیر
بھی کام نہیں کرتی
۵۔ سانس لینے میں
بہر کی ٹھنڈی ہوا
لے جاتا ہے جو موجب
تسکین ہے
۶۔ یعنی معدے کی
حرارت سے ہو جائے
۷۔ یعنی چاروں ظلوں
سے۔

بحقش کہ گردیدہ بر تیغ و کار و
اس خدا کے حق کی قسم تو اگر آنکھیں تلوار اور چھری پر
چور و بے بخدمت نہی بر زمین
جب چہرہ زمین پر خدمت میں رکھے
گدا نیست تسبیح و ذکر و حضور
تسبیح اور ذکر اور حاضری بھکاری پن ہے
گرفتہ کہ خود خدمت کرتے کردہ
میں نے مانا کہ تو نے کوئی خدمت کی ہے

نہی حق شکرش نخواہی گزارد
رکھ دے گا اس کے شکر کا حق ادا نہیں کر سکے گا
خدا را ثنا گوی و خود را مبین
خدا کی تعریف کر اپنے آپ کو نہ دیکھ
گدا را نباید کہ باشد غرور
بھکاری کے لیے غرور مناسب نہیں ہے
نہ ہو ستہ اقطاع او خوردہ
کیا تو نے ہمیشہ اس کی جاگیر نہیں کھائی ہے

گفتار در سابقہ حکم ازل و توفیق خیر

کہادت ازل کے تدبیر حکم اور توفیق خیر کے بیان میں

نخواست او ارادت بدل در نہاد
اس نے پہلے دل میں ارادہ پیدا کیا
گرا ز حق نہ توفیق خیرے رسد
اگر اللہ کی جانب سے خیر کی توفیق نہ پہنچے
زباں را چہ مبنی کہ او تار واد
زبان کو کیا دیکھتا ہے کہ اس نے اقرار کیا ہے
در معرفت دیدہ آدمیست
آدمی کی آنکھ پہچان کا دروازہ ہے
کیست فہم بودے نشیب فراز
بیچ اور اونچ کی تجھے کب سمجھ ہوتی
سہر آورد و دست از عدم در وجود
سہرا اور ہاتھ کو عدم سے وجود میں لایا
و گرنہ کے از دست جو دآمدے
ورنہ ہاتھ سے سخاوت کب ہو سکتی
بحکمت زباں داد و گوش آفرید
دانائی سے زبان دی اور کان پیدا کیا
اگر نہ زباں قصہ برداشتے
اگر نہ زبان قصہ نہ اٹھاتی
و گرنہ سستی جاسوس گوش
اور اگر نہ کان کے جاسوس کی گوشش نہ ہوتی
مرا لفظ شیرین خوانندہ داد
مجھے سیٹھے پڑے جانے والے لفظ دیے

مجاہدات گزار کے
لیے خود بینی مناسب
نہیں ہے۔
مجان کی عبادت
تو اللہ کی نعمتوں کا
بدل ہے لہذا اللہ
پر کوئی
احسان
نہیں
پڑا ضرور
ہاتھ کی ہتھکڑیاں
توفیق خداوندی
سے ہیں۔
بلکہ بادشاہ کی
اور کان اس کا خبریں
جاسوس۔

پس ایں بندہ بر آستان سہ نہاد
تب اس بندہ نے آستانہ پر سہ دھار
کے از بندہ خیرے بغیرے رسد
بندہ سے دوسرے تک بھلائی کب پہنچے
بہ میں تازہاں را کہ گفتار واد
یہ دیکھ زبان میں گویائی کس نے دی ہے
کہ بکشادہ بر آسمان وز میست
جو آسمان اور زمین پر کھلا ہے
گرایں در نگر وے بر وے تو باز
اگر وہ تیرے اوپر یہ دروازہ نہ کھولتا
دریں جو د نہاد و در وے سجود
اس میں سخاوت رکھی اور اس میں سجدہ
محالست کز سر سجود آمدے
ناممکن ہے کہ سر سجدہ ادا ہوتا
کہ باشند صندوق دل را کلید
تاکہ وہ دل کے صندوق کی چابی بنیں
کس از سر دل کے خبر داشتے
کوئی دل کے راز سے کب خبردار ہوتا
خبر کے رسیدے بسططان ہوش
ہوش کے بادشاہ کے پاس خبر کب پہنچتی
ترا سمع دراک دانندہ داد
مجھے جانتے والے اور اک کز نیلے کان دیے

میرام ایں دو چوں حاجاں بروراند
یہ دونوں ڈیوڑھی بانوں کی طرح ہمیشہ دروازے پر ہیں
چہ اندیشی از خود کہ فعل کمکوست
اپنے بارے میں کیا سوچتا ہے کہ میرا کام اچھا ہے
برو بوستاناں باں باباں شاہ
باغبان شاہی محل میں لے جاتا ہے

ز سلطان بسططاں خبر می برند
بادشاہ کی بادشاہ کے پاس خبر لے جاتے ہیں
ازاں درنگہ کن کہ قفسد بر اوست
اس طور پر اس کو دیکھ کہ اس کی جانب سے مقدر ہے
بہ تحفہ شمر ہم زبستان شاہ
تحفہ پہل بھی بادشاہ کے باغ کے ہیں

حکایت سفر ہندوستان و ضلالت بت پرستان

ہندوستان کے سفر اور بت پرستوں کی گمراہی کا قصہ

میتے دیدیم از عجاج در سومات
میں نے سومات میں ہاتھی دانت کا ایک بت دیکھا
چناں صورتش بتہ تمثال گر
مصور نے اس کی ایسی صورت بنائی تھی

ز ہر ناحیت کاروانہا رواں
ہر گوشہ سے قافلے رواں تھے

طبع کردہ رایان چین و چگل
چین اور چگل کے رائے صاحبان لایچ میں تھے

زباں آوراں رفتہ از ہر مکان
بڑے زبان آور ہر جگہ سے چل کر

فروماندم از کشف آں ماجرا
اس ماجرے کے کھولنے سے میں عاجز آ گیا

مغے را کہ یامن سرکار بود
ایک پجاری سے جس کا مجھ سے تعلق تھا

بزمی پر سیدم اسے برہمن
میں نے بزمی سے پوچھا اسے برہمن

کہ بدہوش ایں ناتواں پیکر اند
کہ اس بے طاقت جسم پر فریفتہ ہیں

نہ نیروئے دستش نہ رفتار پائے
نہ اس کے ہاتھ میں طاقت نہ پاؤں میں رفتار

نہ بینی کہ چشمانش از لہر باست
نہ بینی کہ چشمان کی آنکھیں کبیرہا کی ہیں

بریں گفتم آں دوست دشمن گرفت
بڑی اس لکڑی پر اس دوست دشمن سمجھا

مرصع چو درجاہلیت منات
جو ایسا جڑاؤ تھا جیسے جاہلیت میں منات

کہ صورت نہ بند وازاں خوبتر
جس سے زیادہ خوب صورت صورت نہ بن سکے

بدیدار آں صورت بے رواں
اس بے جان صورت کو دیکھنے کے لیے

چو سعدی وفا ناں بت سنگدل
سعدی کی طرح اس سنگ دل بت کی وفا کے

تضرع کنناں پیش آں بے زباں
اس بے زبان کے آگے گڑ گڑاتے تھے

کہ جیتے جمادے پرستد چرا
کہ جان دار بے جان کو کیوں پوجتا ہے

نکو گوی وہم حجرہ و بار بود
بھلی بات کہنے والا اور حجرہ کا شریک اور بار تھا

عجب دارم از کاراں بقعہ من
اس سرزمین کے کارناموں سے مجھے تعجب ہے

مقتد بحاہ ضلال اندراند
گمراہی کے کنوئیں میں قیدی بنے ہیں

ورش لعلنی برنخیزند زجائے
انہ اگر تو اس کو گرا دے وہ جگہ سے اٹھ نہ سکے

وفا جستن از تنگ چشماں خطا است
تنگ چشموں سے وفا نہ ہوندا غلطی ہے

چو آتش شدا ز شمع و درمن گرفت
غصہ سے آگ کی طرح ہو گیا اور مجھ میں لگ گیا

۱۔ کانوں کے ذریعہ
ایک ل کی بات میرے
دل تک پہنچتی ہے۔
مگر نیک کام جو خدا
کی خدمت میں پیش
کر رہے ہو یہ بھی خدا
کی توفیق سے ہیں
گو یا کہ تم بادشاہ
کی خدمت میں تحفہ
بادشاہ ہی کے باغ
کے پھلوں سے پیش
کر رہے ہو۔
۲۔ سومات جو ناکہ
کے علاقہ میں ایک
بت خانہ
۳۔ عجاج
جو
۴۔ غزنوی کے
محمود
۵۔ جملوں میں تباہ ہو گیا
۶۔ تھا اب ہندو سرکار
نے اس کی دوبارہ
تعمیر کرائی ہے۔ منات
عرب کا مشہور بت تھا
۷۔ یعنی اس بے جان
بت کے کیوں عائن
ہیں۔

۸۔ تنگ چشم یعنی جو
دیکھ سکے معشوق کو
تنگ چشم اسی وجہ سے
کہا جاتا ہے کہ وہ
تنگ کی وجہ سے نگاہ بھر
کر کسی کو نہیں دیکھتا۔

مغاں را خبر کرد و پیران دیر
 پیاریوں اور بت خانہ کے پلنے برہمنوں کو خبر کردی
 چو آن راہ کج پیش شاں راست بود
 چونکہ ٹیڑھا راستہ ان کے نزدیک سیدھا تھا

کہ مردار چہ دانا و صاحب دست
 کیونکہ ان انسان اگرچہ عقلمند اور صاحب دل ہو

فرماندم از چہ رہ ہنجوں غریب
 ڈوبنے والے کی طرح میں بھی تیر سے عاجز ہو گیا

چو بینی کہ جاہل بکس اندر ست
 جب تو یہ دیکھے کہ جاہل کینہ میں مبتلا ہے

مہیں برہمن راستہ و دم بلند
 بڑے برہمن کی میں نے بہت تعریف کی

مرانیر بالنقش این بت خوش است
 مجھے بھی اس بت کے نقش کے ساتھ خوش اعتقاد ہی ہے

بدیع آیدم صورتش در نظر
 میری نگاہ میں اس کی صورت نادر معلوم ہوتی ہے

کہ سالوک این منہم غمقریب
 اس لیے کہ میں ابھی ابھی اس رستہ کا سالک بنا ہوں

تو دانی کہ سرزمین این رعب
 تو تو سمجھتا ہے کیونکہ اس بساط کا سرزمین ہے

عبادت تقلید گمراہی است
 کہ دیکھا دیکھی کی عبادت گمراہی ہے

چہ معنی است در صورت این صنم
 اس بت کی صورت میں کیا حقیقت ہے

برہمن ز شادی ہر افروخت روے
 برہمن کا خوشی سے چہرہ چمک اٹھا

سوالت صوابست و فعلت جمیل
 تیرا سوال ٹھیک ہے اور تیرا کام عمدہ ہے

جز این بت کہ ہر صبح ازینجا کہ است
 اس بت کے علاوہ اس لیے کہ ہر صبح جہاں وہ ہے وہاں سے

و گر خواہی امشب ہم این جاہل باش
 اگر تو چاہتا ہے آج رات تو بھی اس جگہ ٹھہر جا

میں ان پیاریوں میں
 اب گھر کے عجیب و خوش
 کے سوار راہ نجات نہ
 دیکھی۔
 یعنی اس کی بات مان
 لے اور نرم پڑ جا۔
 مگر نہ مشہور کتاب
 ہے جو زردشت کی
 طرف منسوب ہے استا
 اس کی شرح ہے
 بلکہ چونکہ میں حال
 ہی میں اس کا معتقد بنا
 ہوں اس لیے پوری

حقیقت
 سے
 ثابت
 ہوں۔
 یہ بت باور
 ہے اور تو اس کا خالص
 وزیر ہے۔
 بلا تو نے ان بتوں
 کو بے جان سمجھا
 ہے تو بے شک اور
 بت ایسے ہی ہیں
 لیکن یہ بت ایسا
 نہیں ہے

ندیدم در آن انجمن روئے خیر
 میں نے اس انجمن میں بھلائی کا منہ نہ دیکھا
 رہ راست و چشم شاں کج نمود
 ان کی آنکھوں میں سیدھا راستہ ٹیڑھا نظر آیا

بنزدیک بے دانشاں جاہلست
 بے عقلوں کے نزدیک جاہل ہے

بروں از مدار اندیدم طریق
 میں نے خاطر تواضع کے علاوہ کوئی راستہ نہ دیکھا

سلامت تسلیم و لیں اندر ست
 سلامتی مان لینے اور نرمی میں ہے

کہ اے پیر نفس راستا و زند
 کہ اے استا اور زند کی نفس کے پیر

کہ شکست خوش و صورتے دلکش است
 اس لیے کہ عمدہ شکل اور دلکش صورت ہے

ولیکن ز معنی ندارم خبر
 لیکن مجھے حقیقت کا پتہ نہیں ہے

بدان نیک ناوہ شناسد غریب
 سنا کر بد اور نیک میں کم تیز کرتا ہے

لصیحت گمراہ شاہ این بقعہ
 اس سرزمین کے بادشاہ کا مخلص ہے

خنک رہوے را کہ آگاہی است
 ٹھنڈک اسی مسافر کو ہے جو باخبر ہے

کہ اول پرستند گانش منم
 تاکہ میں سب سے پہلے عبادت گزاروں میں ہوں

پسندید و گفت اے پسندیدہ گوے
 اس نے بات پسند کی اور کہا اے اچھا پسندیدہ

بمنزل رسد ہر کہ جوید دلیل
 جو شخص دلیل کا متلاشی ہوتا ہے وہ مقصد تک پہنچ جاتا ہے

برآرد بہ یزدان وادار و ست
 منصف خدا کے سامنے ہاتھ اٹھاتا ہے

کہ فردا شود سر این بر تو فاش
 کیونکہ کل کو تیرے اوپر یہ از کھل جائے گا

تجربہ و انداز و خیال
 میں نے ان باتوں کو دیکھا ہے۔

تجربہ و انداز و خیال
 میں نے ان باتوں کو دیکھا ہے۔

شب آنجسا بودم بفرمان پیر
پیر کے حکم پر میں رات کو وہاں رہا
شبے ہچو روزے قیامت و راز
وہ رات قیامت کے دن کی طرح لمبی تھی

کشتیاں ہر گنہ گار نہ رہا
وہ برہمن جنہوں نے پانی کو کبھی تکلیف نہ دی تھی
مگر کروہ بودم گناہ عظیم
شاید میں نے کوئی بڑا گناہ کیا تھا

ہمیشہ دریں قید و غم مبتلا
تمام رات ہی غم کی قید میں پھنسا رہا
کہ ناگہ دل زن فرو گرفت کوس
کہ چانک تھارچی نے نقارہ پیٹ دیا

خطیب سیہ پوش شب بے خلافت
رات کے سیاہ پوش خطیب نے بلا کسی خلافت کے
فتاد آتش صبح در سوخت
سوختے میں صبح کی آگ لگ گئی

تو گفתי کہ در خطہ زنگ بار
تو یہ کہے گا کہ زنجبار کے خطہ میں
مغان تہہ رای ناشستہ روئے
بے قفل بجاری بغیر منہ دھوئے

کس از مرد و در شہر و بر زن نماند
انسانوں میں سے کوئی شخص شہر اور کوچہ میں نہ رہا
من از غصہ رنجور و از خواب مست
میں غصہ سے رنجیدہ اور نیند سے متوالا

بیک بار ازینہا برآمد خروش
ایک بارگی ان سے شور پیدا ہوا
چو تخرابہ خالی شد از انجن
جب مجمع سے بت خانہ خالی ہو گیا

کہ دائم ترا پیش مشکل نماند
کہ میں تیرا ہمیشہ مشکل نہیں ہی
چو دیدم کہ جہل اندر و محکم است
جب میں نے دیکھا کہ اس میں نادانی پائی ہے

چو بیشن بچاہ بلا در اسیر
جیسا بیشن مصیبت کے کنوئیں میں قیدی

مناں کرومن بے وضو در نماز
بجاری میرے چاروں طرف بلا وضو پوجا میں لگے تھے

بغلہا جو مردار در آفتاب
ان کی بغلیں ایسی تھیں جیسے دھوپ میں مردہ

کہ بر دم دران شب غلے لیم
جو میں نے اس رات کو بڑا غذاب اٹھایا

یکم دست بر دل یکے بر دغا
ایک ہاتھ دل پر تھا ایک دعا میں

نحو انداز قضائے برہمن خروس
مرغ نے برہمن کی موت کا اعلان کر دیا

بر آور د شمشیر روزانہ خلافت
دن کی تلوار میان سے سونت لی

بیک دم جہانے شد افروختہ
ایک دم سے پوری دنیا روشن ہو گئی

ز یک گوشہ ناگہ در آمد تبار
ایک گوشہ سے ناگہ ایک گشتہ آئے ہیں

بدیر آمدند از در و دشت و کوئے
دروازے اور جنگل اور کوچہ سے تیرا نہ میں گئے

دران بت کہہ جائے در زن نماند
اس بت خانہ میں سوئی دھڑنے کی جگہ نہ رہی

کہ ناگہ تماشیل برداشت دست
کہ چانک بت نے ہاتھ اٹھائے

تو گفתי کہ دریا در آمد بجوش
تو یہ کہے گا کہ دریا میں جوش آگیا

برہمن نگہ کرد خنداں
برہمن نے ہنسنے ہوئے مجھے دیکھا

حقیقت عیاں گشت و باطل نماند
حقیقت کھل گئی ہے اور باطل ختم ہو گیا ہے

خیال محال اندر و محکم است
ایک ناممکن خیال اس میں کھسا ہوا ہے

برہمن رستم کا بچ
بے خواہر سیاب کی بیٹی
مینزہ پر عاشق تھا اور اس نے
نے دھوکہ سے برہمن
کو گرفتار کر کے کنوئیں میں
قید کر دیا تھا۔

مرغ کی اذان کو برہمن
کی موت کا پیغام قرار دیا۔
نقارہ تھا کہ عباسی
دور میں فساد

سیاد کپڑے پہنکر اور
ننگی تلوار ہاتھ میں لیکر
خطبہ دیتا تھا۔
سنگ جلتے ہوئے

کپڑے
سے
آگ
سلاکتے

تھے
۵ رات کی تاریکی کو
خطرہ بجا اور دن
کی روشنی کو شکرتاً
قرار دیا ہے۔

یعنی اب تو
اس بت کو
بے جان نہ سمجھے
گا۔

نیارستم از حق و گریہ گفت
میں پھر کوئی اصحیح بات نہ کہہ سکا۔

چو بینی زبردست رازبردست
جب تو اپنے آپ کو زبردست کے مقابلہ میں زبردست
زمانے بسا لو کس گریاں شدم
تھوڑی دیر کے لیے میں مکاری سے رونے لگا
بگریہ دل کا فلان کرو میل
رونے سے کافروں کا دل جھکا

دویدند خدمت کنایاں سوئے من
خدمت کے لیے میری طرف دوڑ پڑے
شدم عند رگویان بر شخص عاج
میں ہاتھی دانت کے جسم کے سامنے ہڈی خواہ ہوا
بتک راکب بوسہ وادوم بدست
میں نے ایسے بت کی دست بوسی کی

بتقلید کافر شدم روز چند
دیجادیگی میں بھی چند دن کے لیے کافر بن گیا

چو دیدم کہ درویش شتم امیں
میں نے جب دیکھا کہ میں بختانہ میں اعتبار والا بن گیا ہوں

درویش محکم بستم شبے
ایک رات میں نے مضبوطی سے بت خانہ کا دروازہ بند کیا

نکہ کردم از زیر تخت و زبر
میں نے تخت کے نیچے اور اوپر نطفہ ڈالی

پس پردہ مطرانے آذر پرست
پردہ کے نیچے ایک آتش پرست پنڈا

بفورم دریاں حال معلوم شد
مجھے فوراً ہی حال معلوم ہو گیا

کہ ناچار چوں ورکشدر لسیاں
کہ لامحالہ جب وہ جی کھینچتا ہے

برہمن شد از روئے من شر مسار
برہمن مجھے دیکھ کر شرمندہ ہو گیا

بتازید و من در پیش تاشتم
وہ مجھ کا اور میں اس کے نیچے دوڑا

اے جب صحیح بات کے
قبول کرنے کا امکان
نہ تو صحیح بات کہہ کر
حق کو ذلیل نہ کرنا
چاہیے۔
اے ان کا پھر جیسا
میرے رونے کے

سیل
مکھوم
گیا۔
یہ کہہ کر
ہاتھ اٹھانے کا راز
کھلے۔

یہ وہ شکل میں ہے جو
اسی طرح مل ہو گئی
جیسا کہ حضرت داؤد
کے ہاتھوں ہاتھ مل جاتا
۵ یعنی عیب کھل جاتا۔

کہ حق زائل باطل بیاہد نہفت
کیونکہ صحیح بات اہل باطل سے چھپاتی چاہیے۔

نہ مردی بود نجیب خود شکست
اپنا نجیبہ توڑنا بہادری نہیں ہے

کہ من زانچہ گفتم پشیاں شدم
کہ میں اس بات سے کٹہر مندہ ہونے میں کمی تھی

عجب نیست سنگ ار بگرد بسیل
اگرچہ پھر ہوا سے گھوم جائے تو عجب کی بات نہیں ہے

بعزت گرفتند بازوئے من
عزت سے میرا بازو تھاما

بکمرستی ز رکوفت بر تخت ساج
جو سونے کے تہوں جڑی کرسی اور سال کے تخت پر تھا

کہ لعنت برو باد و بریت پرست
کہ اس پر اور اس کے بھائی پر خدا کی لعنت لگا رہی

برہمن شدم در مقالبت زند
نزد کے متردوں میں برہمن بن گیا

نگنجیدم از خسترمی در زمیں
میں خوشی سے زمین میں نہ سما یا

دویدم چپ و راست چوں عقربے
بچھوڑ کر کئی طرح دائیں اور بائیں دوڑا

یکے پردہ دیدم مظل ہزار
میں نے زردوزی کا ایک پردہ دیکھا

مجاور سر لسیاں نے بدست
رتی کا سہا ہاتھ میں لیے بیٹھا ہے

چو داؤد کاہن بروموم شد
جیسا کہ حضرت داؤد کے ہاتھوں ہاتھ ہو گیا تھا

برآر و صنم دست فریاد خواں
بت دعا کا ہاتھ اٹھا دیتا ہے

کہ شلعت بود نجیب بر روئے کار
کیونکہ عیب کھل جانا بدنامی ہے۔

نگوش بجلیے در انداختم
میں نے اس کو ایک کنوئیں میں اندھا کر دیا

کہ دانستم از زنده آں برہمن
اس لیے کہ میں سمجھتا تھا کہ اگر وہ برہمن زندہ
ہیں تو کہ از من برآید و مار
وہ چاہے گا کہ مجھے ہلاک کر دے

چو از کار مفسد خبر یافتی
جب مجھے کسی مفسد کے کارنامے کا پتہ لگ جائے
کہ گر زندہ آں مانی آں بے ہنر
اس لیے کہ اگر تو اس بے ہنر کو زندہ چھوڑے گا

وگر سر بخدمت نہد بر درت
اور اگر وہ تیری چوکت پر بھی خدمتگزاری کا سر رکھے گا
فریبندہ را پائے در پے منہ
نہری کا پیچھا نہ کر

تماش بکشم بسنگ آں خبیث
اس خبیث کو میں نے پتھر سے پورا مار ڈالا
چو دیدم کہ غوغائے اینجا ختم
جب میں نے دیکھا کہ میں نے شور برپا کر دیا ہے

چو اندر زیتانش آتش زدنی
جب تو نے اس کے کچھار میں آگ لگا دی

مکش بچہ مار مردم گزائے
انسان کو دسٹے والے سانپ کا بچہ نہ مار

چو زنبور خانہ بیا شوقتی
جب تو نے بھڑوں کے چھتے کو چھیڑ دیا ہے
بجاک تراز خود میسند از تیر
اپنے سے زیادہ ہوشیار سے تیر اندازی نہ کر

و را وراق سعدی چنین بند نیست
اس کتاب میں اس جیسی نصیحت نہیں ہے

بند آدم بعد از اں رستخیز
اس قیامت کے بعد میں ہندوستان میں آگیا

از اں جملہ تلخی کہ بر من گذشت
اس تمام کڑواہٹ سے جو مجھ پر گزری تھی

در اقبال تائید ہو بکر سعد
یہ ابو بکر سعد کے اقبال کی تائید میں

بماند کند سعی در خون من
بچہ گیسا تو میرے قتل کی کوشش کرے گا
مبادا کہ رازش کنم آشکار
تاکہ میں اس کا راز ظاہر نہ کر سکوں

ز دستش برآور چو در یافتی
جب تو قابو پا جائے تو اس کو ختم کر دے
نخواہد ترا زندگانی دیگر
تو پھر وہ تیسری زندگی نہ چاہے گا

اگر دست یا بدبست و سمرت
تو اگر وہ تباہ ہو جائے گا تیرا سر کاٹ دیگا

چو رفتی و دیدی امانش بدہ
اگر تو نے کیا ہے اور دیکھ لیا ہے تو اس کو امن نہ دے

کہ از مرده دیگر نیاید حدیث
اس لیے کہ مرا ہوا پھر بات نہیں کہہ سکتا ہے

رہا کردم آں بوم و بکر ختم
میں نے اس جگہ کو چھوڑ دیا اور بھاگ گیا

ز شیراں پر ہی سزا اگر بخردی
اگر تو عقلمند ہو تو شیروں سے بچاؤ کر

چو شتی در اں خانہ دیگر میائے
اگر تو نے مار دیا ہے تو اس گھر میں پھر نہ بھر

گر نراز محبت کہ گرم اوفتی
اپنی جگہ سے بھاگ جا ورنہ جلد گرم پڑے گا

چو افتاد و امن بدنداں بکیر
اگر موقع پڑے تو دامن دانتوں سے پکڑ لے

کہ چوں پائے دیوار کنڈی بالیست
کہ جب تو دیوار کی جڑ کھود دے تو کھڑا نہ رہے

و زانجا براہ من تا حبیبر
اور وہاں سے میں کے راستہ سے تھماڑ میں

و با نم جزا مرو ز شیریں نلشت
کچھ کے علاوہ میل منہ نہیں نہ ہوا

کہ ما در نراید چو قبل و بعد
کہ کسی ماں نے پہلے اور بعد اس جیسا نہ جٹا

۱۔ یعنی اس برہمن
کو مار کر
۲۔ اور نہ وہ کچھ
سے کل کر مجھے بھاگ
ڈالیں گے۔
۳۔ یعنی تیر چلا کر
بھاگ نکل۔

۴۔ اور نہ
۵۔ یعنی گھر سے
۶۔ یعنی گھرات
سے بھاگ کر ہندوستان
پہنچا۔ ہندوستان
سے مراد دہلی یا
لاہور وغیرہ ہے۔

ز جو ز فلک داد خواہ آدم
آسمان کے ظلم سے فریادی بن کر آیا ہوں

دعا گوئی میں دو لقمہ بندہ وار
میں غلامانہ انداز پر اس دولت کا دعا گو ہوں

کہ مرہم نہاد م نہ در خور و خویش
میرے اپنے مناسب اس نے مرہم نہیں رکھا

کے اس شکر نعمت بجا آورم
اس نعمت کا میں کیسے شکر ادا کر سکتا ہوں

فرج یافتہ بعد از ازاں بندہ
اس کے بعد میں نے مصیبتوں سے نجات پالی

یکے آنکہ ہر گہ کہ دست نیاز
ایک تو یہ کہ میں جب بھی دعا کے لیے ہاتھ

بیاد آید آل عجبت صمیم
مجھے وہ چینی کی گڑیا یاد آ جاتی ہے

بدانم کہ دستے کہ برداشتم
میں یقین کرتا ہوں کہ جو ہاتھ میں نے اٹھایا ہے

نہ صاحب دلال دست بر میکشند
صاحب دل خود اپنا ہاتھ نہیں اٹھاتے ہیں۔

در خیر باز است و طاعت و لبیک
اطاعت اور بھلائی کا دروازہ کھلا ہے لیکن

ہمیں دست مانع کہ در بار گاہ
روک اک یہ ہے کہ دربار میں

کلید و تدبیریت و دوست کس
تقدیر کی کنجی کسی کے ہاتھ میں نہیں ہے

پس اے مرد پویندہ بر راہ راست
تو اے سیدھے راستے پر دوڑنے والے انسان

چو در غیب نیکو نہاد است سرشت
چونکہ غیب میں تیری فطرت نیک بنائی ہے

ز نہ نور کرداں حلاوت پدید
شہد کی بھی سے اسی ذات نے شیرینی پیدا فرمائی ہے

چو خواہد کہ ملک تو ویراں کند
جب وہ چاہے کہ تیرا ملک ویران کر دے

یعنی اس کی بخشش
اپنی شایان شان ہے
یعنی سر کے بل
کھڑا ہو جاؤں
یعنی سونمات کا

بست
بلکے میں سمجھتا ہوں کہ

میں بھی دست
قدرت

میں
ہوں اور

خودیت کی
طرح عاجز ہوں۔

یعنی تقدیر خداوندی
یعنی جب خدا

کسی ملک کو تباہ کرنا
چاہتا ہے وہاں کے

حاکم کو محکوم آزار
بنادیتا ہے۔

دریں سایہ گستر پناہ آدم
سایہ ڈالنے والے کی پناہ میں آیا ہوں

خدا یا تو ایں سایہ پایندہ وار
اے خدا تو اس سایہ کو ہمیشہ رکھ

کہ در خور و انعام و اکرام خویش
بلکہ اپنے انعام اور اکرام کے مطابق

و گریہ پائے گرد و بخندت سرم
خواہ خدمت میں میرا سر پر بن جائے

منورم بگویش است ازاں بندہ
لیکن اب تک اس قصہ سے حاصل شد نصیحتیں کان میں بچ رہی ہیں

بر آرم بدر گاہ وانا نے راز
اٹھاتا ہوں رازوں کے جانے والے کی درگاہ میں

کند خاک در چشم خود بینیم
میری خود بینی کی آنکھ میں دھول جھونکتی ہے

بہ نیروئے خود بر نفسراشتم
میں نے اپنی طاقت سے بلند نہیں کیا ہے

کہ سر رشته از غیب در می کشند
بلکہ (قضا و قدر) غیب سے رسی کا سلا کھینچتے ہیں

نہ ہر کس توانا است فعل نیک
ہر شخص نیک کام پر قادر نہیں ہے

نشا بد شدن جز بفرمان شاہ
شاہی حکم کے بدون نہیں جایا جاسکتا ہے

توانا تے مطلق خدا نیست و بس
مطلق توانا صرف خدا ہے

ترا نیست منت خدا و ندر است
تیرا کوئی احسان نہیں ہے خدا کا احسان ہے

نیا پد ز خوئے تو کردار زشت
تیری عادت سے کوئی برا کام نہیں ہوتا ہے

ہماں کس کہ در مار زہر آفرید
جس نے سانپ میں زہر پیدا فرما دیا ہے

نخست از تو خلق پریشاں کند
سب سے پہلے تجھ سے مخلوق کو پریشان کر دے

وگر باشد شش بر تو بخشا کشتے
اور اگر اس کی تجھ پر عنایت ہو

سکبت بر کن بر رہ راستی
سیدھا راستہ چلنے پر غور نہ کر

سخن سودمند است اگر لشنوی
اگر تو سے گاتوبات مفید ہے

مقامے بیانی گرت رہ دہشت
اگر وہ تجھے راستہ دیدیں گے تو تو ایسے مقام پر پہنچ جا

ولیکن نباید کہ تنہا خوری
لیکن تیرے لیے تنہا خوری مناسب ہوگی

فرستی مگر رحمتے در پیم
شاید تو میرے پیچھے رحمت کی دعا کر دے

رساند بخلق از تو آسائشے
تو مخلوق کو تجھ سے آرام پہنچائے

کہ دست گزشتند و بر خاستی
کیونکہ انھوں نے تیری دستگیری کی ہے اور تو اٹھا ہے

بہر داں رسی گر طریقت روی
اگر طریقت پر چلے گا تو مردانِ حیات تک پہنچ جائیگا

کہ بر خوان عزت سماعت نہند
عزت کے خوان پر تیرا دسترخوان بچا دیں گے

ز درویش در ماندہ یاد آوری
عاجز فقیہ کو بھی یاد رکھنا

کہ بر کردہ خویش واثق نیم
کیونکہ مجھے اپنے لیے پر تو بھروسہ نہیں ہے

باب ۹ نم در توبہ

نواں باب توبہ کے بیان میں

بیایاے کہ عمر ت بہ فتاد رفت
آئیے کہ تیری عمر ستر کی گذر گئی ہے آج

بہر برگ بودن ہی ساختی
تو بگ رہنے کے تمام سامان کرتا رہا

قیامت کہ بازار مینو نہند
قیامت میں جب جنت کا بازار لگائیں گے

بضاعت چند آنکہ آری بری
جنت میں تو بھی لے گا سودا خرید کر لے جائیگا

کہ بازار چند آنکہ آگندہ تر
اس لیے کہ بازار جنت میں بھرا ہوتا ہے

زنجہ درم پنج اگر کم شود
پچاس درم میں سے اگر پانچ کا گھٹا ہو جائے

چو پنجاہ سال ت ہرول شد دوست
جب تیرے پچاس سال ہاتھ سے جالے رہے ہیں

اگر مردہ مسکین زباں دلاشتے
اگر مسکین مردہ زبان رکھتا

کہ اے زندہ چوں ہست مکان گفت
کہ اے زندہ جب تک تیرے بولنے کا امکان ہے

مگر خفتہ بودی کہ بر یاد رفت
شاید تو سو یا ہو بھٹا کہ وہ برباد ہو گئی ہے

بتدبیر رفتن نیسروا ختی
جائے کی تدبیر میں نہ لگا

منازل باعمال نیکو دہند
تو نیک کاموں کے اعتبار سے مرتبے دیں گے

وگر مفلسی شر مساری بری
اور اگر تو نادار ہو گا شرمندگی اٹھائے گا

تہیدست راول پر اکندہ تر
خالی ہاتھ دلے کا اسی قدر دل پریشان ہوتا ہے

دلت ریش سرنجہ غم شود
تو تیرے زخمی دل پر رنج غالب ہوتا ہے

غنیمت شم و پنج روز یکہ ہست
ان پانچ روز کو غنیمت جان لے جو باقی ہیں

بفریاد وزاری فغاں دلاشتے
تو فریاد و زاری سے چیخا

لب از ذکر چوں مردہ بر ہم محفت
ہونٹ کو مردے کی طرح بند کر کے ذکر خدا سے نہ سو

یعنی قضا و

قدر نے

طریقت پر چل کر

انسان مرد کا مل

بنتا ہے

یعنی شیخ سعدی

دنیا میں بھٹا

رہا آخرت کی تیاری

نہ کی

بھانسنے

کے

سرمایہ

میں سے

اگر پچاس میں سے

پانچ بھی گھٹ جائے

ہیں تو انسان بے نچیدہ

ہوتا ہے

تیری عمر کے پچاس

سال تو کم ہو گئے اب

پانچ باقی ہیں ان کی

بھی قدر کر لے

چو مارا بغفلت بشد روزگار
ہمارا زمانہ تو غفلت میں گزر گیا

تو بارے دے چند فرصت شمار
تو اب چند سانس غنیمت جان لے

حکایت پیر مرد و مختبر روزگار جوانی

بوڑھے اتان کا قلعہ اور جوانی کے زمانہ پر اس کی حسرت

شبے در جوانی و طیب لعل
ایک رات جوانی اور نعمتوں کی خوشی میں

چو بلبل سراپاں چو گل تازہ روئے
بہن کی طرح چھپاتے ہوئے پھول کی طرح تازہ چہرہ والے

جہاں دیدہ ہے زما بر کنار
ایک جہاں دیدہ ہو مگر ہم سے علیحدہ تھا

چو فندق زباں از سخن بستہ بود
قناب کی طرح بات کرنے سے زبان کو بند کیے ہوئے تھا

جوانے فرارفت کاے پیر مرد
ایک جوان اس کے سامنے پہنچا کہ اسے بوڑھے

یکے سر بر آراز گریبان غم
غم کے گریبان سے ذرا سر اٹھا کر

بر آورد سر سالخور و از نہفت
بوڑھے نے گریبان سے سر اٹھا کر

چو باد صبا بر گلستان وزد
جب باغ میں باد صبا چلے

چمد تا جوانست و سر سبز خود
جو جب تک جوان اور سر سبز ہے

بہاراں کہ باد آورد و بید مشک
بہار میں ہوا بید مشک کی خوشبو پیدا کر دیتی ہے

نزدید مرا با جواناں چمید
جوانوں کے ساتھ ٹھٹھانے نہیں دیتا ہے

بقید اندرم جرہ بازے کہ بود
تیری قید میں جو قوی باز تھا

شمار است نوبت بریں جوان شست
اس دسترخوان پر بیٹھنے کی تمہاری باری ہے

چو بر سر شست از بزرگی غبار
جب بزرگی کا غبار سر پر جم جائے

بالوں کی سیاہی کو
رات اور سفیدی
کو دن سے تعبیر کیا

ہے۔
عذاب کا منہ بند
ہونا ہے پتہ کے
منہ پر ایک لکیر موتی
ہے جس کی وجہ

سے اس
کو
مسکراتا
ہو اقصیٰ

کیا جاتا ہے
جو کی کھیتی کا بڑے
شہور ہے وہ بھی
تک لہلہاتی ہے

جب تک سبز ہے
ملا قوی باز سے
مراد روح ہے
یعنی روح پرواز
کرنا چاہتی ہے

جواناں شستیم چندے ہم
ہم چند تو جوانوں کی کریم

ز شوخی و راف گندہ غفلت بلوئے
شوخی سے کوچہ میں شور مچاتے ہوئے

ز دور فلک بیل موش نہار
زمانہ کی گردش سے جس کے بالوں کی اتان ہو چکی تھی

نہ چوں مالک از خندہ چول پتہ بود
ہماری طرح ہونٹ پتہ کی طرح مسکراتا تھا

چہ در کنج حسرت نشینی بدرد
حسرت کے گوشہ میں درد سے کیوں بیٹھا ہے

بآرام دل با جواناں محسنم
دل کی راحت کے ساتھ جوانوں کے ساتھ چل قادی کر

جواہش نگر تا چہ پیرانہ گفت
اس کے جواب پر غور کر کیا بزرگ کا نہ دیا

چمیدن درخت جواں را سزد
جوان درختوں کو چھوٹنا چھبتا ہے

شکستہ شود چوں بزر دی رسید
جب زرد ہو جاتا ہے ٹوٹ جاتا ہے

بریزد درخت جواں برگ خشک
تو تو جوان درخت پرانے پتے جھاڑ دیتا ہے

کہ بر عارضہ صبح پیری و مہید
اس لیے کہ میرے رخسار پر بڑھاپے کی صبح نور ہو گئی ہو

دما دم سر رشته خواہد درود
وہ بے درے دھاگا کاٹ رہا ہے

کہ ما از تنعم شستیم دست
اس لیے کہ ہم تو نعمتوں سے ہاتھ دھو چکے ہیں

وگر چشم عیش جوانی مدار
پھر جوانی کے عیش کی امید نہ رکھ

مرا برف بارید پر پتر زراغ
میرے کوئے کے پروں پر برف گر چکی ہے
کندر جلوہ طاؤس صاحب جمال
خوبصورت مورجلوہ دکھاتا ہے

مرا غلہ تنگ اندر آمد درو
میری کھیتی کٹ کر بورے میں آچکی
گلستان مارا طراوت گزشت
ہمارے باغ کی شادابی ختم ہو چکی ہے
مرا تکیہ جان پدر بر عصا ست
اے جان پدر ہماری ٹیک لاکھی ہے
مسلم جوان راست برائے جست
اچیل کو دو جوانوں کے لیے ٹھیک ہے

گل سرخ رویم نگہ زرناب
میرے چہرے کے گلاب کو دیکھو خالص سونا بن گیا
ہوس نچتن اند کو دکنا تمام
نابالغ بچہ کی ہوس پرستی

مرا می ببا بد چو طفل لال گر لیسیت
مجھے بچوں کی طرح رونا چاہیے
نکو گفت لقماں کہ ناز لیستن
لقمان نے بہت اچھا کہا تھا کہ مر جانا

ہم از باداں در کلبہ لیسیت
صبح ہی سے دوکان کا دروازہ بند کر دینا
جواں تازہ ساند سیاہی بنور
جوان جب تک سیاہی کو سفیدی تک پہنچائے

نشا بد جو بلبل تماشاے باغ
ابد بلبل کی طرح باغ کی سیر مناسب نہیں ہو
چہ میخوای از بازہ بر کندہ بال
کچے بالوں والے بازے سے تو کیا چاہتا ہے

شمار اکنوں مبد مد سبزہ نو
تمہارا نیا سبزہ اب اگ رہا ہے
کہ گلدستہ بند و چہرہ مردہ گشت
جب پڑمردہ ہو جاتا ہے کون گلدستہ بناتا ہے
وگر تکیہ بر زندگانی خطا ست
اب زندگانی پر بھروسہ کرنا غلطی ہے

کہ پیراں بر تد استعانت بدست
اس لیے کہ بوڑھے تو ہاتھ کا سہارا چاہتے ہیں
فرورفت چوں زرو شد آفتاب
جب سورج پھیلا پڑ جاتا ہے ڈوب جاتا ہے
چنناں ز شست نبود کہ از پیر خام
اتنی بری نہیں ہے جس قدر خام کار بوڑھے کی

ز شرم گناہاں نہ طفلانہ ز لیسیت
گناہوں کی شرم سے نہ کہ بچوں کی طرح جینا
بہ از سالہا بر خطا ز لیستن
سالوں غلطی پر جینے سے بہتر ہے

بہ از سود و سرمایہ دادن ز دست
ہاتھ سے نفع اور پونجی دیدینے سے بہتر ہے
بر و پیر مسکین سیاہی بگور
بے چارہ بوڑھا سیاہی کو قبر میں لے جاتا ہے

حکایت

کہن سالے آمد بنزد طبیب
ایک طبیب کے پاس ایک ایسا بوڑھا آیا
کہ دستم برگ بر نہ اے نیک راک
اے نیک رائے میری نبض پر ہاتھ رکھ
بلا ماند ایں قامت خفت م
میرا سوا ہوا تیرا اس کی مانند ہے

ز نالیدنش تا برون قریب
جو رونے پٹنے کی وجہ سے اپنی موت سے زیادہ قریب تھا
کہ پائیم ہمیں بر نیاید ز یائے
کہ میرا ایک پر دو سے میرے نہیں اٹھتا ہے
کہ کوئی یگل در فرو رفتہ ام
کہ گویا میں مٹی میں دھنسا ہوا ہوں

۱۔ کوئے سے مراد سیاہ
یال ہیں اور برف سے
مراد بڑھاپے کی سفیدی
ہے۔

۲۔ تازہ پھول کا گلدستہ
بنایا جاتا ہے جب
پھول مرجھا جاتے
ہیں تو بے کار ہو جاتے
ہیں۔

۳۔ جب انسان لاکھی
کے سہارے چلنے لگے

۴۔ زندگی
کی امید
چھوڑ
دینا
دوسرے کے

۵۔ ہاتھوں کا سہارا
چاہتا ہے۔

۶۔ زخار جو گلاب
جیسے تھے سونے کی
طرح زرد ہو گئے ہیں
۷۔ جوان جب تک
بوڑھا ہوتا ہے تو
اپنے سیاہ کانٹوں
کے ساتھ قبر میں
چلا جاتا ہے۔

بدو گفت دست از جہاں بر گسل
اس نے اس سے کہا دنیا سے ہاتھ اٹھا لے
اگر در جوانی زدی دست و پا نہ
اگر تو نے جوانی میں ہاتھ پیر مارے ہیں
چو دورانِ عمرانہ چل بر گزشت
جب تیری عمر کا زمانہ چائیں سے گزر گیا ہے
نشاط آنکہ از من زمین گرفت
خوش طبعی نے اس وقت مجھ سے بھاگنا شروع کر دیا
بیا بید ہوس کردن از سر بد
ہوس کرنے کو سر سے نکال دینا چاہیے

سبزی کجا تازہ گرد و دلم
تیرا دل سبزی سے کب تازہ ہو سکتا ہے
تفریح کنایں در ہوا و ہوس
ہوا و ہوس میں تفریح کرتے ہوئے

کسانیکہ دیگر بغیب اندر اند
دوستوں کو جو اللہ کے علم میں ہیں

درینا کہ فصل جوانی برفت
ہائے افسوس جوانی کا زمانہ گزر گیا

درینا چناں روح پرور زماں
اس روح پرور زمانہ پر افسوس ہو جو

ز سودائے آل پوشم و این خورم
وہ پہنوں اور یہ کھانے کے خیال میں

درینا کہ مشغول باطل شدیم
ہائے افسوس ہم باطل میں مشغول ہو گئے

چہ خوش گفت با بودک آموزگار
استاد نے ہنچے سے کیا اچھی بات کہی

کہ پایت قیامت بر آید ز گل
اس لیے کہ تیرا پس قیامت ہی میں مٹی سے نکلے گا
در ایام پیری ہیش باش و رائے
تو بڑھاپے میں ہوش اور تدبیر سے رہ

مزن دست و پا کابت از سر گزشت
تو اب ہاتھ پیر نہ مارے کہ نہ تیرے سر سے پانی گزر گیا

کہ شام سپیدہ دمیدن گرفت
جب سے کہ میری شام نے سفیدہ اگانا شروع کر دیا

کہ دور ہوس بازی آمد
اس لیے کہ ہوس بازی کا زمانہ ختم ہو چکا ہے

کہ سبزی بخوابد و میدان گلیم
اس لیے کہ اب تو میری مٹی سے سبزہ اگانا چاہتا ہے

گذشتیم بر خاک بسیار کس
ہم بہت سے انسانوں کی خاک پر گزرے ہیں

بیایند و بر خاک ما بگذرند
وہ آئیں گے اور ہماری مٹی پر سے گزریں گے

بلہو و لعب زندگانی برفت
زندگی کھیل کو دین ختم ہو گئی

کہ بگذشت بر ما چو برق یماں
ہم پر سے یعنی بجلی کی طرح گزر گیا

نپسرد آتھم تا غم وین خورم
دین کی فکر کرنے میں مشغول نہ ہوا

ز حق دور ماندیم و غافل شدیم
حق سے دور رہ گئے اور غافل ہو گئے

کہ کارے نکریم و شد روزگار
کہ ہم نے کچھ نہ کیا اور زمانہ گزر گیا

گفتار اندر غایت شمرن قوت جوانی پیش از ضعف پیری
کہادت قوت جوانی کو بڑھاپے کے ضعف سے پہلے غنیمت سمجھ لینے کے بیان میں

کہ فردا جوانی نیاید ز سر
اس لیے کہ کل بڑھے سے جوانی نہیں ہوسکتی

چو میدان فراخست کوئے بزن
جب میدان کھلا ہے گیند پھینک

جوانا رہ طاعت امروز گیر
اے جوان بندگی کا راستہ آج اختیار کر لے

فراغ دلت ہست و نیروئے تن
بچھے دل کی بے فکری اور بدن کی طاقت حاصل ہے

اب جبکہ خود پیری
قبر پر سبزہ لگنے کا
وقت آگیا ہے سبزہ
سے مجھے کیسا تفریح

ہوگی۔
اللہ
کو
جوانی کی
عبادت کی
قد ہے۔

یعنی اب عبادت
کرنے کی طاقت
انہاء عبادت کر کے

من این روز را قدر نشناختم
میں نے اس وقت کی قدر نہ پہچانی

قضا روزگارے ز من در بود
قضا ایسا زمانہ مجھ سے اچکے گئی

چہ کوشش کند سپر خیزد بر بار
بوجھ کے نیچے بوڑھا گدھا کیا کوشش کرتے

شکستہ قدح گر بہ بندہ حسرت
ٹوٹے ہوئے پیالے کو اگر مضبوط بھی باندھ دیں

کنوں کو قنات غفلت ز دست
اب جبکہ وہ غفلت سے تیرے ہاتھ سے گر گیا ہے

کہ گفتت بچوں و راندا ز تن
مجھ سے کس نے کہا تھا کہ بچوں میں کو دپر

بغلقت بدادی ز دست آب پاک
پاک پانی تو تو نے غفلت سے کھو دیا

چو از جایاں درویدن گرد
جب تو تیز چلنے والوں دوڑنے میں سبست

گراں بادیاں برفتند تیز
اگر وہ تیز و تیز چلے گئے

بدانستم اکنون کہ در باختم
اب میں سمجھ جب میں بارگب

کہ هر روزے از دے شب قدر بود
کہ جس کا ہر دن شب قدر تھا

تو میسر و کہ بر باد پائے سوار
تو چلا چل کہ تیرا روٹھوڑے پر سوار

نیا و ر و خواہد بہائے دست
وہ نئے کی قیمت نہیں دے سکتا ہے

طریقے ندار و بجز باز بست
تو ادھر کوئی تدبیر نہیں ہو کس دینے کے علاوہ

چو افتاد ہم دست و پائے بزن
جب کو داہے تو ہاتھ اور پیر مار

چہ چارہ کنوں جز تیمم بخاک
اب سوائے مٹی سے تیمم کرنے کے اور کیا تدبیر ہے

بسر دی ہم افتان و خیزاں برو
نہ لے گیا تو گرتا پڑتا ہی چلا چل

تو بے دست پائے از شستن بخیز
تو بے ہاتھ اور پیر ڈال بیٹھے رہنے سے اٹھ کھڑا ہو

حکایت در معنی ادراک پیش از فوت

حکایت انقوت ہونے سے پہلے حال کی کر لینے کے بیان میں

شبہ خوابم اندر بیا بان فید
ایک رات میں جنگل میں نیند نے میرے

شتر پائے آمد بھول و ستیز
ایک شتر بان غفلت اور غب کے ساتھ آیا

مگر دل نہادی بگردن نہ پس
شاید بچھے رہ کر تیرا مرنے کو جی چاہ رہا ہے

مرا بھجو تو خواب خوش در سر دست
میری طرح میرے سر میں بھی بھی نیند ہے

تو کمز خواب نوشیں بہانگ رحیل
تو جو کوچ کی آواز سے میں بھی نیند سے

فرو گرفت طبل شتر سارواں
شتر بان نے نثار پیٹ دیا

فرو بست پائے دویدن بقید
چلنے کے پیر تیرے باندھ دے

نہ نام شتر بر سرم زد کہ خیز
اوسط کی مہار میرے سر پر رانی کہ اٹھ

کہ بر می نخیزی بہانگ جرس
کہ گھنٹے کی آواز سے تو نہیں اٹھتا ہے

ولیکن بیا بان بہ پیش اندر دست
لیکن بیا بان بہ پیش اندر دست

نخیزی دگر کے رسی در سبیل
بیدار نہیں ہوتا ہے راستہ پر کب پہنچے گا

بمنزل رسید اول کارواں
شروع کا وقت اقل منزل پر پہنچ گیا ہے

بدیعنی جوانی میں عمل

کرے

سنا بڑھاپے میں جوانی

کی سی

قدرت

قیمت

باقی

نہیں رہتی

جوانی ختم ہو گئی

ہے تو بڑھاپے میں

کام کرے

خنک ہوشیاران فرخندہ بخت
وہ ہوشیار مبارک نصیب اے ٹھنڈے دل ہیں
برہ خفتگاں تا برآرند سر
ماستہ میں سوئے ہوئے جب تک ہر اٹھائیں گے
سبق بردہ ہر وہ کہ برخاست زود
وہ مسافر بازی لے گیا جو جلدی اٹھ بیٹھا
چو شلیبت درآمد ہر دے شباب
جب تیری جوانی کے چہرے پر بڑھاپا آ گیا تو
من آں روز برکندم از عمر امید
میں نے اس دن زندگی سے امید ختم کر دی
درین کہ بگذشت عمر عزیز
ہائے افوس کہ پیاری عمر گزر گئی
گذشت آنچه در ناصوابی گذشت
جو بھی گذرا حیرانی میں گزرا
کنون وقت تخم است اگر بروی
اگر تو پالنا چاہتا ہے اب بھی تخم ریزی کا وقت ہے
بشہر قیامت مرو تنگ دست
تنگ دست ہو کر قیامت کے شہر میں نہ جا
گرت چشم عقلست تدبیر کو
اگر تیری عقل کی آنکھ ہے تو تیری تدبیر
بمایہ تو اں اے سپر سود گرد
اے صاحبزادے سرمایہ سے نفع کیا جا سکتا ہے
کنون کوش کا آب از گرد گذشت
اب کوشش کر لے کہ پانی کر سے بڑھ گیا
کنونت کہ چشمست اشکے بیار
اب جبکہ تیری آنکھیں ہیں کچھ آنسو بہا
نہ پوستانہ باشد رواں در بدن
روح بدن میں ہمیشہ نہ رہے گی
زواندگاں بشنوا مرو نہ قول
جاننے والوں سے آج بات سن لے
غنیمت شماراں گرامی نفس
اس قابل قدر سانس کو غنیمت شمار کر

اگر کوچ کا نفا رہ
بچنے سے قبل سفر
کی تیاری کر لیں
بڑھاپا آ جانے
پر جوانی کی غفلت
سے بیدار ہو جانا
چاہیے۔
ملا آخرت کے لیے
اب بھی عمل کر لے
ورنہ خالی
ہاتھ
جائیگا
نکمرے
کے بعد جزئیات
آنکھیں بھی کھامائی
یہ بروقت کرنا
مفید ہوتی ہے در
راہگاہ جاتی ہے
جب بدن میں
الذ

کہ پیش از دل زن باز درخت
جودھوں پیٹنے والے سے پہلے سامان باندھ لیں
نہ بنید رہ رفتگاں را اثر
وہ راستہ چلنے والوں کا نشان بھی نہ دیکھیں گے
پس از نقل بیدار بودن چه سود
روانگی کے بعد بیدار ہونے کی فائدہ
شبست روز شد دیدہ بر کن خواب
تیری رات دن ہو چکی نیند سے آنکھ کھولنے
کہ افتادم اندر سیاہی سپید
جب میری سیاہی میں سفیدی آ گئی
خواہد گذشت ایں دم چند نیز
یہ چند سانس بھی گزر جائیں گے
وزیں نیز دم در نیابی گذشت
اگر ان سانسوں کو بھی نہ سنبھالا تو یہ بھی گئے
گرامیداری کہ خرمن بری
اگر امید رکھتا ہے کہ کھلیاں اٹھائے
کہ وجہ ندارد بحیرت نشست
اس لیے کہ حیرت بیٹھے رہنا کوئی وجہ نہیں کھتا ہے
کنون کن کہ چشمت نخورد است مور
اب کرے کیونکہ تیری آنکھیں چو نیلیوں نے نہیں کھائی ہیں
چه سود افتد اں را کہ سرمایہ خورد
اے کیا نفع ہو سکتا ہے جو کہ سرمایہ کھالے
نہ وقتے کہ سیلاب از سر گذشت
نہ اس وقت جب سیلاب سر پہ سے گزر گیا
زباں در وہاں است عذری بیار
منہ میں زبان ہے کچھ عذر بیان کرے
نہ ہموارہ گرد و زباں در وہاں
منہ میں زبان ہمیشہ نہ پھرے گی۔
کہ فرودا بگرد برسد ز ہول
اس لیے کہ کل وہ بند ہو جائیگی اور خوف ڈرے گی
کہ بے مرغ قیمت ندارد نفس
کیونکہ بے پند کا پنجرہ کوئی قیمت نہیں کھتا ہے

مکن عمر ضائع با فسوس و حیف
حسرت اور افسوس کے ساتھ عمر ضائع نہ کر

کہ فرصت عزیز است والوقت ہیفت
اس لیے کہ فرصت کیاب ہو اور وقت ایک تلوار ہے

حکایت

قضا زندہ را رگ جاں برید
قضا نے ایک زندہ کی جان کی رگ کاٹ دی
چنین گفت بنیندہ تیز ہوش
ایک عقلمند دیکھنے والے نے یہ کہا
ز دست شما مرده بر خوشن
تمہارے ہاتھوں سے مردہ اپنا

کہ چندیں ز بیمار و دردم پیچ
کہ تیرے غم اور درد میں اس قدر بل نہ لگا
فراموش کردی مگر مرگ خویش
شاید تو اپنی موت کو بھول گیا ہے

مبصر جو بر مردہ ریز و گلش
جانکار جب مردے پر اس کی مٹی ڈالتا ہے

ز بچان طفلے کہ در خاک رفت
اس بچہ کے فراق میں جو مٹی میں چلا گیا

تو پاک آمدی بر حذر باش و پاک
تو پاک آیا ہے احتیاط اور خطر سے رہ

کنوں باید این مرغ را پائے بست
اس پرند کا اب پر باندھ دینا چاہیے

نشستی بجائے و گھر کس بسے
تو دوسرے کی جگہ بہت بیٹھا ہے

اگر پہلوانی و گرتیغ زن
خوگاہ تو پہلوان ہے خواہ تلوار باز

خبر خوش اگر بگسلاند کمند
گو خراساگر پانسا پھلا دے

ترا نیز چنداں بود دست زور
تجھ میں بھی طاقت ہی وقت تک ہے

منہ دل بریں سا نخوردہ مکاں
اس پرانے مکان سے دل نہ لگا

و گھر کس بمرکش گریباں و رید
دوسرے کسی نے اس کی موت پر گریبان چاک کیا
چو فریاد وزاری رسیدش بگوش
جب آہ وزاری اس کے کان میں پڑی

گرش دست بودے دریدے کفن
کفن چار ڈالتا اگر اسے شدت ہوتی

کہ روزے دو پیش از تو کردم سج
اس لیے کہ میں تجھ سے دو ایک روزی پہلے سفر کا ارادہ کیا ہے

کہ مرگ منت نا تو اں کرو و ریش
کہ میر گرنے کے تجھے کمزور اور زخمی کر دیا ہے

نہ بروے کہ بر خود بسوز و دوش
اس پر نہیں بلکہ اپنے اوپر اس کا دل جلتا ہے

چہ نالی کہ پاک آمد و پاک رفت
کیا روتا ہے وہ تو پاک آیا تھا پاک چلا گیا

کہ ننگ است نایک رفتن بجاک
اس لیے کہ مٹی میں ناپاک ہو کر جانا بڑے شرم کی بات ہے

نہ وقتے کہ سر رشته بر دست ز دست
نہ کہ اس وقت جب تیرے ہاتھ سے رسی چھڑا لے جائے

نشیند بجائے تو ویکر کسے
اب تیری جگہ کوئی دوسرا بیٹھے گا

نخواہی بدر بردن الا کفن
سوائے کفن کے کچھ نہ لے جاسکے گا

چو در ریگ ماند شود پائے بند
جب ریت میں دھنس جائے پابند ہو جائے

کہ بایست نرفت است در ریگ گود
جب تک تیرا پیر قبرے ریت میں نہیں گیا ہے

کہ گنبد نیاید برو گروگاں
اس لیے کہ گنبد پر اخروٹ نہیں ٹھہرتا ہے

یعنی مردہ کفن

پھاڑ کر یہ کہتا ہے

مگر چونکہ اس کو اپنی

موت یاد آتی ہے

مگر تم نے مرنے

والوں کی جگہ سنبھالی

تھی تمہارے بعد

دوسرے

اس

جگہ

لے لیں

مگر دنیا سے کوئی بھی

کفن کے علاوہ کچھ

نہیں لے جاتا ہے

یہ دنیا گول ہے

اس پر کوئی نہیں

ٹکے گا۔

جو دے رفت فردا نیا بد بدست
جنگہ کل گزشتہ چلی گئی تو کل آئندہ ہاتھ میں آنیوالی نہیں ہے

حساب از ہمیں یک نفس کن کہ دست
اسی ایک سانس کا حساب کہے جو موجود ہے

حکایت

فرو رفت جسم را یکے ناز نہیں
جمشید کا ایک نازوں کا پالا مر گیا
بدختمہ در آید پس از چند روز
چند روز بعد قبر کے گنبد کے پاس آیا
چو بوسیدہ دیدش حیرت میں کفن
جب اس کا ریشمین کفن بوسیدہ دیکھا
من از کرم برکنده بودم بزور
میں نے ریشم کے کپڑے سے جبراً چھینا تھا
دو ہفتیم جگر کرد روزے کباب
ایک دن دو شعروں نے میرا جگر کباب بنا دیا
درینا کہ بے مابے روزگار
ہائے افسوس ہمارے بغیر غم سے تک
بے تیر و دے ماہ وادی بہشت
جنت سے تیر اور دے اورادی بہشت

کفن کرد چوں کر مشاہیر نہیں
ریشم کے کپڑے کی طرح اس کا کفن ریشمین بنایا
کہ بروے بکرید ہزاری و سوز
تاکہ اس پر ناری اور سوز سے رہے۔
بفکرت چنین گفت با خوشن
منکر میں اپنے آپ سے یہ کہا
بکنند انداز و باز کرمان گور
قبر کے کپڑوں نے اس سے دوبارہ چھین لیا
کہ می گفت گویندہ با رباب
جو پڑھنے والا رباب پر پڑھ رہا تھا
بروید گل و شکفد لاله زار
پھول آگیں گے اور لالہ زار کھلے گا
بر آید کہ ماحک باشم و خشت
گزریں گے کہ ہم مٹی اور اینٹ ہوں گے

۱۔ ریشم کا کپڑا اپنے
کپڑے میں ہی مرکب
رہ جاتا ہے تو گویا اس
کا کفن
ریشمین
ہوتا ہے
مگر تیر
دے ماہ
اور دی بہشت فارسی
مہینوں کے نام ہیں۔

حکایت

یکے پار سائرت حق پرست
ایک حق پرست، پار سائرت
مہر ہوشمندش چیاں خیمہ کرد
اس کے ہوشمند سر کو ایسا دیوانہ کر دیا
ہمہ شب در اندیشہ کیں کنج و مال
تمام رات اسی خیال میں رہا کہ چننا نہ اور مال
دگر قامت عجزم از بہر خواست
اب مجھے درخواست کے لیے اپنے عاجزی کے قد کو
سہرائے کنم پائے پستش حرام
ایسی چوٹی بناؤں گا جس کی بنیادیں سنگ مرمر کی
یکے حجرہ خاص از بے دوستاں
دوستانوں کے لیے ایک مخصوص حجرہ ہوگا

فتادش یکے خشت نہ رہیں بدست
کے ہاتھ سونے کی ایک اینٹ لگ گئی
کہ سودا دل زوشش تیر کرد
کہ جنوں نے اس کے روشن دل کو تاریک کر دیا
در و تا زیم رہ نیسا بد زوال
جب تک میں زندہ ہوں اس پر زوال نہ ہے گا
نہا بد بر کس ووتا کرد راست
کسی کے سامنے سیدھا ٹیڑھا نہ کرنا چاہیے
درختان سقش ہمہ عود حرام
اس کی چھت کی کرلیاں سب غاص ہوگی ہوں گی
در حجرہ اندر سرا بوستاں
جس کا دروازہ پائین باغ میں ہوگا

لہر سودم از رقعہ بر رقعہ دوخت
مذہبوند پر پوید لگانے سے میں گھس گیا
دگر زیر دستاں پزندم خورش
اب ماتحت میرا کھانا پختا نہیں آگے

بسختی بکشت اس نمد بستم
میرے بستر کے کبل نے سختی کی وجہ سے مجھے مار ڈالا
خیالش خرف کرد و کالیوہ رنگ
خیال نے اس کو بہوت اور دیوانہ مار بنا دیا
فراغ مناجات و رازش نماںد
اللہ سے ہمکلامی اور رازی اس کو فرصت نہ رہی
بصحر ابر آمد سراز عشوہ مست
تفریب سے مست ہو کر جنگل کو نکل گیا

یکے بر سر گور گل می سرشت
ایک شخص ایک قبر پر مٹی کو بندھ رہا تھا
بانڈیشہ در خود فرو رفت
بوڑھا فکر میں ڈوب گیا

چہ بندی درین خشت زریں دلت
اس سونے کی اینٹ میں کیا دل لگاتا ہے
طبع رانہ چن راں دہانست باز
لاپچ کا منہ ایسا کھلا ہوا نہیں ہے

بدایاے فرومایہ زین شتہ دست
اے کینے! اس اینٹ سے دست کش ہو جا
تو فافل در اندیشہ سود و مال
نفع اور مال کی فکر میں تو اس سے فافل ہو

بریں خاک چنراں صبا بگذرد
اس خاک پر اس قدر باد صبا گزرے گی

غبار ہو چشم غفلت بدوخت
خوابش کے غبار نے تیری عقل کی آنکھیں سی دی ہیں
بکن سرمہ غفلت از چشم پاک
غفلت کا سرمہ آنکھ سے صاف کر دے

تف و بگراں چشم و مغرم بسوخت
دوسروں کے مطیع کی گرمی نے میری آنکھیں کھینچا جلا دیا
براحت دہم روح را پرورش
میں آرام کے روح کی پرورش کروں گا

روم زیں پس عبقری گستم
اب اس کے بعد میں نبی کی طرح اچھاؤں گا
بمغزش فرو برد خرنجک جنگ
کیکڑے نے اس کے دماغ میں بچے گھسائیے

خور و خواب و ذکر و نازش نماںد
اس کے لیے کھانا اور سونا اور ذکر اور نسا زہا
کہ جاتے ہو دش قرار و شست
اس لیے کہ اب اس کا کھانا اور بیٹھنا ایک جگہ نہ رہا تھا

کہ حاصل کند زان گل کو خشت
تاکہ اس تبر کی مٹی سے اینٹ بنا سکے
کہ اے نفس کو تہ نظر پسند گیر
کہ اے کوتاہ نظر نفس نصیحت حاصل کر

کہ یک روز خشتہ کند از گلست
جبکہ ایک روز تیری مٹی سے بھی اینٹ بنائیں گے
کہ بازش نشیند بہک لقمہ آرز
کہ اس کی حرص ایک لقمہ میں فرو ہو جائے

کہ جیوں نشاید بہک خشت بست
کیونکہ جیوں کو ایک اینٹ سے نہیں دکا جاسکتا ہے
کہ سرمایہ عمر شد پائمال
کہ زندگی کا سرمایہ پائمال ہو گیا ہے

کہ ہر ذرہ از ما بجائے برود
کہ ہمارا ہر ذرہ ایک جگہ اڑا لے جائے گی

سموم ہو س کشت عمت بسوخت
ہوس کی لونے تیری زندگی کی کھیتی جلا دی ہے
کہ فردا شوی سرمہ در زیر خاک
اس لیے کہ کل کو تو مٹی کے نیچے سرمہ ہو گا

۱۔ مجھے کپڑا بھی میسر نہ
تھا دوسروں کا
مطیع دیکھ کر کڑھتا
تھا۔

۲۔ اس نول کے
خیال نے اسے دیوانہ
بنا دیا اللہ کی یاد
اور خواب و خور

۳۔ مجھے
خافل
ہو گیا
۴۔ اس

۵۔ گوشہ
نشینی خستہ ہو چکی
تھی دولت کے نشہ
میں چور مارا مارا پڑا
تھا۔

۶۔ ان کا دریائے
ہوس ایک اینٹ
سے نہیں کسکتا ہو



حکایت عداوت در میان دو شخص

دو شخصوں کے درمیان عداوت کا وقتہ

میان دو تن دشمنی بود و جنگ
دو مخصوص میں دشمنی اور لڑائی تھی

زودیدار اسم تاج محل کے رماں
ایک دوسرے کے دیکھنے سے بھی اس قدر مستغرق تھا

یہ کہے را اجل بر سر آورد حبش
ایک کے سر پر موت لشکر دوڑا لائی

بداندیش وے را دروں شاد گشت
اس کے مخالف کا دل خوش ہوا

شبستان گورش در اندوہ دید
اس کی قبر کے شبستان کا دروازہ یہاں دیکھا

زور کے عداوت بہاؤ کے زور
ماز کی طاقت سے عداوت کی نرم سے

سرتاج و ریش اندر مخاک
اس کا تاج والا گٹھ مر دکھا

و جوش گرفتار زندان گور

زُورِ فلک بدرِ روشِ ہلال

کھنکھ و ست و سر پنچہ ز و ر مند

چنانچہ بروہت آمدن دول

بیشیاں شد از کردہ خوئے زشت

بدعات کے کیے سے شرمندہ ہوا
مکن شادمانی ہرگز کسے

کسی کے مرنے پر خوش نہ ہو
شیدائیں سخن عارف ہوشیار

ایک ہوشیار عارف نے یہ بات سنی
عجب گہر تو رحمت نیاری بہرہ

عجب ہوگا اگر تو اس پر رحمت نازل نہ کرے گا

بہ چٹا کینہ وری میں
مشہور ہے۔

میں دونوں ایک ہی سما
کے نیچے نہ رہیں
ماہر تھے۔

چاہئے۔
یعنی اپنے مخالف
کی موت پر

یہ دشمنی میں اس
کی قبر کا تختہ الٹا

۵۔ کپڑے اس کا
جسم کھا رہے تھے

اور جو

۱) تختی کا

چنانند ساچهره
مرحبا کر بلال بن

کیا تھا۔
مقامی جذبے
کے ساتھ

اکھاڑنے پر شرمندہ
ہوا اور نیچے کے

اشعار قبر پر کنندہ
کردنے کا حکم،

ویا۔

سہرا از کبر بر یک دیگر چوں پلنگ
تجربہ کی وجہ سے ایک کا سر دوسرے پر چبھنے کی طرح بھٹ

کہ برہمرو تنگ آمدے آسمان
کہ دیوؤں پر آسمان تنگ گیا تھا

میر آمد بر روزگار ان عیش
اس کی زندگی کا زمانہ ختم ہو گیا

بلور شیں از مدّتے ہرگز شست
وہ ایک زمانہ کے بعد اسکی قبر پر سے گذرا

کہ وقت سہریش زرا ندو وہ دید
جب کہ ایک وقت اس کا محل مونی سے پتہ دیکھا تھا

ایک تختہ برکنڈشس ازروئے گور
اس کی قبر پر سے ایک تختہ اٹھاڑا

دو چشم جہاں بنیش آگت خاک
اس کی دنیا کو دیکھنے والی دونوں آنکھیں خاک بھری تھیں

تمش طعم کرم و تاراج مور
اس کا جسم کٹوں کا حارہ اور چند ٹنڈل کراٹ بکھا

زجور زمان سہر و قدش خلال
زمانہ کے ظلم سے اس کے قد کا سہر و تنکا ہٹا

جدا کر دہ آیام بندش زیند
کے چڑھنے کے زمانہ سے علم کو دیا تھا

کہ لبس شست بر خاک اندکریہ رگل

بفرمودہ بر سنگ گورشن نشین

اس کی خبر کے پھر پر لکھنے کا حکم دیا
کہ دہرے پس از وہ زمانہ ہے

اس لیے کہ اس کے بعد تیرا زمانہ بھی زیادہ نہ رہے گا۔
بنائیں۔ کدے قادرِ کرم و گار

تو رو پڑا کہ اے بڑے قادر
کہ بگرسیت دشمن ہزاری برو

اس لیے کہ دشمن بھی اس پر آنسوؤں سے رو بہ

تن ماشود نیز روزے چناں
ہمارا جسم بھی ایک دن ایسا ہو جائے گا
مگر در دل دوست رحم آدم
شاید دوست کے دل میں مجھ پر رحم آجائے
بجائے رسد کار سیر و زود
جلد یا بدیر سر کا انجام یہ ہو گا
زوم تیشہ یک روز بر تل خاک
میں نے ایک دن خاک کے ایک ٹیلہ پر کال چلائی
کہ زہارا اگر مردی آہستہ تر
کہ خبردار اگر تو آدمی ہے تو (کدال) آہستہ چلا

کہ بروے بسوز و دل و شمنان
کہ اس پر دشمنوں کے دل ملیں گے
چو بیند کہ دشمن بخشاید
جب وہ دیکھے کہ دشمن بھی مجھے معاف کر رہا ہے
کہ کوئی درو دیدہ ہرگز نہ ہو
کہ تو کہے گا کہ اس میں آنکھ کبھی نہ تھی
بگوش آدم نالہ دردناک
پیرے کان میں ایک دردناک دنا آیا
کہ چشم و بنا گوش و رویت و سیر
اس لیے کہ اس میں آنکھ اور کان کی لٹا اور چہرہ اور سر

۱۔ اللہ اس شخص
پر ضرور رحم
فرمائے گا جس کو
دیکھ کر دشمن بھی رحم
کرے۔

۲۔ یعنی میں ایک

نافلہ کے ساتھ سفر
کا ارادہ کر کے رات
کو سویا اور صبح کو
سفر شروع کر دیا۔

۳۔ جو آندھی میں

اس پر

اڑا

تھا

۴۔ یعنی

مرنے کے بعد

قبر میں آنکھوں میں ایسی

مٹی پڑی ہے جو صاف

نہو سکے گی۔

۵۔ بلکہ بمنزلہ پیرے

کے ہے اور روح

بمنزلہ پرند کے ہے

۶۔ جب طائر روح

اڑ جائے گا پھر پیرے

میں بند ہو سکے

۷۔

حکایت پدر و دختر

باب اول در بیان قصہ

شبہ خفتہ بودم بعزم سفر
میں ایک رات سفر کے ارادہ سے سویا ہوا تھا
برآمدی کے سہمکیں باد و گرد
ایک خوفناک ہوا اور گرد آئی
برہ بریکے دخترا خانہ بود
راستہ میں ایک کنواری لڑکی تھی
پدر گفتش اے نازنین چہ من
تبا نے اس سے کہا او میری نازنین چہ دانی
نچنداں نشیند دیں دیدہ گرد
کیا اس آنکھ میں اس قدر گرد نہ پڑے گی
ترا نفس رعنا چو سرش ستور
سرکش نفس سرکش گھوڑے کی طرح تجھے
اجل ناگہت بگلاند رکیب
موت اچانک تیری رکاب تو ڈرے گی

بے کار وانی گزشتہ سحر
صبح تو میں نے ایک قافلہ کا ساتھ پکڑا تھا
کہ چشم مردم جہاں تیرہ کرد
جس نے انسانوں کی آنکھوں میں نیا اندھیری کر دی
بمخبر غبار از پدر می زدود
جو اور راغنی سے باپ سے غبار جھاڑ رہی تھی
کہ شوریدہ داری دل از مہر من
جو کہ میری محبت میں دل پریشان کرتی ہے
کہ بازش بمعجرتواں پاک کرد
کہ پھر اس کو اور معنی سے صحت نہ کیا جاسکے گا
دواں می برد تا برب شیب گور
دوڑائے لیے جا رہا ہے قبر کے گڑھے کی طرف
عناں باز نتوان گرفت از شیب
پھر تو گڑھے کی طرف سے باگ نہ روک سکے گا

موعظہ ویند

دعوت اور نصیحت

کہ جان تو مرغست و نامش نفس
جس کا پر پرندہ سی جان ہے اور اس کا نفس نام
وگر زہ نگردد بسعی تو صیید
پھر دوبارہ تیری کوشش سے شکار نہیں ہو سکتا

خبر داری از استخوان نفس
تجھے خبر دے گا کہ ہڈی بھی خبر ہے
چو مرغ از نفس رفت و بکست قید
جب کہ پرندہ سے نکل گیا اور پند اڑا گیا

نگہدار فرصت کہ عالم و مہیست
فرصت کی دیکھ بھال رکھ اس لیے کہ جہاں ایک سانچ
سکندر کہ برعلی حکم داشت
وہ سکندر جو دنیا پر حکومت رکھتا تھا

میسر نہ بودش کز وعالے
اس آج کے لیے یہ ممکن نہ تھا کہ اس سے دنیا

برفقتد و سرکس در و دانی کشت
لوگ چلے گئے اور ہر شخص نے وہ کام جو اس نے بویا تھا
چرا دل بریں کاروانگہ نہیم
اس سرائے سے ہم کیوں دل لگائیں

پس از ما ہمیں گل و بد بوستان
ہمارے بعد بھی باغ ہی پھول کھلائے گا

دل اندر و آرام دنیا بہت
دنیا کے معشوق میں دل نہ پھنسا

چو درخشاں کنان لحد خفت مرد
جب ان انسان لحد کے خاکدان میں سو یا

ساز جیب غفلت ہر آور کنوں
غفلت کے گریبان سے اب سر نکال لے

نہ چوں خواہی آمد بشیر از در
کیا ایسا نہیں ہے کہ جب تو شیراز میں داخل ہوتا ہے

پس اے خاکسار گنہ عنقریب
اے گناہوں سے خاک آلودہ عنقریب

براں از دو سر چشمہ دیدہ جوئے
آنکھوں کے دونوں چشموں سے بہر ہوا دے

نہ مرتے وقت یہ
ممکن نہ تھا کہ سکندر
تمام حکومت خرچ
کمر کے بھی ایک سانچ
کے بقدر زندہ رہ
سکے۔

میں دنیا بے وفا ہے
اس سے دل لگانا
درست نہیں ہے۔

جب انسان

جنی شہر
میں داخل
ہوتا ہے

نہاد حکر انہل

ہوتا ہے عالم آخرت
بھی نیا شہر ہو گا اس

میں جانے کے لیے
آنسوؤں سے غسل

کر لینا مناسب ہے
میں ایک شخص نے

دھوکہ دے کر
چھوڑے کے بدلہ
انگوٹھی لے لی۔

وے پیش وانا بہ از عالمیست
ایک سانس عقلمند کے نزدیک جہاں سے اچھا ہے
دراں دم کہ بگذشت و عالم گذشت
جب وہ چلا اور اس نے دنیا کو چھوڑا

ستانند و مہلت و ہندش وے
لے لیں اور اس کو ایک سانس کی مہلت دیدیں

نماند بجز نام نیکو و زشت
اچھے اور برے نام کے سوا کچھ نہیں رہتا

کہ یاراں برفقتد و ما بر رہیم
اس لیے کہ ساتھی تو چلے گئے اور ہم راستہ پر ہیں

نشینند با یک و گرد بوستان
دوست ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھیں گے

کہ نشیست با کس کہ دل بر نکند
اس لیے کہ وہ کسی ایسے کی ہم نشین نہیں ہوتی کہ جس کا دل غمی کیا

قیامت بیفتا انداز روی کرد
قیامت ہی چہرے سے گرد جھاڑے گی

کہ فرودا نماند بحسرت نگوں
تاکہ کل کو حسرت سے اندھا نہ بنے

سروتن بشوئی ز گرد و سفر
سفر کے گرد و غبار سے سرو اور جسم دھو تا ہے

سفر کرد خواہی بشہر غریب
تو اجنبی شہر میں سفر کرے گا

ور آ لایشے دانی از خود بشوئے
اور اگر کسی ناپاکی کا کچھ علم ہے تو دھو ڈال

حکایت در عالم طفولیت

بچپن کے زمانہ کا اقصیٰ

کہ باران رحمت بر و ہر دے
اس پر ہر دم خدای کی رحمت ہو

ز بہر م یلے حنائم ز خرید
سونے کی ایک انگوٹھی میرے لیے خریدی

بخرمائے از دستم انگشتی
ایک چھوٹے کے بدلے میرے ہاتھ سے انگوٹھی

ز عہد پیر یا دم آید ہے
مجھے باپ کے زمانہ کا ایک قصہ یاد ہے

کہ در خردیم لوح و دست خرید
کہ اس نے میرے بچپن میں تختی اور کاپی خریدی

مدر کرد ناگہ کے مشتتری
ایک خریدار نے اچانک اتار لی

چونشنا سدا ننگ شتری طفل خرد
جب چھوٹا بچہ انگوٹھی کو نہ سمجھے
تو ہم قیمت عمر نشناختی
تو نے بھی عمر کی قیمت نہیں سمجھی

قیامت کہ نیکاں برا علی رسند
قیامت میں جب نیک لوگ اہلی رتبہ پر پہنچیں گے
ترا خود باندہ سرا ننگ شش
خود شرمندگی کی وجہ سے تیرا سراگے کو جھٹکا ہوگا

برادر زکار بدیاں شرم دار
اے بھائی بروں کے کام سے شرم کر

دراں روز کز فعل پر سند و قول
اس دن جب فعل اور قول کے بارے میں ریتا کرینگے
بجلے کہ دہشت خورند انبیا
اس جگہ جہاں نبی دہشت کھائیں گے

زنانے کہ طاعت بر غبت برند
وہ عورتیں جو رغبت سے عبادت کرتی ہیں
ترا شرم ناید ز مردیے خویش
مجھے اپنی مردانگی سے شرم نہیں آتی

زنان را بعدے معین کہ مسست
عورتیں اس ایک معین غلگی وجہ سے جو ان کو لاق ہوتا ہے
تو بے غدر یکسو نشینی چون زن
تو بلا غدر کے عورت کی طرح علیحدہ ہو بیٹھا ہے
مرا خود چہ باشد زباں آوری
میری خود فصاحت کیسا ہوتی

مرا خود میں اے عجب دریاں
اے عجب انجھ دریاں میں نہ دیکھ

چو از راستی بگذری خم بود
جب نوسیدھا ہونے سے ہٹ جائیگا کچھ ہو جائیگا
بنار و طرب نفس پروردہ گیر
ناز اور فیش میں پلے ہوئے نفس کو

یکے بخت گرگ می پروردید
ایک نفس بپریدے کے بچہ کو پالتا تھا

بشیرنی از دے توانند برود
اس سے مٹھائی کے بدلے لے جاسکتے ہیں

کہ در عیش شریں بر انداختی
کہ تو نے میٹھے عیش میں اہل کو مٹانے کر دیا ہو

ز قعر شری بر شرتا رسند
مٹی کی پستی سے شریا پر پہنچیں گے

کہ گردت بر آید عملہائے خویش
جب کہ تیرے کارنامے تیرے گرد ہوں گے

کہ در روی نیکاں شوی شرمسار
کیونکہ تو نیکوں کے سامنے شرمندہ ہوگا

اولو العزم راتن بلرزد نہ ہول
صاحب عزم کا جسم بھی خوف سے لرزے گا

تو غدر گنہ را چہ داری بیا
تیرے پاس گنہا کا کیا عذر ہے لا

ز مردان نا یار سا بگذرند
غیر متقی مردوں سے بڑھ جائیں گی

کہ باشد زناں را قبول از تو بیش
کہ عورتوں کو تجھ سے زیادہ مقبولیت حاصل ہو

ز طاعت بدارند کہ گاہ دست
کبھی کبھی عبادت سے دست کش ہو جاتی ہیں

رواے کم ز زن لاف مردی مزن
اے عورت سے کبھی گھٹیا جا مردانگی کی ڈینگیں مار

چنین گفت شاہ سخن عنصری
سخن کے بادشاہ عنقری نے بھی یہی کہا ہے

بہیں تا چہ گفتند پیشینیاں
دیکھ اگلے لوگوں نے کیا کہا ہے

چہ مردی بود کز زنے کم بود
کیا مردانگی ہوگی جب تو ایک عورت سے کم ہوگا

بایام دشمن قوی کردہ گیر
کچھ زمانہ میں قوی بنایا ہوا دشمن سمجھ

چو پروردہ شد خواجہ برہم درید
جب پل گیا اسنے مالک کو پھاڑ ڈالا

اگر ترے اچھے
کام نہ ہوں گے تو
تو نیکوں کے رد ہوں
شرمندہ ہوگا۔

قیامت میں ان
کے حملہ افعال اور
اقوال کا حساب ہوگا

ایک مرد کے لیے
یہ باعث شرم ہوتا
چاہیے کہ وہ مقبولیت

میں خود زنیوں سے بھی
شرم ہو۔
یعنی حالت حیف

ولفاس
میں

عورتیں
بہت سی

عبادت نہیں
کر سکتی ہیں عذر
معین سے یہی حالت

مرا ہے۔
دے عنصری سلطان
محمد کا مالک اشعار تھا

انسان کا نفس
اس کا دشمن ہے جس قدر

اس کو نازوں سے
پالو گے گویا اسنے

دشمن کو طاقتور بنا دیا
ہو۔

ق

چو بریلوئے جاں سپردن بخت
جب جان دینے کی کردی پر سو گیا

تو دشمن چنیں ناز میں پروری
تو دشمن کو نازوں سے ایسا پاتا ہے

نہ ابلیس در حق ما طعنہ زد
کیا شیطان نے ہمارے بارے میں طعنہ نہ دیا تھا

فغاں از بدینا کہ در نفس ما ست
جو برائیاں ہمارے نفس میں ہیں ان سے فریاد ہے

چو ملعون پسند آید دشمن ہر ما
جب ملعون کو ہماری ذلت پسند آئی

کجا سر بر آرم ازیں عار و ننگ
ہم اس ذلت اور عار سے کیسے سہاڑا سکتے ہیں

نظر دوست نادر کند سوائے تو
دوست بہت کم تیری طرف نظر کرے گا

گرت دوست باید کز و بر خوری
اگر تجھے ایسا دوست چاہیے جس سے تو نفع اٹھا

بیم سیم تا چہ خواہی خرید
تو کالی چاندی سے آخر کیا خرید سکے گا

روا دار و از دوست بیگانگی
دوست کی جانب سے بیگانگی کو دشمن جانتا ہے

ندانی کہ کمتر نہد دوست پائے
تو نہیں جانتا کہ دوست بہت کم قدم دھرتا ہے

۱۔ یعنی ایک کرٹ
پر مرکب رہ گیا
۲۔ شیطان حضرت
آدم کی خلافت پر
اعراض کرتے ہوئے
کہا تھا کہ انسان
زمین پر مساد پھیلا
گا اور خون پیری
کرے گا۔
۳۔ شیطان نے
حضرت آدم کی

عزت
نہ کی
تو
جنت

۴۔ نکالا گیا
۵۔ اللہ اس شخص
کو کیسے دوست
بنائے گا جو اس کے
دشمن یعنی شیطان
کا دوست ہو۔
۶۔ بادشاہ سے لڑنے
کا انجام یہ ہے
کہ جلا وطنی و ظلم پہننا
پڑ رہا ہے۔

جہان دیدہ بر سرش رفت و گفت
ایک جہان دیدہ اس کے سر پہ لے گیا اور بولا

ندانی کہ ناچار ز خمش خوری
یہ نہیں جانتا کہ لامحالہ اس کا زخم کھائے گا

کزیناں نیاید بجز کار بد
کہ ان سے بڑے کام کے سوا کچھ نہ ہوگا

کہ ترسم شو و طن ابلیس است
مجھے ڈر ہے کہ کہیں شیطان کا گمان سچا نہ ہوگا

خداش بر انداخت از بہر ما
اس کو خدا نے ہماری خاطر باہر نکال دیا

کہ باا و بصلح و باحق بکنگ
کہ اس کے ساتھ ہم صلح کیا ہیں اور خدا کے ساتھ جنگ

چو در روئے دشمن بود روئے تو
جب تیرا رخ دشمن کے رخ کی طرف ہوگا۔

نباید کہ فرمان دشمن بری
تو یہ نہ چاہیے کہ تو دشمن کی اطاعت کرے

کہ خواہی دل از مہر یوسف برید
جب کہ تو یوسف کی محبت سے دل ہٹانا چاہتا ہے

کہ دشمن گزیند بہم خانگی
جو دشمن کے ساتھ ایک گھر میں رہنا پسند کرے

چو بنید کہ دشمن بود و سرائے
جب وہ دیکھتا ہے کہ دشمن گھر میں ہے

حکایت

یکے پرو با پادشاہے ستیز
ایک شخص نے ایک بادشاہ سے جنگ کی

گرفتار و دوست آں کینہ تو ز
اس کینہ و رے ہاتھ میں گرفتار ہو کر

اگر دوست بر خود نیاز دے
اگر میں اپنے دوست کو اپنی جانب سے آزردہ نہ کرتا

تو از دوست گرفتار قلی بر مگرد
اگر تو عقلمند ہو دوست سے نہ بگڑ

بدشمن سپردش کہ خوش بریز
اس نے اس کو جلاوٹ کے سپرد کر دیا کہ اس کا خون بہا دے

ہمی گفت با خود بزاری و سوز
اپنے آپ سے سوزا اور عاجزی کے ساتھ کہہ رہا تھا

کہ از دست دشمن جفا بروے
تو دشمن کے ہاتھ سے کب ظلم برداشت کرنا

کہ دشمن نیار و ننگ در تو کرد
تاکہ دشمن تیرے اوپر نگاہ نہ ڈال سکے

بناچار دشمن بدترید دوست
یقیناً دشمن اس دوست کی کھال اڑھڑاتا ہے
تو با دوست یک دل شو و یک سخن
تو دوست کے ساتھ ایک دل اور ایک زبان ہو جا
نہ پندارم اس زشت نامی نکل دوست
میں نہیں سمجھتا کہ یہ بدنامی بھلی ہے

رفیقے کہ بر خود بیازد دوست
جو دوست کو اپنے سے آزر دہ کر دے
کہ خود بیخ دشمن بر آید نہ بن
تا کہ دشمن کی جڑ خود اکھڑ جائے
بخشنودے دشمن آزار دوست
دشمن کی خوشنودی کے لیے دوست کو ستانا

حکایت

ایکے مال مردم بہ بلیس خورد
ایک شخص مکاری سے ان توں کا مال کھا گیا
چنین گفت ابلیس اندر رہے
راستہ میں شیطان نے یہ کہا
ترا با منست از نہاں آشتی
تیری مجھ سے پوشیدہ طور پر صلح ہے
در غیبت فرمودہ دیو زشت
یہ بات افسوسناک ہے کہ بد شیطان کا کہا ہوا
رواداری از جہل و ناپاکیت
نادانی اور بے خوفی کی وجہ سے تو یہ جان نہ سمجھتا ہے
طریقے بدست آروصلحے بجوئے
ایک طریقہ حاصل کر اور صلح چاہ
کہ یک لحظہ صورت نہ بندد اماں
اس لیے کہ ایک لحظہ کے لیے پناہ کی صوت نہ ہوگی
وگر دست قوت نداری بکار
اگر قوت کا ہاتھ کسی کام کا نہیں رکھتا ہے
وگرفت از اندازہ بیرون بدی
اگر برائی اندازہ سے بھی بڑھ گئی
فرا شو جو بینی در صلح باز
جب نہ صلح کا دروازہ کھلا دیکھے تو آگے بڑھ
مروزیر بارگنہ اے پسر
اے صاحبزادے گناہ کے بوجھ سے لدا ہوا نہ چل
ئے نیک مرداں ببا بدشتافت
نیک انسانوں کے بچے دوڑنا چاہیے

چو برخاست لعنت بر ابلیس کرد
جب اٹھا تو شیطان پر لعنت کی
کہ ہرگز ندیدم چنین ابلہ
کہ میں نے ایسا بوقت کبھی نہیں دیکھا
چرا تیغ پیکار برداشتی
پھر تو نے لڑائی کی تلوار کیوں اٹھائی
کہ دست ملک بر تو خواہد نشست
فرشتوں کے ہاتھ تیرے بارے میں نکلیں
کہ پا کاں نویسند ناپاکیت
کہ پاک تیرے ناپاکی کو کھینچیں
شفیعے برانگیز و عذرے بگوئے
کوئی سفارتی پیدا کر اور عذرت کر
چو پیمانہ پیر شد بدویر زماں
جب زمانہ کی گردش سے پیمانہ بھر جائے گا
چو بے چارے دست زاری برآر
تو عاجزوں کی طرح مجھ سے کا ہاتھ اٹھا
چو گفتی کہ بدرفت نیک آمدی
جب تو نے یہ کہا کہ برائی ہوئی تو نیک بن گیا
کہ ناگہ ویر تو بہ گرد و غبار
اس لیے کہ چٹان کو بہ کا دروازہ بند ہو جائیگا
کہ حمت ال عاجز بود و ر سفسر
اس لیے کہ بوجھ اٹھانے والا سفر میں تھک جاتا ہے
کہ ہر کیں سعادت طلب کرد یافت
اس لیے کہ جس نے یہ نیک چاہی ہے حاصل کر لی ہے

دوست سے مراد
خدا اور دشمن سے مراد
شیطان ہے۔
نیک انسان کے لیے
یہ بدنامی بہت بری
ہے کہ وہ شیطان کی
خاطر اللہ سے جنگ کرے
دوسروں کا مال
انسان بھی کھاتا ہے
جب اس کی شیطان
سے دوستی ہوتی ہے
تو یہ انتہائی بری
بات ہے کہ انسان
پاک فرشتوں سے
اپنے ناپاک گناہ
لکھائے۔

یہ اگر انسان کے
ہاتھ سے
کاخیر
نہو سکے
تو اس
کو عاجزی
کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر
معافی کی دعا کرنی
چاہیے۔

نیک انسانوں کا
اقرار بھی نیکی کی
دلیل ہے۔
جب قیامت کی
بڑی علامتیں ظاہر
ہو جائیں گی یا انسان
پر نزع عاری ہو جائیگا
تو یہ قبول نہوگی۔
آخرت کا سفر
وہ آرام سے کر سکے
گا جس پر گناہوں
کا بوجھ نہ لگا
ہوگا۔

لیکن تو دنبال دیوِ نحسی
لیکن تو کینہ شیطان کے پیچھے ہے

پیمبر کسے راشفاعت گرسست
پیمبر اسی کے سفارشی ہیں

رہ راست رو تا بمنزل رسی
سیدھا راستہ چل تاکہ تو منزل پر پہنچے۔

چو گا ویکہ عصا چشمش نسبت
اس ہل کی طرح جس کی تیلی نے آنکھیں باندھ دی ہیں

ندائیم کہ در صالحاں چوں رسی
میں نہیں سمجھ سکتا کہ تو نیکیوں میں کس طرح پہنچے گا

کہ برجادۂ شرع پیغمبر سست
جو پیغمبر کی شریعت کے راستہ پر ہے

تو بر رہ نہ زیرِ قہر واپسی
چونکہ تو راستہ پر نہیں ہے اس لئے پیچھے ہے

دواں تا لبشب شب ہم آنجا کہ ہست
شام تک ڈرتا ہے شام کو وہیں ہے جہاں تھا

حکایت

ز بخت نگوں طالع اندر شکفت
اوندھے ستارے والے نصیب سے تعجب میں تھا

مرو دامن آلودہ در جائے پاک
آلودہ دامن کے ساتھ پاک جگہ زبنا

کہ پاکست خسترم بہشت بریں
کہ بہشت برتر تو بہارک اور پاک ہے

گل آلودہ معصیت را چہ کار
گناہ کی مٹی سے ہونے کا کیا کام

کرانفتد باید بضاعت برد
جس کے پاس نقد ہو گا سامان خرید لیجائے گا

کہ ناگہ نہ بالا بہ بندند جوئے
کہیں اچانک اوپر سے نہر بند نہ کر دیں

ہنوز شش ہر رشتہ داری بدست
ابھی تک اس کا دھاکا تو ہاتھ میں رکھنا ہے

ز ویر آدن غم ندار و در دست
صحیح بات دیر میں حاصل ہونے سے کوئی غم نہیں ہے

بر آور بدر گاہ دادار دست
خدا کے دربار میں اپنا ہاتھ اٹھا

بعد رگنہ آب چشمے بریز
گناہ کی معذرت پر آنکھ کا پانی بہاے

بریزند بارے بریں حناک کوئے
ریزی تھریں گے تو ابھی اسی گلی کی خاک پر بہاے

گل آلودہ راہ مسجد گرفت
مٹی میں سننے ہوئے نے مسجد کا راستہ لیا

یکے زجر گردش کہ تبت یداک
کسی نے اسے جھڑکا کہ تیرے دونوں ہاتھ ہلاک ہوں

مرا رقتے در دل آمد بریں
اس پر میرے دل میں رقت آگئی

در ارجائے پاکان امیدور
اس میں تو پاک امیدواروں کی جگہ ہے

بہشت آں ستاند کہ طاعت برد
بہشت تو وہ حاصل کرے گا جو تابع داری کرے گا

مکن دامن از گرد و ذلت بشوئے
دیر نہ کر! ذلت کی گرد سے دامن دھو لے

مکو مرغ دولت ز قیدم بچست
یہ نہ کہہ کہ دولت کی چڑیا میرے پھندے سے نکل گئی ہے

وگر ویر شد گرم رو باش و چست
اگر ویر ہو گئی ہے تو چست اور تیز چل!

ہنوزت اجل دست خواہش نبست
ابھی تک موت نے تیری خواہش کا ہاتھ نہیں باندھا ہے

مخسب اے گنہ کردہ خفتہ خیبر
اتنے غافل گنہگار نہ ہو، اٹھا

چو حکم ضرورت بود کا بروئے
جب یہ ضرورت ہے کہ وہ تیری آبرو

ایک گنہگار اپنی
بد نصیبی پر تعجب ہو کر

مسجد کی طرف چلا
جنت جیسی پاک

جگہ میں ناپاک نہ
جاسکیں گے۔

یہ اعمال صالحہ کے
نقد سے جنت خریدی

جاسکتی ہے۔
یعنی توبہ کا دروازہ

بند نہ ہو جائے۔
یہ گنہگار کو ایسے

نہو نا چاہیے تو بہ
کا موقع باقی ہے۔

یہ عمر کا زیادہ حصہ
برائی میں

گذرا
تو باقی

حصہ میں یادہ
بکلی کر لینی چاہیے

یہ جب معصیت کا
کے لیے یہ ضروری

ہو گیا ہے کہ اس
کی آبرو خراب

ہوتی ہے تو اس
کو اسی دنیا میں

اپنے آپ کو بے آبرو
بن کر توبہ کر لینی

چاہیے۔

وہ آبت نمناک شفیق آرپیش
اگر تیری آبرو نہ رہے تو کوئی ایسا سفارشی پیش کرے
بقبر رابراند خدای ازورم
اگر خدا غصہ سے مجھے دروازہ سے بھگادے گا

کسے را کہ هست آبروی از تو بیش
جس کی آبرو تجھ سے زیادہ ہو
روان بزرگان شفیق آورم
تو میں بزرگوں کی بروج کو سفارشی بناؤں گا

حکایت

ہی یا دم آید ز عہدِ صغر
مجھے بچپن کی یہ بات یاد ہے
بہا ز بچہ مشغول مروت شدم
کھیل کر دے اندر لوگوں میں لگ گیا
بر آوردم از ہول و دہشت خروش
میں خوف اور دہشت سے چیخے چلانے لگا
کہ اے شوخ چشم آخرت چند بار
کہ اے بے حیا! آخر میں اے کئی مرتبہ تجھ سے
بہ تنہا انداند شدن طفل خرد
چھوٹا بچہ اکیلا پھر نہیں جانتا ہے
تو ہم طفل را ہی بسعی اے فقیر
اے بیک چلنے میں تو بھی طفل را ہے
مکن با فرومایہ مروت شست
کینوں کے ساتھ نشست برخواست نہ رکھ
بفراق پاکان دل آویز چنگ
پاک دل والوں کے شکار بند کو مضبوط پکڑ لے
مریداں بقوت ز طفلان کم اند
مرید طاق میں بچوں سے بھی کم ہیں
بیا موز رفتار از اطفال خرد
اب چھوٹے بچے سے چلتا سیکھ لے
ز زنجیرنا پار سیاہاں برسد
ہروں کی زنجیر سے اس شخص نے رہائی حاصل کر لی
اگر حاجت داری این حلقہ گیر
اگر تجھے ضرورت ہے اس حلقہ کو پکڑ لے
برو خوشہ چیں باش سخدی صفت
جاسدی کی طرح خوشہ چین بن

کہ عیدے بروں آدم با پدر
کہ ایک عید کو میں آبا کے ساتھ باہر گیا
در آشوب خلق از پدر کم شدم
لوگوں کے ہنگامہ میں آبا سے گم ہو گیا
پدر ناگہانم بمالید کوشش
اجانک آبا نے میری گوشمالی کی
بگفتم کہ دستم ز دامن مدار
نہیں کہتا ہے کہ میرا پلو نہ چھوڑ
کہ مشکل بود راہ تا دیدہ برد
اس لئے کہ بدون دیکھا راستہ چھٹنا مشکل ہوتا ہے
برو دامن نیک مرداں گیر
جان نیک انسانوں کا دامن پکڑ لے
چو کردی ز ہمت فروشوی دست
اگر تو نے ایسا کیا تو عزت سے ہاتھ دھو لے
کہ عارف ندار و ز دروزہ ننگ
اس لیے کہ با خدا لگائی سے ذلت محسوس نہیں کرتا ہے
مشائخ چو دیوار مستحکم اند
پیر مضبوط دیوار کی طرح ہیں
کہ چوں استعانت بدیوار برد
اس نے کس طرح دیوار کا سہارا لیا
کہ در حلقہ پارسایان شست
جونیکوں کے حلقہ میں بیٹھا
کہ سلطان ازیں درندار و گزیر
اس لیے کہ بادشاہ کو بھی اس حلقہ کے سوا چارہ نہیں ہے
کہ گردآوری خرمن معرفت
تاکہ معرفت خداوندی کا انبار جمع کر لے

۱۔ اگر گنہگار دنیا
سے تعلق رکھے گا تو
وہ اس کی سفارش
کر سکیں گے۔
۲۔ جیسے کہ عام
طور پر بچے کرتے ہیں
۳۔ جو راہ سلوک
کے بچے ہیں ان کو
بڑوں کا دامن کھانچ
رہنا چاہیے
۴۔ گم
ہو جائیں گے۔
۵۔ بزرگوں کی خدمت
کی ذلت سے عار
محسوس نہیں کرنی
چاہیے۔
۶۔ بادشاہوں کو بھی
درویشوں کے حلقہ
بگوش رہنے کے
سوا چارہ نہیں ہے

حکایت مستخرمن سونو

انبار کو جلائے والے دیوانہ کا قصہ

کے غلہ مرداد مہ تودہ کرد
ایک شخص نے مرداد کے مہینہ میں غلہ جمع کیا
شعبہ مست شد و آتشے بر فروخت
ایک رات کو مست ہو گیا اور آگ جلائی
دگر روز و رختہ چیدن نشست
دوسرے دن خوشے چلے بیٹھا
چو سرگشته و بدند درویش را
جب لوگوں نے تفر کو پریشان دیکھا
نخواہی کہ گردی چنین تیر روز
اگر تو چاہتا ہے کہ ایسا بد بخت نہ بنے

گرازدست عمت شد اندر بدی
اگر تیرے ہاتھوں تیری زندگی برائی میں ختم ہو گئی
فضاحت بود خرمین اند و ختن
رسوائی کی بات ہے، انبار جمع کرنا
لکن جان من تخم دین و زرو داد
اسے جان میں ایسا نہ کر دیں اور انصاف کا بیج بو
چو بر گشته بختے در افتد بہ بند
اگر کوئی بد بخت نصیبت میں گرفتار ہو جاتا ہے
تو پیش از عقوبت در عفو کو ب
تو منرا سے پہلے معافی کا دروازہ کھٹکھٹانے
بر آراز گریبان غفلت سمرت
غفلت کے گریبان سے اپنا سر نکالے

مرداد کے مہینہ
میں فصل خریف کٹی
ہے۔ دے کا مہینہ
سخت سردی کا ہے
جس کے لیے غلہ
اند و ختنہ کیا جاتا ہے
مستی کی حالت
میں غلہ کا انبار
جلا دیا۔

مست شخص برائیوں
میں اپنی زندگی ختم
کر رہا

اس کی
مثال اسی
انبار کو جلائے والے
کی ہے۔

مست شخص بدی
جو دوسرے کے انجام
میں نصیبت حاصل
کر لے۔

جب ار پڑنے
لگتی ہے تو داویلا
بیکار ہوتی ہے

ز تیمار دے خاطر آسودہ کرد
دس کے مہینہ کے نکرے دن کو مہینہ کیا
نگوں بخت کا لیوہ خرمین بسوخت
اجنہ، اوند سے نصیبہ والے نے انبار جلا دیا
کہ یک جوز خرمین نماندش بدست
اس لیے کہ انبار میں سے ایک جو بھی اس کے ہاتھوں پہنچا
یکے گفت پروردہ خویش را
ایک شخص نے اپنے لڑکے سے کہا
بدیوانگی خرمین خود مسوز
دیوانگی سے اپنا انبار نہ جلا

تو آئی کہ در خرمین آتش زدی
تو وہی ہے جس نے انبار میں آگ لگائی ہے
پس از خرمین خوشتن سوختن
اپنے انبار کو آگ لگا دینے کے بعد
مدہ خرمین نیک نامی بباد
نیک نامی کے انبار کو برباد نہ کر
از و نیک بختاں بگم ندیند
نیک بخت اس سے نصیبت حاصل کرتے ہیں
کہ سو دے ندار و فغاں زیر چوب
اس لیے کہ چھڑی کے نیچے چنچر و پکار مفید نہیں ہے
کہ فردا نمناںند چل در برت
تاکہ وہ کل کو شرمندہ تیری بطل میں جھکا نہ رہے

حکایت

یکے متفق بود بر منکرے
ایک شخص ایک برے کام کا پابند تھا
نشست از خجالت عرق کردہ رو
وہ شرمندگی سے چہرہ پسینہ میں ڈوبے ہوئے بیٹھ گیا
شنید این سخن پر روشن رواں
روشن روح پیرنے یہ بات سنی

گذر کرد بر دے نکو محضرے
ایک نیک طبیعت انسان اس کے پاس گذرا
کہ آیا خجل گشت از شیخ کوئے
کہ یقیناً میں محمد کے شیخ سے شرمندہ ہوا
برو بر بشور بد و گفت اے حواں
وہ اس پر ہنس گیا اور بولا اے جوان!

نیاید ہی شرم از خوشیتن
تجھے اپنے آپ سے شرم نہیں آتی ہے
تیا سائی از جانب هیچ کس
کسی شخص سے تجھے آرام حق مل نہ ہوگا
چناں شرم دار از خداوند خویش
اپنے خدا سے اس طرح شرما

کہ حق حاضر و شرم داری ز من
کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے اور مجھ سے شرما رہا ہے
برو جانب حق نگہ دار و بس
جس خدا کی طرف دھیان لگا
کہ شرمت ز بیگانگانست و خویش
جس طرح تجھے اپنے اور بیگانے سے شرم آتی ہے

حکایت

زینچا جو گشت از منے عشق مست
زینچا جب عشق کی شرب سے مست ہو گئی
چناں دیو شہوت رضا دادہ بود
شہوت کا بھوت ایسا آمادہ ہو گیا تھا
عنتے داشت بانوئے مصر از رخام
منہ کی بلیم کے پاس ایک سنگ مرمر کا بت تھا
وراں لحظہ رویش بیوشید و سر
اس وقت اس کا سر اور چہرہ ڈھانپ دیا
غم آلودہ یوسف بکنج شست
آغلیں یوسف ایک کنائے پر جاسیٹھ
زینچا دودشش بوسید و یائے
زینچا نے ان کے دونوں ہاتھوں اور پاؤں کو بوس دیا
بندال دلی روئے در ہم مکش
منہ دلی سے ناراض نہ ہو
رواں گشتش از دیدہ بر چہرہ جوے
ان کی آنکھوں سے چہرہ پر نہ پڑی
تو در روئے سنگے شدی شرمسار
تو ایک پتھر کے سامنے شرمندہ ہوئی
چہ سودا ریشمانی آید بکف
کیا نامزدہ اگر شرمندگی اس وقت ہو
شراب از بے سرخروئی خورد
شراب روئی کے لیے شراب پینے ہیں
لعد راوری خواہش امروز کن
مذرا خواہی کی آج خواہش کرو

بدامان یوسف در آویخت دست
اس نے حضرت یوسف کا دامن پکڑ لیا
کہ چوں گرگ در یوسف افتادہ بود
کہ زینچا بھڑیے کی طرح حضرت یوسف کے پیچھے پڑ گئی تھی
برو معتکف بامدادان و شام
جس کی وہ صبح اور شام عبادت کرتی تھی
مبادا کہ زشت آیدش در نظر
تاکہ اس کی نظریں زینچا بری نہ ہو جائے
بسر بر نفس ستمکارہ دست
مظالم نفس کی وجہ سے سر پر ہاتھ رکھے
کہ اس سست پیمان و مکش در آ
کہ اے بے وفا اور سرکش
بہ بندے پریشاں من وقت خوش
کسی شکر میں اچھے وقت کو پریشان نہ کر
کہ برگرد و ناپاکی از من مجوئے
کہ ہٹ جا اور مجھ سے ناپاکی نہ چاہ
مرا شرم ناید ز پروردگار
مجھے خدا سے شرم نہ آئے گی
چو سرمایہ عمر کردی تلف
جب تو نے عمر کا سرمایہ تباہ کر دیا
وزو عاقبت زرد روی بر بند
اور اس سے الحام کار زرد روی حامل کرتے ہیں
کہ سردا نماںد محال سخن
اس لیے کہ کل کلمات کی گنجائش نہ رہیگی

یہ ایسے انسان
کو شرم آنی چاہیے
جو لوگوں سے شرمائے
اور خدا سے نہ
شرمائے۔
یہ زینچا شہوت
سے مغلوب ہو کر
یوسف علیہ السلام
کے پیچھے بھڑیے
کی طرح پڑ گئی
تھی۔

.....
.....
.....
.....
.....
.....

یہ یعنی زینچا۔
یہ زینچا کی ناروا
حرکتوں سے غمگین
ہو کر حضرت یوسف
دونوں ہاتھوں سے
سر کو ہٹا کر مٹھ
گئے۔

یہ شراب نوشی لذت
کے لیے کرتے ہیں لیکن
اس کا انجام شرمندگی ہے

حکایت

پلیدی کند گز بہ بر جلے پاک
بلی پاک جگہ پر ناپاکی کر دیتی ہے

تو آزادی از ناپسندید ہا
تو ناپسندیدگیوں سے بھی آزاد ہے

بر اندیش از اں بندہ پر گناہ
اس خطا دار غلام کے بارے میں سوچ

اگر باز گرد و بصدق و نیاز
اگر وہ سچائی اور عاجزی سے واپس آجائے

بکیں آوری باکسے برستیز
کینہ دہی سے اس سے لڑ

کنوں کرد باید عمل را حساب
عمل کا اب حساب کر لینا چاہیے

کسے گر چہ بد کرد و رسم بد نکرد
اگر کسی نے برائی کی ہے تو اس نے کوئی برائی نہیں کی

بگر آئینہ از آہ گرد و سیاہ
آہ کرنے سے اگر آئینہ کالا پڑتا ہو

ترس از گناہان خویش این نفس
اس وقت اپنے گناہوں سے ڈر

اگر نگار بھی اگر توبہ
کر لے گا قید و بند
آزاد رہے گا۔

قیامت کے دن
اعمال نامہ کی تشہیر

سے قبل انسان کو
اپنے عمل کا محاسبہ

کر لینا چاہیے۔
گناہوں سے
توبہ کر لے والا

ایسا ہے جیسا کہ
اس نے کوئی گناہ

کیا ہی
نہیں

ہے۔
آئینہ
برآہ کر کے منہ

کی بجائے لگائی
جائے تو وہ اور

دھندلا ہو جاتا ہے
یعنی بے فکری کی

زندگی گزار رہا تھا۔
قیدیوں کو دیکھ کر
نے فوراً ہی رہاں

سے نکل جانے کا خیال
کر لیا۔

یہ بتایا کہ یہاں
کے لوگ ظالم نہیں

ہیں بلکہ یہ قیدی واقعی
مجرم ہیں۔

چونہ شیش نماید پوشد بخاک
جب اس کو برا لگتا ہے اس کو مٹی سے چھپاتی ہے

ترسی کہ بروے فتد وید ہا
اس سے نہیں ڈرتا کہ اس پر نگاہیں پڑیں گی

کہ در خواجہ آبق شود چند گاہ
جو بالک کے پاس سے کچھ مدت کے لیے بھاگ گیا ہو

بہر بجز و بندش نیارند باز
پھر اس کو نہ بجز اور قید میں نہیں رکھتے ہیں

کہ از وی گزیرت بود یا گزیر
جس سے تجھے چارہ یا بچاؤ ممکن ہو

نہ وقتے کہ منشور گردد کتاب
نہ کہ اس وقت جب کتاب شائع ہو جائے

کہ پیش از قیامت عم خود بخورد
جب کہ قیامت سے پہلے اپنی منکر کر لی ہو

شود روشن آئینہ دل باہ
تو دل کا آئینہ آہ کرنے سے روشن ہوتا ہو

کہ روز قیامت ترسی ز کس
تاکہ تو قیامت کے دن کسی سے نہ ڈرے

حکایت

غریب آدم در سوا و حبش
حبش کے علاقہ میں میں مسافر بن کے پہنچا

برہ بریکے و کہ دیدم بلند
راستہ میں میں نے ایک اونچا چوڑا دیبھا

بیج سفر کردم اندر نفس
نوٹا اڑی میں نے سفر کی تیاری کر لی

یکے گفت کہیں بندیاں شب رو
کستی نے کہا کہ یہ قیدی چور ہیں

چو بر کس نہ اندر دستت ستم
جب تیرے ہاتھ سے کسی پر ظلم نہ ہوا ہو

غریب آدم در سوا و حبش
حبش کے علاقہ میں میں مسافر بن کے پہنچا

برہ بریکے و کہ دیدم بلند
راستہ میں میں نے ایک اونچا چوڑا دیبھا

بیج سفر کردم اندر نفس
نوٹا اڑی میں نے سفر کی تیاری کر لی

یکے گفت کہیں بندیاں شب رو
کستی نے کہا کہ یہ قیدی چور ہیں

چو بر کس نہ اندر دستت ستم
جب تیرے ہاتھ سے کسی پر ظلم نہ ہوا ہو

دل از دہر فارغ سر از عیش خوش
دل زمانہ سے فارغ سر عیش سے خوش تھا

تنے چند مسکین برو پائے بند
چند مسکین اس پر پیر بندھے ہوئے تھے

بیا باں گرفتہ جو مرغ از نفس
جنگل کو نکل گیا خنجرے سے پرند

نصیحت بکس نہ بد و حق نشنوند
نصیحت حاصل نہیں کرتے ہیں اور صحیح بات نہیں سنتے ہیں

ترا گر جہاں شحمہ گیر و غم
تو اگر دنیا کا بادشاہ تجھے گرفتار کر کے تو کیا غم ہے

نکو نام را کس نگیرد و اسیر
نیک نام کو کوئی قید نہیں کرتا ہے
نیا و رد عامل غش اندر میاں
جس کا رکن نے معاملہ میں کھوٹ نہ کیا ہو
وگر عفتش را فریبست زیر
اور اگر اس کی پاکدامنی میں خیانت چھپی ہے
چو خدمت پسندیدہ آرم بجائے
جب میں اچھی کارگذاری بجالار ہوں
اگر بندہ کوشش کند بندہ واد
اور اگر غلام غلامانہ کوشش کرے
وگر کند را بیت و رہبندگی
اگر غلامی میں سست رائے ہے
قدم پیش نہ کر ملک بگذری
قدم آگے بڑھا تا کہ فرشتے سے بھی آگے بڑھ جائے

بترس از خدای و ترس از امیر
خدا سے ڈر اور حاکم سے نہ ڈر
نیت بدیشد از رفع دیوانیاں
وہ دفتر والوں کی شکایت سے نکر نہیں کرتا ہے
زبان حسابش نگر و دلیسر
تو اس کے حساب کی زبان دلیز ہوگی
نیتدیشم از دشمن تیرہ رائے
تو تاریک خیال دشمن سے مجھے اندیشہ نہیں ہے
عزیزش بدار و خد و ننگار
آقا اس کو پیار رکھے گا
زبان داری افتد بخربندگی
انسانوں کی خدمت سے گدھوں کی خدمتگاری پر لگے گا
کہ گریبان مانی نہ دو مکتسری
اس لیے کہ اگر تو پیچھے رہ جائیگا تو وحشی جانور سے بھی کم ہے

حکایت

کے راجوگاں شبہ و امنوں
دامان کے بادشاہ نے ایک شخص کو بتے سے
شب از بے قراری نیارست خفت
وہ بے قراری کی وجہ سے رات بھر نہ سو سکا
بشب گر بردے بر شخف سوز
رات کو اگر کو تو ال کی خوشامد کرے تا
کسے روز محشر نگر و وحش
محشر کے دن وہ شخص شرمندہ ہوگا
اگر ہوشمندی زدا و رہخواہ
اگر تو عقلمند ہے خدا سے چاہے
منور از سر صلیح داری چہ بیم
اب بھی اگر تجھے صلاح کا خیال ہے تو کیا ڈر ہے
لطیف کہ آوردت از نیست نیست
وہ ہر بان جس نے تجھے نیست سے جنت کیا ہے
اگر بندہ دست حاجت برآر
اگر تو بندہ تو دست سوال دراز کر

بزد تا چو طباش برآمد فعناں
اتنا مارا کہ اس سے ڈھول کی سی آواز نکلی
برو پار سائے گذر کرد و کفیت
اس کے پاس سے ایک پار سا گذرا اور بولا
گناہ اکبر و شیش بر دے بروز
تو دن میں خطا اس کی آبرو ریزی نہ کرتی
کہ شبہا بدر کہ پرو سوز دل
جو راتوں کو درگاہ (خداوندی) میں سوز دل پیش کرے
شب تو بہ تقصیر روز گناہ
تو بہ کی رات میں گناہ کے دن کی مسافری
در عذر خواہاں نہ بندد کریم
عذر خواہوں کے لیے (اللہ) کریم دروازہ بند نہیں کرتا ہے
عجب کر بیتی نیک و دست و دست
اگر تو گرہ پڑے اور وہ تیری دستگیری نہ کرے تو تجھ کی بات
وگر شرمسار آب حشرت بہار
اگر تو شرمندہ ہے حشرت کا پانی برسا

مشہور ہے کہ
حساب پاک ارند
از محاسبہ پاک
نہا رند۔
آقا اس کا مرتبہ
گھٹا دے گا۔
نیک انسان
فرشتوں سے افضل
ہے۔ بد انسان
جانوروں سے بھی
بدتر ہے۔
میں رات میں جب تو

کرفار
ہوا
تھا
کو تو ال
کی خوشامد
کر لیتا اور رہائی
حاصل کر لیتا۔
بھان کو چلیے
کہ سارے دن کے
گناہوں کی رات کو
معافی چاہے۔
بہر وقت توبہ کی
جاسکتی ہے اور اسی صورت
میں اللہ ضرور تیری
فرمائا ہے۔
میں رو کر توبہ کر۔

نیامد بریں در کسے عذر خواہ
اس دروازے پر کوئی ایسا معافی چاہنے والا نہیں یا
نہریر و چند آبروئے کسے
خدا اس شخص کی آبروریزی نہیں کرتا ہے

کہ سیل ندامت شستش گناہ
ندامت پاکئی نے اس کے گناہ نہ دھو دے ہوں
کہ ریزد گناہ آب چشمش سے
جس کی آنکھوں کا پانی گناہ کو اکشر بہاتا ہو

حکایت

بصنعا درم طفلی اندر گذشت
صنعا میں میرا ایک لڑکا گذر گیا
قضا نقش یوسف جہاں نہ کرو
قضا نے کوئی یوسف جیسے جہاں والا یہ نقش نہیں بنایا
دریں باغ سروے نیامد بلند
اس باغ میں ایسا کوئی بلند سرو نہیں پیدا ہوا
عجب نیست بر خاک اگر گل شکفت
اگر زمین پر پھول کھلے تو کوئی تعجب کی بات نہیں
بدل گفتم اے تنگ مردان میر
میں نے دل میں کہا اے انسانوں کے لیے باعث ذلت تو مجھ
ز سودا و آشفگی بر قدش
اس کے تیرے پر فریفتگی اور جنون کی وجہ سے
زہم و دران جائے تاریک و تنگ
اس تاریک اور تنگ جگہ میں خون کی وجہ سے میر
چوباز آدم زان تغیر ہوش
جب اس تغیر میں ہوش میں آیا
گرت وحشت آمد ز تاریک جائے
اگر تجھے تاریک جگہ سے وحشت ہوتی ہے
شب گور خواہی منور چو روز
اگر تو چاہتا ہے کہ قبر کی رات دن کی طرح روشن ہو
تن کا رکن می بلرز و زتب
کاشتکار کا بدن بخار سے لرزتا ہے
گروے فراواں طمع ظن بر ند
بہت لالچی گروہ یہ گمان کرتا ہے
برآں خور در سعدی کہ بخند
اے سعدی پھل اسنے کھایا جس نے پودا لگایا

یہ سب کہاں کچھ
لالہ و گل میں نمایاں
ہو گئیں - خاک میں
کیا صورتیں ہو گئی

کہ
نہاں
ہو گئیں
یعنی
تختہ اکھاڑ کر
جب قبر میں داخل
ہوا -

چکویم کز انم چہ بر سر گذشت
میں کیا کہوں کہ اس سے میرے سر پر کب گذری
کہ ماتی گورش چو یوسف نچورد
جس کو قبر کی پھلی نے حضرت یوسف کی طرح نہ گل لیا ہو
کہ باو ابل بخش از بن نکلند
کہ موت کی ہولنے اس کی جڑ بنیاد سے نکالھٹا رہی ہو
کہ چندیں گل اندام در خاک خفت
اس نے کہ بہت سے پھول جیسے جسم والے زمین میں سو ہوئے ہیں
کہ کو دک رود پاک و آلودہ پیر
پچھ پاک جائے اور پوڑھا آلودہ بکر
بر اندا حتم سنگے از مرقدش
میں نے اس کی قبر کا ایک پتھر اکھاڑا
بشورید حال و بگردید رنگ
حال بدلتا ہو گیا اور رنگ فق ہو گیا
ز فرزند و بلند آمد بکوشش
فرزند و بلند کی جانب سے میرے کان میں یہ بات پڑی
ہشش باش و باروشنائی در آئے
تو ہوشیار رہ اور روشنی لے کر آ
ازیں جا چراغ عمل بر سر روز
یہیں سے عمل کا چراغ روشن کر لے
مبادا کہ نخلش نیار در طب
کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی کھجور پر ٹھجوریں نہ لگیں
کہ گندم نیفشاندہ خرمن بر ند
کہ گہیوں بکھرے بلیب کھلیان اٹھالے جائے گا
کسے بر خرمن کہ مخمے فشانند
کھلیان اسنے اٹھایا جس نے بیج بکھرا

باب دوم در مناجات

دسواں باب اللہ سے دعا کے بیان میں

بیاتا بر آریم دستے ز دل
آتا کہ دل کا ہاتھ (دعا کے لیے) اٹھائیں

بفصل خنزاں در نہ بینی درخت
تو نے نہیں دیکھا ہے کہ خنزاں کے موسم میں جو درخت
بر آرد ہی دستہائے نیاز
عاجزی کے خالی ہاتھ اٹھاتا ہے

بپندار ازیں در کہ ہرگز نہ لبست
اس دروازے سے جو کبھی بند نہیں ہوا یہ خیال نہ کر
ہمہ طاعت آرد و مسکین نیاز
سب بندگی پیش کرتے ہیں اور مسکین عاجزی

چو شاخ بر منہ بر آریم دست
نگلی شاخ کی طرح ہم بھی ہاتھ اٹھائیں
خداوند گارا نظر کن بجو و
اے خدا بخشش کی نظر فرما!

گناہ آید از بندہ خاکسار
ذلیل بندے سے گناہ ہو جاتا ہے
کریم بر رزق تو پروردہ ایم
اے داتا! ہم تیرے رزق سے پڑ ہیں

گدا چوں کرم بدین لطف و ناز
بھکاری جب مہربانی اور بخشش اور ناز برداری کی بھٹکاؤ
چو مارا بد نیا تو کردی عزیز
جب تو نے ہمیں دنیا میں باعزت کیا ہے

عزیزی و خواری تو بخشی و بس
عزت اور ذلت صرف تو بخشتا ہے
خدا یا بعزت کہ خواریم مکن
اے خدا! اپنی عزت کے طفیل مجھے ذلیل نہ کر

مسلط مکن چوں منی بر سرم
مجھے جیسا میرے سر پر مسلط نہ کر
بگیتی بت رزیں نیا شد بدے
نیامیں اس سے بڑی بات کوئی نہیں

کہ نتواں بر آورد فردا ز گل
اس لیے کہ کل کو مٹی سے نہ نکالا جائے گے

کہ بے برگ ماند ز سرمایے سخت
سخت جاڑے کی وجہ سے بے پتوں کے رہ جاتا ہے
ز رحمت نگر و تہید مست باز
رحمت (خداوندی) سے خالی ہاتھ واپس نہیں ہوتا

کہ نوید گرد و بر آوردہ دست
کہ ہاتھ اٹھانے والا ہا پوس ہو گا
بیاتا بد رگاہ مسکین نواز
مسکین کو نوازنے والے کے دربار تک تو آ

کہ بے برگ ازیں پیش توں شست
اس لیے کہ بے سرو سامان اس کے بعد نہیں بیٹھا جاسکتا
کہ جسم آمد از بندگاں در وجود
اس لیے کہ بندوں سے خطا وجود میں آتی ہے

بامید عفو خداوند گار
آقا سے معافی کی امید پر
بائعیم و لطف تو خو کردہ ایم
تیری مہربانی اور انعام کے عادی ہو گئے ہیں

نگرد و ز دُنیا بخشندہ باز
تو وہ دینے والے کا بچھا نہیں چھوڑتا ہے
بعقبی ہمیں چشم داریم یسر
آخرت میں بھی ہمیں ہی توقع ہے

عزیز تو خواری نہ بلیت ز کس
جس کو تو نے عزت دیدی وہ کسی کی جانب سے ذلت نہیں بھٹکاؤ
بذل گنہ شر مسارم مکن
گناہ کی ذلت سے مجھے شرمندہ نہ کر

ز دست تو بہ گر عقوبت برم
اگر میں سزا پاؤں تو تیرے ہاتھ ہی سے بہتر
جفا بردن از دست بچوں خودے
اپنے جیسے کے ہاتھوں سے ظلم سہتا

بلنگے درختوں کی
شاخیں گویا کہ بارش
کے لیے ہاتھ اٹھائے
ہوتے ہیں اور بارش
ان کی
حالی
لیت
مقبول
کی وجہ
سے ہوتی ہے
یعنی انسانوں
کے ہاتھوں مجھے ذلیل
نہ کر۔

مرا شرمساری ز روئے تو بس
تیرے سلنے ہی میری شرمندگی کافی ہے

گرم بر سر افتد ز تو سایہ
اگر کب سے سر پر تیرا سایہ پڑ جائے

اگر تاج بخشى سرا فرا ز دم
اگر تو تاج بخش دے میرا سر بلند ہو جاؤں

دگر شرمسارم مکن پیش کس
پھر مجھے کسی کے سامنے شرمندہ نہ کر

سہم بود و کست زں یا یہ
تو آسمان بھی انجھ سے کمتر مرتبہ کا ہو جائے

تو بر دار تاس نیند از دم
تو بلند رہے تاکہ تجھے کوئی گرا نہ سکے

حکایت

تتم می بل سر ز د جو یاد آورم
یہ کہ اسم لہرتا ہے جب مجھے یاد آ جاتی ہے

کہ میگفت با حق بزاری بس
بہت عاجزی سے اللہ سے کہ رہا تھا

بلطفم بخواں یا براں از درم
مجھے مہربانی سے بلالے یاد دروازہ سے بھگا دے

تو دانی کہ مسکین و بے چارہ ایم
تو جانتا ہے کہ ہم مسکین اور بے چارہ ہیں

نمی تاز و این نفس کش چناں
یہ کش نفس ایسا نہیں دھڑکتا ہے

کہ با نفس و شیطان بر آید نزور
نفس اور شیطان سے طاقت سے کون جیتا ہے

بمردان را ہمت کہ را ہے بدہ
اپنے راستے کے مردوں کے طفیل مجھے بھی ہمت دیکھ

خدا یا بذات خداوندیت
اے خدا اپنی خداوندی ذات کے طفیل

بلتیک حجاج بیت الحرام
بیت الحرام کے حاجو کی بلتیک کے طفیل

بت کبیر مردان شمشیر زن
ایسے تلوار باز مجاہدوں کی تکبیر کے طفیل

بطاعت پیران آراستہ
آراستہ پیروں کی بطاعت کے طفیل

کہ مارا درآں ورطہ یک نفس
کہ ہمیں اس ایک سانس کے بھنور میں

مناجاست شوریدہ در حرم
حرم میں ایک ستارے کی دعا

میگفت کہ دستم نگیب و کسے
کہ مجھے: گرا اس لیے کہ میری کوئی دستگیری کر نہ لائیں

ندار دج بزا ستانت سرم
میرے سر کے لیے تو تیری چوٹ کے سوا نہیں ہے

فروماندہ با نفس امارہ ایم
نفس امارہ سے عاجز ہیں

کہ عقلش تو اندگر فتن عیناں
کہ عقل اس کی باگ تھام سکے

نیر و پلنگاں نیا پید ز مور
بیونٹی سے چیتوں کی لڑائی نہیں ہو سکتی ہے

وزیں دشمن نام پنا ہے بدہ
اور ان دشمنوں سے مجھے پناہ دے دے

باوصاف بے مثل و مانند سیرت
بے مثل اور بے مانند اوصاف کے طفیل

بکافون شرب علیہ السلام
مدینہ میں دفن شدہ (ان پر سلام ہو) کے طفیل

کہ مرد و غار شمشیر زن
جو میدان جنگ کے بہادروں کو عورت سمجھیں

بصدق جوانان نو خاستہ
نوخیز جوانوں کی سچی کے طفیل

ز تنگ دو گفتن بفرما در س
دو کہنے کی ذلت سے یاد تو پہنچ

عقل برائوں
سے روکتی ہے لیکن

یہ کش نفس اس
کے قابو سے باہر ہے

۱ اگر تائید ایزدی
شامل نہ ہو تو نفس اور

شیطان کی مثال
چیتے کی سی ہے اور

انسان کی حیوانی کی
طرح ہے۔

۲ حاجی طلبہ پڑھتے
رہتے ہیں

۳ جس کا
مطلب

۴ کہ اب اللہ
ہم ترے دربار میں

حاضر ہیں۔
۵ انسان کا انجام

اسی کے مطابق ہوتا
ہے جو نزع سے قبل

اس کا اعتقاد ہوتا
ہے۔ دو کہنے

سے مصنف کی
مراد شرک ہے اور

ورطہ یک نفس
سے مراد حالت

نزع اور جان کنی ہے۔

امید است از انماں کہ طاعت کنند
جو لوگ فرماں برداری کرتے ہیں ان سے امید ہے
بیا کاں کر آلاشیں دور وار
پاکوں کے طفیل مجھے ناپاکی سے دور رکھ

یہ پیران لشت از عبادت و ووتا
ان بزرگوں کے طفیل جن کی عبادت کی وجہ سے کمر دہری
کہ چشم ز روئے سعادت مہند
کہ نیک بختی کے چہرے سے میری آنکھیں بند نہ کر
چراغ یقینم سرا راہ وار
یقین کے چراغ کو میرے راستہ کے آگے رکھ دے

بگرداں ز نا دیدنی دیدہ ام
نہ دیکھنے کی چیز سے میری آنکھیں پھر دے

من آل ذرہ ام در ہوائے تو نیست
میں وہ ذرہ ہوں جو تیری محبت میں مبتلا نہیں ہے

ز خورشید لطف شمع بسم
تیری مہربانی کے سوچ سے میرے لیے ایک کرن بھی کافی ہو

بدے را نگہ کن کہ بہتر کس است
تو اگر مجھے پر نگاہ ڈالے تو وہ بھلا ہے

مرا گم بگری بانصاف و داد
تو اگر مجھے انصاف اور عدل سے پکڑے گا

خدا یا بدلت مراں از درم
اے خدا مجھے ذلت سے دروازہ سے نہ بھٹکا

ورا ز جہل غائب شدم روز چند
اور اگر نادانی کی وجہ سے میں چند روز غائب رہا ہوں

چہ عذر آرم از تنگ تر دامن
گنہ گاری کا میں کیا عذر پیش کروں

فقیرم مجرم گناہم کبیر
میں فقیر ہوں گناہوں کی گنا میں مجھے نہ پکڑا

چرا بایدا ز ضعف عالم گر لیبست
میں اپنے حال کی کمزوری پر کیوں رو دوں

خدا یا بغفلت شکستیم عہد
اے خدا ہم نے غفلت میں عہد شکنی کی ہے

کہ بے طاقتاں را شفاعت کنند
کہ ناخبر مانوں کی سفارش کر دیں گے

و گر زلتے رفت معذور وار
اور اگر کوئی لغزش ہو گئی ہے تو معذور رکھ

تر شرم گنہ دیدہ بر لشت پا
گناہوں کی شرم کی وجہ سے آنکھیں قدموں پر ہیں

ز با ہم بوقت شہادت مہند
شہادت کے وقت میری زبان بند نہ کر

ز بد کردہم دست کوتاہ وار
برائی کرنے سے میرے ہاتھ کو کوتاہ کر دے

مدہ دست بر نا پسندیدہ ام
نا پسندیدہ چیز پر مجھے قابو نہ دے

وجود و عدم در ظلام یکسبت
تاریخی میں میرا وجود و عدم یکساں ہیں

کہ جز در شفاعت نہ بیند کسم
اس لیے کہ تیری کرن کے بدون مجھے کوئی نہیں دیکھ سکتا

گدا را ز شاہ التفاتے بس است
بھکاری کے لیے بادشاہ کی توجہ کافی ہے

بنالم کہ عفو نہ ایں وعدہ وار
میں خیر یاد کروں گا کیونکہ تیری معافی نے تو یہ وعدہ نہ کیا تھا

کہ صورت نہ بند دور و کرم
اس لیے کہ میرے لیے دوسرے دروازہ کی کوئی صورت نہیں

کنوں کا دم دیو برویم مہند
تو اب میں آگیا ہوں میرے اوپر دروازہ بند نہ کر

مگر عجز پیش آورم کالے غنی
ہاں عاجزی پیش کروں گا کہ اے بے نیاز

غنی را تر حسم بود بر فقیر
غنی بال دار فقیر پر ترس لگاتا ہے

اگر بن ضعیفم پناہم تو لبست
اگر چہ میں کمزور ہوں میری پناہ تو قوی ہے

چہ زور آور د با قضا دست جہد
تقدیر کے مقابلہ میں کوشش کا ہاتھ کیا دوکھا سکتا

۱۔ خدا کے وہ نیک
جس کی کمری کو غ
اور سجدہ کی کمری سے
دہری ہو گئی ہیں اور
پھر بھی اپنے اعمال
ایسے شرمندہ ہیں کہ
نگاہ او پر نہیں کرتے
ہیں۔

۲۔ حدیث شریف میں
ہے آخر وقت جس کی
زبان پر کلمہ شہادت
ہو گا وہ جنتی ہے

۳۔ چونکہ
ذرہ کا

وجود
بدون
شعاع کے
نظر نہیں آتا

۴۔ جس پرے پر نگاہ
کرم ہو جائے وہ
فوراً بھلا بن جائے

۵۔ اگر عفو و درگزر
نہ ہو تو انسان کی
نجات مشکل ہے

۶۔ میں گناہوں
کا عذر نہیں پیش کرتا
ہوں بلکہ جسم کی

درخواست ہے۔

چہ بر خیزند از دست تدبیر ما
ہماری تدبیر کے ہاتھ سے کیا بن سکتا ہے
ہمہ ہر چہ کہ در دم تو بر ہسم زوی
ہم نے جو کچھ کیا تو نے اس کو بر ہم کمر دیا
نہ من سر ز حکمت بدر می برم
میں تیرے حکمت سے سر باہر نہیں لے جاتا ہوں

جس کا بیان اگلے شعر
میں ہے کہ ہم تقدیر
کے ہاتھوں مجبور ہیں۔
ملا تقدیر سے نعر
نہیں جو کچھ ہوا ہے
تقدیر کے مطابق
ہوا ہے۔
ملا انسان کی خوبصورتی
اور بد صورتی اس
کے اختیار میں نہیں رہتی
ملا یہاں
سے
بھر
مناجات
شرع ہوئی

حکایت

سیہ چہ دئے را کسے زشت خواند
ایک کالی چمڑی والے کو کسی نے برا کہا
نہ من صورت خوش خود کردہ ام
میں نے اپنی صورت خود نہیں بنائی ہے
ترا با من از زشتیت رویم چہ کار
اگر میں بد صورت ہوں پیچھے مجھ سے کیا سر و کار
از انہم کہ بر سر بستی ز پیش
جو کچھ تو نے پہلے ہی سے میرے لیے لکھ دیا ہے
تو دانائی آخر کہ قادریم
تو جانتا ہے کہ آخر میں تدرت والا تو نہیں ہوں
گرم رہنمائی رسیدم بخیر
اگر تو میری رہنمائی کرتا تو میں بھلائی تک پہنچتا ہوں
جہاں آنسریں کر نہ یاری کند
جہاں کا پیدا کرنے والا اگر مدد نہ کرے

جوابے بگفتش کہ چہ سرائے بماند
اس نے اسے ایسا جواب دیا کہ وہ حیران رہ گیا
کہ عیلم شماری کہ بد کردہ ام
کہ تو میرا عیب کن ہے کہ میں نے جبر کیا ہے
نہ آخر منہم زشتیت و زیبا نگار
آخر برے اور اچھے نقش بنانے والا میں تو نہیں ہوں
نہ کم کردم اے بندہ پروردہ پیش
اے بندہ پروردہ میں اس سے نہ کم ہو سکتا ہوں نہ زیادہ
توانائے مطلق توئی من کیسم
علی الاطلاق تو تادرس ہے میں کون ہوں
و گر کم کنی باز ماندم ز سر
اور اگر تو اکم کر دے تو میں سیر کے رک جاتا ہوں
کجا بندہ پرہیزکاری کند
تو بندہ کب پرہیزکاری کر سکتا ہے

ہے۔
یہ نیکی بدی سب
تیری قدرت سے
ہے۔
ملا یعنی عالم ملکوت
کی سیر۔
ملا تو بہ ہر وقت ہم رہنا
بھی خدا کی توفیق
پر منحصر ہے۔

حکایت

چہ خوش گفت درویش کوتاہ دست
ایک مفلس درویش نے کیا اچھا کہا
گرا و تو بہ بخشد بماند در دست
اگر وہ تو بہ کی توفیق دیدے تو وہ ٹھیک ہو سکتی ہے
بحققت کہ چشم ز باطل بدوز
تجھانے حق کی قسم کہ میری آنکھیں باطل سے حق سے
ز مسکینم روئے در خاک رفت
مسکین کی وجہ سے میرا چہرہ تو مٹی میں مل گیا

کہ شب تو بہ کرد و سحر کہ شکست
جس نے رات کو تو بہ کی اور صبح کو تو ہادی
کہ پیمان ما بے ثباتست و مست
اس لیے کہ ہمارا عہد تو ناپائیدار اور کمزور ہے
بنورست کہ فردا بنارم مسوز
تجھانے نور کی قسم کل کو مجھ آگ میں نہ جلانا
غبار کینا ہم ہر افلاک رفت
میرے گناہوں کی آمد و آمد آسمان پر چڑھ گئی

تو یک تو بت اے ابر رحمت بہا
اے ابر رحمت تو ایک بار برس جا
زجر محم دریں مملکت جاہ نیست
گناہوں کی وجہ سے اس ملک میں میرا کوئی مرتبہ نہیں ہے
تو دانی ضمیر زبان بستگان
زبان بند کیے ہووں کے دل کی بات تو جانتا ہے

کہ در پیش باران نیاید غبار
اس لیے کہ بارش کے سہلے غبار نہیں ٹھہرتا ہے
لیکن ہلک و گہرا راہ نیست
لیکن دوسرے ملک کا کوئی راستہ بھی نہیں ہے
تو مرہم نہی بر دل خستگان
زخمیوں کے دل پر تو ہی مرہم رکھنے والا ہے

حکایت

مٹے در بروی از جہاں بستہ بود
ایک آتش پرست اپنے اوپر دنیا سے دروازہ بند کر چکا تھا
پس از چند سال آن کو پیدہ کیش
چند سال کے بعد اس بد مذہب کو
پہلے بست اندر بامید خیر
بھلائی کی امید پر بت کے پیروں میں
کہ در ماندہ ام دست گیرے صنم
کہ اے بت میں عاجز ہوں میری دستگیری کر
بزار بد و خد متش بار بار
اس کی خدمت میں بار بار عاجزی کی
مٹے چوں بر آرد مہمات کس
ایک بت کس طرح کسی کے بڑے کام پے کر سکتا ہے
بر آشفیت کاے پائے بند ضلال
وہ بگڑ گیا کہ اے گمراہی کے قیدی
مہمے کہ در پیش دارم بر آرد
جو کام مجھے درپیش ہے وہ پورا کر دے
ہنوز از بت آلودہ رویش بنجاک
ابھی اس کا چہرہ بت کی خاک میں آلودہ تھا
حقائق شناسے دریں خیرہ شد
ایک حقیقتوں کا جاننے والا اس معاملہ میں حیران ہو گیا
کہ سرگشتہ دون پزدان پرست
کہ ایک پزدان کو پہنچنے والا حیران کہینہ
دل از کفر و دست از جنایت شست
جس نے دل کو کفر سے اور ہاتھ کو گناہ سے نہیں دھویا

بٹے را بخد مت میاں بستہ بود
ایک بت کی خدمت میں کمر بستہ تھا
قضا حالتے صعبش آورد پیش
خدا کے کرنے سے ایک سخت حالت درپیش آگئی
بنالید بے چارہ بر خاک ویر
بے چارہ بت خانہ میں رو رہا تھا
بجاں آدم جسم کن بنم
میں عاجز آ گیا ہوں مجھ پر لا جسم کر
کہ پیش بسا مان شد کار ہا
اس کا کام کچھ بھی نہ بنا
کہ نتواند از خود بر اندن مگس
جو اپنے اوپر سے کبھی نہیں اڑا سکتا ہے
بباطل پرستید مت چند سال
میں نے تجھے اتنے سال خواہ مخواہ پوجا
وگر نہ بخواسم نہ پروردگار
ورنہ میں نہ دال کے مانگوں گا
کہ کامش بر آورد پزدان پاک
کہ اللہ پاک نے اس کا مقصد پورا کر دیا
سر وقت صافی بر و تیرہ شد
اس کا صاف وقت اس پر تاریک ہو گیا
ہنوز شش ہزار خم بتخانہ مست
جس کا سر بھی تک بتخانہ کے منکے سے مست ہے
خدایش بر آورد کلمے کہ حبست
جو مقصد اس نے چاہا خدا نے وہ پورا کر دیا

یعنی دنیا سے
بے تعلق ہو کر ایک بت
کی پوجا میں لگا رہتا
تھا۔

یہ شیخ
سعید
کا قول ہے۔

یہ آتش پرست
دو خدا مانتے ہیں
ایک خدا جو غیر کا پیدا
کرے والا دوسرا کہ
جو شر کا خالق ہے۔

فرورفتہ خاطر دریں شکش
 اس مشکل میں اس کی طبیعت بھی چار ہی تھی
 کہ پیش صنم پر ناقص عقول
 کہ ناقص عقل بوڑھے نے بت کے سامنے
 گرا نہ در کہ ما شود نیر و
 اگر ہمارے دربار سے بھی دھو جائے
 دل اندر صمد بایاے دوست
 اے دوست (اللہ) صمد سے دل لگانا چاہیے
 محالست اگر سر بریں در نہی
 اگر تو اس دروازہ پر سر دھرے تو ناممکن ہے
 خدا یا مقصر بکار آمدیم
 اے خدا ہم کام میں کوتاہی کر نیو لے آئے ہیں

ہا کہ خدا اے اس
 مشرک کی دعاں
 قدر جلد کون منظور
 کر لی۔
 مٹا ناز حسین کے لگو
 موزوں ہو گنہگار
 خدا سے کس برے

پر جنت
 کا
 لپکا
 ہے
 مٹا میں خدا
 کے سامنے توبہ کر رہا
 ہوں اور اس سے
 دستگیری چاہتا ہوں
 مٹا میرے لیے باعث
 شرم ہے کہ میں خدا
 کے کرم سے گناہ کو بڑا
 سمجھوں۔

۱۰

کہ پیغامے آمد بگوشش دلش
 کہ اس کے دل کے کان میں پیغام آیا
 بسے گفت و قولش نیا مد قبول
 بہت کچھ کہا اور اس کی بات اس نے نہ مانی
 پس آنکہ چہ فرق از صنم تا صمد
 پھر بہت اور بے نیاز میں کیا فرق ہے
 کہ عاجز تر انداز صنم مر کہ ہست
 اس لیے کہ اور جو بھی ہے بت سے کھلی زیادہ عاجز ہے
 کہ باز آیدت دست حاجت نہی
 کہ تیری ضرورت کا ہاتھ خالی لوٹے
 گنہگار و امیدوار آمدیم
 گنہگار ہیں اور امیدوار بن کر آئے ہیں

حکایت مست و موزن

ایک مست اور موزن کا قصہ

شنیدم کہ مستے ز تاب بید
 میں نے سنا ہے کہ ایک مست شراب کی گرمی سے
 بنا لید بر آستان کرم
 خدا کی چو کھٹ پر رونے لگا۔
 موزن گریباں گرفتش کہ ہیں
 موزن نے اس کا گریبان پکڑا کہ ہائیں
 چہ شائستہ کردی کہ خواہی بہشت
 تو نے کیا نیکی کی ہے کہ بہشت چاہتا ہے
 بگفت ایں سخن پیرو بکر سبت مست
 بوڑھے نے یہ بات کہی اور مست رو دیا
 عجیب داری از لطف پروردگار
 تجھے تعجب ہے کہ خدا کی مہربانی کا
 ترا می نگویم کہ عند ر م پذیر
 میں تجھ سے تو نہیں کہتا ہوں کہ میرا عذر قبول کرتے
 ہی شرم دارم ز لطف کریم
 مجھے تو کریم کی مہربانی سے شرم آتی ہے
 کسے را کہ پسری در آرزو ز پائے
 جس کسی کو تیرا پاپا گرا دے

بمقصود مسجد مسجدے در وید
 ایک مسجد کے حجرے میں گھس آیا
 کہ یارب بفر دوس اعلیٰ بر م
 کہ اے پروردگار مجھے اعلیٰ فردوس میں پہنچا دے
 ساکت مسجد اے فارغ از عقل و دین
 کتا اور مسجد اے عقل از دین سے خالی
 نمی ز بیدت ناز باروئے زشت
 بد صورتی کے ہوتے ہوئے ناز کرنا تجھے زیبا نہیں ہے
 کہ مستم بد را ز من اے خواجہ دست
 کہ میں تو ملکت ہوں اے صاحب مجھ سے ہاتھ اٹھا لیجیے
 کہ باشد گنہگارے امیدوار
 ایک گنہگار امیدوار ہو
 در توبہ باز است حق دستگیر
 توبہ کا دروازہ کھلا ہے اور خدا دستگیر ہے
 کہ خواہم گنہ پیش عفو ش عظیم
 کہ اس کی معافی کے مقابلہ میں اپنے گناہ کو بڑا ہوں
 چو دستش نگیرد و خنیز و زجائے
 اگر کوئی اس کی دستگیری نہ کرے تو وہ اپنی جگہ سے نہ اٹھے گا

من آنم زیلے اندرافتاده پیر
 میں فری گرا ہوا بوڑھا ہوں

نگویم بزرگی و جہلم ہم بخش
 میں نہیں کہتا ہوں کہ مجھے بزرگی اور مرتبہ عنایت کر

اگر بارے اندک زلل داند م
 اگر کوئی دوست میری تھوڑی سی خطا دیکھے

تو بینا و ماحالف از یک دگر
 تو بچھنے والا ہے اور ہم ایک دوسرے سے ڈرتے ہیں

بر آوردہ مردم ز بیرون خروش
 لوگوں نے باہر سے شور مچا رکھا ہے

بنادانی از بندگاں سرکشند
 اگر غلام نادانی سے سرکشی کرتے ہیں

اگر جرم بخشی بمقتدار جو د
 اگر تو اپنی سخاوت کے اندازے کے مطابق خطائیں مٹا کرے

و گشتم گیری بقدر گناہ
 اگر تو گناہ کے مطابق غصہ کرے

گرم دستگیری بجائے رسم
 اگر تو میری دستگیری کرے تو میں کسی جگہ پہنچ جاؤں

کہ زور آورد گر نہ یاری دہی
 اگر تو مدد کرے تو کون زور دکھا سکتا ہے

و خواہند بودن بخشہ فریق
 محشر میں دو فریق ہوں گے

عجب گریو در اہم از دست راست
 تعجب ہو گا اگر میرا دستہ دائیں ہاتھ کی طرف ہو گا

ولم می وہ وقت و وقت ایں امین
 میرا دل مجھے ہر وقت یہ امید دلاتا ہے

عجب دارم از شرم داروز من
 تعجب ہے مجھے اگر وہ مجھ سے حیا برتے گا

نہ یوسف کہ چندیں بلا دید و بند
 کیا یوسف نے ایسا نہیں کیا کہ اس قدر تعصبات قید بھی

گنہ عفو کرد آل یعقوب را
 تو یعقوب کی اولاد کی خطا معاف کر دی

خدا یا بفضلت تو ام دستگیر
 اے خدا تو اپنے فضل سے میری دستگیری فرما

فروماندگی و گناہ ہم بخش
 میری کوتاہی اور گناہ کو بخش دے

بنا بخردی شہرہ گرداندم
 تو مجھے بے عقل مشہور کر دے

کہ تو پردہ پوشی و ما پردہ در
 اس لیے کہ تو پردہ رکھنے والا ہے اور ہم پردہ چاک کر بیٹھے ہیں

تو بابتہ در پردہ و پردہ پوش
 تو پردے میں بھی بندے کے ساتھ اور پردہ رکھنے والا

خداوند گاراں قلم در کشند
 تو مالک معاف کر دیتے ہیں

نماند گرفتارے اندر وجود
 تو کوئی گرفتار موجود نہیں رہ سکتا

بدوزخ فرست و ترانہ و نحوا
 تو دوزخ میں بھیج دے اور ترانہ و نہ منگا

و گرفتگنی برنگی رسم
 اور اگر تو گرا دے تو کوئی دستگیری نہیں کر سکتا

کہ کیسے در جو تو رستگاری دہی
 اگر تو چھٹکارا دیدے تو کون گرفتار کر سکتا ہے

ندانم کدماں و ہندم طریق
 معلوم نہیں مجھے (فرشتے) کون سے کارنامہ دینگے

کہ از دست من جز کثری برنخواست
 اس لیے کہ میرے ہاتھ سے تو کبھی کے علاوہ کچھ نہیں ہوا ہے

کہ حق شرم داروزموتے سپید
 کہ اللہ تعالیٰ کو سفید بالوں سے حیا آتی ہے

کہ شرم نمی آید از خوشتن
 اس لیے کہ مجھے اپنے آپ سے تو شرم نہیں آتی

چو حکمش رواں گشت قدرش بلند
 جب ان کا حکم جاری اور مرتبہ بلند ہو گیا

کہ معنی بود صورت خوب را
 اس لیے کہ اچھی صورت بھی کوئی معنی رکھتی ہے

لیکن چونکہ تو پردہ پوش ہے لہذا ہم بے باک ہو گئے ہیں۔
 ہمارے گناہ تو اس قدر بڑھے ہوئے ہیں کہ بلا تاملے نتیجہ ظاہر ہے۔
 ایک دامن چاہا والے اور ایک بائیں جانب الے۔
 ۱۰۔
 اللہ بڑھے انسان کو سزا دینے سے حیا کرتا ہے۔
 حضرت یوسفؑ بھائیوں کے مصائب برداشت کیے لیکن قدرت حاصل ہو جا کر سب کو معاف کر دیا۔
 ملا خدا حسن ظاہری کے ساتھ پاکیزہ اخلاق بھی عنایت کر دیتا ہے۔

بکر دار بدشاں مقید نہ کرو
برائی کی وجہ سے ان کو قیدی نہ بنایا
زلطفت بھی چشم دار یکم نیر
نیری مہربانی سے ہم بھی امید کرتے ہیں

بضاعت مزجات شاں رو نہ کرو
ان کی کھوئی پونجی کو نہ کوٹا یا ۔
بدیں بے بضاعت بخش لے عزیز
اے عزیز اس بے بضاعت کی بھی بخش فرما

بضاعت نیا و روم الا امید
امید کے علاوہ میں کوئی سرمایہ نہیں لایا ہوں
خدا یا زعموم مکن نا امید
اے خدا مجھے معافی سے نا امید نہ کرنا

گزارش

سب رنگ کتاب گھر نے شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں
سے سب سے پہلے گلستاں بتحشیہ مولانا سجاد حسین صاحب صدر مدرس مدرسہ
عالیہ فقیوری دہلی شائع کی جس کی ملک میں غیر معمولی مقبولیت ہوئی اس کے
بعد بوستاں بتحشیہ مولانا موصوف شائع کی جو انتہائی پسندیدگی کی نظر سے دیکھی
گئی۔ مولانا موصوف سے ہی گلستاں کا ترجمہ کرایا گیا اور گلستاں مسترحم شائع
کی گئی۔

اب یہ بوستاں مولانا موصوف ہی کے ترجمہ کے ساتھ ہدیہ ناظرین ہے
ادارہ اپنی ان کوششوں پر بجا فخر کر سکتا ہو اور یہ کہہ سکتا ہے کہ سوشل کے
انقلاب کے بعد ان کتابوں کی ہندوستان میں دوبارہ زندگی اس ادارہ ہی
کی رہن منت ہو۔ خدا اس کوشش کو مقبول فرمائے۔

منہج سب رنگ کتاب گھر دہلی



مطبوعہ ناز آفست ورس دہلی
اصلاحی محمد غفران فاضل دارالعلوم دیوبند

خدا کا شکر ہے کہ
ماہ محرم ۱۳۸۱ھ
میں یہ ترجمہ
ادرا
حاشیہ
یا
تفحشیں
کو پونجی
سجاد حسین

ASL-205

Vol I

ASL-206

Vol II

ASL-207

(121/191th Gm.)
Bihisti - Zewar (Mukammal Mukallaf)
(4th) Darret Molau Asbat Ah. Thawir.
Kutubkane Imdadiya Deband
(130 H)
(92 pages)

-do - vol. II
172 pages (130 H)

Bostan-i-Sadr (Mubtajan)
Sheikh Sadr Shari' (Tr. by Molau
Dagi Sajjad Humari -
Sadrang Khatir Shar Belhi.
273 pages (1961 A.D.)

